تاریخِ بلوچ و بلوچستان

جلد چہارم

تصنیف

میر نصیر خان احمدزئی
(کمبرانی)

بلوچی اکیڈمی
کوئٹہ

۷۸۶

تاریخ بلوچ و بلوچستان

جلد چہارم

تصنیف

میر نصیر خان احمد زئی (کمبرانی) بلوچ بی اے

(تمغہ امتیاز)

سابق وزیر دربار ریاست عالیہ قلات بلوچستان

سابق ڈپٹی کمشنر بلوچستان اسٹیٹس یونین

سابق چیئرمین ٹیکسٹ بک بورڈ صوبہ بلوچستان

سابق چیئرمین سیکنڈری اینڈ انٹرمیڈیٹ بورڈ صوبہ بلوچستان

(جملہ حقوق محفوظ)

طباعت اول جولائی ۱۹۹۳ء

طابع ــــــــ بلوچی اکیڈمی

مطبع ــــــــ ملک پرنٹرز، کوئٹہ

تعداد ایک ہزار

قیمت Rs 250

مصنف میر نصیر خان احمدزئی (کمبرانی) بلوچ بی اے

مسودہ کا نظر ثانی کنندہ
واجہ غوث بخش صابر بلوچ، سابق سیکرٹری جنرل بلوچی اکیڈمی

انتساب

حضرت امیر سمندر خان احمدزئی (کمبرانی) بلوچ
ملقب بہ۔ سخی سمندر

کے نام

جن کے مدبرانہ قیادت نے خطہ بلوچستان کو
سلطنت ایران و سلطنت ہندوستان
کے مابین ایک مستقل بفر اسٹیٹ
یا (فاصل ریاست) کی حیثیت دیا
سنہ ۱۶۹۷ء تا ۱۷۱۴ء

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱-	اِنتساب	د
۲-	دیباچہ	ز
۳-	باب اول - اُمیر میرد - اول - کیکانی براخوئی کرد بلوچ	۱
۴-	باب دویم - الجیئے تُو - کی - تخت نشینی (۱۳۰۲ء تا ۱۳۱۶ء)	۲۸
۵-	باب سویم : اُمیر کمبر میروانی براخوئی بلوچ کی مسند نشینی (۱۳۳۰ء تا ۱۳۶۰ء)	۶۴
۶-	باب چہارم : بلوچستان میں رند بلوچوں کی حکمرانی کا قیام (۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء)	۹۳
۷-	باب پنجم : بلوچستان پر میروانی بلوچوں کی دوبارہ حکومت کا قیام	۱۲۹
۸-	باب ششم : اُمیر ذگر میروانی بلوچ کی مسند نشینی (۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۹ء)	۱۶۳
۹-	باب ہفتم : اُمیر حسن کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی (۱۵۳۹ء تا ۱۵۶۹ء)	۱۹۱
۱۰-	باب ہشتم - امیر ملوک کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی (۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء)	۲۲۱

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۵۲	باب نہم : امیر سوری کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی (۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء)	۱۱-
۲۷۹	باب دہم - علامہ مولائی شیدائی کا تعارف	۱۲-
۳۱۰	باب یازدہم : امیر کیچی کمبرانی بلوچ مسند نشینی (۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۷ء)	۱۳-
۳۳۸	باب دوازدہم - تتمہ تاریخ بلوچ و بلوچستان جلد چہارم	۱۴-
۳۶۵	باب سیزدہم : بلوچستان کے قدیم خطے	۱۵-
۴۲۱	باب چہاردہم : ایک سہو کی تصحیح	۱۶-
۴۳۳	ضمیمہ	۱۷-
۴۸۷	کتابیات	۱۸-

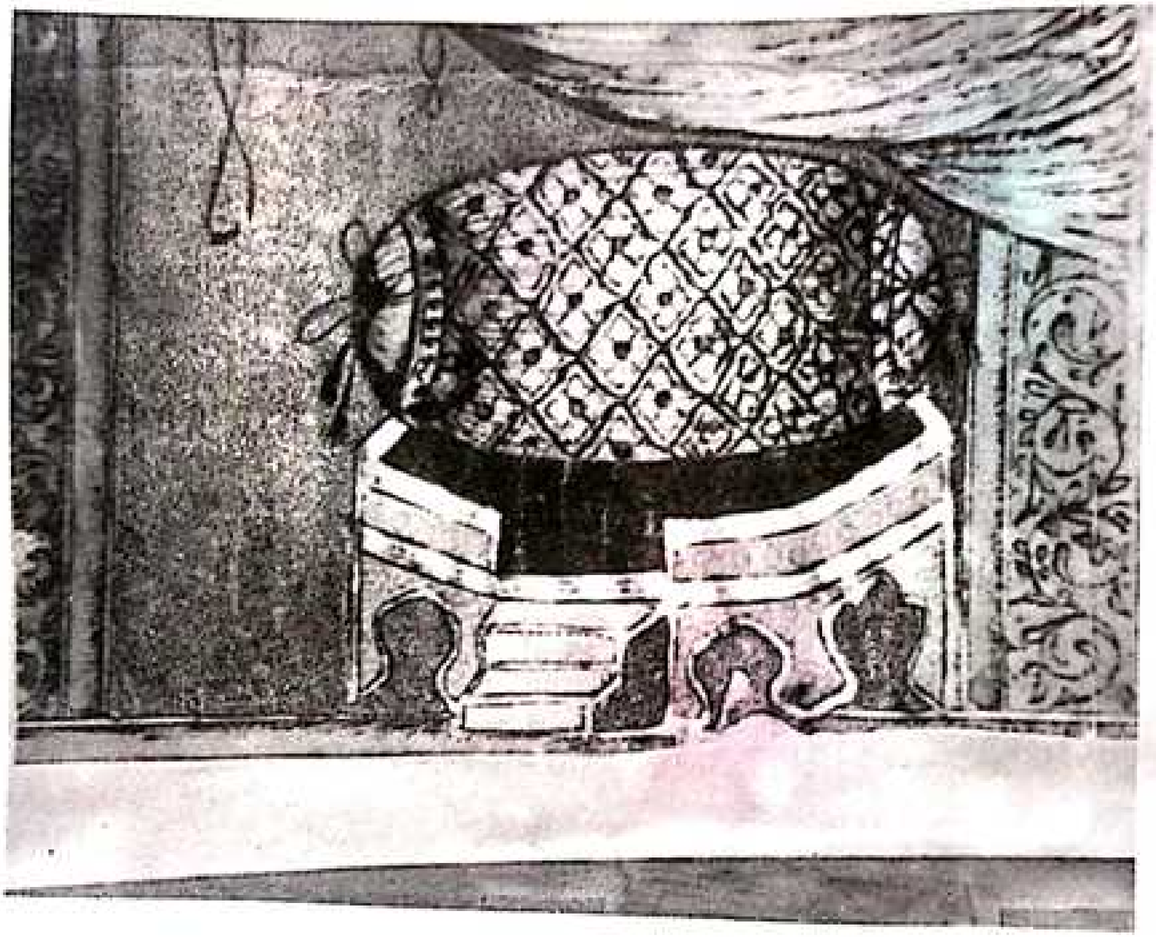

عکس مسند حکمرانی بلوچ ملت

دیباچہ

قارئین گرامی کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ بلوچ اور بلوچستان کی تاریخ کی چوتھی جلد ہے جو تیسری جلد کے تاریخی واقعات کا تسلسل ہے۔ بلوچ ملت کی نشاۃ ثانیہ کی ابتداء امیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دور میں ہوتی ہے۔

جبکہ سلطنت ایران پر (ال خان) خاندان تاتاری کی حکومت بذریعہ ہلاکو خان قائم ہو جاتی ہے۔ ہلاکو خان سلطنت ایران پر ۱۲۵۸ء سے لے کر ۱۲۶۵ء تک حکمرانی کرتا رہا ہے ہلاکو خان کے بعد اس کے خاندان کا ساتواں بادشاہ گزن کے دور ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) حکمرانی میں قدیم بلوچستان کے خطہ توران و خطہ مکران میں اکراد بلوچ کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ ہیں جو اُمیر گزن تاتاری بادشاہ کے ہم عصر تھے۔

اکراد بلوچ قبائلی کونسل توران (سطح مرتفع قلات)

۱۔ اُمیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دیگر دس براخوئی کرد بلوچ کے طالبعوں کے امرا کے نام اس طرح ہیں۔

۲۔ اُمیر مزار بیم گورانی براخوئی کرد بلوچ

۳۔ اُمیر حبیب سارونی براخوئی کرد بلوچ

۴۔ امیر بلال غزداری براخوئی کرد بلوچ

۵۔ اُمیر اسماعیل مشکانی براخوئی کرد بلوچ

۶- امیر احمد ا ریلی براخوئی کرد بلوچ
۷- امیر جلال بولانی براخوئی کرد بلوچ
۸- امیر توکل گرشیکانی براخوئی کرد بلوچ
۹- امیر مراد علی ساجدی براخوئی کرد بلوچ
۱۰- امیر تاکام سنگر براخوئی کرد بلوچ
۱۱- امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ

اکراد بلوچ قبائلی کونسل مکران

۱- امیر جیسان ادرگانی کرد بلوچ
۲- امیر رجب مالی کرد بلوچ
۳- امیر منذر کرمانی کرد بلوچ

خطہ قدیم بلوچستان میں سیاسی تبدیلی

بلوچوں کا نظام قوم داری جو دنیا میں قبائلی نظام حیات کے نام سے معروف ہے یہ ایک ایسا مکمل نظام حیات ہے۔ جو بلوچ سماج کی عسکری مجلسی اور دوسری معاشی اور معاشرتی ضرورتوں کی کماحقہ پذیرائی کرتا ہے بلوچ تاریخ کے ارتقاء کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ بلوچوں کے اس قبائلی نظام میں حالات اور وقت کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کی جملہ صلاحیتیں موجود ہیں اور تاریخ اس امر پر صحیح طور پر روشنی ڈالتی ہے۔ کہ اس نظام حیات نے قومی ضرورتوں کے تحت وقت کے کسی بھی تقاضے سے

بغاوت نہیں کی۔ بلکہ اس کے مقابلے میں خود کو حالات کے سانچے میں ڈھلنے میں کسی مرحلہ پر بے تحمّلی سے کام نہیں لیا چنانچہ اکراد بلوچ توران و مکران نے گزن کے دور (۱۲۹۵ھ تا ۱۳۰۲ھ) حکومت میں اندازہ لگایا۔ کہ اکراد بلوچ قبائلی کونسل پنجگانہ کی جگہ بلوچوں کا ایک وسیع اور جامع اتحاد ہونا چاہیئے جسے انگریزی زبان میں کنفیڈریسی کہتے ہیں۔ لہذا اس دور کے اکراد بلوچ کے امراء نے بلوچ کنفیڈریسی کی تشکیل کی۔ جس نے بڑھتے۔ بڑھتے بلوچستان کے تمام بلوچ خطوں کو اپنے میں سمولیا۔ اور بلوچ کنفیدریسی کی ہائی کمان نے بلوچستان کے تمام متحدہ خطوں کو انتظامی لحاظ سے ۱۔ جاغی ۲۔ خاران ۳۔ مکران ۴۔ توران خورد سراوان و جھالاوان) ۵ لس بیلہ میں منقسم کیا قدیم توران میں سراوان، جھالاوان، لس بیلہ کے علاقے شامل تھے۔ مگر بعد میں ایسے سیاسی حالات رونما ہوئے جن کی بناء پر لس بیلہ میں اُرمیلی براخوئی کرد بلوچوں کی جگہ۔ جدگال قبائل مستقلاً آباد ہوگئے۔ اور وہاں سے اُرمیلی بلوچوں کو نکال دیا۔ لہٰذا امیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دور میں خطہ لس بیلہ میں اکثریت جدگال قبیلوں کی آباد تھی۔ چونکہ سماجی تجارتی اور مذہبی لحاظ سے لس بیلہ کا دارومدار بلوچی خطوں سے تھا۔ لہٰذا بلوچ امراء نے بلوچ کنفیڈریسی بناتے وقت لس بیلہ کو بھی بحیثیت ایک خطہ بلوچ اتحاد میں شامل کر دیا۔ تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اسی دور میں خطہ بلوچستان نے بلوچستان کا نام اختیا

کیا۔اور قدیم خطہ توران کا نام یکسر بدل گیا۔اس کے شمالی علاقہ کیکانان کو سراوان اور وسطی توران کے علاقے عزدار سارونہ شکے گرلیشہ کو جھالاوان کا نام دیا گیا۔آج تک انہی ناموں سے مشہور و معروف ہیں۔ جنوبی توران کے خطہ ارمابیل کو لس بیلہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اسی دور میں بلوچ قبائل کے نام بھی یکسر بدل گئے موازنہ کی خاطر چند قدیم بلوچ قبائل کے نام اور چند جدید بلوچ قبائل کے نام یہاں تحریر کروں گا۔جو قارئین گرامی کے لئے بے حد دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

۱۔ قدیم دور میں بلوچ قبائل کے نام

(۱) ۱۔ براخوئی ۲۔ ادرکانی ۳۔ زنگنہ ۴۔ سنجاوی ۵۔ مالی ۶۔ کرمانی ۷۔ سباہی ۸۔ سقاری ۹۔ سنجانی ۱۰۔ بازی جانی ۱۱۔ اسورانی ۱۲۔ شاری ۱۳۔ شاماری ۱۴۔ سُریانی ۱۵۔ بابینی

(۲) امیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد کے دور میں بلوچ قبائل کے نئے نام جو شہرت پا گئے۔

۱۔ میروانی ۲۔ کمبرانی ۳۔ کلنذرانی ۴۔ سمالانی ۵۔ حالانزئی ۶۔ مینگل ۷۔ زہدینی ۸۔ محمد شاہی ۹۔ رمیٹانی ۱۰۔ موسیانی ۱۰۔ لانگو ۱۱۔ کہدانی ۱۲۔ نوشیروانی ۱۳۔ بگٹی ۱۴۔ مری ۱۵۔ بگٹی

بلوچ قوم کے قانون کو جسے ہم بلوچی رواج کہتے ہیں اسی دور میں اس قانون کی ابتداء ہوئی۔ سماجی زندگی کی ارتقاء کے ساتھ ساتھ سماجی زندگی کو صحیح خطوط پر چلانے کے لئے

قواعد و ضوابط مرتب کئے جاتے رہے ہیں۔ اور اب تک کئے جا رہے ہیں۔

اس وقت تک بلوچ قوم کی تاریخ پر جو مستند کتابیں لکھی گئیں ہیں، اُن کے نام اس طرح ہیں۔ تاریخ مروخ شیخ محمد مروخ کردستانی، کوردگال نامک تالیف اخوند محمد صالح اخبار ابرار تالیف آخوند محمد صدیق، تاریخ بلوچستان۔ جلد اول و جلد دوئم تالیف میر گل خان نصیر، بلوچی زبان کے ملک الشعراء

اس کے علاوہ ہندوستان پر انگریزی دور حکومت کے دوران کئی ایک انگریز آفیسرز، ہندوستانی حضرات اور بلوچ حضرات نے تاریخ بلوچ پر نہایت محنت شاقہ سے خامہ فرسائی کی ہے ان سب تاریخی کتابوں میں میری کتاب کی چوتھی جلد کا تاریخی دور جو ۲۵۶ سال کے عرصے پر محیط ہے۔ یعنی ۱۷۱۰ء سے لیکر ۱۹۶۶ء تک کی تاریخی واقعات کو کسی مصنف نے تفصیل سے بیان نہیں کیا ہے۔ اگر کسی موءرخ نے اس دور کا تذکرہ کیا بھی ہے۔ تو وہ بھی سرسری انداز میں اس بارے میں بھی بلوچی زبان کے ملک الشعرا میر گل خان نصیر مرحوم نے بلوچستان کی تاریخ کی پہلے جلد میں اس دور کے مختصر حالات کا تذکرہ ضرور کیا ہے مگر تفصیل میں نہیں گئے ہیں۔ نہ معلوم گرامی القدر مصنفین نے اس دور کے واقعات کی طرف توجہ کیوں نہیں دی ہے بنابریں اس لحاظ سے میری تاریخ کی چوتھی جلد بہت اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ اس دور کی یعنی

۱۸۱۲ء سے لے کر ۱۶۶۶ء تک کے بلوچ قوم کی تاریخ کو میں نے نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے اور بلوچ ملت کے قارئین سے مجھے اُمید واثق ہے کہ بلوچ قوم کے اس دور کے ان تاریخی واقعات کو منظر عام پر لانے کے لئے مجھے ہمیشہ اپنے دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ لہٰذا تاریخ بلوچ و بلوچستان جلد چہارم طباعت کی منازل سے گزر رہی ہے اور یہ جلدی قارئین گرامی کے سامنے آئے گی۔ پانچویں جلد مکمل ہو چکی ہے۔ اس کی نظرثانی ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ تاریخ بلوچ و بلوچستان کی چھٹی جلد کی تحریر و تدوین جلد ہی شروع کی جائے گی لہٰذا یہاں میں اپنے تاریخ بلوچ و بلوچستان کی چوتھے جلد کے دیباچے کو مکمل کرتا ہوں

قارئین گرامی کا

دعاگو

مورخہ ۲۲-۵-۹۳ میر نصیر خان احمدزئی کمبرانی بلوچ

۱۸- سریاب روڈ کوئٹہ

باب اول

امیر میرواول کیکانی براخوئی کرد بلوچ

جیسے کہ اِس تاریخ کی جلد سویم باب بیستم میں بیان ہو چکا ہے کہ بلوچ ملت کی نشاۃ ثانیہ کی ابتدا اُمیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دور میں ہوتی ہے۔ جو ایران کے ایل خان خاندان کے ساتویں حکمران اُمیر گزن د ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) کے ہم عصر تھے۔ اُمیر گزن نے نو سال تک حکمرانی کی۔ اس نے تبریز کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ وہ اپنے دور میں ملک کی خوشحالی اور آبادی کی بھلائی کی پالیسی پر گامزن رہا۔ مالی معاملات میں اصلاحات کیں۔ ایسے قوانین بنائے جس کی وجہ سے سرکار کی آمدنی میں خورد برد کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ ۱۳۰۴ء میں فوت ہوا۔ اس کا بھائی محمد خدا بندہ ملقب بہ د اُلجئے تو) اُس کا جانشین بنا۔

ایران کے ایل خان خاندان کے حکمرانوں کی پالیسی

ایران میں ایل خان خاندان کی حکومت کی بنیاد رکھنے والا۔ ہلاکو خان ہے۔ جس نے ۱۲۵۶ء میں ایران فتح کیا۔ اور ۱۲۶۵ء میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کے خاندان کے حکمرانوں کی اس وسیع و عریض سلطنت میں جن اقوام نے ان کی بالادستی کو تسلیم کیا۔ اور ان کے حلیف رہے۔ انہوں

نے ان اقوام کی برادریوں کو بحال رکھا۔ انہیں ہر قسم کی کمک اور
ہے۔ بلکہ بعض دفعہ اقوام کی برادریوں کی تشکیل میں اعانت کی۔ ہلاکو خان
اپنے دور میں جس قدر لوگوں پر ظلم و جبر کیا تھا۔ علاقوں کو تباہ و برباد
لاکھوں انسانوں کا فرشتہ اجل بنا تھا۔ اس کے جانشین اتنے ہی
اور دلوے کے ساتھ لوگوں پہ رحم و کرم کرنے کی کوشش میں رہتے۔
تباہ شدہ علاقوں کو دوبارہ سرسبز اور شاداب وادیوں میں تبدیل کرنے ک
جتن میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اُمیر میرو اول کے ہم عصر دیگر اُمرائے اکراد بلوچ

اُمیر میرو اول طائفہ کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دور میں ان کے ہم عصر دیگر اُمرائے اکراد بلوچ کی طائفوں کے اسما کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ گروہ اکراد براخوئی بلوچ کے بمع طائفہ کیکانی کے کل دس طائفے تھے۔ لہٰذا اب ہم اُمیر میرو اول کیکانی براخوئی کُرد بلوچ کے علاوہ دیگر نو طائفوں کے اُمراء کا نام بیان کریں گے جو میرو اول کے ہمعصر تھے۔

۱۔ اُمیر مزار بیم طائفہ گورانی براخوئی کُرد بلوچ
۲۔ اُمیر حبیب طائفہ سارونی براخوئی کُرد بلوچ
۳۔ اُمیر بلال طائفہ عزداری براخوئی کرد بلوچ
۴۔ اُمیر اسماعیل طائفہ مشکانی براخوئی کرد بلوچ
۵۔ اُمیر احمد طائفہ اُرمیلی براخوئی کرد بلوچ

۶- اُمیر جلال طائفہ بولانی براخوئی کرد بلوچ

۷- اُمیر توکل طائفہ گرگیشانی براخوئی کرد بلوچ

۸- اُمیر مراد علی طائفہ ساجدی براخوئی کرد بلوچ

۹- اُمیر ناکام طائفہ سنگر براخوئی کرد بلوچ

ان دس قبائل کا تعلق قدیم خطہ توران سے ہے۔ جسے موجودہ دور میں سطح مرتفع قلات یا ضلع سراوان۔ ضلع جھالاوان اور ضلع لس بیلہ کہتے ہیں۔

II گروہ اکراد۔ اُورگانی۔ مالی۔ کرمانی بلوچ۔ ان تین قبائل کا تعلق خطہ مکران سے ہے۔ ان کے اُمرا کی تفصیل اس طرح ہے۔ جو اُمیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے ہم عصر تھے۔

۱- اُمیر جیسان اورگانی کرد بلوچ

۲- اُمیر رُجب مالی کرد بلوچ

۳- اُمیر منزر کرمانی کرد بلوچ

قدیم سلطنت توران کے پانچ بڑے خطے تھے (۱) سغدستان (ممالک مرکزی ایشیا) (۲) کابلستان (۳) زابلستان (موجودہ افغانستان) (۴) توران (۵) مکران (موجودہ بلوچستان) یہ سلطنت تقریباً (۱۵۰۰) سال قبل از مسیح وجود میں آئی۔ اور تقریباً ۸۵۰ سال قبل از مسیح اُمیر کیقباد ماد کرد۔ بادشاہ مادستان و فارس کے ہاتھوں فنا ہوئی۔ مگر یہ ایک عجیب تاریخی واقعہ ہے۔ کہ سلطنت توران کے تمام خطوں کے نام۔ مرور زمانہ کے ساتھ۔ تبدیل ہو گئے ماسوائے خطہ مکران کے جو آج بھی اسی نام سے موسوم ہے

III. گروہ اکراد زنگنہ ۔ زنگنہ کرد بلوچ ۸۵۳ء سال قبل از مسیح کیقباد ماد کرد بادشاہ کے فتح سلطنت توران کے دوران ۔زابلستان کو فتح کرکے ۔اس علاقے کی حکومت حاصل کی ۔ مادستان اور فارس پر آشکانی حکومت کے دور میں ۔ حکمران فرہاد دوئم (۱۳۸ق م تا ۱۲۸ ق-م)۔و حکمران اردوان دوئم (۱۲۸ ق-م تا ۱۲۴ ق م) کے دور میں ایران کے شمال کی طرف سے ساکا وحشی قبائل نے سلطنت مادستان اور فارس پر حملہ بول دیا تھا۔فرہاد دوئم اور اردوان دوئم دونوں ملک کا دفاع کرتے ہوئے جنگ میں کام آئے ۔اِسی دور میں زنگنہ کرد بلوچ ناسازگار حالات کی وجہ سے خطہ توران میں اکراد براخوئی بلوچ کے علاقوں میں منتقل ہو گئے ۔ اُمیر میرو اول کے دور میں زنگنہ کرد بلوچوں کا اُمیر۔ اُمیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ تھا ۔

۱۔ اُمیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ

قدیم توران (سطح مرتفع قلات) اور زابلستان کے اکراد بلوچ اپنی قبائل میں جن کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے ۔کی نسل سے موجودہ دور کے براخوئی کُرد بلوچ ۔ ناروہی کُرد بلوچ اور رند کرد بلوچ کے تمام طائفے وجود میں آئے ہیں۔ لہٰذا ان کی تفصیل شرح و لبسط سے بیان کی جائے گی۔

براخوئی کرد بلوچ سے برآمد شدہ قبائل کی تفصیل

جیسے کہ اسی باب میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے ۔کہ براخوئی کرد بلوچ

کے قدیم دس طائفے تھے۔ جن کی اسماء اس طرح ہیں۔

(۱) کیکانی براخوئی (۲) گورانی براخوئی (۳) سارونی براخوئی (۴) غزداری براخوئی (۵) مشکانی براخوئی (۶) اُریلی براخوئی (۷) بولانی براخوئی (۸) گریشکانی براخوئی (۹) ساجدی براخوئی (۱۰) ننگر براخوئی

اب ہم مندرجہ بالا ہر طائفے کے اُمیر کے بیٹوں کا بیان تفصیل سے کریں گے۔ جن کی اولادوں کی نسل سے مرور زمانہ کے ساتھ موجودہ دور کے براخوئی کرد بلوچ کے مختلف قبیلے وجود میں آئے ہیں

(۱) کیکانی براخوئی کرد بلوچ - اُمیر میرو اول - اُمیر طائفہ -

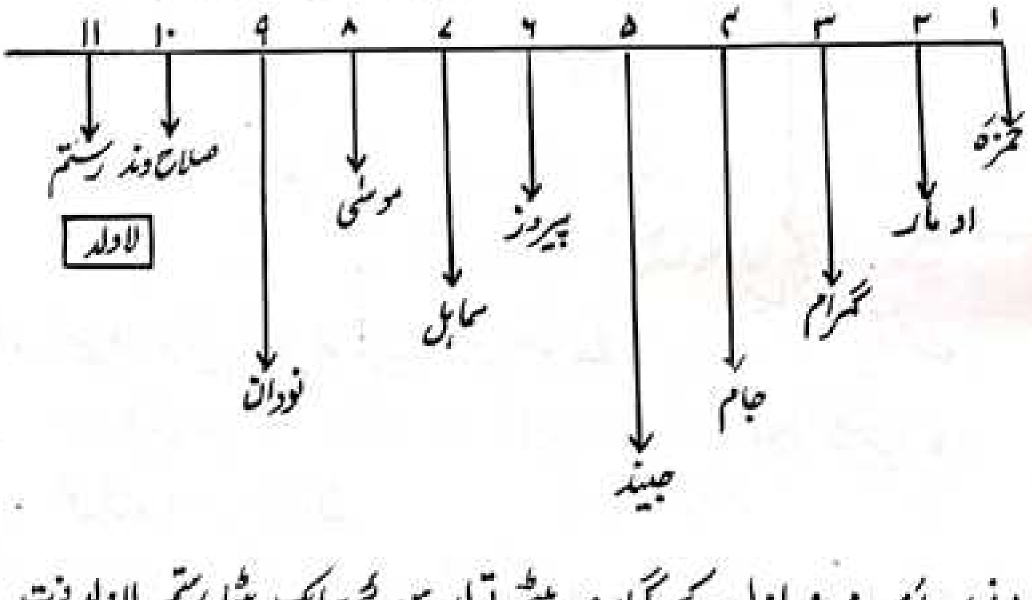

(۱) اُمیر میرو اول کے گیارہ بیٹے تولد ہوئے۔ ایک بیٹا رستم لاولد فوت ہوا۔

(۱۱) حمزہ کی اولاد سے (۱) طائفہ کمبرانی (۲) طائفہ کلمندرانی (۳) طائفہ حالا زئی (۴) طائفہ گنگدانی (۵)، طائفہ سمالانی (۶)، طائفہ رودینی (۷)، طائفہ مینگل وجود میں آئے۔

(۱۱۱) باقی بیٹوں کی اولاد (۱) طائفہ اوماری (۲) طائفہ گمرام زئی (۳)،

طائفہ جام زئی (۴)، طائفہ جیند زئی (۵) طائفہ پیروز زئی (۶)،
طائفہ ساہل زئی (۷)، طائفہ موسٹی زئی (۸)، طائفہ نودانی (۹) طائفہ
صلاح وندی یا صلاحی امیر میرد اول کے بیٹوں کی نسل سے یہ
ابتدائی طائفے تھے۔ جو وجود میں آئے ۔مرور زمانہ کے ساتھ ان
ابتدائی طائفوں کی نسلوں سے مزید طائفوں نے جنم لیا۔

۲۔گورانی براھوئی کرد بلوچ ۔امیر مزار بیم امیر طائفہ

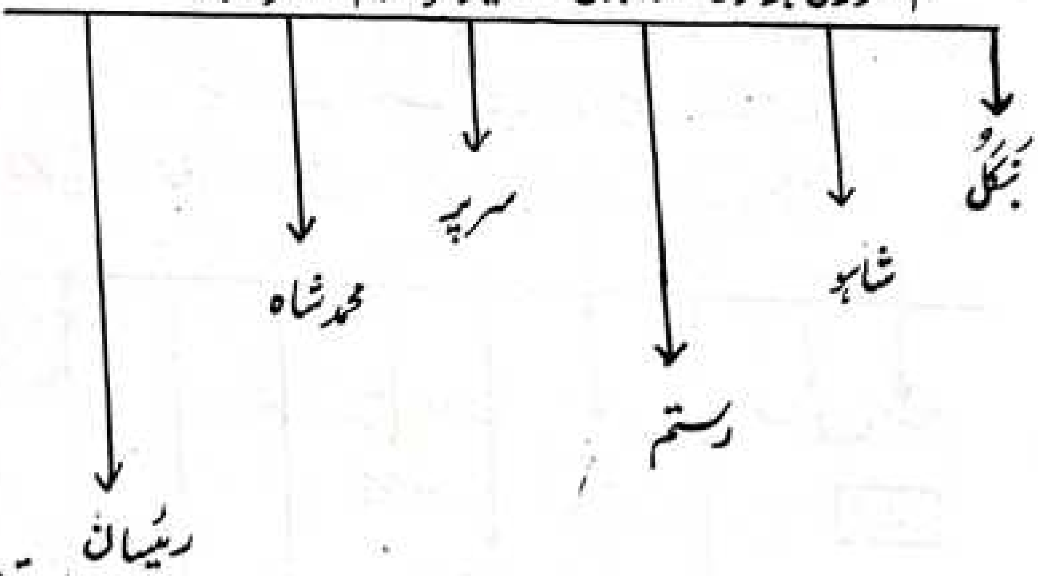

(i) امیر مزار بیم کے چھ بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے اسما کی تفصیل اس طرح ہے۔ (۱) بنگل (۲) شاہو (۳) رستم (۴) سرپرہ (۵) محمد شاہ (۶) رئیسان

(ii) امیر مزار بیم کے ان چھ بیٹوں کی اولاد نے مرور زمانہ کے ساتھ طائفوں کی شکل اختیار کی (۱) طائفہ بنگل زئی (۲) طائفہ شاہوانی (۳) طائفہ رستم زئی (۴) طائفہ سرپرہ (۵) طائفہ محمد شاہی یا ماماشاہی (۶) طائفہ رئیسانی کہلانے لگے۔ اور جب ان طائفوں میں مزید افزائش نسل ہوئی۔ تو ان میں کئی ایک نئے طائفے وجود میں آئے اس طرح ہر قبیلے میں طائفوں کی تعداد بڑھتی گئی۔

۳- سارونی براہوئی کرد بلوچ = امیر حبیب امیر طائفہ

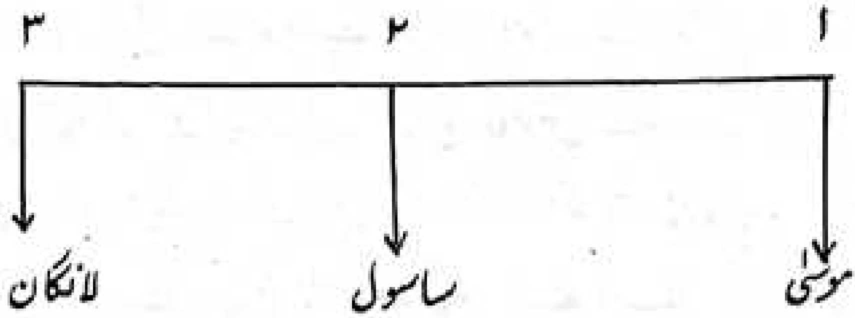

(i) امیر حبیب کے تین بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے اسما کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) موسٰی (۲) ساسول (۳) لانگان

(ii) جب امیر حبیب کے ان تین بیٹوں کی اولاد نے مرور زمانہ کے ساتھ طائفوں کی تشکل اختیار کی تو (۱) طائفہ موسیانی (۲) طائفہ ساسولی (۳) طائفہ لانگو کہلانے لگے۔ افزائش نسل کی وجہ سے ان طائفوں نے مزید طائفوں کو جنم دیا۔ اس طرح قبیلوں کی تعداد بڑھ گئی۔

کرد بلوچ قبائل کے ناموں کے بارے میں وضاحت

کرد بلوچ قبائل کے متعلق اس حقیقت کی وضاحت بہت ضروری ہے۔ تاریخی سندات کی جانچ پڑتال کے بعد۔ یہ صداقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ کرد بلوچ قبائل دو قسم کے ناموں سے موسوم ہیں۔ (۱) جدی نام (۲) علاقائی نام۔ یعنی قبائل کا ایک گروہ ایسا ہے

کہ اپنے اجداد کے نام سے موسوم ہے اور اس گروہ کی اکثریت ہے۔ دوسرا گروہ اُن قبائل پر مشتمل ہے جو اپنے علاقائی ناموں سے موسوم ہے۔ مگر اسماء کی اس تفاوت کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ البتہ ہم اس بارے میں یہ دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ کہ انسانی فطرت میں پسند اور ناپسند کا عنصر موجود ہے۔ چنانچہ بعض قبائل کو اپنے اجداد کے ناموں سے محبت ہوگی۔ انہوں نے اپنے خاندان اور نسل کو انکے نام سے موسوم کیا ہوگا۔ اور دوسرا گروہ ان اجداد پر مشتمل ہے۔ جن کو اپنے علاقائی نام سے یا جائے سکونت کے نام سے شغف رہا ہوگا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ہم خاندان۔ اور نسل کو اسی علاقائی نام سے موسوم کیا ہوگا۔

عزداری براخوئی کرد بلوچ
امیر بلال امیر طائفہ

۱	۲	۳
اومر	مراد	بہادر

۱۔ امیر بلال عزداری براخوئی کرد بلوچ کے تین بیٹے تولد ہوئے جن کے اسما یہ ہیں۔ ۱۔ اومر ۲۔ مراد ۳۔ بہادر

(ii) اومر کی اولاد اپنی جد کے نام سے موسوم ہو کر۔ اومرانی کہلانے لگی۔

(iii) مراد نے وادی پندران میں سکونت اختیار کی۔ شاید مراد کو اپنے جائے سکونت سے اس قدر انس ہوگی۔ کہ اُس نے اپنے خاندان اور نسل کو جائے سکونت کے نام سے پندرانی موسوم کیا۔

(iv) بہادر وادی نیچارہ میں رہائش پذیر ہوا۔ لہٰذا اُس کا خاندان اور اس کی نسل اسی مناسبت سے۔ نیچاری کے نام سے موسوم ہو کر۔ طائفہ نیچاری کہلانے لگی۔

(۵) رُسکانی براخوئی کرد بلوچ = امیر اسماعیل امیر طائفہ

۲

نفار	زہری

(i) امیر اسماعیل مشکانی براخوئی کرد بلوچ ۔ کے دو بیٹے تولد ہوئے
۱۔ زہری اور ۲۔ نفار

(ii) زہری کی اولاد ۔ مرور زمانہ کے ساتھ ۔ اپنے جد کے نام سے موسوم ہوکر زہری کہلانے لگا ۔ اور بعد میں اس نسل میں اس قدر افزائش ہوئی ۔ کہ اس میں بے شمار طایفے وجود میں آئے ۔

(iii) نفار کی اولاد بھی مرور زمانہ میں اپنے جد کے نام سے موسوم ہوکر ۔ نفاری کہلانے لگی اور جہاں رہائش پذیر تھی ۔ وہ علاقہ بھی نفار کے نام سے موسوم ہوا

(iv) اسی طرح زہری کی وجہ سے علاقے کا نام بھی زہری موسوم ہوا جو آج تک زہری ہی کہلاتا ہے ۔

۶ ازمیلی براخوئی کرد بلوچ = امیر احمد امیر طایفہ

خواجہ	ہارون	محمد حسن

امیر احمد ازمیلی براخوئی کرد بلوچ کے تین بیٹے تولد ہوئے
۱۔ محمد حسن ۲۔ ہارون ۳۔ خواجہ

(i) محمد حسن کی اولاد ۔ مرور زمانہ کے ساتھ ۔ اپنے جد محمد حسن کے نام سے موسوم ہوکر ۔ محمد حسنی کہلانے لگی ۔

وضاحت : جب اکراد براخوئی بلوچ نے ۸۵۴ سال قبل از مسیح

خطہ توران (سطح مرتفع قلات) کو فتح کیا۔ تو علاقائی تقسیم کے وقت توران کا جنوبی خطہ ارمیلی براخوئی کرد بلوچ طایفہ کو بطور حصہ ملا۔ جس کی وجہ سے علاقہ سنار بیل کے بجائے ارمابیل کے نام سے شہرت پا گیا۔ لیکن بعد کے ادوار میں قبیلہ ارمیلی کی طائفوں نے خطہ ارمابیل کو خیرباد کہا اور وسطی توران (جھالاوان) شمالی توران (سراوان) خاران، چاغی۔ وادی ہلمند۔ اور سیستان میں جاکر آباد ہو گئے

(ii) ہارون کی اولاد۔ وقت گزرنے کے ساتھ۔ اپنے جد ہارون کے نام سے موسوم ہو کر ہارونی کہلانے لگی۔ یہ طائفہ وسطی توران (جھالاوان) کے خطہ میں آباد ہو گیا

(iii) خواجہ کی اولاد۔ مرور زمانہ کے ساتھ اپنے جد خواجہ کے نام سے موسوم ہو کر۔ خواجہ خیل کہلانے لگے۔ یہ طایفہ شمالی توران (سراوان) میں بہ مقام مستونگ سکونت پذیر ہے۔ کوردگالی زبان کے علاوہ فارسی زبان بھی بولتا ہے۔

۷۔ بولانی براخوئی کرد بلوچ = امیر جلال امیر طائفہ

۲	۱
ساتک	کرد

أ۔ امیر جلال بولانی براخوئی کرد بلوچ کے دو بیٹے تولد ہوئے

۱۔ کرد ۲۔ ساتک

i۔ کرد کی اولاد مرور زمانہ کے ساتھ کرد کے نام سے موسوم ہو کر۔ طایفہ کرد کی صورت میں وجود میں آئی۔ کرد کی نسل نے خود کو صرف لفظ کرد سے موسوم کرنے پر اکتفا کیا اس لئے یہی نام مروج ہوا۔

(iii) ساتک کی اولاد نے جب قبیلہ کی صورت اختیار کی۔ تو وہ ساتک زئی کے نام سے موسوم ہوئی۔ یعنی ساتک زادہ یا ساتک کی اولاد

۸۔ گرگیکانی براخوئی کرد بلوچ = امیر توکل امیر طائفہ

میران | بلفت | بیزن

۱۔ امیر توکل گرگیکانی براخوئی کرد بلوچ۔ کے تین بیٹے تولد ہوئے

۱۔ بیزن ۲۔ بلفت ۳۔ میران

(i) بیزن کی اولاد۔ قبائلی دستور کے مطابق۔ جب تعداد میں بڑھ گئی تو اپنے جد بیزن کے نام سے موسوم ہوکر بیزنجو کہلانے لگے یعنی بیزن کی اولاد

(ii) بلفت کی اولاد مرور زمانہ کے ساتھ افزائش نسل کی وجہ سے اپنے جد بلفت کے نام سے موسوم ہوئی

(iii) میران کی اولاد۔ کو میرانی یا میران زئی کے نام سے موسوم ہونا چاہیئے تھا۔ مگر اُس کی اولاد سیاہ پاد یعنی کالے پاؤں والوں کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ میران کے اولاد کالا موزہ پہنتے تھے۔ جس کی وجہ سے سیاہ پاد کے نام سے موسوم ہوئے۔

۹۔ ساجدی براخوئی کرد بلوچ = امیر مراد علی امیر طائفہ

(i) امیر مراد علی ساجدی براخوئی کرد بلوچ کی اولاد بدستور ساجدی کے نام سے ہی موسوم رہی۔ اس قبیلے کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ ساجدی قبیلہ ساکا قوم کا ایک قبیلہ تھا۔ جو آشکانی دور حکمرانی

میں (اوردود) دوئیم آشکانی بادشاہ ایران کے دور (۵۵ ق۔م تا ۳۶ ق م) میں سیاسی حالات کی وجہ سے زابلستان سے ہجرت کر کے خطہ (سطح مرتفع قلات) میں وارد ہوا۔ اور بحیثیت ایک قبیلہ کے گروہ براخوئی کرد بلوچ میں مدغم ہوا۔

(أ) ساجدی قبیلہ میں افزائش نسل کی وجہ سے مرور زمانہ میں کئی ایک ساجدی طائفے ضرور وجود میں آئے۔

۱۰۔ سنگرُ براخوئی کرد بلوچ = امیر ناکام امیر طائفہ

(ا) امیر ناکام سنگرُ براخوئی کرد بلوچ کی اولاد۔ بدستور سنگرُ کے نام سے موسوم رہی۔ اس قبیلے کا تاریخی پس منظر بھی ساجدی قبیلے کی طرح ہے۔ سنگرُ قبیلہ بھی۔ آشکانی دور حکمرانی میں آشکانی خاندان کے حکمران اوردود۔ دوئیم بادشاہ ایران کے دور (۵۵ ق۔م تا ۳۶ ق۔م) میں سیاسی حالات کی وجہ سے زابلستان سے نقل مکانی کر کے خطہ توران (سطح مرتفع قلات) میں وارد ہوا۔ اور بحیثیت ایک قبیلہ کے گروہ براخوئی کرد بلوچ میں مدغم ہوا

(أ) سنگرُ قبیلہ میں افزائش نسلی کی وجہ سے بعد کے ادوار میں کئی ایک طائفے وجود میں آئے

زنگنہ کرد بلوچ کی تاریخی پس منظر

جب امیر کیقباد ماد کرد نے قدیم ایران میں پیش داری خاندان کی حکومت کے زوال کے بعد اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ نوآفراسیاب

بادشاہ، سلطنت توران سے اُس کی لڑائی ہوگئی۔ اس جنگ کے دوران زنگنہ کرد بلوچوں نے خطہ زابلستان فتح کیا۔ تورانی بادشاہ کی شکست کے بعد کیقباد ساری سلطنت توران پر قابض ہوگیا۔ جس نے خطہ زابلستان کی حکومت اور خطہ زنگنہ کرد بلوچوں کو دے دیا۔ لہٰذا ۸۵۴ سال قبل از مسیح تا ۷۰۵ سال قبل از مسیح تک زنگنہ کرد بلوچ نے اس خطے پر حکومت کی۔ ۷۰۵ سال قبل از مسیح جبکہ قدیم سلطنت ایران پر خاندان آشکانی کی حکمرانی تھی۔ ایسے ناسازگار سیاسی حالات پیدا ہوئے کہ قبیلہ زنگنہ کرد بلوچ نے زابلستان سے خطہ توران (سطح مرتفع قلات) کو نقل مکانی کی اور یہاں مستقلاً آباد ہو گئے وہاں سے پھر خاران اور چاغی کے علاقوں میں منتقل ہوتے رہے

زنگنہ کرد بلوچ سے برآمدشدہ قبائل کی تفصیل

اُمیر میرداول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دور میں اُمیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ ان کے ہم عصر تھے۔ جبکہ اس دور میں ایران پر ایل خان خاندان کی حکمرانی تھی۔ اور گزنؔ (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۹ء) اس دور میں سلطنت ایران پر حکمرانی کر رہا تھا۔ اور ایل خان خاندان کا ساتواں حکمران تھا

(۱) زنگنہ کرد بلوچ = اُمیر سلیمان اُمیر طائفہ

۱ ناران — ۲ گہرام

(۱) اُمیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے دو بیٹے تولا ہوئے۔

۱۔ ناران ۲۔ گہرام

۱- اُمیر ناران کے بارہ بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں
۱- بادین ۲- جمالدین ۳- دِگر ۴- دُرّک ۵- بجگین ۶ کوہی
۷- حاجی ۸- نوشیروان ۹- دیہان ۱۰- کبدان ۱۱- سنجر ۱۲- تمبک

(ii) اُمیر ناران کے گیارہ بیٹوں کی اولاد کی نسل سے مندرجہ ذیل طائفے وجود میں آئے

۱- بادین سے بادینی ۲- جمالدین سے جمالدینی ۳- دِگر سے دِگرزئی
۴- دُرک سے دُرک زئی ۵- بجگین سے بجگین زئی ۶- کوہی سے کوہی زئی ۷- حاجی سے حاجی زئی ۸- نوشیروان سے نوشیروانی۔
۹- دیہان سے دیہانی ۱۰- کبدان سے کبدانی ۱۱- سنجر سے سنجرانی

(iii) امیر ناران کے بارہویں بیٹے تمبک کے چھ بیٹوں کی نسل سے مزید چھ طائفے وجود میں آئے۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

(iv) تمبک کے چھ بیٹوں کے نام اس طرح ہیں

۱- احمد ۲- دلدار ۳- سوبک ۴- توکی ۵- میران ۶- مراد

۱- احمد کی اولاد بوجہ سکونت مقام بانسر۔ بانسر قبیلہ کے نام سے موسوم ہوئی۔

۲- دلدار کی اولاد ریگستان سیستان کی حدود میں سکنی ہونے کی وجہ سے ریکی قبیلہ سے موسوم ہوئی۔

۳- سوبک کی اولاد اپنے جد کے نام سے موسوم ہوکر۔ قبیلہ سوبکی کہلانے لگے۔

۴- توکی کی اولاد بھی اپنے جد کے نام کی مناسبت سے توکی

موسوم ہوکر۔ قبیلہ توکی کہلانے لگے

۵۔ میران کی اولاد نے وادی واشنگ میں سکونت اختیار کی اس مقام کی سکونت کی وجہ سے واشکی سے موسوم ہوکر قبیلہ واشکی کہلانے لگے۔

۶۔ مراد کی اولاد۔ مراد کے بجائے اپنے پر دادا تمبک کے نام سے موسوم ہوکر۔ تمبکی قبیلہ کہلانے لگے۔

مندرجہ بالا تفصیل اُمیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے بیٹے ناران کی اولاد کی تھی۔ جو بیان کی گئی اب اس کے دوسرے بیٹے گہرام کی اولاد کی تفصیل بیان کی جائے گی۔

II۔ اُمیر گہرام کے آٹھ بیٹے ہوئے۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ یار احمد ۲۔ گمشاد ۳۔ بُرہان ۴۔ عبداللہ ۵۔ سیاہان

۶۔ سوران ۷۔ احمد ۸۔ بادین

(i) احمد اور بادین کے علاوہ دیگر چھ بیٹوں کی اولاد اپنے اجداد کے ناموں سے موسوم ہوکر قبیلوں کی صورت میں وجود میں آئیں۔

۱۔ یار آحمد سے یار آحمد زئی ۲۔ گمشاد سے گمشاد زئی

۳۔ بُرہان سے بُرہان زئی ۴۔ عبداللہ سے عبداللہی

۵۔ سیاہان سے سیاہان زئی ۶۔ سوران سے سورانی

۷۔ احمد۔ اُمیر گہرام کا ساتواں بیٹا ہے۔ اس کے چھ بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ اسماعیل ۲۔ برانز ۳۔ میر بلوچ ۴۔ گورگیج ۵۔ شاذلی

۶۔ ہیتواج۔

احمد کے ان چھ بیٹوں کی اولاد نے اپنے اجداد کے ناموں سے موسوم ہو کر چھ مزید قبیلوں کو جنم دیا۔

۱۔ اسماعیل سے اسماعیل زئی ۲۔ برانز سے برانزئی ۳۔ میر بلوچ سے میر بلوچ زئی ۴۔ گورگیج سے گورگیج۔ ۵۔ شادی سے شادی بر۔ ۶۔ ہیتواج سے ہیتواجی۔

بعد کے ادوار میں ان قبائل کے بعض طائفوں نے مشرقی بلوچستان (پاکستانی بلوچستان) کے خطہ جاران سے مغربی بلوچستان۔ (ایرانی بلوچستان) کے مختلف علاقوں میں نقل مکانی کی اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس ہجرت کے بعد ان طائفوں نے جن جن علاقوں میں سکونت اختیار کی وہ اپنے اجدادی ناموں کی بجائے مقامی ناموں سے موسوم ہوئے اور نئے قبیلوں کو جنم دیا۔

۱۔ اسماعیل زئی کے کچھ طائفوں نے جب بہ مقام سب نقل مکانی کی۔ تو بعد سکونت۔ سیبی قبیلہ کہلانے لگے۔ گویا ایک نئے قبیلے کو جنم دیا۔

۲۔ برانزئی قبیلہ کے کچھ طائفے بہ مقام بم پُشت منتقل ہوئے اور اِس انتقال کے بعد بم پشتی قبیلہ کے نام سے موسوم ہوئے اور اس طرح ایک نئے قبیلے کو جنم دیا۔

۳۔ میر بلوچ زئی کے کچھ طائفوں نے مشرقی بلوچستان (پاکستانی بلوچستان) اور مغربی بلوچستان (ایرانی بلوچستان) کے متصل سرحدی پہاڑوں کے دامانوں میں سکونت اختیار کی۔ لہٰذا

بعد میں دامنی قبیلے کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور اس طرح ایک نئے قبیلے کو جنم دیا۔

۴- گورگیج قبیلہ کے کچھ طائفوں نے بہ مقام قصر قند سکونت اختیار کی۔ اور بعد میں قصر قند کے طائفے کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس طرح بلوچ ملت میں ایک نئے قبیلے کو جنم دینے کا باعث بنے۔

۵- شاہولی بر قبیلہ کے کچھ طائفے بہ مقام دشتیار سکونت پذیر ہوئے اور مرور زمانہ کے ساتھ دشتیاری قبیلے کے نام سے موسوم ہوئے۔ جس کی وجہ سے ایک نیا قبیلہ بلوچ ملت کا وجود میں آیا

۶- بادین امیر گہرام ولد امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کا آٹھواں بیٹا ہے۔ امیر بادین کے نو بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

۱- احمد ۲- محمد ۳- براہم ۴- سراج ۵- ہیبت ۶ عثمان ۷- خلیفہ ۸- مراد ۹- دلوش۔

امیر بادین کے ان بیٹوں کی اولاد۔ مغربی بلوچستان ایرانی بلوچستان کے جن جن مقامات میں سکونت پذیر ہوئے۔ اُنھی مقامی ناموں سے موسوم ہو کر۔ قبیلوں کی صورت اختیار کی

۱- احمد ولد بادین کی اولاد مقام باہو قلات میں سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے قبیلہ باہو قلاتی مشہور ہوئی

۲- محمد ولد بادین کی اولاد علاقہ پیگخ میں اقامت پذیر ہی

کی وجہ سے ۔ گیچی قبیلہ سے موسوم ہوئی۔

۳۔ براہم ولد بادین کی اولاد نے بہ مقام کوچ سکونت اختیار کی جس کی وجہ سے قبیلہ کوچی کے نام سے موسوم ہوئی

۴۔ سراج ولد بادین کی اولاد بہ مقام بنت مستقلاً آباد ہوئی ۔ اور اس طرح قبیلہ ۔ بنتی کے نام سے موسوم ہوئی۔

۵۔ ہیبت ولد بادین کی اولاد بہ مقام بیابان سکنی ہوئے بعد میں اُس کی نسل بیابانی کے نام سے موسوم ہو کہ قبیلہ بیابائی کہلانے لگی ۔

۶۔ عثمان ولد بادین کی اولاد مقام جاسک میں آباد ہوئی اور اسی مقامی نام کی مناسبت سے جاسکی کہلانے لگی ۔

۷۔ خلیفہ ولد بادین کی اولاد نے بہ مقام گواتر سکونت اختیار کی اسی مناسبت سے قبیلہ گواتری کہلانے لگی۔

۸۔ مراد۔ ولد بادین کی اولاد نے بہ مقام ہیت بودو باش اختیار کی ۔ لہٰذا مقام کی مناسبت سے ہیتی کہلانے لگی ۔ اور اس طرح قبیلہ ہیتی وجود میں آیا۔

۹۔ دلوش ولد بادین کی اولاد بہ مقام فانوج رہنے لگے ۔ لہٰذا بعد میں دلوش نسل فانوجی قبیلہ کے نام سے موسوم ہوئی امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کی نسل سے جو قبائل وجود میں آئے ۔ جن کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے ۔ ان طائفوں کے گروہی نام زنگنہ یا سلیمان کے نام کی مناسبت سے سلیمانی موسوم ہونا چاہیئے تھا۔ مگر یہ عجیب بات ہے ۔ ان دونوں ناموں سے موسوم نہیں ہوا۔ بلکہ امیر سلیمان

زنگنہ کرد بلوچ کے بڑے بیٹے ناران کے نام کی مناسبت سے سارے قبیلوں کا گروہی نام ناروہی مشہور ہوا - اُمیر سلیمان کے دوسرے بیٹے گہرام کی نسل کے سارے طائفے بھی ناروہی کے گروہی نام سے موسوم ہُوئے۔

وضاحت :

جب کیقباد ماد کرد نے قدیم ایران میں خاندان پیش دادیاں کی زوال کیبعد کردوں کی سلطنت کی بنیاد ۸۵۴ سال قبل از مسیح رکھی۔ چند آیام بعد سلطنت توران کے بادشاہ افراسیاب کی مخاصمت کی وجہ سے دونوں سلطنتوں مادستان فارس اور توران میں جنگ ہوگئی افراسیاب کو شکست ہوئی۔ قبیلہ ادرگانی ۔ مالی ۔ کرمانی کرد بلوچوں نے اس جنگ میں بھرپور حصہ لیا۔ فتح کے بعد کیقباد ماد کرد بادشاہ نے خطہ مکران کی سرزمین اور حکومت ادرگانی ۔ مالی ۔ کرمانی کرد بلوچوں کو تفویض کی اب ہم ان قبائل سے برآمد شدہ قبیلوں کی تفصیل بیان کریں گے

ادرگانی کرد بلوچ سے برآمدشدہ قبائل کی تفصیل۔

گزّنَ ایل خان خاندان کی دورِ حکمرانی (۱۲۵۶ء تا ۱۳۰۴ء) میں ادرگانی کرد بلوچوں کے اُمیر ۔ اُمیر جیبان ادرگانی کرد بلوچ تھا جو گزّنَ کے علاوہ اُمیر میرد اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کا بھی ہم عصر تھا۔

۱۲ ادرگانی کرد بلوچ = اُمیر جیبان اُمیر طائفہ

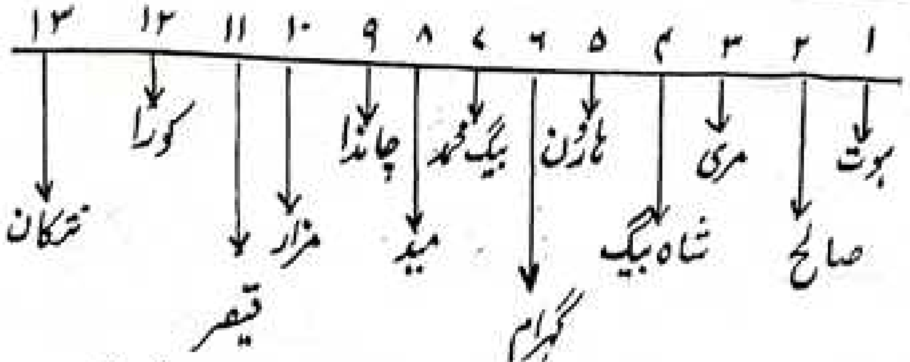

امیر جیسان اور گانی کرد بلوچ کے تیرہ بیٹے تولد ہوئے جن کے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ ہوت ۲۔ صالح ۳۔ مری ۴۔ شاہ بیگ ۵ ہارون ۶۔ بہرام ۷۔ بیگ محمد ۸ مید ۹۔ چانڈا ۱۰۔ مزار ۱۱۔ قیصر ۱۲۔ کورا ۱۳۔ نتکان مرورِ زمانہ کے ساتھ امیر جیسان کے ان بیٹوں کی اولاد سے کئی قبیلے وجود میں آئے۔ جن کی تفصیل باوضاحت بیان کی جائے گی۔

۱۔ ہوت کی اولاد افزائش نسل کے بعد ہوت قبیلہ کے نام سے موسوم ہو کر۔ ایک بڑے قبیلے کی صورت میں وجود میں آئی۔ اور اس کے افراد تمام بلوچی علاقوں میں پھیل گئے۔

۲۔ صالح کے دو بیٹے تولد ہوئے ۱۔ حسن اور ۲۔ بہرام

(۱) حسن نے مغربی بلوچستان (ایرانی بلوچستان) میں بہ مقام تگ سکونت اختیار کی۔ اس کی نسل بعد میں بگھٹی کے نام سے موسوم ہو کر قبیلہ بگھٹی کو جنم دیا۔

(۲)۔ بہرام۔ بہرام اپنے بھائی حسن کی طرح مغربی بلوچستان (میں بہ مقام ڈومبک رہائش پذیر ہوا۔ لہٰذا اس جائے رہائش کی مناسبت سے اس کی اولاد ڈومبکی قبیلہ کے نام سے موسوم ہو کر۔ وجود میں

آئی -

۳- مری کی اولاد نے مری کے نام سے موسوم ہو کر - مری قبیلے کو جنم دیا -

۴- شاہ بیگ نے وادی بلیدہ میں سکونت اختیار کی - بعد میں اس کی اولاد جائے رہائش کی مناسبت سے بلیدی کہلانے لگے - اس طرح قبیلہ بلیدی وجود میں آیا -

۵- ہارون کا ایک بیٹا (جلال) تولد ہوا جلال کے دو بیٹے (۱) رند اور ۲- جاتو تولد ہوئے (ا)، رند کی اولاد جب تعداد میں بڑھ گئی - تو اپنے پردادا ہارون کی بجائے اپنے دادا - رند - کے نام کی مناسبت سے رند مشہور ہوئی - اس طرح رند قبیلہ وجود میں آیا -

(ا)، جاتو کی اولاد - کی تعداد جب بڑھ گئی - تو یہ بھی اپنے جد جاتو کے نام سے موسوم ہو کر - جاتوئی کہلانے لگے - آج کل اس نام میں تغیر آیا ہے - اسے جتوئی کہتے ہیں -

۶- گہرام نے مغربی بلوچستان - (ایرانی بلوچستان)، کے مقام لاشار میں سکونت اختیار کی - لہٰذا اس کی اولاد نے جب قبیلے کی صورت اختیار کی - تو جگہ کے مناسبت کی وجہ سے لاشاری کے نام سے موسوم ہوئی - اور اس طرح لاشاری قبیلہ وجود میں آیا (ا) شاہ بیگ لاشاری کے بیٹے (دودا)، کی اولاد نے دودائی کے نام سے جدا قبیلے کی شکل اختیار کی

۷- بیگ محمد علاقہ کچھی میں بہ مقام لہڑی سکونت پذیر ہوا - اس کی نسل نے اسی جائے رہائش کی مناسبت سے لہڑی سے موسوم ہو کر

لہڑی قبیلے کو جنم دیا۔

۸۔ مید۔ بلوچستان کے ساحلی علاقوں میں۔ آباد ہو گئے۔ بعد میں اس کی اولاد جب تعداد میں بڑھ گئی۔ تو سارے ساحلی علاقوں میں پھیل گئی۔ اور اپنے جد کے نام سے موسوم ہو کر۔ قبیلہ مید کو جنم دیا۔

۹۔ چانڈا کے تین بیٹے تولد ہوئے

۱۔ میدار ۲۔ کمال ۳۔ مبارک

۱۔ میدار کی اولاد اپنے جد چانڈا کے نام سے موسوم ہو کر چانڈیا کہلانے لگی۔ اس طرح یہ قبیلہ وجود میں آیا۔

۲۔ کمال نے (مغربی بلوچستان) (ایرانی بلوچستان) کے مقام گیش کور میں سکونت اختیار کی۔ اسی مقام کے نام کی مناسبت سے اس کی اولاد گیش کوری سے موسوم ہوئی۔ اور اس طرح قبیلہ گیشکوری وجود میں آیا۔

۳۔ میارک کی اولاد۔ نہ اپنے جد کے نام سے موسوم ہوئی اور نہ ہی اپنے جائے رہائش کے نام سے موسوم ہوئی۔ بلوچی زبان میں لیگار میل کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس قبیلہ کے لوگ ہمیشہ میلے کچیلے رہتے تھے۔ لہٰذا لیگاری کے نام سے موسوم ہوئے بعد میں لیگاری کی (گ) ۔ غ میں بدل گئی۔ اور یہ قبیلہ لغاری کہلانے لگا۔

۱۰۔ مزار کی اولاد۔ افزائش نسل کے بعد مزاری کے نام سے موسوم ہوئی۔ اور اس طرح قبیلہ مزاری۔ وجود میں آیا۔

۱۱- قیصر کی اولاد جب تعداد میں بڑھ گئی۔ اور قبیلہ کی صورت اختیار کی۔ تو اپنے جد قیصر کے نام کے مناسبت سے قیصرانی کہلانے لگی۔

۱۲- کورا کی اولاد جب تعداد میں بڑھ گئی، کورائی کہلانے لگی۔

۱۳- تنکان کی اولاد۔ جب تعداد میں بڑھ گئی۔ تو اپنے جد تنکان کے نام سے موسوم ہوئی۔ اِس طرح تنکانی کہلانے لگی۔ اور تنکانی قبیلہ وجود میں آیا۔

وضاحت

اُمیر جیسان اور کانی کرد بلوچ کی اولاد نے مغربی بلوچستان (ایرانی بلوچستان) کے علاوہ مشرقی بلوچستان (پاکستانی بلوچستان) کے مختلف اطراف۔ سندھ اور پنجاب میں پھیل کر سکونت اختیار کی۔ موجودہ دور میں بھی یہ قبائل مندرجہ بالا ان تمام خطوں میں سکتی ہیں

مالی کرد بلوچ سے برآمد شدہ قبائل کی تفصیل

امیر رجب مالی کرد بلوچ، امیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے ہمعصر تھے

۱۳- مالی کرد بلوچ = اُمیر رَجَب اُمیر طائفہ

کھوسہ جمال میرک مراد دلدار علی داد دوستین

اُمیر رَجَب مالی کرد بلوچ کے سات بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے اُسماء اس طرح ہیں۔

۱- کھوسہ ۲- جمال ۳- میران ۴- مراد ۵- دلدار ۶- علی داد ۷- دوستین۔

۱۔ کھوسہ کی اولاد جب تعداد میں بڑھ گئی تو وہ اپنے جد کھوسہ کے نام سے موسوم ہوکر۔ کھوسہ کہلانے لگی۔

۲۔ جمال کی اولاد نے افزائش نسل کی وجہ سے۔ جب قبیلہ کی صورت اختیار کی۔ تو یہ قبیلہ اپنے جد جمال کے نام کی مناسبت سے جمالی کہلانے لگا۔

۳۔ میران کی اولاد نے مقام دشت مکران میں سکونت اختیار کی۔ جس کی وجہ سے دشتی کہلانے لگی۔ لہٰذا میران کی نسل اپنے جائے سکونت کی وجہ سے دشتی سے موسوم ہوئی۔

۴۔ مراد مکران کی وادی کیچ میں سکنی ہوا۔ جب اس کی اولاد تعداد میں بڑھ گئی۔ اور قبیلہ کی شکل اختیار کی تو اپنے جائے سکونت کی وجہ سے کیچی موسوم ہوئے

۵۔ علی داد کو مکران میں عہدہ کہدائی پر فائز کیا گیا۔ لہٰذا اس کی اولاد۔ علی داد کے عہدہ کہدائی کی مناسبت سے کہدائی کہلانے لگی۔ اور قبیلہ کہدائی کے نام سے موسوم ہوئی۔

۶۔ دلدار کو مکران میں عہدہ رئیسی پر مامور کیا گیا۔ لہٰذا اس کی اولاد ۔ دلدار کے عہدہ رئیسی کی مناسبت سے رئیس کہلانے لگی۔ اور سارا قبیلہ اس نام سے موسوم ہوکر۔ قبیلہ رئیس مشہور ہوا۔

وضاحت

بلوچ نسل کے گروہ براخوئی کرد بلوچ قبائل ۔ گروہ رنگز کرد بلوچ

قبائل۔ گروہ ادرگانی کرد بلوچ قبائل گروہ مالی کرد بلوچ قبائل گروہ کرمانی کرد بلوچ قبائل کے تمام قبیلوں میں صرف یہ دو قبیلے رئیس۔ اور رکھدائی اپنے اجداد کی ملازمت کے عہدوں کے نام کی مناسبت سے موسوم ہوکر۔ رئیس اور رکھدائی کہلانے لگے۔ ورنہ دیگر تمام بلوچ قبائل یا تو اپنے اجداد کے ناموں سے یا اپنے جائے سکونت کے ناموں سے موسوم ہیں لہٰذا یہ دو قبیلوں کے نام بلوچ قبائلی ناموں کے اصول سے مستثنیٰ ہیں۔

۷۔ دوستین کے آٹھ بیٹے تولد ہوئے جن کے اسمار کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ کھیتران ۲۔بے تاپ ۳۔دریشک ۴۔ گورچان ۵۔ توکل ۶۔مہرداد ۷۔ میر عالی ۸ رستم

۱۔ کھیتران کی اولاد اپنی جد کے نام سے موسوم ہوکر۔ قبیلہ کھیتران سے مشہور ہوا۔

۲۔ بے تاپ کی اولاد بھی ان کے نام سے موسوم ہوکر بے تاپی کہلانے لگی

۳۔ دریشک کی اولاد نے جب قبیلے کی صورت اختیار کی تو دریشک ہی کے نام سے موسوم ہوکر۔ دریشک کہلانے لگی

۴۔ گورچان کی اولاد۔ اپنی جد کے نام سے موسوم ہوکر گورچانی قبیلہ کہلانے لگی۔

۵۔ توکل کی اولاد نے اکثر و بیشتر بکری پالنے کے پیشے کو اپنایا۔ اپنے پیشے کی مناسبت سے بزدار سے موسوم ہوا۔

وضاحت

بلوچ نسل کے تمام قبائل میں - یہ واحد قبیلہ ہے جو اپنے پیشے کے مناسبت سے موسوم ہوا۔

۶۔ مہرداد کی اولاد نے لُنڈ کے نام سے موسوم ہوکر۔ قبیلہ کی سکونت اختیار کی۔ اُن کے گھوڑوں کے اکثر دُم کٹے ہوتے تھے۔ جس کو بلوچی زبان میں لُنڈو کہتے ہیں۔ اور لُنڈ۔ لُنڈو کا مخفف ہے۔

۷۔ میر حالی کی اولاد۔ جب تعداد میں بڑھ گئی۔ تو اپنے جد کے نام سے میر حالی مشہور ہوئی۔ لہٰذا سارا قبیلہ میر حالی کہلانے لگا

۸۔ رستم کی اولاد۔ وادی کولاچی میں سکونت کی وجہ سے۔ کولاچی کہلانے لگی۔

وضاحت

اَمیر رَجب مالی کرد بلوچ کے آٹھ بیٹوں کی اولاد نے مشرقی بلوچستان (پاکستانی بلوچستان) کے مختلف علاقوں میں پھیل کر۔ سکونت اختیار کی۔ ان کے بعض طائفے ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ کولاچی تک پہنچ گئے۔ اور وہیں پر سکونت اختیار کی۔

کرمانی کرد بلوچ سے برآمدشدہ قبائل کی تفصیل

اَمیر مُنذَر کرمانی کرد بلوچ

اَمیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد

بلوچ کے ہم عصر تھے۔

۱۴۔ کرمانی کرد بلوچ = اَمیر مَنذَر اَمیر طالفہ

پلولات　　　　گوران　　　　حاجی

۱۔ امیر منذر کرمانی کرد بلوچ کے تین بیٹے تولد ہوئے

۱۔ پلولات ۲۔ گوران ۳۔ حاجی

i۔ پلولات کی اولاد۔ اُس کے اکلوتے بیٹے بیل کے نام کی مناسبت سے بیل قبیلہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

ii۔ گوران کے تین بیٹے پیدا ہوئے

۱۔ بکتین ۔ ۲۔ گولہ ۳۔ گوپانگ

iii۔ بکتین کی اولاد۔ جب تعداد میں بڑھ گئی۔ تو بلی قبیلہ کے نام سے موسوم ہوکر۔ بلی کہلائی

iv: گولہ کی اولاد اپنے جد گولہ کے نام سے موسوم ہوکر۔ قبیلہ گولہ کہلانے لگی۔

v - گوپانگ کی اولاد: اپنی جد گوپانگ کے نام سے موسوم ہوکر قبیلہ گوپانگ کی صورت میں وجود میں آئی۔

vi - حاجی کی اولاد۔ اُسکے بیٹے بُریں کے نام سے موسوم ہوکر بُری کہلانے لگی۔

باب دویم

ابلیجے تو کی تخت نشینی ۱۳۰۴ء تا ۱۳۱۶ء

گزن (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) نو سال حکمرانی کرنے کے بعد فوت ہوا تو ان کی جگہ اس کا بھائی خدا بندہ ملقب بہ اُبلیجے تو حکمران بنا۔ اَبلیجۓ تو کے دور حکمرانی میں چغتے منگولوں نے خراسان پر حملہ کیا۔ تو لیجۓ تو نے تمام اقوام کو جس میں کرد بلوچ بھی شامل تھے کا ایک جرار لشکر کے ساتھ اُن پر حملہ کیا۔ چُغتے منگول نے شکست کھا کر۔ راہ فرار اِختیار کی۔

امرائے قدیم بلوچستان

اس دور میں بلوچستان کے خطہ توران (سطح مرتفع قلات) میں اُمیر میرو اول براخوئی کرد بلوچ اُمیر تھا۔ خطہ خاران میں میر مراد پیرکئی بلوچ اُمیر تھا۔ مکران میں میر شاہداد ہوت بلوچ اُمیر تھا۔ لس بیلہ میں جام اُنٹر گجُر اُمیر تھا۔ چاغی میں اُمیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ اُمیر تھا۔

ابو سعید کی تخت نشینی ۱۳۱۶ء تا ۱۳۵۵ء

خدا بندہ ملقب بہ اُبلیجے تو ۱۲ سال حکمرانی کرنے کے بعد

فوت ہوا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوسعید مسند بادشاہی پر متمکن ہوا۔ اس نے ۱۹ سال تک حکمرانی کی۔ لاولد فوت ہوا۔ جس کی وجہ سے ملک میں افراتفری پھیل گئی۔

اُمرائے قدیم بلوچستان

ابوسعید کے دور میں بلوچستان کے خطِ توران (سطح مرتفع قلات) میں اُمیر حمزہ میروانی بلوچ خاران میں اُمیر یلان بیرک زئی بلوچ۔ مکران میں میران ہوت بلوچ۔ اور لس بیلہ میں جام بھونگر گجر اُمیر تھا۔ ابوسعید کے دور میں مکران میں ہوت بلوچوں سے رند بلوچوں نے حکومت چھین لی۔ اور خود امارت مکران پر قابض ہوگئے لہٰذا میر جلال خان رند پہلا رند اُمیر تھا۔ جس نے امارت مکران پر جلوس کیا۔ چاغی میں امیر ناران زگنگرد بلوچ اُمیر تھا۔

نوشیروان کی تخت نشینی ۱۳۳۵ء تا ۱۳۴۴ء

ابوسعید کی وفات کے بعد اس کے خاندان کے ایک فرد کو جس کا نام نوشیروان تھا۔ چوپانی اُمیر نے تخت پر بٹھایا۔ جس کی سیاست عروج پر تھی۔ ۹ سال بعد مخالف گروہ جالیار کے اُمیر نے اسے تخت سے معزول کیا۔ لہٰذا نوشیروان کے بعد اس کے خاندان کے مندرجہ ذیل افراد۔ سلیمان۔ ستی بیگ (خاتون) محمد۔ تغان تیمور۔ جہاں تیمور کو رقیب اُمرائے جلیار و چوپانی تخت پر بٹھاتے اور ہٹاتے رہے۔ یہ بادشاہ گردی کا کھیل ۱۹ سال تک چلتا رہا۔

امرائے قدیم بلوچستان

نوشیروان (۱۳۳۵ء تا ۱۳۴۴ء) کے دور حکمرانی میں، قدیم بلوچستان کے خطہ توران (سطح مرتفع قلات) میں امیر براہیم میردانی بلوچ۔ خاران میں میر شاہو پیرک زئی بلوچ۔ مکران میں امیر جلال خان، رند بلوچ۔ لس بیلہ میں جام سنجر گجر امیر تھے۔ چاغی میں امیر سنجر ولد ناران ناروئی بلوچ امیر تھا

خانہ جنگی کی کیفیت ایران میں ۱۳۴۴ء تا ۱۳۶۳ء

جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے نوشیروان کی حکمرانی کے بعد ۱۳۴۴ء سے لے کر ۱۳۶۳ء تک۔ چوپانی امرا۔ اور اُن کے رقیب جالیار اُمرانے۔ سیاست کے میدان میں بادشاہ بنانے اور ہٹانے کا کھیل خوب کھیلا۔ جسے امیر تیمور لنگ کے ۱۳۶۳ء میں ایران پہ قبضہ نے اختتام کو پہنچایا۔

اُمرائے قدیم بلوچستان طوائف الملوکی کے دور میں

خانہ جنگی کے دور میں قدیم بلوچستان کے خطہ توران (سطح مرتفع قلات) میں امیر بہرام میروانی بلوچ۔ خاران میں امیر جنگان پیرک زئی بلوچ۔ مکران میں امیر جلال خان رند بلوچ اور لس بیلہ میں جام جونا گجر امیر تھے۔ چاغی میں امیر دینار ولد سنجر سنجرانی امیر تھا۔

امیر تیمور لنگ کی قیام سلطنت مرکزی ایشیا میں ۱۳۶۳ء تا ۱۴۰۲ء

تاریخی سندات کی رُو سے اُمیر تیمور ۱۳۳۵ء میں تولد ہوا۔ وہ اُمیر تُرغے قبیلہ گرگان کے اُمیر کا بیٹا تھا۔ طائفہ گرگان قبیلہ برلاس کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ اُمیر تیمور کو بچپن سے فن جنگ سے شغف تھا۔ اُمیر کزغن کے کمان کے تحت اُس نے کئی ایک معرکوں میں اپنی جنگی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے۔ جب تیمور کا والد فوت ہوا تو تیمور نے تغلق خان اُمیر ماوراالنہر کی ملازمت اختیار کی۔ بعد میں درباری سازشوں کی وجہ سے اسے مجبوراً سمرقند چھوڑنا پڑا۔ اور وہ اپنے دشمنوں سے اپنے تحفظ کی خاطر صحراؤں میں بھٹکتا پھرتا رہا۔ اسی دوران اس کا سالا اُمیر حسین بھی آکر اُس سے ملا۔ ۱۳۶۳ء میں جبکہ وہ جنوبی افغانستان میں فرار کی حالت میں قیام پذیر تھا۔ اس کے پاس سیتان کے حکمران جلال الدین محمود کیانی کی درخواست پہنچی۔ کہ اس کی رعایا نے بغاوت کی ہے۔ اس کی مدد کی جائے۔ چنانچہ اُمیر تیمور فوراً اپنے جنگ آزمودہ سپاہیوں کے ساتھ جلال الدین محمود کیانی کی کمک کو پہنچا۔ سیستان کے سات باغی قلعوں میں سے تین قلعے فتح کر کے اُمیر سیستان کے حوالے کئے۔ انہی مہمات کے دوران۔ اُمیر تیمور کو ایک تیر بازو پر اور ایک تیر پاؤں میں لگا۔ جس کی وجہ سے وہ لنگڑا ہو گیا۔ اور بعد میں تیمور لنگ کے نام سے مشہور ہوا۔ بہر حال ۱۳۶۹ء میں تیمور اپنی تدبر اور اپنے جنگی کمالات کی

وجہ سے سمرقند کا فرمانروا بنا۔ پھر اس قدر طاقت حاصل کی کہ پورے وسط ایشیاء کے ممالک پر قابض ہو گیا۔ اس نے ۱۳۹۸ء میں ہندوستان پر حملہ کیا۔ ہندوستان پر فتح پانے کے بعد اُس کی سلطنت دریائے والگا سے دریائے گنگا تک پھیلی ہوئی تھی وہ ترک سلطان بایزید کو شکست دینے کے بعد سمرقند پہنچا اور چین کے فتح کرنے کی مہم پر نکلا۔ چونکہ تیمور لنگ عمر کے لحاظ سے بہت ضعیف ہو چکا تھا۔ دوران سفر اُسے بخار آیا۔ بیماری نے طول پکڑا وہ فوت ہوا۔ اس طرح چین کی فتح کی مہم کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

امرائے قدیم بلوچستان

اس دوران میں توران (سطح مرتفع قلات) میں اُمیر سعد میرانی بلوچ۔ خاران میں میر براہم بیرک زئی بلوچ۔ مکران میں میر عبداللہ رند بلوچ لس بیلہ میں جام ارمیل گجر تھا۔ اسی دور میں جام ارمیل گجر فوت ہوا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا جام خیرا مسندِ امارت پر بیٹھا۔ چاغی میں اُمیر عمر ولد دینار سنجرانی اُمیر تھا۔

خلیل سلطان کی تخت نشینی ۱۴۰۵ء تا ۱۴۰۹ء

تیمور لنگ نے اپنے حینِ حیات میں اپنے پوتے پیر محمد کو جو ان کے بڑے بیٹے جہانگیر کا بیٹا تھا۔ اپنا جانشین بنایا تھا۔ مگر تیمور لنگ کے انتقال کے وقت پیر محمد قندہار میں تھا۔ اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُس کے چچا زاد بھائی خلیل سلطان ولد میران شاہ نے سمرقند

بایزید یلدرم ترکی سلطان بحیثیت قیدی تیمور لنگ بادشاہ کے سامنے

میں اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا۔ بعد میں اُس نے سرکاری خزانہ کی دولت کو نہایت بے دردی سے لٹایا۔ اور عیش و عشرت کی زندگی گزارنے لگا۔ جس کی وجہ سے اعیان سلطنت نے اُسے معزول کر کے اُمیر تیمور لنگ کے چوتھے بیٹے شاہ رخ کو تخت پر بٹھایا۔

امرائے قدیم بلوچستان

خلیل سلطان کے دور حکمرانی میں توران (سطح مرتفع قلات) میں اُمیر میر وثاق میروانی بلوچ۔ خاران میں میر براہم بیرک زئی بلوچ۔ جو لاولد فوت ہوئے۔ تو اُن کا داماد میر محمد نوشیروانی مسند امارت خاران پر بیٹھا۔ مکران میں اُمیر شہداد رند۔ اُمیر تھے اسی دور میں لس بیلہ میں جام خیرا گجر نے اپنے مشیر ببلول چھٹا کے بھائی خیسا کو طیش میں آکر قتل کروادیا۔ جس کی وجہ سے بیلہ میں بغاوت ہو گئی ببلول چھٹا تمام جدگال قبائل کے لشکر کو جمع کر کے جام خیرا گجر پر حملہ آور ہوا۔ جام خیرا گجر لڑائی میں مارا گیا۔ جام ببلول چھٹا۔ خود لس بیلہ کی مسند امارت پر بیٹھا چاغی میں فیروز سنجرانی اُمیر تھا۔

شاہ رُخ کی تخت نشینی ۱۴۰۴ء تا ۱۴۴۶ء

خلیل سلطان کی معزولی کے بعد اُمرائے سلطنت نے امیر تیمور لنگ کے چوتھے بیٹے شاہ رخ کو تخت پر بٹھا دیا۔ انہوں نے پورے ۴۳ سال حکمرانی کی۔ اور اس طویل دور حکمرانی میں اس نے سلطنت کی فلاح و بہبود کے لئے اہم خدمات سرانجام دیں۔ اور ہر ممکن طریقے

سے سلطنت کو آسودہ حال بنانے کی طرف توجہ دی۔

امرائے قدیم بلوچستان

اس دور میں خطہ توران (سطح مرتفع قلات) میں امیر میروثانی میروانی بلوچ۔ مکران میں امیر شہداد رند بلوچ۔ خاران میں محمد نوشیروانی بلوچ اور لس بیلہ میں جام بہادر چھٹا امیر تھے چاغی میں امیر نیردز سنجرانی امیر تھا۔

تاتاریوں کی سیاسی پالیسی اسلامی سلطنت پر قبضہ کے بعد

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ہلاکو خان نے جب ۱۲۵۸ء میں بغداد فتح کیا تو تمام اسلامی سلطنت تاتاریوں کے زیرنگین آگئی۔ خاندان بنی عباس کے آخری اور سینتیسویں خلیفہ مستعصم باللہ کو ہلاکو خان نے قتل کر دیا۔ اور اسی کے ساتھ مسلمانوں کی سیاسی مرکزیت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اور سارے اسلامی سلطنت، پر منگول حکمران اور ان کے شہزادے چھا گئے۔ چونکہ یہ لوگ خانہ بدوش تھے۔ ان کے ہر شہزادے کے پاس ان کے طرفداروں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ لہٰذا وہ اپنی طبیعت کے مطابق تمام اسلامی سلطنت میں بے روک ٹوک پھرا کرتے تھے۔ جن مقامی امراء نے ان کا ساتھ دیا۔ یا باج گذاری کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی۔ انہوں نے اُن اُمراکے امارتوں کو بحال رکھا اور ان کو اپنے حلیف کا درجہ دیا۔ اس طرح جنگوں میں اُن سے مدد بھی حاصل کرتے رہے۔ تقریباً امیر تیمور لنگ

کے دورِ حکمرانی میں بھی منگولوں کی یہی پالیسی رہی۔ کیونکہ امیر تیمور لنگ خود چنگیز خان کے خاندان سے تھا۔

امیر سعد میروانی بلوچ کے تعلقات امیر تیمور لنگ سے

امیر سعد میروانی بلوچ۔ امیر تیمور لنگ (۱۳۶۳ء تا ۱۴۰۵ء) کا ہم عصر تھا۔ امیر تیمور جب ۱۳۶۳ء میں اپنے دشمنوں سے اپنے بچاؤ کی خاطر جنوبی افغانستان میں فرار کی حالت میں قیام پذیر تھا تو اس کے دوستانہ مراسم امیر سعد اور اس کے بیٹے امیر میرو ثانی کے ساتھ پیدا ہوئے۔ چنانچہ اس دور میں توران (سطح مرتفع قلات) کے براخوئی کرد بلوچوں نے امیر تیمور کے ساتھ ہر قسم کی معاونت کی۔ اس کو اُس کے دشمنوں کی نقل و حرکت سے باخبر رکھا۔ لہٰذا اس معاونت نے فریقین کے درمیان خوشگوار تعلقات کو استوار کیا۔

امیر میرو ثانی کی ایک دانشمندانہ رائے

جب حکومت سیستان کے عوام نے ۱۳۶۳ء میں اپنے امیر جلال الدین محمود سے باغی ہو کر۔ سات قلعوں پر قبضہ کیا۔ تو امیر جلال الدین محمود کو بہ امر مجبوری۔ امیر تیمور سے جو جنوبی افغانستان میں قیام پذیر تھا۔ امداد لینی پڑی۔ امیر تیمور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امیر سیستان کی کمک کو پہنچا۔ سات قلعوں میں سے تین قلعوں کے باغیوں کو شکست دے کر قلعے امیر سیستان کے حوالے

کر دئے۔ جب اس صورت حال کی خبر اُمیر میرو تک پہنچی۔ تو انہوں نے بذریعہ ایک وفد اُمیر سیستان پر یہ اُمر واضح کر دیا۔ کہ اگر اُمیر تیمور نے یہ دیگر چار قلعے فتح کئے۔ ممکن ہے۔ اُمیر سیستان کی امارت خطرے میں پڑ جائے۔ بہتر ہو گا۔ اُمیر سیستان اپنے اراکین دربار کے ذریعے ان چار قلعوں کے باغیوں کے ساتھ سمجھوتہ کرے۔ لہٰذا اُمیر سیستان نے اُمیر میرو میروانی کرد بلوچ کے مشورہ کے مطابق چار قلعوں کے باغیوں سے سمجھوتہ کر کے انہیں اپنا مطیع بنایا۔ اور اُمیر میرو کے وفد کے اراکین کو جو بلوچ زعما پر مشتمل تھا خلعت دے کر رخصت کر دیا۔

توران (سطح مرتفع قلات) کا حاکم

اُمیر سیستان اُمیر جلال الدین محمود شاہ نے ۱۳۶۳ء میں ۱۲ جلالی کو اپنے ایک عزیز بہرام شاہ کو۔ توران (سطح مرتفع قلات) کا حاکم مقرر کر کے قزدار (خضدار) بھیجا۔ بیس سال بعد ۱۳۸۳ء میں اُمیر تیمور لنگ نے ماوراالنہر کی حکومت حاصل کر لی۔ گرد و نواح کے علاقے فتح کر کے۔ ایک طاقتور سلطنت کا مالک بنا۔ تو اُن کو سیستان کو زیر نگیں لانے کا خیال پیدا ہوا۔ اس دور میں ملک جلال الدین محمود شاہ کیانی فوت ہو چکا تھا۔ اُن بیٹا قطب الدین شاہ کیانی اُمیر سیستان تھا اُمیر میرو میروانی کرد بلوچ نے ان کو بھی اُمیر تیمور لنگ سے مفاہمت کرنے کی رائے دی۔ تاکہ امارت سیستان تباہی سے بچ جائے مگر نہ امیر اور نہ ان کے ارکان دربار نے اُمیر میرو کی مشاورت پر

کان دھرا۔ جس کے نتیجے میں امیر تیمور لنگ نے سیستان پر حملہ کر کے سارے علاقے کو تہس نہس کر دیا۔ ملک قطب الدین شاہ کیانی امیر سیستان لڑتے ہوئے مارا گیا کئی ایک شہر تباہ ہو گئے۔ بے شمار لوگ تہ تیغ ہو گئے

توران (سطح مرتفع قلات) میں امیر تیمور کے حاکم کا آنا۔

سیستان کی فتح کے بعد امیر تیمور لنگ نے اپنے ایک با اعتبار امیر ملک چاپ کو توران کا حاکم مقرر کر کے۔ قزدار (خضدار) بھیجا

ملک چاپ حاکم توران اور امیر میرو میروانی کے تعلقات

ملک چاپ نے ۱۳۸۳ء کے آواخر میں ۸ دسمبر کو قزدار (خضدار) پہنچ کر۔ اپنا منصب سنبھالا۔ اُس کے تعلقات امیر میر ثانی سے نہایت خوشگوار تھے۔ وہ حکومتی معاملات میں بغیر امیر میرو کے مشورے کے کوئی قدم نہیں اٹھاتا تھا۔

لس بیلہ کے مانگیا قبیلہ جدگال کی لوٹ مار

۱۳۸۶ء میں لس بیلہ کے مانگیا قبیلہ جدگال کے ایک گروہ نے اپنے امیر بیرا کی سرکردگی میں۔ اور ماڑہ اور مکران کے دیگر ساحلی علاقوں میں لوٹ مار کا سلسلہ شروع کر کے علاقے میں تہلکہ مچا دیا۔ چنانچہ ۱۱ اکتوبر ۱۳۸۶ء کو ملک چاپ منگول حاکم توران (سطح مرتفع قلات) امیر میرو میروانی براخوئی کرد بلوچ کے قبائلی لشکر کے ساتھ

بیرا مانگیا جدگال کی سرکوبی کو نکلا - اس لشکر نے امیر بیرا کا تعاقب کرتے ہوئے اسے کلمت کے علاقے میں گھیرے میں لے لیا- فریقین کے درمیان سخت لڑائی ہوئی ۔ بیرا مع اپنے تمام ساتھیوں کے مارا گیا اور اس طرح علاقے کے لوگوں کو امن اور چین نصیب ہوا

نشکی شمالی توران (سطح مرتفع قلات) میں شورش

اگرچہ امیر تیمور لنگ کے پوتے پیر محمد نے نکودری قبائل کے زور کو توڑا تھا- مگر ان کے کچھ گروہ بچ کر جنوبی افغانستان کے ریگستانی علاقوں میں روپوش ہو گئے تھے ۔ جب انہیں بھوک تنگ کرتی تھی تو وہ قرب و جوار کے علاقوں پر حملہ کر کے انہیں تاخت و تاراج کرتے تھے - لہٰذا ۲ر فروری ۱۳۹۰ء کو ملک چاپ منگول حاکم توران (سطح مرتفع قلات) ان کی سرزنش کے لئے نکلا- امیر میرو میروانی براخوئی کرد بلوچ نے اس مہم میں بھی ان کا ساتھ دیا- یہ لشکر قلات سے نیمرغ کے راستے نشکی (نوشکی) پہنچا- اور کیشنگی کے مقام پر ان کی نکودری باغیوں کے گروہ کے ساتھ مٹھ بھیڑ ہوئی - ایک سخت لڑائی کے بعد- نکودری سردار بہادر مزار اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگ میں کام آیا- اُس کے گروہ کے باقی افراد کو تہ تیغ کیا گیا- اس شورش کے قلع قمع کرنے کے بعد ملک چاپ منگول اور امیر میرو میروانی واپس خضدار پہنچے۔

ملک چاپ کا وطن واپسی

جب ۱۴۰۲ء میں امیر تیمور لنگ سلطان بایزید عثمانی

ترک کی سلطنت پر حملے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اس نے ملک چاپ منگول کو جو اس کا ایک معتمد درباری تھا۔ طلب کیا ۔چنانچہ ملک چاپ منگول ۱۴ ستمبر ۱۴۰۲ء کو بطرف سمرقند روانہ ہوا۔ اور اپنے ایک ماتحت آفیسر ملک اوکتے منگول کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

ملک اوکتے کا قتل

ملک اوکتے منگول اپنے پیش رو کی طرح مدبر اور معاملہ فہم نہ تھا۔ لہٰذا وہ من مانی کارروائیاں کرنے لگا۔ جس سے لوگ اس سے ناراض ہو گئے۔ اس کے برعکس۔ ملک چاپ منگول اُس کا پیش رو ۔ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پہ اُمیر میرو میروانی اور اُس کی کونسل سے مشورہ کرنے کے بعد کارروائی کرتا تھا۔ اوکتے کی خودسری کی وجہ سے ۔ اکراد براخوئی بلوچ کے تعلقات اُس سے کشیدہ ہو گئے ۔ چنانچہ اسی دوران ۱۴۰۵ء میں اُمیر تیمور لنگ فوت ہو گئے ۔اس کی جگہ اس کا پوتا خلیل سلطان ولد میران شاہ مسند حکمرانی پہ بیٹھا بہرحال اوکتے کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ آخرکار بہ مصداق ”تنگ آمد بہ جنگ آمد“ اکراد براخوئی بلوچ نے آمیر میرو میروانی کے جھنڈے تلے جمع ہو کر۔ ملک اوکتے کی رہائش گاہ پر حملہ کیا۔ وہ مع اپنے محافظین کے مارا گیا ۳ مارچ ۱۴۰۵ء میں اُمیر میرو میروانی نے اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا

قبیلہ دیہوار۔ براخوئی کرد بلوچ کی نسل کے بارے میں صحیح روایت

اُمیر تیمور لنگ کا پوتا پیر محمد ولد جہانگیر جب ۱۳۹۳ء میں افغانستان

کے علاقوں کو فتح کرنے کے لئے نکلا۔ تو افغانی علاقوں کو زیر کرتے ہوئے اس نے خطہ بلوچستان میں داخل ہو کر۔ علاقے کے تین اہم قلعوں۔کیکان (قلات)، مش تنگ (مستونگ) اور شال (کوئٹہ) پر قبضہ کیا۔ پیر محمد جنوب کی طرف مزید پیشقدمی کرنے کی بجائے وطن واپس لوٹا۔ لہٰذا ان قلعوں کی حفاظت اور قبضہ کو بحال رکھنے کی خاطر اُس نے قبیلہ تاجک کی افواج کو اُن قلعوں کی حفاظت پر مامور کیا۔ لہٰذا زمانہ قدیم کے دستور کے مطابق۔ فوجی تاجک اپنے خاندانوں کے ساتھ انہی تینوں علاقوں میں بس گئے۔ اور مرور زمانہ کے ساتھ انہی مقامی براخوئی کرد بلوچوں کے ساتھ گھل مل گئے۔ اور ان سے رشتہ داریاں کیں۔ اور اسی وجہ سے اُن کی اصلی زبان جو فارسی تھی۔ بلوچی اور کردگالی (براہوئی) زبانوں سے متاثر ہوئی فارسی کی بجائے دیہواری زبان کہلانے لگی۔ چونکہ ان لوگوں کی ثقافت۔ رسم و رواج۔ لباس، عادات اطوار بلوچی ہیں۔ لہٰذا یہ قبیلہ براخوئی کرد بلوچ کا ایک طائفہ شمار ہوتا ہے۔

امیر میرو میروانی براخوئی کرد بلوچ کی اعلان حکمرانی۔

جب اوکتے کے قتل کے بعد ۳ مارچ ۱۴۱۰ء میں۔ امیر میرو میروانی براخوئی کرد بلوچ نے اپنی حکمرانی کا اعلان کیا۔ تو اس اعلان کے بعد انہوں نے توران (سطح مرتفع قلات) کے گرد و نواح کے علاقوں مکران، خاران، چاغی، لس بیلہ میں جہاں بلوچوں کی اکثریت تھی۔ بلوچی برادری کی تشکیل کے لیے ان علاقوں کے امراء کو دعوت

امیر میرو میروانی بلوچ ۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۰ء امیر بلوچستان

دی ۔ کہ وہ بھی اس بلوچ برادری میں شامل ہو جائیں۔ لہٰذا اس سے پیشتر کہ بلوچ برادری کی تشکیل کے بارے میں تفصیلات بیان کی جائیں۔ بہتر ہو گا۔ کہ توران (سطح مرتفع قلات) سے متصل قرب وجوار کے علاقوں کی صحیح سیاسی صورت حال کو بیان کیا جائے۔ جو بلوچ برادری کی تشکیل میں ممد و معاون ثابت ہوئیں۔

خطہ مکران پر ہوت بلوچوں کی حکمرانی

منگو۔ جب خاقان منگول منتخب ہوا۔ تو اس نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو مملکت ایران فتح کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اُس نے ایران فتح کر کے وہاں اپنی خاندانی حکومت قائم کر لی۔ جو بعد میں (ال خان) خاندان کے نام سے مشہور ہوا۔ ہلاکو خان نے اپنی اس سلطنت پر ۱۲۵۶ء سے لے کر ۱۲۶۵ء تک حکمرانی کی۔ اس دور میں مکران میں قبیلہ ہوت بلوچ کا امیر۔ میر براہم خان ہوت بلوچ برسراقتدار تھا اس نے ہلاکو خان کی بالادستی تسلیم کر لی۔ اس وجہ سے اس کی امارت بحال رہی۔ چنانچہ امیر براہم خان ہوت کی اولاد نے پانچ پشتوں تک مکران پر حکومت کی۔ امیر براہم ہوت کے بعد ان کا بیٹا شادین ہوت۔ انکے بعد ان کا بیٹا دوستین ہوت۔ ان کے بعد ان کا بیٹا۔ شاہداد ہوت۔ اِن کے بعد ان کا بیٹا عیلی ہوت ان کے بعد اِن کا بیٹا ہیران ہوت حاکم رہے مزید وضاحت کے لئے اس کی تفصیل ذیل کے نقشے میں دی گئی ہے۔

نقشہ ہم عصر امرائے قبیلہ ہوت بلوچ مکران۔ د امرائے کیکانی براخوئی بلوچ توران (سطح مرتفع قلات) شاہانِ (ایل خان) خاندان مملکت ایران

نام امیر کیکانی براخوئی بلوچ توران	نام امیر ہوت بلوچ مکران	نام بادشاہ (ایل خان) خاندان ایران
۱۔ امیر سنجر کیکانی براخوئی بلوچ	۱۔ امیر براہم ہوت بلوچ	۱۔ ہلاکو خان ۱۲۵۱ء تا ۱۲۶۵ء ۱۴ سال
۲۔ ایضاً	۲۔ میر شادیں ہوت بلوچ	۲۔ آباگا خان ۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۱ء ۱۶ سال
ایضاً	۳۔ میر دوستیں ہوت بلوچ ارغون کے طرفداری میں مارا گیا	۳۔ احمد ۱۲۸۱ء تا ۱۲۸۴ء ۳ سال ۴ ارغون ۱۲۸۴ء تا ۱۲۹۱ء ۷ سال
۲۔ امیر میر واول کیکانی براخوئی بلوچ	۴۔ میر شاہداد ہوت بلوچ	۵۔ گیا ختو ۱۲۹۱ء تا ۱۲۹۵ء ۴ سال

امیر میر وادل کیکانی براخوئی بلوچ	میر شاہداد ہوت بلوچ	۶- بیدو ۱۲۹۵ء ۷ گرزن ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء ۹ سال
ایضاً	۵- میر علی ہوت بلوچ	۸- اُلجے تو ۱۳۰۴ء تا ۱۳۱۶ء ۱۲ سال
را نام امیر کیکانی براخوئی بلوچ توران	نام امیر ہوت بلوچ مکران	نام بادشاہ (ایل خان) خاندان ایران)
۳- امیر حمزہ کیکانی براخوئی بلوچ	۶- امیر مہران ہوت بلوچ	۹- ابوسعید ۱۳۱۶ء تا ۱۳۳۵ء ۱۹ سال

ابوسعید لاولد فوت ہوا - جس کی وجہ سے سلطنت ایران میں پھر طوائف الملوکی اور خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو گئی - ابوسعید نے اپنے دور حکمرانی میں امیر شریف الدین مظفر کو علاقہ (میبد) کا گورنر مقرر کیا تھا - اس افراتفری کے دور میں وہ اتنا طاقتور ہو گیا کہ سارے کرمان کی حکومت پر قابض ہو گیا - اور اسی طرح

خطہ مکران کو بھی اپنے زیرنگیں لایا۔ مکران پر حملہ کے دوران ، مکران کے رند بلوچوں کا امیر۔ اُمیر جلال خان رند بلوچ اُمیر شریف الدین مظفر کی حمایت میں۔ اُمیر مکران۔ اُمیر مہران ہوت بلوچ سے نبرد آزما ہوا۔ اور اُمیر مہران ہوت اپنی اُمارت کا دفاع کرتے ہوئے میدان کارزار میں کام آیا اس کمک کے صلے میں اُمیر شرف الدین مظفر نے امارت مکران اُمیر جلال خان رند کو دی۔ اس طرح مکران کی حکومت کی باگ۔ قبیلہ ہوت بلوچ سے۔ قبیلہ رند بلوچ کے ہاتھ آ گئی

خطہ مکران پر رند بلوچوں کی حکمرانی

اُمیر جلال خان رند بلوچ۔ قبیلہ رند بلوچ کے پہلے اُمیر ہیں۔ جو مسند اُمارت مکران پر بیٹھا۔ اس کے بعد۔ اس کا بیٹا امیر رند۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اُمیر عبداللہ۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اُمیر شہداد یکے بعد دیگرے مسند امارت مکران پر بیٹھتے رہے جس کی تفصیل نیچے کے دیئے ہوئے جدول میں دی گئی ہے۔

جدول ہم عصر امرائے قبیلہ رند بلوچ مکران۔ و امرائے میروانی براخوئی بلوچ۔ توران و حکمرانان مظفری خاندان کرمان

نام اُمیر میروانی براخوئی بلوچ توران ۱	نام اُمیر رند بلوچ مکران	نام۔ حکمران مظفری خاندان کرمان

۱ سطح مرتفع قلات

۱۔ امیر حمزہ میروانی براخوئی بلوچ	۱۔ امیر رند بلوچ	۱۔ شرف الدین مظفر ۱۳۳۵ء تا ۱۳۴۶ء ۱۱۔ سال
۲۔ امیر براہم میروانی براخوئی بلوچ	۲۔ امیر رند رند بلوچ	۲۔ مبارز الدین محمد ۱۳۴۶ء تا ۱۳۵۹ء ۱۳۔ سال
۳۔ امیر بہرام میروانی براخوئی بلوچ	۳۔ امیر عبداللہ۔ رند بلوچ	۳۔ شاہ شجاع ۱۳۵۹ تا ۱۳۶۹ء ۱۰۔ سال
۴۔ امیر سعد میروانی براخوئی بلوچ	۴۔ امیر شہداد۔ رند بلوچ	۴۔ سلطان احمد ۱۳۶۹ء تا ۱۳۸۰ء ۱۱ سال
۵۔ امیر میرو ثانی میروانی براخوئی بلوچ	۵۔ امیر شہداد رند بلوچ	۵۔ شاہ منصور ۱۳۸۰ء تا ۱۳۸۸ء ۸ سال

سیاسی افق پر تیمور لنگ کا نمودار ہونا۔

جب امیر شہداد رند بلوچ ۔مکران میں امیر تھا۔اسی دوران سارے وسطی ایشیائی ممالک اور مملکت ایران پر تیمور لنگ نے قبضہ کیا۔اور ۱۳۸۳ء میں اُس نے خطہ سیستان بھی فتح کیا۔ لہٰذا سیستان کی فتح کے بعد خطہ مکران بھی امیر تیمور لنگ کے زیرنگیں آگیا۔ امیر شہداد رند بلوچ نے فوراً امیر تیمور کی قیادت کو تسلیم کر لیا۔ اور اپنی امارت کو بچایا۔

امیر شہداد رند بلوچ کے بعد اس کا بیٹا امیر حسن رند بلوچ مسند امارت مکران پر بیٹھا۔ حسن کی وفات کے بعد اُس کی مسند اُسکے بیٹے شیہک رند بلوچ کو ملی۔

نیچے نقشہ ہم عصر اُمرائے قبیلہ رند بلوچ مکران و اُمرائے میردانی براخوئی بلوچ توران و حکمرانان خاندان تیموری مملکت ایران

نام اُمیر میردانی براخوئی بلوچ ۔ توران [1]	نام اُمیر رند بلوچ مکران	نام حکمران خاندان تیموری مملکت ایران
۱۔ اُمیر سعد میردانی براخوئی بلوچ	۱۔ اُمیر شہداد رند بلوچ	۱۔ اُمیر تیمور لنگ ۱۳۶۳ء تا ۱۴۰۵ء ۴۲ سال

[1] سطح مرتفع قلات

۲- امیر میر وثانی میروانی براہوئی بلوچ	۲- امیر شہداد رند بلوچ	۲- خلیل سلطان ۱۴۰۵ء تا ۱۴۰۹ء ۵ سال ۳- شاہ رخ ۱۴۰۹ء تا ۱۴۴۷ء ۳۸ سال

خطہ خاران پر امرائے پیرک زئی ناروئی بلوچ کی حکمرانی

تاریخی حوالوں سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ (ایل خان) خاندان کے ساتواں حکمران گزان (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) کے دورِ حکمرانی میں امیر پیرک ناروئی بلوچ کا بیٹا۔ امیر مراد پیرک زئی ناروئی بلوچ نے خاران میں ۔منگولوں کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے ۔خاران میں اپنی امارت قائم کرلی تھی ۔

اس خاندان نے چار پشتوں تک خاران میں حکمرانی کی جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ امیر مراد پیرک زئی ناروئی بلوچ کے بعد اس کا بیٹا امیر بلان پیرک زئی ناروئی بلوچ ۔اس کے بعد اس کا بیٹا امیر شاہو پیرک زئی ناروئی بلوچ ۔اس کے بعد اس کا بیٹا امیر جنگان پیرک زئی ناروئی بلوچ۔ اس کے بعد اس کا بیٹا امیر براہم مسندِ خاران پر بیٹھا۔ ان کے دورِ امارت میں ایک شخص امیر محمد نوشیروانی جو ندی نوشیروان پشتی ۔(جو ندی گرگ کی ایک شاخ

بہے) کے کنارے رہتا تھا نے اُمیر براہم کی ملازمت اختیار کی اُس نے اُمیر کو اپنے خدمت گزاری سے بہت متاثر کیا۔ جس کی وجہ سے اُمیر براہم نے اپنی بیٹی کا رشتہ اُس سے کیا۔ چونکہ اُمیر براہم پیرک زئی ناروئی بلوچ لاولد تھا۔ لہٰذا اس کی وفات کے بعد اُمیر محمد نوشیروانی بلوچ ۔مسند امارت خاران پر بیٹھا۔ نیچے دیئے ہوئے نقشہ میں ہم عصر امرائے پیرک زئی ناروئی بلوچ خاران و امرائے میروانی براخوئی بلوچ توران و حکمرانان (ایل خان) خاندان مملکت ایران کے اُسما تفصیل سے تحریر کئے گئے ہیں۔

نقشہ ہم عصر امرائے پیرک زئی ناروئی بلوچ خاران و امرائے میروانی براخوئی بلوچ توران ۔ و حکمرانان (ایل خان) خاندان مملکت ایران

نام اُمیر میروانی ۔ براخوئی بلوچ توران	نام اُمیر پیرک زئی ناروئی بلوچ خاران	نام حکمران ۔(ایل خان) خاندان مملکت ایران
۱۔ اُمیر میرو کبیر کیکانی براخوئی بلوچ	۱۔ اُمیر مراد پیرک زئی ناروئی بلوچ	۷۔ گزن ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء ۹ سال
ایضاً	" ایضاً "	۸۔ الجئے تو ۱۳۰۴ء تا ۱۳۱۶ء ۱۲ سال

۲- امیر حمزہ میروانی براخوئی بلوچ	۲- امیر بیلان پیرک زئی ناروائی بلوچ ۔	۹- ابوسعید ۱۳۱۶ء تا ۱۳۳۵ء ۱۹ سال
۳- امیر براہم میروانی براخوئی بلوچ	۳- امیر شاہو پیرک زئی ناروائی بلوچ	۱۰- نوشیروان ۱۳۳۵ء تا ۱۳۴۴ء
۴- امیر بہرام میروانی براخوئی بلوچ	۴- میر جنگان پیرک زئی ناروئی بلوچ	ایران میں خانہ جنگی کی کیفیت ۱۳۴۴ء تا ۱۳۶۳ء ۱۹ سال
		خاندان تیمور لنگ حکمران ایران
۵- امیر سعد میروانی براخوئی بلوچ	۵- امیر براہم پیرک زئی ناروئی بلوچ (لادل)	۱- تیمور لنگ ۱۳۶۳ء تا ۱۴۰۴ء ۴۱ سال
	۱ خاندان نوشیروانی ناروئی بلوچ	

۶- امیر میروثانی براخوئی بلوچ	امیر محمد نوشیروانی ناروائی بلوچ	۲- خلیل سلطان ۸۰۷ھ / ۱۴۰۵ء تا ۸۱۲ھ / ۱۴۰۹ء ۵ سال ۳- شاہ رخ ۸۱۲ھ / ۱۴۰۹ء تا ۸۵۰ھ / ۱۴۴۷ء ۳۸ سال

لس بیلہ پر اُمرائے خاندان گجُر جدگال کی حکمرانی

جب سلطنت ایران پر ہلاکو خان کی حکمرانی قائم ہوگئی۔ تو ان کا خاندان (ایل خان) کے نام سے مشہور ہوا۔ اس خاندان کے ساتویں حکمران غزن (۶۹۴ھ / ۱۲۹۵ء تا ۷۰۳ھ / ۱۳۰۴ء) کے دورِ حکمرانی میں خطہ لس بیلہ پر قبیلہ گجُر جدگال کے اُمراء کی حکمرانی تھی۔ جام اُنڑ گجر جدگال ولد امیر باڑا گجر جدگال خاندان کا پہلا اُمیر تھا۔ جس نے منگول حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرکے۔ خطہ لس بیلہ میں اپنی امارت کی بنیاد رکھی۔ اس امارت پر جام انڑ گجر جدگال کی پانچ پشتوں نے حکومت کی۔ جام اُنڑ گجر کے بعد اسُ کا بیٹا جام بھونگر گجُر۔ جام بھونگر کے بعد اس کا بیٹا جام سنجر گجر اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا جام جونا گجر۔ ان کے بعد ان کا بیٹا ارمیل گجر۔ ان کے بعد ان کا بیٹا جام خیرا گجر حاکم بنا۔

جام خیرا گجر کا انجام

اُمیر ہبلول تُھٹا۔ جام خیرا گجر جدگال کا ایک مصاحب تھا۔ اُس کے

بھائی پُنل چھٹا کو کسی معمولی غلطی پر جام خیرا نے قتل کر دیا۔ جس کے نتیجے میں اُمیر بہلول چھٹا جدگال نے دیگر جدگال قبائل کو ساتھ ملا کر بغاوت کی فریقین کے درمیان لڑائی میں جام خیرا گجر جدگال مارا گیا۔ لس بیلہ کی امارت پر اُمیر بہلول چھٹا قابض ہو گیا۔ اس طرح اُمیر بہلول چھٹا کی خاندانی حکمرانی کی ابتدا ہوئی۔

نیچے دیئے ہوئے نقشہ میں ہم عصر اُمرائے گجر جدگال لس بیلہ امرائے میروانی براخوئی بلوچ توران - اور حکمرانان خاندان رایل خان، مملکت ایران کے اُسما تفصیل سے تحریر کئے گئے ہیں۔

نام اُمیر میروانی براخوئی بلوچ ۔ توران	نام اُمیر گجر جدگال لس بیلہ	نام حکمران رایل خان) خاندان مملکت ایران)
۱۔ اُمیر میر وکبیر کیکانی براخوئی بلوچ	۱۔ اُمیر جام انڑ گجر جدگال	۷۔ گزن ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء ۹ سال
ایضاً	ایضاً	۸۔ اُلجیے تو ۱۳۰۴ء تا ۱۳۱۶ء ۱۲ سال
۲۔ اُمیر حمزہ میروانی براخوئی بلوچ	۲۔ جام بھونگر گجر جدگال	۹۔ ابو سعید ۱۳۱۶ء تا ۱۳۳۵ء ۱۹ سال

۳- امیر براہم میروانی براخوئی بلوچ	۳- جام سنجر گجر جدگال	۱۰- نوشیروان ۱۳۳۵ء تا ۱۳۴۴ء ۹ سال
۴- امیر بہرام میروانی براخوئی بلوچ	۴- جام جونا گجر جدگال	ایران میں خانہ جنگی کی کیفیت ۱۳۴۴ء تا ۱۳۶۳ء ۱۹ سال
۵- امیر سعد میروانی براخوئی بلوچ	۵- جام ارمیل گجر جدگال ۶- جام خیرا گجر جدگال	خاندان تیمور لنگ حکمران مملکت ایران ۱- تیمور لنگ ۱۳۶۳ء تا ۱۴۰۴ء ۴۱ سال
نام امیر میروانی براخوئی بلوچ توران ۱- امیر میرو تاتی میروانی براخوئی بلوچ	نام امیر چھٹا قبیلہ جدگال لس بیلہ ۱- امیر جام بہلول چھٹا جدگال	۲- خلیل سلطان ۱۴۰۴ء تا ۱۴۰۹ء ۵ سال

ایضاً	۲- امیر جام بہادر چھٹا جدگال	۳- شاہ رخ ۱۴۰۹ء تا ۱۴۴۷ء ۳۸ سال

خطہ چاغی کی سیاسی و تاریخی پس منظر

امیر میروثانی کے دور حکمرانی میں ۔ قبیلہ سنجرانی کے امیر فیروز نے چاغی میں اپنی امارت قائم کی ۔ جس کے بارے میں تواریخی روایات اس طرح ہیں کہ سنجرانی ۔ زنگنہ کرد بلوچ ہیں ۔ امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے ایک بیٹے ناران کا ایک بیٹا سنجر ہے ۔ جو ۱۳۹۱ء میں کسی معاملے پر اپنے رشتہ داروں سے ناراض ہو کر ۔ خاران سے چاغی منتقل ہوا اور یہیں پر مستقلاً بود و باش اختیار کی جب سنجر کی اولاد تعداد میں بڑھ گئی ۔ تو سنجرانی قبیلہ کی صورت میں وجود میں آیا ۔

سنجر کا سلسلہ نسب اس طرح چلا ۔ سنجر کا بیٹا دینار دینار کا بیٹا عمر ۔ عمر کا بیٹا فیروز ۔ امیر فیروز امیر میروثانی کا ہم عصر تھا ۔ اور اسی نے چاغی میں اپنی امارت قائم کی ۔ اور امیر میروثانی کے بلوچستان میں قائم کردہ ۔ بلوچی برادری کے وفاق میں شامل ہوگیا ۔

توران سے متصل علاقوں میں بلوچ امراء کے نام

اس دور میں خطہ مکران میں رند بلوچوں کی حکمرانی تھی ۔ امیر شہداد

رند بلوچ - مکران کے امیر تھے - خطہ خاران میں قبیلہ پیرک زئی ناروئی بلوچ خاندان کے آخری امیر براہیم کے لاولد فوت ہو جانے کی وجہ سے ان کا داماد امیر محمد نوشیروانی بلوچ امیر خاران کے منصب پر فائز ہوا جو امیر میرو میروانی براخوئی بلوچ کا ہم عصر تھا۔ خطہ لس بیلہ میں۔ قبائلی گروہ جدگالوں کی حکمرانی تھی- امیر میرو ثانی میروانی بلوچ کی حکومت کے دور میں امیر بہلول جھٹا جدگال- امارت لس بیلہ کا امیر تھا- خطہ چاغی میں میر فیروز اول سنجرانی ناروئی بلوچ - امیر تھا - چنانچہ امیر میرو میروانی بلوچ نے - ان چاروں علاقوں کے اُمرا کے لئے بذریعہ وفود دعوت نامے بھجوائے تاکہ وہ توران کے دارالخلافہ غزدار (خضدار) میں یہ سلسلہ تشکیل بلوچ برادری کے اجلاس میں شرکت کریں-

بلوچ امراء کا غزدار میں آنا- اور اعلان تشکیل بلوچ برادری

چنانچہ امیر میرو میروانی براخوئی بلوچ کی دعوت پر- مکران خاران چاغی اور لس بیلہ کے اُمرا - توران کے دارالخلافہ غزدار پہنچے -اُنکا مورخہ ۲ رجنوری ۱۰۴۱ء میں -اجلاس زیر صدارت - امیر میرو میروانی بلوچ منعقد ہوا- ان اُمراء نے امیر میرو میروانی کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے - بلوچی برادری کا اعلان کر دیا- ہم اس بلوچ برادری کی تشکیل کو بلوچ زعما کا ایک اہم تاریخی کارنامہ قرار دے سکتے ہیں اور بلوچ نسل کی تاریخ میں یہ ایک اہم برادرانہ اتفاق و اتحاد کا تاریخی واقعہ ہے - جس نے اس ملت کو دنیا کے تمام نشیب و فراز اور گونا گوں سیاسی مصائب و آلام کے آنے کے باوجود- زندہ رکھا

یہ بے مثال جذبہ اخوت آج تک اُن کے لئے مشعل راہ ثابت ہوا ہے۔ اور آئندہ بھی ہوگا۔

بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ کے اہم فیصلے۔

۱۔ اس مجلس شوریٰ کے اراکین نے متفقہ طور پر۔ اُمیر میرو میردانی براخوئی بلوچ کو بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ کا سرپرست اعلیٰ مقرر کیا۔

۲۔ اُمیر مکران۔ اُمیر خاران۔ اُمیر جاغی۔ اُمیر لس بیلہ۔ بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ کے مستقل رکن منتخب کئے گئے۔

۳۔ ملک کے دفاع کے لئے۔ ایک قومی فوج رکھنے کا۔ فیصلہ ہوا جس میں ہر بلوچ قبیلہ اپنی تعداد کی مناسبت سے۔ فوجی خدمات کے لئے نفری مہیا کرنے پر متفق ہوا۔ اور یہ بھی طے پایا کہ

۴۔ اندرونی طور پر ہر خطے کا اُمیر اپنے انتظامی امور کو چلانے میں خودمختار ہوگا۔

۵۔ قومی نوعیت کے معاملات و مسائل۔ بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ ہی حل کرے گی۔ اور اُس کے لئے قوانین وضع کرے گی۔

۶۔ سماجی زندگی سے متعلق تمام قوانین۔ ازقسم فوجداری۔ دیوانی۔ خاندانی۔ مذہبی۔ مالی۔ زرعی۔ بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ وضع کرے گی۔

۷۔ ہر خطے میں خطے کا اُمیر اپنے حالات کے مطابق مالیہ اور لگان کی شرح بندی کرے گا۔

۸۔ قومی نوعیت کے مسائل پر اخراجات تمام اُمراء بہ حصّہ

رسدی ادا کریں گے۔

۹- سماجی زندگی سے متعلق تمام قوانین کی تبدیلی کے اختیارات بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ کے پاس ہوں گے

۱۰- قومی فوج کے لئے ہتھیار کے لئے اسلحہ ساز کارخانوں کا قیام

۱۱- دشمن کے حملے کی صورت میں بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ کے سب رُکن مل کر۔ دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ اگر دشمن بہت قوی تھا تو اسے جنگی چالوں سے ورغلا کر۔ توران (سطح مرتفع قلات) کی پہاڑی سلسلوں میں پھنسا کر۔ اُس پر تابڑ توڑ حملہ کر کے نابود کر دیا جائے گا۔ کیونکہ سطح مرتفع قلات (قدیم توران) کی پہاڑی سلسلوں کو قدرت نے مضبوط قلعے کی صورت میں دی ہے۔ جہاں دشمن کا قلع قمع کرنا نہایت آسان ہے۔

۱۲- جیسے کہ آجکل کے دور سیاست میں۔ حکومتوں میں سپر پاور حکومتیں وجود رکھتی ہیں۔ اس طرح زمانہ قدیم کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جب بنی نوع انسان نے جہالت کے دور سے نکل کر۔ ایک کامل و منظم ریاست کی بنیاد رکھی۔ اور دنیا کے مختلف اطراف میں مہذب ریاستیں وجود میں آئیں۔ لوگوں میں روشن خیالی شائستگی پیدا ہو گئی۔ تو اسی کے ساتھ اُن میں سپر پاور حکمران بننے کا جذبے نے بھی جنم لیا۔ لہٰذا زمانہ قدیم میں خطہ بلوچستان کے دو طرف مشرق میں ہندوستان کی مملکت اور مغرب میں ایران کی سلطنت میں سُپر پاور حکومتیں اُبھر کر وجود میں آتی رہی ہیں۔ لہٰذا بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ نے اس صورتحال کے بارے میں بھی پالیسی وضع کی تھی جو اس کی ذہانت کی دلیل ہے بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ جب

بھی مشرق یا مغرب کی طرف سے کوئی سپر پاور حکومت وجود میں آئے بہرقیمت اس کا آشیرباد حاصل کیا جائے اور اس سے معاونت حاصل کی جائے۔

خطہ سندھ کی سیاسی صورت حال

چونکہ خطہ بلوچستان کی مشرقی سرحد۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک۔ خطہ سے سندھ سے متصل ہے۔ لیکن تاریخ کے ہر دور میں ان دو خطوں کے لوگوں کے سماجی، اقتصادی اور ثقافتی تعلقات رہے ہیں۔ بلکہ امیر میرو میروانی بلوچ کے دور حکومت سے بہت پہلے قبل از اسلام اور بعد از اسلام کے ادوار میں سندھ اور قدیم بلوچستان (توران اور مکران) کے لوگوں کے آپس میں۔ سماجی۔ اقتصادی اور ثقافتی تعلقات رہے ہیں۔ جن کی تفصیلات اسی تاریخ کے جلد اول۔ جلد دوئم۔ جلد سوئم میں وضاحت سے بیان کی گئی ہیں۔ لہٰذا جب امیر میرو میروانی براخوئی بلوچ نے بلوچستان میں ۱۰۴۱ء میں بلوچ برادری کی حکومت کو تشکیل دی۔ تو اس وقت سندھ میں سومرہ خاندان کی حکمرانی تھی۔ سومرہ قبیلہ سندھ کا ایک اہم قبیلہ ہے۔ جس نے سلطان عبدالرشید (جو غزنوی خاندان کا پانچواں حکمران تھا) کے دور کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سومرہ قبیلہ کے سردار سومر کو سندھ کا حکمران بنایا۔ اس نے ۵۲ ۱۰ء سے لے کر ۱۰۵۲ء تک نہایت تزک و احتشام سے سندھ پر حکومت کی اور مفسدین کا قلع قمع کیا۔ جب ہلاکو خان نے ایران میں ایل خان۔ خاندان کی حکمرانی کی بنیاد رکھی تو ہلاکو خان (۱۲۵۸ء تا

۱۲۶۵ء) کے دور میں سومرہ خاندان کا بارواں حکمران - دودا ر (۱۲۶۵ء تا ۱۲۷۲ء) سندھ پر حکمرانی کر رہا تھا۔ اور جب آمیر میرو میروانی البزنجانی بلوچ نے خطہ بلوچستان میں بلوچ برادری کے نظام کی تشکیل کی۔ تو اُس وقت سندھ میں سومرہ خاندان کا انیسویں حکمران بھونگر (۱۲۳۰ء تا ۱۲۴۱ء) مسند حکمرانی پر براجمان تھا۔ آمیر میرو میروانی بلوچ نے اپنے اجداد کے نقشِ قدم پر چل کر سندھ کے حکمرانوں سے نہایت خوشگوار تعلقات رکھے جس کی وجہ سے اس کی نوزائیدہ بلوچ برادری کی حکومت کو مزید تقویت ملی۔

امیر میرو میروانی بلوچ کے فرزند عمر کا تولد

چونکہ امیر میرو میروانی بلوچ لاولد تھے لہٰذا بلوچ برادری کی تشکیل کے بعد انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی - اُمیر کمبر کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ مگر خدائے تعالیٰ کا منشاء اور تھا۔ اُخیر عمر میں ۲۰ راگست ۱۲۳۵ء میں ان کا اکلوتا بیٹا تولد ہوا۔ جس کا نام عمر رکھا گیا۔ چنانچہ جانشین کی ولادت کے بعد اُمیر میرو میروانی نے اپنے بھائی اُمیر کمبر سے وصیت کی کہ ان کی وفات کے بعد۔ اُمیر کمبر مسند حکمرانی پر بیٹھے۔ جب ان کا بیٹا عمر میں بلوغ کو پہنچے تو اُسے مسند امارت پر بٹھائے۔

اُمیر میرو میروانی بلوچ کا کردار اور کارنامے

اُمیر میرو میروانی بلوچ تیس سال تک نہایت حسن وخوبی سے بلوچ برادری کی حکومت کے فرائض انجام دیتا رہا ہے اور بہ عمر ۹۵

سال مورخہ ۱۲ ار دسمبر ۱۴۴۰ ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا ۔ اس مدت میں اس نے بلوچ برادری کے خطے کی حدود میں توسیع کی کوشش کی ۔ اور بلوچ ۔ برادری کے نظام حکمرانی کو اس نے استقلال بخشا ۔ اس بنا پر بلوچ کی تاریخ میں صف اول کے حکمرانوں میں شمار کیا جاتا ہے ۔

ان کی پاکیزگی اخلاق اور خلوص عقیدت کی وجہ سے دیگر اُمرائے بلوچ ۔ خطہ مکران ۔ خطہ خاران ۔ خطہ چاغی اور خطہ لس بیلہ اسکے گرویدہ تھے ۔ اور ان کے ہر حکم کو بجالانے کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے تھے ۔ اُمیر میرو میں بہت سی خوبیاں تھیں وہ نہایت ایماندار اور انصاف پسند اُمیر تھا ۔ چنانچہ وہ اپنی نیک طینتی ، حُسن اخلاق اور عظیم صلاحیتوں کی بدولت حکمرانی کے اعلیٰ منصب پر پہنچا ۔ بلوچ برادری کی تشکیل ان کا عظیم کارنامہ ہے ۔ جس وقت بلوچ برادری کی عنان حکومت اس نے اپنے ہاتھ میں لی ۔ بلوچ خطہ توران[۱] ۔ مکران خاران ، چاغی اور لس بیلہ کے قبائل نازک حالات سے دو چار تھے ۔ قبائل میں بدنظمی پائی جاتی تھی ۔ ہر قبیلہ دوسرے کا دشمن تھا ہر خطے میں مار دھاڑ تھی ۔ قبائل کسی کے اقتدار کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے ۔ اُمیر میرو میروانی نے انتہائی قابلیت اور ہمت کے ساتھ قبائل کی تمام مشکلات کو حل کر کے ان کو آپس میں شیر و شکر کر دیا ۔ ان سب کو اتفاق کی لڑی میں پرو دیا ۔ لہٰذا اس پر بلوچ خطوں کے امراء نے جو اعتماد کیا تھا ، وہ غلط نہ تھا ۔ اس نے بلوچ برادری کے

---

(۱) سطح مرتفع قلات

کے مخالفین کو ختم کیا۔ اور بلوچ قبائل میں نظریہ بلوچ قومیت کو ابھار کر اُن میں نیا جوش اور ولولہ پیدا کیا اور ان باتوں کے علاوہ انہوں نے بلوچ قبائلی نظام کو مستقل اور مضبوط بنیادوں پہ استوار کر کے اس کام کی تکمیل کی۔ انہوں نے بلوچ برادری کی بنیادوں کو اتنا مستحکم کر دیا کہ اس کے کمزور جانشینوں کے دور میں بھی حوادث زمانہ اس کو ہلا نہ سکے۔ ہمارا یہ بیان مبالغہ آمیز نہیں۔ اگر ہم اُمیر میرو میروانی براخوئی بلوچ کے عمدہ کردار۔ اور اعلیٰ کارناموں کی بناء پہ ان کو بلوچ قبائلی برادری کا معمار کہیں۔ تو اسمیں شک کی گنجائش بالکل بھی نہیں۔

اُمیر میرو میروانی براخوئی بلوچ کی وفات حسرت آیات

جس وقت اُمیر کبیر میرو میروانی بلوچ کی ۱۲ دسمبر سنہ ۱۲۲۰ء میں حالت نازک ہو گئی۔ اور اس کی زندگی کی اُمید باقی نہ رہی اور وہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ تو تمام خطوں کے نائب اُمراء نے جو عزدار میں موجود تھے۔ ان کی وصیت کے مطابق اُن کے بھائی اُمیر کبیر میروانی براخوئی بلوچ کو بلوچ برادری کی مسند امارت پہ بٹھا کر دوسرے دن اُن کی دستار بندی کی۔ اُمیر میرو میروانی نے ۹۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

اسلحہ ساز کارخانوں کا قیام

جب بنی نوع انسان نے بربریت اور جہالت کے دور سے

نکل کر ایک کامل و منظم ریاست کی بنیاد رکھی۔ تو دنیا کے مختلف اطراف میں مہذب ریاستیں وجود میں آگئیں۔ ان ریاستوں کے لوگ ارتقائے تمدن کے ترقی یافتہ مراحل میں داخل ہو گئے۔ اور اسی کے ساتھ انسانی معاشرہ نے بھی جنم لیا۔ چونکہ معاشرہ میں انسان کی جماعتی زندگی میں ہر فرد کو رہنے سہنے۔ اور اپنی ترقی حصول مقصد۔ اور فلاح و بقا کے لئے دوسروں سے سابقہ پڑتا تھا اُسے اپنی ضروریات زندگی کے لئے دوسرے لوگوں یعنی معاشرہ سے وابستہ رہنا پڑتا تھا۔ لہٰذا معاشرہ میں انسانی ضروریات معاشرہ کے مطابق بنی نوع انسان مختلف گروہوں میں منقسم ہو گئے جیسے کاشتکاروں کا گروہ بافندوں کا گروہ، زرگروں کا گروہ ترکھانوں کا گروہ۔ سازندوں کا گروہ اسلحہ سازوں کا گروہ وغیرہ۔ لہٰذا ہم اپنی اس تاریخ میں اسلحہ سازوں کے گروہ کا صرف تذکرہ کریں گے۔ کیونکہ بلوچ برادری کی ریاست کی بقا میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ گروہ اُتنا ہی قدیم ہے۔ جتنا کہ بلوچ ملت کے دیگر قبائل اور انہی قبائل کے ساتھ یہ اکٹھے سرزمین بلوچستان میں (۸۵۳) سال قبل از مسیح وارد ہوئے تھے۔ اس اسلحہ ساز گروہ کو عرف عام میں آہن کار کہتے ہیں ان کے سربرآوردہ افراد کو استاکار کہتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں دنیا میں روایتی اسلحہ بہت سیدھے سادھے ہوتے تھے جیسے تیر کمان، تلوار۔ توڑے دار بندوق۔ نیزہ، کلہاڑی، خنجر، اور گرز۔ وغیرہ، چنانچہ جب امیر میرو میروانی بلوچ برادری کی ریاست کی تشکیل کی اور جب مجلس شوریٰ نے قومی فوج

کی بنیاد رکھی تو فوج کے لئے اسلحہ سازی کے کارخانوں کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی لہٰذا اسلحہ ساز گروہ پہلے سے موجود تھا۔ استاکاروں کے قبیلے کے سردار سرمست ولد مبارک کو امیر میرو میروانی بلوچ نے حکومتی اسلحہ ساز کارخانے کا مدار المہام مقرر کیا اسی طرح نائب امرائے مکران ۔ خاران ۔ چاغی اور لس بیلہ نے اپنے خطوں میں اپنے مقامی لشکروں کے لئے ہتھیار مہیا کرنے کے لئے اسلحہ ساز کارخانے بنائے۔ بعد میں مرکزی اسلحہ خانہ کے کارخانے کے مدار المہام سرمست کے نام کی مناسبت سے اسلحہ گروہ تمام بلوچستان میں سرمستانی قبیلے کے نام شہرت پایا گیا۔ جو کہ آج تک یہ گروہ قبیلہ سرمستانی کے نام سے موسوم ہے اور بلوچ سوسائٹی میں قبیلہ سرمستانی کہلاتا ہے۔

امیر میرو میروانی براخوئی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان و حکمرانان سندھ

نام امیر ملک سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
(سومرہ خاندان) ۱۹- امیر کھونگر ۱۳۰۳ء تا ۱۳۱۳ء ۲۰- ہمیر ۱۳۱۳ء تا ۱۳۶۱ء (سمہ خاندان) ۱- جام انڑ بن بانبھینہ ۱۳۱۷ء تا ۱۳۲۰ء	(تغلق خاندان) محمود شاہ تغلق ۱۳۸۸ تا ۱۴۱۲ (سید خاندان) خضر خان ۱۴۱۴ء تا ۱۴۲۱ء	(خاندان تیمور لنگ) ۲- خلیل سلطان ۱۴۰۴ تا ۱۴۰۹ ۳- شاہ رخ ۱۴۰۹ء تا ۱۴۴۷ء	۱- امیر میرو میروانی براخوئی بلوچ ۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۰ء

۲۔ جام جونہ بابنیہ ۱۴۱۲ء تا ۱۴۴۲ء

اُمیر میرو میروانی براخوئی بلوچ کے ہم عصر اُمرائے خطہ مکران۔ خطہ خاران۔ خطہ چاغی۔ خطہ لس بیلہ بلوچستان

نام اُمیر لس بیلہ بلوچستان	نام اُمیر چاغی بلوچستان	نام اُمیر خاران بلوچستان	نام اُمیر مکران بلوچستان	نام اُمیر بلوچ برادری بلوچستان
(چھٹہ قبیلہ جنگل) جام بہلول چھٹہ ۱۴۱۲ء تا ۱۴۴۲ء جام بہادر چھٹا ۱۴۴۲ء تا ۱۴۶۵ء	(قبیلہ سنجرانی بلوچ) اُمیر فیروزہ سنجرانی بلوچ ۱۴۱۲ء تا ۱۴۴۲ء	(نوشیروانی تاریخی بلوچ) اُمیر محمد نوشیروانی بلوچ ۱۴۳۸ء تا ۱۴۵۴ء	رند بلوچ اُمیر شاہداد رند بلوچ ۱۴۰۸ء تا ۱۴۲۸ء	اُمیر میرو میروانی براخوئی بلوچ ۱۴۱۲ء تا ۱۴۴۲ء

باب سوئم

امیر کمبر میروانی براخوئی بلوچ کی مسند نشینی ۱۶۴۰ء تا ۱۶۶۶ء

امیر میرو میروانی براخوئی بلوچ کی وفات کے بعد۔ اُن کا چھوٹا بھائی اُمیر کمبران کی مسند جلیلہ پر بیٹھے۔ اور اُمیر کمبر کی مسند نشینی کی تاریخ ۱۲ دسمبر ۱۶۴۰ء ہے۔ اُمیر کمبر کی مسند نشینی کی وجہ یہ تھی کہ سردار اعظم اُمیر میرو کے اکلوتے بیٹے۔ اُمیر عمر کم سن تھے۔ اُمیر میرو کی وفات کے وقت ان کی عمر پانچ سال تھی۔ چنانچہ امیر کبیر اُمیر میرو نے رحلت سے پہلے اپنے بھائی کمبر سے وصیت کی تھی کہ ان کی وفات کے بعد وہ مسند نشین ہوں مگر جب اُمیر عمر سن بلوغ کو پہنچے تو اُن کو مسند امارت پر بٹھایا جائے۔ چنانچہ اُمیر میرو کی وصیت کے مطابق بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ کے ارکان نے اُمیر کمبر کو مسند پہ بٹھا کر۔ ان کی دستار بندی کی۔

امیر عمر کی تربیت اور نگاہ داشت کے انتظامات

اُمیر کمبر نے مسند پہ بیٹھتے ہی۔ سب سے پہلے اپنے برادر زادہ کم سن عمر کی تربیت اور نگاہ داشت کے لئے مناسب انتظامات کئے تاکہ عمر کو حکمرانی کے ہر شعبہ کی خاطر خواہ تربیت دی جا سکے۔ چنانچہ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے اُمیر کبیر اُمیر میرو کے

امیر کمبر برادر امیر میرو میروانی بلوچ ۱۴۴۰ء تا ۱۴۶۰ء امیر بلوچستان

خاص ملازم گوشو سے بہتر کوئی شخص نہ تھا چنانچہ امیر کمبر نے گوشو کو عمر کا اتالیق مقرر کر کے عمر کی تربیت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری اُس سپُرد کی

اُمیر کمبر میردانی بلوچ کے دور کے دیگر خطوں کے امراء

جب اُمیر کمبر میردانی براخوئی بلوچ مسند امارت پر بیٹھا۔ تو خطہ مکران کے اُمیر امیر شاہداد فوت ہو چکا تھا۔ اس کی مسند پر اُمیر شیہک رند بلوچ۔ جو اُن کا اکلوتا بیٹا تھا۔ مسند نشین ہوا تھا۔ اسی طرح خطہ خاران میں اُمیر محمد نوشیروانی ناروئی بلوچ کی جگہ ان کا بیٹا اُمیر نوشیروان بلوچ اُمیر منتخب ہوا تھا۔ چاغی میں اُمیر سنجر اول اپنے والد امیر فیروز کے انتقال کے بعد اپنی امارت پر متمکن ہوا تھا۔ لسبیلہ میں جام حلب جھٹا جدگال اپنے باپ جام بہادر جھٹا جدگال کی جگہ پر جانشین منتخب ہوا تھا۔

بلوچ برادری کے امراء کے علاقوں کا دورہ

جب اُمیر کمبر میردانی براخوئی بلوچ، بلوچ برادری کے سرپرست اعلیٰ منتخب ہوئے۔ انہوں نے برادری کے دیگر اُمراء سے دید و بازدید کا سلسلہ شروع کیا۔ پہلے مکران گئے۔ وہاں سے خاران آئے۔ پھر چاغی پہنچے۔ ان علاقوں کے اُمراء نے ان کو گرمجوشی کے ساتھ خوش آمدید کہا۔ خضدار آئے یہاں سے بیلہ گئے۔ اُمیر حلب جھٹا نے ان کا خیر مقدم کیا۔ ان اُمراء سے امیر کمبر نے بلوچ برادری کی نوتشکیل

شدہ حکومت کے بارے میں صلاح و مشورہ کیئے۔ تاکہ یہ حکومت مزید استوار بنیادوں پر قائم ہو جائے۔

بلوچ برادری کی فوجی تنظیم میں اصلاح

چونکہ امیر کبیر میر دانی بلوچ کو بلوچستان کی جغرافیائی اہمیت اور سرحدی محل وقوع کا بخوبی علم تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس خطے کو ایک فاصل ریاست (BUFFER-STATE) کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اور حاصل ہے اور اس سرزمین کی چاروں طرف بڑے طاقتور اور با جبروت حکومتیں قائم ہوتی رہتی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی قومی آزادی کو سلب کریں۔ لہٰذا اُس نے برسر اقتدار آتے ہی سب سے پہلے بلوچ قبائل کی دفاعی تنظیم کی طرف توجہ دی۔ فوجی نظام میں کئی ایک اصلاحات کیں۔ قبیلے کے سرداروں کی فوجی نقطہ نگاہ سے درجہ بندی کی اسی طرح کی طائفوں کے ٹکری یا مقدم اور ذیلی طائفوں کے کماش یا معتبروں کی درجہ بندی کی رُو سے حلقہ بندی کی۔ تاکہ وہ جنگ کے دوران نہایت مستعدی سے لڑ سکیں۔ اور امن کی صورت میں اپنے تمنی لشکر کو آسانی سے لڑنے کی مختلف گرُ اور داؤ پیچ سکھا سکیں۔

بلوچ لشکر کے کمانڈروں کا طریقۂ تقرری

چونکہ بلوچ برادری کا تمام نظام اصول انتخاب پر قائم تھا۔ لہٰذا ان کے فوجی نظام میں یہی طریق کار رائج تھا۔ قبیلے کے سردار بذریعہ انتخاب اپنے منصب پر آتے تھے۔ اسی طرح قبائل کے ٹکری یا مقدم۔ ذیلی

طائفوں کے کماش اور معتبر بھی منتخب کئے جاتے تھے اگر ان فوجی منصب داروں میں کوئی منصب دار اپنی نااہلی کا ثبوت دیتا تھا۔ تو قبائلی کونسل کو اس کے برطرف کرنے کا پورا اختیار حاصل تھا۔ اور اس کی جگہ اس کے خاندان سے لائق فرد کو اس کے منصب پر فائز کر سکتا تھا۔ لہٰذا اس طریقہ کار سے فوجی مستعد رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور غافل حضرات کی چھانٹی ہوتی تھی۔

بلوچ برادری کے لشکری تنظیم کی ضرورت

اُمیر کبیر میردانی بلوچ ایک نڈر اور بہادر سپاہی تھا۔ بچپن سے اُس کو فن حرب سیکھنے کا شوق تھا۔ چنانچہ جوان ہو کر وہ ایک نامور سپہ سالار بنا ہر محاذ جنگ پر فتح اس کے قدم چومتی تھی لہٰذا ان کے دور میں فاصل ریاست (BUFFER STATE) کی بڑی سلطنتوں سے اپنی آزادی کا بچاؤ کا یہی ایک ہی صورت ہوتی تھی کہ ان کی جنگی طاقت مضبوط ہو۔ کیونکہ یہ بڑی سلطنتیں اپنی فاصل ریاستوں (BUFFER STATES) کی افواج کو اپنی جنگوں میں بطور ساتھی (ALLY) کے استعمال کرتی تھیں لہٰذا اسی وجہ سے اُمیر کبیر نے اپنے دور حکمرانی میں یہی کوشش کی کہ بلوچ برادری کی فوج نہایت مستحکم و مضبوط ہو۔ تاکہ اس کی حکومت کی سلامتی کے لئے ایک مضبوط ڈھال ثابت ہو۔

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدار المہام

اُمیر کبیر میردانی بلوچ کے دور حکمرانی میں اسلحہ ساز کارخانے کا مدیر

یا ڈائریکٹر اُستا سرست فوت ہوا تھا تو امیر بلوچستان نے ان کے بڑے بیٹے اُستا ابدین (آبدین)، کو اسلحہ ساز کارخانے کا نیا ڈائریکٹر مقرر کیا۔

خطہ سندھ کی سیاسی صورت حال

خطہ بلوچستان کے دونوں طرف مشرق اور مغرب میں ہمیشہ بڑی بڑی سلطنتیں وجود میں آتی رہی ہیں مغرب میں ایران کی سلطنت تھی اور مشرق میں ہندوستان کی مملکت تھی۔ مگر خطہ سندھ کے سیاسی حالات ہمیشہ فوری طور پر بلوچستان پر اثر انداز رہے ہیں۔ لہٰذا ہر اُمیر بلوچستان کے دور حکمرانی میں خطہ سندھ کی سیاسی صورت حال کا تذکرہ ضروری ہے۔
اُمیر میرو میروانی بلوچ کے دورِ حکومت میں جب سنہ ۱۳۱۰ء میں بلوچستان میں بلوچ برادری کی حکومت وجود میں آئی تو خطہ سندھ میں سندھی قبیلہ سومرہ خاندان کی حکمرانی تھی۔ اور اس خاندان کا انیسواں حکمران جام بھونگر (سنہ ۱۳۰۳ء تا سنہ ۱۳۱۳ء) حکمران تھا۔ اُس کے بلوچ برادری کے ساتھ نہایت خوشگوار تعلقات تھے۔ اُمیر میرو کی حکومت کے آخری دور میں سومرہ خانداں کے بیسویں حکمران جام ھمیر کو سمہ قبیلہ کے سردار جام اُنٹر نے سیاسی اختلافات کی بنا پر قتل کر کے خود مسند امارت حاصل کی۔ اور اس طرح سندھ میں سمہ خاندان کی حکومت کی ابتدا ہو گئی لہٰذا جام اُنٹر (سنہ ۱۳۱۷ء تا سنہ ۱۳۱۹ء)، اس کے بعد جام جونہ برادر جام اُنٹر (سنہ ۱۳۱۹ء تا سنہ ۱۳۲۶ء)، جام تماچی (سنہ ۱۳۲۸ء تا سنہ ۱۳۳۲ء) یکے بعد دیگرے مسند امارت سندھ پر فائز رہے۔ یہ سب اُمرا امیر

میرو میروانی بلوچ کے ہم عصر تھے۔ لہٰذا ان سب اُمراء کی پالیسی اُمیر بلوچستان اور بلوچ قوم سے دوستانہ رہی ہے۔ بعض دفعہ ان امرائے نازک سیاسی صورت حال میں اُمیر بلوچستان سے فوجی امداد بھی طلب کی ہے۔ جب سنہ ۱۳۴۲ء میں اُمیر کمبر میروانی براخوئی بلوچ مسند امارت پر آئے۔ تو سندھ کی امارت پر جام جونہ (۱۳۴۲ء تا ۱۳۵۵ء) متمکن تھے۔ جو خاندان سمہ کے چوتھے حکمران تھے۔ ان کے تعلقات بھی بلوچوں سے نہایت برادرانہ تھے انہی کے دور حکمرانی میں ہندوستان کے بادشاہ فیروز شاہ تغلق سندھ پر قبضہ کر کے جام جونہ کو اپنے ساتھ لے کر دہلی آیا۔ دوران قیام دہلی جام جونہ نے اپنی وفاشعارانہ خدمات سے سلطان کو اس قدر خوش کیا کہ سلطان فیروز نے اسے دوبارہ سندھ کی حکومت دے کر سندھ بھیجا۔

اُمیر عمر کی تقریب عروسی

اُمیر عمر جب سن بلوغ کو پہنچے تو ان کے سربراہ اور نامور چچا اُمیر کمبر کو اُن کے رشتے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اس وقت اُمیر عمر کی عمر بیس برس تھی۔ چونکہ زندگی پر بھروسہ نہیں ہوتا لہٰذا اُمیر کمبر چاہتے تھے کہ ان کے حین حیات میں اُمیر عمر کا رشتہ ازدواج کسی اہم گھرانے میں ہو جائے۔ جو نسلی اور سیاسی اعتبار سے اعلیٰ و معزز ہو۔ ان کی نظر مستونگ میں اپنے ہم نسل قبیلہ۔ خواجہ خیل براخوئی کرد بلوچ کے سردار کے گھرانے پر پڑی۔ قبیلے کا سردار ملک نصر اللہ خواجہ خیل براخوئی کرد بلوچ تھا۔ ملک کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹی کا نام

بی بی مہناز تھا۔ امیر کمبر نے قبیلہ خواجہ خیل کے سردار کی صاحبزادی سے رشتے کی تجویز کی۔ جسے امیر عمر نے فوراً مان لیا۔ لہٰذا رشتہ طلب کرنے کے لئے براخوئی کُرد بلوچ دستور کے مطابق امیر کمبر نے ایک وفد مورخہ ۸ رمئی ۱۹۵۰ء میں اپنے بڑے صاحبزادے امیر زہرد کے زیر سرکردگی میں مستونگ روانہ کیا۔ ملک لفراللہ خان خواجہ خیل نے وفد کو خوش آمدید کہا۔ اور ان کی خاطر خواہ مہمان نوازی کی اور اپنی صاحبزادی کا رشتہ دینا منظور کیا۔ لہٰذا اسی سال مورخہ ۸ رجون ۱۹۵۰ء میں مستونگ میں امیر کمبر بلوچ کی موجودگی میں امیر عمر اور بی بی مہناز کی شادی کا جشن منایا گیا۔ اور دو سال بعد مورخہ ۱۱ رجولائی ۱۹۵۲ء میں خدائے تعالیٰ نے امیر عمر کو فرزند سے نوازا جس کا نام بجّار رکھا گیا۔

قبیلہ خواجہ خیل براخوئی کُرد کا تاریخی پس منظر

خواجہ خیل، براخم کرد بلوچ کی اولاد ہے۔ جس کے شجرہ کی تفصیل اس طرح ہے۔ قبیلہ ماد کرد کے جدا اعلیٰ ماد کے سات فرزند تولد ہوئے جن کے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ ماڈ ۲۔ پارتاسن ۳۔ بُوز ۴۔ اُستروشات، ۵۔ آری زانت ۶۔ دیلمان ۷۔ بُود

ماد کے ساتویں بیٹے ۔ بود کے دو فرزند تولد ہوئے ا۔ براخم ۲۔ زنگان بعد میں براخم کی اولاد براخوئی کرد اور زنگان کی اولاد زنگنہ کرد کہلانے لگے۔

I۔ براخم اول سے براخم ثانی تک شجرہ = براخم اول جاگیں

پوران، ہوتان، دوسک، آروک، زوراک، براخم ثانی

۱۱ براخم ثانی کے آٹھ فرزند تولد ہوئے

۱۔ کیکان ۲۔ گوران ۳۔ سارون ۴۔ غزؒ ۵۔ مشکان ۶۔ اُرمیل ۷۔ بولان ۸۔ گرشیک۔ مرور زمانہ کے ساتھ ان کی نسل بڑھ گئی۔ اور قبیلوں کی صورت اختیار کی۔ لہٰذا ۱۔ کیکانی ۲۔ گورانی ۳۔ سارونی ۴۔ غزداری ۵۔ مشکانی ۶۔ اُرمیلی ۷۔ بولانی ۸۔ گرشیکانی قبیلے وجود میں آچکے تھے۔ جو براخوئی کرد بلوچ طایفے کہلاتے تھے۔ چونکہ براخم کی اولاد تھے اس واسطے براخوئی موسوم ہوئے۔ نسلاً کرد تھے براخوئی کرد کہلانے لگے۔ ان کا فوجی نشان مرغ کی کلغی تھا جسے کردی اور قدیم فارسی زبان میں (بلوچ) کہتے ہیں۔ اپنے فوجی نشان کی مناسبت سے براخوئی کرد بلوچ مشہور ہوئے۔ یعنی وہ براخوئی کرد جن کا فوجی نشان بلوچ (مرغے کی کلغی) ہے اور آج تک یہ گروہ قبائل اسی نام سے مشہور ہے۔

ہلاکو خان جب ۱۲۵۸ء میں آخری عباسی خلیفہ کا خاتمہ کر کے ساری اسلامی سلطنت پر قابض ہوگیا۔ اور ایران میں اپنی خاندانی حکمرانی کی بنیاد رکھی جو (ایل خان) خاندان کے نام مشہور ہوئی۔ اسی خاندان کے ساتویں حکمران گزان (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) کے دور حکمرانی میں امیر احمد اُرمیلی براخوئی کرد بلوچ کے تین بیٹے تولد ہوئے ۱۔ محمد حسن ۲۔ ہارون ۳۔ خواجہ۔ لہٰذا مرور زمانہ کے ساتھ ان کی اولاد بڑھ گئی۔ اور قبیلوں کی صورت اختیار کی (۱) محمد حسن کی اولاد محمد حسنی ۲۔ ہارون کی اولاد ہارونی ۳۔ خواجہ کی اولاد خواجہ خیل

کے ناموں سے موسوم ہو کر بصورت قبائل وجود میں آئے۔

مختصر شجرہ بی بی مہناز خواجہ خیل براخوئی کرد بلوچ

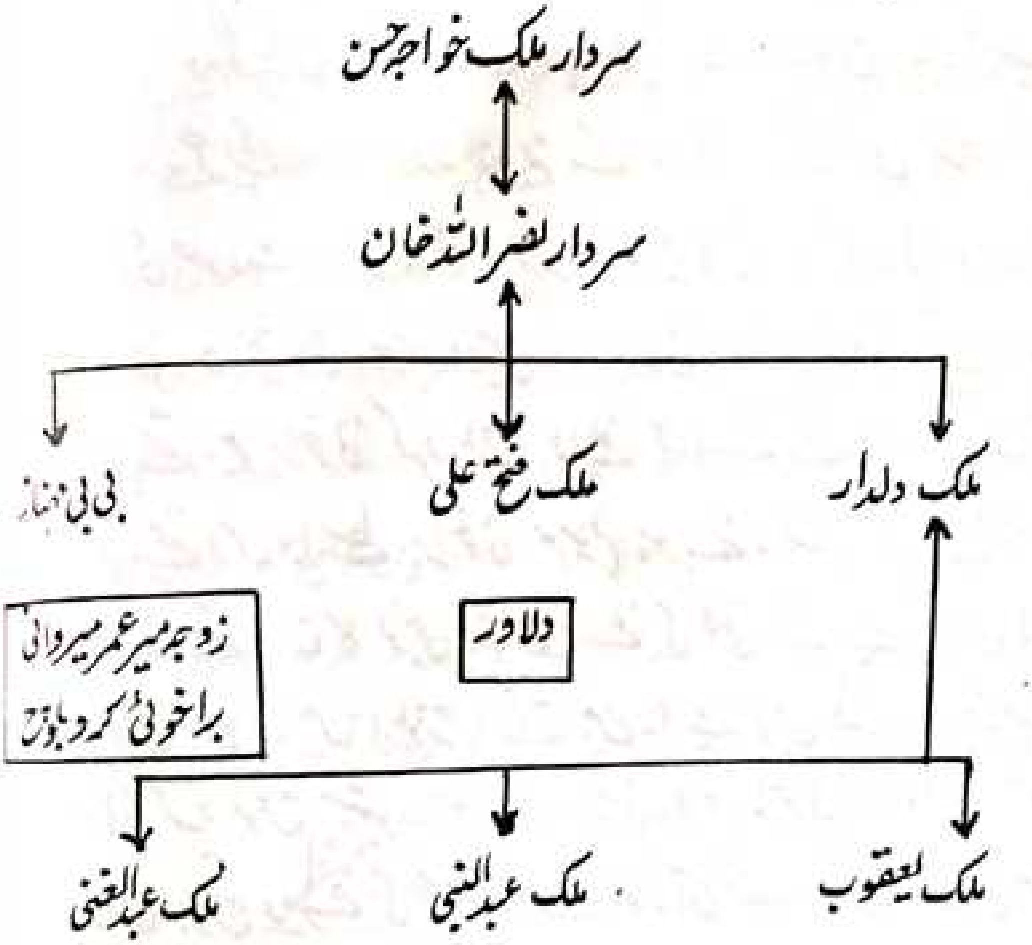

امیر عمر میروانی براخوئی بلوچ کی مسند نشینی

جب امیر عمر سن بلوغ کو پہنچا تو ۱۸ رجون ۱۶۶۴ء میں بلوچ اکابرین کی موجودگی میں امیر کمبر نے ان کو مسند پہ بٹھا کر اُن کی دستار بندی کی رسم ادا کی اور اپنی بقایا زندگی ان کے بطور مشیر کے بلوچ ملت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔ امیر عمر حکمرانی کے ہر مسئلہ پہ جب تک امیر کمبر سے مشورہ نہ کرتے اس وقت تک حکم صادر نہ کرتے۔

انتقال امیر کمبر میروانی براخوئی بلوچ

امیر عمر پسر امیر میرو میروانی بلوچ ۱۴۶۰ء تا ۱۴۸۵ء امیر بلوچستان

اُمیر کمبر پانچ سال تک بطور مشیر کے خدمات سرانجام دیتے رہے ۲۰ مئی ۱۴۶۵ء میں مختصر علالت کے بعد ۷۰ سال کی عمر میں اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔

اُمیر کمبر میروانی بلوچ کا کردار

اُمیر کمبر نے بیس سال تک جس خوبی سے بلوچ برادری کی حکومت کے فرائض انجام دیئے۔ اور نظام حکمرانی کو اس نے جیسا استقلال بخشا۔ اس کی بنا پر ہم اُسے صف اول کے حکمران اور منتظم شمار کرسکتے ہیں۔

اپنی نیک طینتی، حسن اخلاق، اعلیٰ صلاحیتوں کی بدولت حکمرانی کے اعلیٰ منصب تک پہنچا۔ جس وقت عنانِ حکومت اس نے اپنے ہاتھ میں لی۔ بلوچ برادری کی فوجی نظام کو مزید منظم کرنے میں مُنہمک ہو گئے جو بلوچ برادری کی آزادی کو بحیثیت فاصل ریاست (BUFFER STATE) ضامن تھی۔ بلوچ ملت میں اتحاد اور یگانگی پیدا کرنے کے لئے اس نے مکران خاران چاغی اور لس بیلہ کے علاقوں کے دورے کر کے ان علاقوں کے امراء کی عزت افزائی کی۔ اُن کے علاقائی نظام کا جائزہ لیا خرابیوں کی نشان دہی کر کے ان کو اصلاح کی تجاویز پیش کیں

انہیں اپنے بھائی اُمیر کبیر اُمیر میرو کے تیس سالہ دور حکمرانی میں زندگی کے ہر پہلو سے متعلق کافی تجربے حاصل ہو چکے تھے۔ لہٰذا جب وہ مسندِ امارت پر بطور سربراہ بیٹھے۔ تو اُن کو نظام حکومت چلانے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ یہ ان کی فراست

امیر عمر میروانی براخوئی بلوچ کی مسند نشینی ۱۴۶۰ء تا ۱۴۸۵ء

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ امیر میر قنانی کی وفات پر ان کا اکلوتا بیٹا۔ امیر عمر کمسن تھا۔ لہٰذا امیر موصوف کی وصیت کے مطابق ان کے چھوٹے بھائی امیر کمبر مسند امارت بلوچستان پر بیٹھا جب امیر عمر ۱۸ رجون ۱۴۶۰ء کو سن بلوغ کو پہنچا۔ تو امیر کمبر نے امیر عمر کو بلوچستان کی مسند امارت پر بٹھایا۔ گویا امیر عمر میروانی براخوئی بلوچ نے ۱۸ رجون ۱۴۶۰ء کو حکومت بلوچستان کی ذمہ داری سنبھال لی۔ اور باقاعدہ بطور حکمران کے کام کرنا شروع کیا۔ لہٰذا امیر عمر بلوچ بلوچستان کے اس نوزائیدہ بلوچ برادری کی نظام حکومت کے تیسرے سربراہ تھے

ملک میں قیام امن و امان

امیر عمر میروانی نے مسند کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی بلوچستان کے مختلف علاقوں میں باغی افراد کی سرزنش کی کئی ایک فتح یاب لڑائیاں لڑ کر اپنی بہادری اور فن سپاہ گری کا ہر طرف لوہا منوایا۔ اور تمام بلوچستان میں ان کے نام کا ڈنکا بجنے لگا۔ وہ قبائل جو اتحاد بلوچ کے طرفدار نہ تھے ان کو اپنے اخلاق اور حسن سلوک سے اپنا گرویدہ بنا کر انہیں اس عظیم بلوچ اتحاد میں شامل کر دیا، جس کی وجہ سے بلوچستان کی اس نوزائیدہ بلوچی حکومت کو بے حد استحکام نصیب ہوا۔ انہوں نے بلوچ قوم کو مسلح منظم اور متحد و متفق کر کے ہر

بڑے دشمن کے حملے کی مدافعت کے لئے تیار کیا۔

بلوچ برادری کے وفاق کے دارالخلافہ کی تبدیلی

امیر عمر میروانی نے اپنے دورِ حکمرانی میں جو ایک بڑا کام سرانجام دیا۔ وہ خضدار سے پایہ تخت کو قلات منتقل کرنے کا کارنامہ تھا۔ کیونکہ اس بلوچی حکومت کے استحکام کے لئے قلات اور شمال کی طرف اس کے مضافات پر حکومتی گرفت مضبوط کرنا اشد لازمی تھا۔ قدیم زمانہ میں قلات کے قلعہ کو جنگی نقطۂ نگاہ سے بہت اہمیت حاصل رہی تھی۔ بلکہ یہ قلعہ اپنے محل وقوع کی وجہ سے ناقابل تسخیر تصور کیا جاتا تھا۔ اگر یہ قلعہ کسی حاکم کے پاس ہوتا تو اس سے گذر کر بلوچستان کے دوسرے علاقوں پر قبضہ محال تھا۔ چنانچہ اسی فوجی اہمیت کو مدِ نظر رکھ کر امیر عمر میروانی نے خضدار کی بجائے قلات کو ہی بلوچی حکومت کا دارالخلافہ بنانا زیادہ موزوں سمجھا

امیر عمر میروانی کے دورِ حکومت میں بلوچستان کے دیگر خطوں کے امیر۔

جب امیر عمر میروانی مسند امارت بلوچستان پر متمکن ہوا تو بلوچستان کے دیگر وفاقی خطوں کے اُمرا یہ تھے۔ خطہ مکران میں امیر شیہک رند بلوچ تھا۔ خطہ خاران میں امیر عباس نوشیروانی بلوچ تھا۔ جاغی کا امیر سنجر اول سنجرانی بلوچ تھا۔ لس بیلہ کا امیر، امیر حلب چھٹا جدگال تھا۔

سندھ کی سیاسی صورتِ حال

بلوچستان میں جب اُمیر عمر میروانی مسندِ امارت پر بیٹھا تو سندھ میں سمہ خاندان کی حکمرانی تھی۔ اس خاندان کے مندرجہ ذیل حکمران یکے بعد دیگرے حکمرانی کرتے رہے۔

۱۔ جام سکندر ثانی بن محمد (۱۴۷۵ء تا ۱۴۷۶ء) ۲۔ جام سنجر بن جام انٹر۔ (۱۴۷۶ء تا ۱۴۸۰ء) ۳۔ جام نظام الدین ثانی المعروف بہ جام نندہ (۱۴۸۰ء تا ۱۵۲۷ء)

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدار المہام

اُمیر عمر میروانی بلوچ کے دورِ حکمرانی میں اسلحہ ساز کارخانے کا مدیر یا ڈائریکٹر اُستا سرست بلوچ کے پوتے اُستا ایکم تھا۔ جو اُستا ابدین کی وفات پر اُس کے بڑے بیٹے ایکم کو اس کے باپ کے عہدے پر فائز کیا۔

لس بیلہ کے اُمیر جلب چھٹا اور اس کے بھائی کرن کے درمیان مخاصمت

اُمیر عمر میروانی کے دورِ حکمرانی میں لس بیلہ کے اُمیر، اُمیر جلب چھٹا اور اس کے بھائی اُمیر کرن کے درمیان خاندانی وراثت پر جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا۔ کرن بھائی سے ناراض ہو کر اُمیر عمر میروانی کے پاس پناہ جُو ہُوا۔ اور اُمیر عمر نے اس کو پناہ دی

امیر جلب چھٹا جدگال - امیر لس بیلہ

امیر جلب چھٹا امیر لس بیلہ کا اندیشہ۔

جب امیر جلب چھٹا کا بھائی کرن ناراض ہو کر امیر عمر میروانی کی پناہ میں چلا گیا تو اُسے یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر عمر، جلب کو معزول کر کے اس کی جگہ اس کے بھائی کرن کو لس بیلے کا امیر نامزد کرے۔ چنانچہ اس خطرے سے چھٹکا حاصل کرنے کے لئے تدابیر سوچنے لگا۔

امیر عمر میروانی سے جلب چھٹا کی خفگی

ایک تاریخی روایت یہ بھی ہے کہ جب امیر عمر میروانی بلوچستان کی مسند امارت پر بیٹھے تو انہوں نے بلوچستان کے تمام علاقوں کے شرپسندوں کا خاتمہ کیا۔ اور مخالف لوگوں کی سرزنش کی۔ ان میں جدگال قبائل بھی شامل تھے لہٰذا امیر لس بیلہ۔ امیر جلب چھٹا کی دوسری ناراضگی کی وجہ جدگال شرپسندوں کی سرزنش کے باعث تھی۔

امیر جلب چھٹا امیر لس بیلہ کی سازش

امیر جلب امیر لس بیلہ نے اپنے خاص مصاحبین کے ساتھ امیر عمر میروانی کو قتل کرنے کی سازش کی اور یہ طے پایا۔ کہ جب کبھی امیر عمر اپنے دستور کے مطابق قلات سے سوراب کے قلعہ نغار میں آرام کرنے آئے تو اس وقت اس کے قلعہ پر انتہائی رازداری کے ساتھ حملہ کیا جائے۔ مخبروں کی ایک ٹولی کو سوراب تک متعین کیا گیا۔

کہ امیر عمر کے آمد پر فوراً اطلاع بیلہ تک بہم پہنچائیں

امیر عمر کی قلعہ نغار سوراب میں آمد اور شہادت۔

امیر عمر میروانی ۲۱ رجنوری ۱۸۵۸ء کو قلات سے قلعہ نغار سوراب وارد ہوئے۔ مخبروں نے امیر جلب چھٹا۔ امیرلس بیلہ کو اطلاع دی۔ چنانچہ ۲۹ رجنوری ۱۸۵۸ء میں۔ امیرلس بیلہ امیر جلب چھٹا نہایت رازدارانہ انداز میں قلعہ نغار پر حملہ آور ہوا۔ چونکہ امیر عمر جنگ کے لئے تیاری کر کے نہیں آیا تھا لہٰذا اس واسطے امیر جلب چھٹا کو غلبہ حاصل رہا اور امیر عمر اس جنگ میں کام آئے۔ اور شہادت کا درجہ حاصل کیا۔

امیر عمر میروانی کی بیگم بی بی مہناز کا تدبر

امیر عمر کے اوپر اس اچانک حملہ اور اُنکی شہادت کی وجہ سے حالات دگرگوں ہوگئے۔ اُن کی بیگم بی بی مہناز اپنے کمسن اکلوتے لڑکے میر بجار۔ جس کی اُس وقت عمر تقریباً چھ سال تھی۔ میر عمر کے کچھ مصاحبین کے ساتھ خفیہ طور پر مستونگ کی طرف اپنے والد سردار نصراللہ خان خواجہ خیل براخوئی کُرد بلوچ کے پاس چلی گئیں۔ اور اس طرح اپنے اور اپنے بچے کی جان کو دشمنوں کے ایذا رسانی اور قتل غارت سے نجات دلائی۔ امیر بجار اپنے ننہال میں بچپن گزار کر جوان ہوئے۔

اُمیر عمر میروانی بلوچ کا کردار

اُمیر عمر اپنے والد ماجد اُمیر میرو کی طرح بہادر ۔ مدبر۔ اور دُور اندیش اور معاملہ فہم تھے وہ صحیح معنوں میں بلوچوں کے امیر ثابت ہوئے کیونکہ بلوچی دود دستور کے مطابق ایک بلوچ اُمیر کو ان خصوصیات کا حامل ہونا چاہیئے یعنی کہ اُمیر خود دار ہو۔ فن سپاہ گری میں یکتا ہو عزت اور ناموس کی خاطر سرفروشی سے دریغ نہ کرتا ہو ۔ بلوچی روایات کو برقرار رکھنے کی خاطر متاع جان تک کو قربان کرنے میں دریغ نہ کرے اپنے عہد وپیمان کا سچا ہو۔ دوست کا بے محابا دوست اور دشمن کا جانی دشمن ہو ۔یہ تمام اوصاف بدرجہ اتم اُمیر عمر میں موجود تھے جس کی وجہ سے وہ بلوچ قبائل میں بے پناہ ۔ ہر دلعزیز ثابت ہوئے قبائل ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اور اُن کے معمولی اشارے پر جان دینے کو تیار ہو جاتے ۔ اگرچہ امیر عمر میں یہ اوصاف بچپن سے موجود تھے ۔ مگر ان کے چچا اُمیر کبیر کی بیس سالہ دور سربراہی کی اعلیٰ تربیت نے ان اوصاف پر صیقل کا کام کیا اور یہ اوصاف امیر عمر کے اس انداز سے ذہن نشین ہوئے ۔ کہ یہ ساری خصوصیات ان کی فطرت ثانیہ بن گئیں ۔

اُمیر عمر میروانی بلوچ کی المناک شہادت ۔

امیر میرو کی یہ المناک شہادت ایک ایسے وقت میں ظہور پذیر ہوئی ۔جبکہ وہ اپنی شبانہ روز جہد وکوشش ، محنت وہمت سے اس

نوزائیدہ بلوچ برادری کے وفاق کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں مصروف عمل تھے۔ اور بلوچ قبیلوں کو منظم اور متحد کرنے میں انتہائی انہماک سے کام کر رہے تھے۔ دوسری جانب سے وہ مغلوں کی عظیم اور طاقتور حکومت کی چیرہ دستیوں کے خلاف برسرپیکار تھا اور یہ بھی بدقسمتی کی انتہا ہے کہ بلوچ برادری کے وفاق کی مجلس شوریٰ کے ایک رکن کے ہاتھوں ان کی شہادت کا واقعہ وقوع پذیر ہوا۔

چارٹ: امیر عمر میروانی براخوئی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران، وہندوستان۔ وحکمرانان سندھ

نام امیر ملک سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
سمہ خاندان	لودھی خاندان	ترکمن خاندان	۳۔ امیر عمر میروانی براخوئی بلوچ سنہ ۱۴۶۰ء تا سنہ ۱۴۸۵ء
جام سکندر ثانی بن محمد سنہ ۱۴۷۵ء تا سنہ ۱۴۷۶ء جام سنجر بن انٹر سنہ ۱۴۷۶ء تا سنہ ۱۴۸۰ء	۱۔ بہلول لودھی سنہ ۱۴۵۱ء تا سنہ ۱۴۸۹ء	۱۔ اوزن حسن آق قونیلی سنہ ۱۴۶۹ء تا سنہ ۱۴۷۸ء ۲۔ یعقوب آق قونیلی سنہ ۱۴۷۸ء تا سنہ ۱۴۸۵ء	

جام نظام الدین ثانی المعروف بہ جام نندہ ۱۴۸۰ء تا ۱۵۲۰ء		۲۔ رستم شاہ آق قوئیلی ۱۴۸۵ء تا ۱۴۹۷ء	

چارٹ: اُمیر عمر میروانی براخوئی بلوچ کے ہم عصر اُمرائے۔
خطہ مکران۔ خطہ خاران۔ خطہ چاغی۔ خطہ لس بیلہ

نام اُمیر لس بیلہ بلوچستان	نام اُمیر چاغی بلوچستان	نام اُمیر خاران بلوچستان	نام اُمیر مکران بلوچستان	نام اُمیر بلوچ برادری بلوچستان
جُھٹا قبیلہ جدگال	سنجرانی نارُوئی بلوچ	نوشروانی نارُوئی بلوچ	رند بلوچ	۳۔ اُمیر عمر میروانی براخوئی بلوچ
جام جلب جُھٹا جدگال	اُمیر سنجر اول سنجرانی	اُمیر عباس نوشیروانی بلوچ	اُمیر شیہک رند بلوچ	

ایک اہم تاریخی واقعہ کی وضاحت

اس سے پیشتر کہ میں وفاقی حکومت بلوچستان پر قبیلہ رند بلوچوں کے قبضہ کا تذکرہ کروں ایک اہم تاریخی واقعہ کی صحیح وضاحت بلوچ ملت

کی آئندہ نسلوں کے لئے انتہائی ضروری ہے ۔ کیونکہ بلوچ نسل کی تاریخ میں اس واقع نے غلط العام تاریخی واقع کی صورت اختیار کی ہے کثرت حوالہ کی وجہ سے صحیح تصور ہونے لگی ہے ۔ بلوچ نسل کے بارے میں جتنی بھی تاریخ کی کُتب اب تک غیر بلوچ اور بلوچ دانشوروں اور عالموں نے لکھی ہیں ۔ انہوں نے یہی تحریر کیا ہے ۔ کہ مکران سے رند بلوچوں نے اُمیر شیہک رند بلوچ کی سرکردگی میں خطہ قدیم توران (سطح مرتفع قلات) پر حملہ کیا تھا ۔ اور صدر مقام توران قلات پر حملہ کیا ۔ یہاں اُن کی لڑائی اُمیر عمر میروانی بلوچ سے ہوئی ۔ جو سراوان و جھالاوان کے خطوں کا حکمران تھا ۔ اُمیر عمر میروانی بلوچ کے کام آنے کے بعد قدیم توران (سطح مرتفع قلات) پر رند بلوچوں کا قبضہ ہوگیا ۔ تاریخی دستاویزات کی چھان پھٹک کے بعد یہ اُمر ثابت ہوتا ہے کہ بلوچستان کی تاریخ کے بارے میں بلوچستان کے اپنے ایک بطل جلیل اخوند محمد صدیق ملازئی بلوچ کی تاریخی کتاب (اخبار الابرار) ہے ۔ جو بلوچستان کی تاریخ پر سب سے پہلی جامع کتاب ہے ۔ قدیم ادوار کی تاریخوں میں بلوچ ملت کا تذکرہ ملتا ہے تزک بابری اور آئین اکبری میں بلوچستان کے خطہ کا نام بلوچستان مذکور ضرور ہوا ہے مگر بلوچوں کی تاریخ اور ملک بلوچستان پر آخوند موصوف کی کتاب وضاحت سے تحریر کی گئی ہے

اخوند محمد صدیق صاحب

اپنی تاریخ کی کتاب میں خود لکھتے ہیں کہ انہوں نے ۷ ار رمضان المبارک ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۵۹ء میں اس تاریخی کتاب کے لکھنے کی ابتدا کی ہے اور یہ تاریخی کتاب حکمرانان بلوچستان المعروف یہ خان قلات کے

خاندان کے امراء کی حکمرانی کے اعمال و کردار کے بارے میں ہے۔ غالباً یہ کتاب اخوند موصوف نے میر نصیر خان ثانی امیر بلوچستان کے دور حکمرانی میں لکھنا شروع کیا ہوگا۔ اس تاریخی کتاب میں اخوند موصوف نے یہ تاریخی حوالہ دیا ہے کہ مکران سے امیر شیہک رند بلوچ قلات پر حملہ آور ہوا۔ لڑائی ہوئی اور امیر عمر میروانی بلوچ اس جنگ میں کام آیا اور رند بلوچ سطح مرتفع قلات (قدیم خطہ توران) پر قابض ہو گئے۔

تاریخ (اخبار الابرار) میں اس واقع کا فارسی متن یوں تحریر ہے۔

"پس قلات را میروانی گرفت تا آنکہ میر عمر میروانی در قلات حاکم شد و چونکہ چاکر بلوچ سردار رند و گرام لاشاری از ملک مکران رو بہ کلات آوردند۔ پس از میروانی و شیہک پدر چاکر بلوچ جنگ واقع شد۔ لشکر بلوچ غالب آمد۔ و عمر کشتہ شد" اس فارسی متن کا اردو ترجمہ یوں ہے۔ "پس قلات پر میروانی قابض ہوگیا۔ اور میر عمر میروانی کلات کا حکمران بنا۔ چونکہ چاکر بلوچ سردار رند اور گہرام لاشاری مکران کی طرف سے کلات پر حملہ آور ہوئے۔ پھر میروانیوں اور شیہک چاکر بلوچ کے والد کے درمیان لڑائی ہوئی۔ بلوچ کا لشکر غالب آگیا۔ اور عمر مارا گیا"

نہ معلوم اخوند محمد صدیق نے ایک جید عالم کی حیثیت سے میر عمر میروانی اور میر شیہک رند کے مابین جنگ کا واقعہ کس تاریخی حوالے سے دیا ہے۔ کیونکہ بلوچوں کی قدیم شاعری میں میروانی بلوچوں اور بس بیلہ کے جدگالوں کے درمیان جنگوں

کی ایک لمبی داستان موجود ہے جو اخوند محمد صدیق کے دور میں بی
زبان زد خلائق تھی۔ اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ اخوند جیسے
بزرگ عالم بلوچوں کی قدیم شاعری سے بالکل بے خبر ہو۔ میروانی
بلوچوں اور لس بیلہ کے جدگالوں کے درمیان لڑائیوں کی داستان
بلوچستان کے انگریز حکمرانوں نے جھالاوان کے گزیٹیر میں تفصیل
سے بیان کی ہیں۔ بلکہ انہی بلوچی اشعار کی داستان کو
انگریزی میں ترجمہ کرکے جھالاوان کے گزیٹیر میں بطور ضمیمہ
دوم کے شامل کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے (براہوئی جدگال جنگ)
گزیٹیر جھالاوان صفحہ ۲۴۶ سے لے کر ۲۵۹ تک ملاحظہ ہو۔
لہٰذا (براہوئی جدگال جنگ) بہت طویل ہے۔ ہم یہاں صرف
ان اشعار کو یہاں تحریر کریں گے جو امیر میرو میروانی بلوچ اور جدگال
امیر جلب چھٹا جدگال کے درمیان جنگ کے بارے میں ہیں ہر شعر
کا اردو ترجمہ بھی بلوچی شعر کے نیچے تحریر ہے۔
اشعار درباره امیر عمر میروانی و امیر لس بیلہ امیر چھٹا جدگال
ذیل میں ملاحظہ ہو۔

۱۔ او مرہا روچال پر مرا گاہت

امیر عمر اپنے عروج اقتدار پر تھا اور اس
کا دربار لگتا تھا۔

۲۔ پر نغار۔ باگیں نشت وگراہت

نغار کے مقام پر شان سے حکومت کر رہا تھا۔

۳۔ اومر میرو ءُ جہان ڈاہت
تمام دنیا کو خبر تھی کہ عمر ولد میر حکمران ہے

۴۔ دلجم ءُ نشتہ دبرتیں کوٹ ءُ
وہ اطمینان سے اپنے قلعہ میں قیام پذیر تھا

۵۔ چڑدو پوجے زرتہ جاموٹ ءُ
اچانک جاموٹ لشکر ہر طرف سے نمودار ہوا۔

۶۔ ناگہاں دات اش اومرءُ حالے
عمر کو اس کی بروقت اطلاع دی گئی

۷۔ اَحت جدگال پر جنگ وداوا ءُ
جدگال لڑائی کی نیت سے آ گیا ہے۔

۸۔ جہہ جت اومرا چ دتی جاہ ءُ
عمر فوراً لڑائی کے لئے مستعد ہو گیا

۹۔ اومر گون جدگال ءُ جنتہ تاڑی
عمر کا جدگال کے ساتھ مڈھ بھیڑ ہوئی

۱۰۔ اومر گون براسان بوتگت گاڑی
عمر اپنے بھائی بندوں کے ساتھ مارا گیا

۱۱۔ گپتہ جدگال ءُ اومر ءِ ماڑی
جدگالوں نے عمر کے محل پر قبضہ کیا

لہٰذا ان اشعار سے صحیح تاریخی واقعہ کی وضاحت ہوتی ہے یعنی لس بیلہ کے امیر، امیر جلب چھٹا جدگال جب لغارہ وادی

سوراب کے قلعہ پر حملہ کرکے اُمیر عمر میروانی کی شہادت کے بعد اس کے قلعہ نغار اور محل پر قابض ہو جاتا ہے ۔ میروانی بلوچوں اور لس بیلہ کے جدگالوں کے درمیان لڑائی غالباً ۱۴۸۵ء میں ہوئی ہے اور اس واقعہ کے بعد بلوچ شعراء نے ۱۴۸۵ء میں ان شہداء کی یاد میں یہ اشعار کہے ہیں ۔ اور آخوند محمد صدیق ملازئی نے اپنی تاریخ اخبار الابرار ۱۸۵۹ء میں درج کئے ہیں ۔ ان دونوں تخلیقات میں ۳۷۴ سال کا فرق ہے ۔ اشعار کی تحریر آخوند محمد صدیق کی تحریر سے تین سو چوہتر سال پہلے لکھی گئی ہے ۔ ممکن ہے اخوند محمد صدیق صاحب تاریخ (اخبار الابرار) کو لکھتے وقت ان تاریخی اشعار کو فراموش کر لیا ہو ۔ بہر حال ان تاریخی اثبات کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بلوچ برادری کی وفاقی حکومت کے سربراہ اعلیٰ اُمیر عمر میروانی بلوچ کو ان کی مجلس شوریٰ کے ایک رکن اُمیر لسبیلہ اُمیر جلب چھٹا جدگال نے قلعہ نغار وادی سوراب پر حملہ کرکے شہید کر دیا ۔ اور خود وقتی طور پر تمام قدیم خطہ توران (سطح مرتفع قلات) پر قابض ہوگیا ۔

اُمیر عمر میروانی کی شہادت کا ردِ عمل

اُمیر عمر کی شہادت کی خبر آناً فاناً میں بلوچستان کے طول و عرض میں پھیل گئی اور اس واقع کا جو انتہائی افسوس ناک ہے ۔ یہ رد عمل ہوا ۔ کہ اُمیر شیہک رند بلوچ جو اُمیر مکران تھا ۔ اپنے آپ کو اس بلوچ برادری کے اتحاد کی مجلس شوریٰ کے بزرگ (سینئر) رکن سمجھتے

(رند دور)

امیر شیہک رند بلوچ ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء امیر بلوچستان

ہوئے بلوچستان کی حکومت کے سربراہ اعلیٰ کے عہدے کا حقدار سمجھ کر حرکت میں آ گئے۔ اور تقریباً پندرہ روز بعد ۱۵ رفروری ۱۵۸۵ء کو اپنے تمام بلوچی لشکر اور امیر گہرام لاشاری کے ساتھ براستہ کرواہ خطہ توران (سطح مرتفع قلات) کے شہر مشکے میں داخل ہو کر سوراب کے قلعہ لغار کی طرف پیشقدمی کی۔ قلعہ لغار کا محاصرہ کیا۔ ۲۰ رفروری ۱۴۸۵ء کو دھاوا بول کر قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور ایک شدید جنگ کے بعد امیر حلب چھٹا جدگال امیر لس بیلہ کو شکست دی اور امیر حلب اس جنگ میں کام آیا۔ امیر شیہک رند بلوچ نے قلعہ لغار کی فتح کے بعد توران (سطح مرتفع قلات) کے دارالخلافہ قلات پہنچ کر اس پر قبضہ کیا اور بلوچستان پر اپنی حکمرانی کا اعلان کیا۔ گویا ۲۰ رفروری ۱۴۸۵ء میں قلعہ لغار کی فتح کے بعد میروانی بلوچوں کی بجائے رند بلوچوں کی حکومت بلوچستان میں قائم ہو گئی۔

رند بلوچوں کا خطہ کچھی پر قبضہ

جب امیر شیہک رند بلوچ نے بلوچستان پر اپنی حکمرانی کا اعلان کیا تو وہ تقریباً دو سال تک بلوچستان کے دارالخلافہ قلات میں قیام پذیر رہا۔ بعد میں امیر شیہک رند اور ان کے بیٹے امیر چاکر اور امیر گہرام لاشاری نے علاقہ کچھی پر قبضہ کرنے کے بارے میں آپس میں مشاورت کی۔ چنانچہ اُن کے درمیان یہ طے ہوا کہ رند بلوچ لشکر امیر شیہک اور اُن کے بیٹے امیر چاکر کے زیر سرکردگی میں براستہ برلان ڈھاڈر اور اُس کے مضافات پر قبضہ کریں۔

امیر گہرام لاشاری ، لاشاری بلوچ لشکر کے ساتھ درہ مولہ کے راستے گنداواہ اور اس کے مضافات پر قبضہ کریں اور پھر یہ دونوں لشکر بمقام بھاگ یکجا ہو کر سیوی کی طرف پیشقدمی کریں۔ چنانچہ اسی جنگی پلان کے مطابق بحوالہ کوردگال نامک رند اور لاشاری بلوچوں کے لشکر نے سیوی پر حملہ اور وہاں پر جام نظام الدین المعروف بہ جام نندہ کے مقرر کردہ والی اللہ دین پوترا داؤد کو جنگ میں شکست دی۔ اللہ دین جنگ میں کام آیا۔ اور پورے خطہ کچھی پر رند بلوچوں کا قبضہ ہو گیا۔ یہ جنگ ۸ رجنوری ۱۴۸۶ء سیوی شہر کے قریب لڑی گئی

بلوچستان پر رند گورنر کی تقرری

جب امیر شیہک اور ان کے بیٹے امیر چاکر و امیر گہرام لاشاری اپنے طے شدہ منصوبے کے تحت علاقہ کچھی پر قبضہ کرنے کی غرض سے بطرف کچھی روانہ ہوئے تو امیر شیہک نے اپنی طرف سے میر چاکر رند کے خسر امیر مندو پُنڈ رند کو بلوچستان کے پایہ تخت قلات پر اپنا نمائندہ مقرر کر کے بطرف علاقہ کچھی روانہ ہوا۔ سیوی کے قبضہ کے بعد امیر شیہک رند نے شہر سبی کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ اور امیر مندو پُنڈ رند کو بلوچستان کے دارالخلافہ میں اپنی طرف سے باقاعدہ والی مقرر کیا۔

امیر شیہک رند بلوچ کا تدبر

امیر عمر میروانی بلوچ کی شہادت کے بعد بلوچستان کی حکومت پر ایک تجربہ کار اور مدبر بلوچ امیر کا سربراہ ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ اس وقت بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ کے دو اور رکن بھی تھے۔ امیر عباس نوشیروانی بلوچ امیر خاران اور امیر سنجر اول سنجرانی بلوچ امیر چاغی مگران کی نسبت۔ امیر شیہک رند بلوچ نے بلوچستان کی حکومت کی اس سیاسی خلا کو پُر کرنے کی اہمیت کو از حد زیادہ محسوس کیا۔ اور اس خلاء کو پُر کرنے کی عملی کوشش کی۔ امیر جلب چھٹا امیر لسبیلہ کو اس کی غلط کاری کی سزا دے کر کیفر کردار کو پہنچایا اور خود بلوچستان کی حکمت کے اقتدار اعلیٰ پر قابض ہو گیا۔

رند بلوچ انخلاء کے بعد مکران میں ملک خاندان کا برسر اقتدار آنا

امیر لس بیلہ۔ جلب چھٹا جدگال کی شکست اور بلوچستان کے دار الخلافہ قلات پر قابض ہونے کے بعد امیر شیہک رند نے اپنی حکمرانی کا اعلان کیا۔ انہوں نے یہ اعلان ۲۷ رفروری ۲۸۵ھ میں کیا۔ امیر شیہک رند بلوچ کے اپنے امارت مکران کو چھوڑنے کے دو سال بعد یعنی ۲۸۷ھ میں ملک سعید جو ادرگانی کرد بلوچ۔ امیر سلیمان کے بیٹے امیر نارا ن کے چوتھے بیٹے امیر دُزک بد طایفہ دُزک زئی کی اولاد تھا۔ اس کا خاندان ملک کے لقب سے ملقب تھا۔

اس نے اپنے طرفدار بلوچ قبائل کو متحد کر کے ۲۱ر جنوری

۱۴۸۷ء میں مکران کے دارالخلافہ کیچ پر قبضہ کرکے اپنی اما
کا اعلان کرکے ملک خاندان کی حکمرانی کی بنیاد رکھی ۔اس ط
مکران میں حکومتی سیاسی خلاء پر ہو گیا ۔ اور ملک خاندان
حکمرانی شروع ہو گئی ۔

باب چہارم

بلوچستان میں رند بلوچوں کی حکمرانی کا قیام ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء

بلوچستان میں رند بلوچوں کی حکمرانی کا بنیاد گزار امیر شیہک رند بلوچ ہیں ۔ جن کی حکومت پر آنے کی تفصیلات اسی کتاب کے باب سوئم میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں ۔ لہذا اب ہم رند بلوچوں کے دور حکومت کے حالات تفصیل وار بیان کریں گے ۔

رندوں کا خطۂ کچھی وسیوی پر قبضہ

رند بلوچوں نے امیر شیہک کی سرکردگی میں ۲۰ ر فروری ۱۴۸۵ء میں بلوچستان پر قبضہ کیا ۔ دو سال بعد ۔ ۸ ر جنوری ۱۴۸۶ء میں امیر شیہک رند نے خطۂ کچھی وسیوی پر قبضہ کیا ۔ جس کی تفصیلات اسی کتاب کی باب سوئم میں تفصیل سے تحریر کئے گئے ہیں ۔

خطۂ کچھی کا بٹوارا

چونکہ خطہ کچھی وسیوی کی مہم میں رند بلوچوں کے ساتھ لاشاری بلوچ بھی شامل تھے ۔ لہذا علاقہ پر قبضہ کے بعد رند اور لاشار کے

اُمرائُ نے اس خطہ کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ خطۂ کچھی کے علاقہ گنداوہ پر لاشار قابض ہو گئے ۔ علاقہ سیوی ۔ ڈھاڈر ، سوران ، رندوں کو حصے میں آئے

قلعۂ سیوی کی تعمیر

بہ حوالہ کوردگال نامک ۔ اُمیر شیہک رند نے کچھی پر قبضہ کے بعد ۲ رفروری ۱۴۸۶ء میں سیوی میں ایک بڑا قلعہ جو موجود تھا مرمت شروع کی ۔ اگرچہ پہلے سے ایک چھوٹا قلعہ سیوی میں موجود تھا ۔مگر امیر موصوف نے اسے وسعت دے کر قلعے کو از سرِ نو تعمیر کروایا ۔جس کے کھنڈرات موجودہ دور میں سیوی کے شہر میں موجود ہیں جو چاکر کا کوٹ کہلاتا ہے ۔ اور بلوچی میں اسے "چاکرءِ کلات" کہتے ہیں ۔ روایت ہے اس قلعے کی تعمیر پہ دو سال لگے۔ گویا یہ قلعہ ۸ رنومبر ۱۴۸۹ء میں بالکل تیار ہوا اور اس پر روزانہ دو ہزار مزدور کام کرتے تھے ۔

اُمیر شیہک رند بلوچ کا ۱۴۹۰ء میں انتقال

اُمیر شیہک رند بلوچ ۱۱ رفروری ۱۴۹۰ء میں بہ مقام سیوی اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے ۔ اُمیر چاکر تمام بلوچ ملت کے امیر بنے ۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی میت کو شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ گنبد الہ دین افغان میں دفن کیا ۔ بعد میں کہاوت مشہور ہو گئی ۔اور اب تک چلی آ رہی ہے ۔
"گنبد الہ دین رفت گنبد شیہک شد" گنبد الہ دین کے کھنڈرات

اس موجودہ دور میں بھی موجود ہیں۔ ریلوے اسٹیشن بیل پٹ اور ریلوے اسٹیشن لنڈاسی کے درمیان ایک ریلوے اسٹیشن دنبولی ہے اس کی مغربی جانب گنبدالہ دین کے کھنڈرات واقع ہیں۔

رند لاشار کی اقتدار پر جنگ

جب تک امیر شیہک رند بلوچ بقید حیات تھے۔ رند اور لاشاریوں کے تعلقات بالکل خوشگوار اور برادرانہ تھے۔ جب ۱۱ فروری ۱۴۹۰ء میں امیر موصوف انتقال کر گئے۔ اس کے بعد رند اور لاشاریوں میں تعلقات خراب ہوتے گئے اور ان میں اقتدار کی کشمکش بڑھتی گئی۔ اب دونوں فریق فساد برپا کرنے کے لئے ایک دوسرے کے خلاف عذر تلاش کرنے کی تاک میں رہنے لگے۔

سیوی کے میلے کی ابتداء

امیر شیہک رند بلوچ نے جب کچھی پر قبضہ کیا تو انہوں نے موسم بہار میں سیوی میں ایک میلے کی بنیاد رکھی۔ اس میلے میں جوان، بچے، بوڑھے سب شامل ہوتے تھے۔ گھوڑ دوڑ، کشتیوں کے مقابلے ہوتے تھے اونٹوں، گھوڑوں، کچھی کے خاص نسل کے بیلوں، بھیڑ بکریوں کی خرید فروخت ہوتی تھی سندھ اور پنجاب سے لوگ یہاں اعلیٰ نسل کے اونٹ گھوڑے، بیل خریدنے آتے تھے۔ یہی میلہ ہے جو موجودہ دور میں بھی اسی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔

پہلی وجہ مخاصمت

ریحان کو چاکر کا بیٹا بھی کہا جاتا ہے۔ اسی دور میں ایک اور رند ریحان کا بھی ذکر ملتا ہے جو شاعر تھا مگر زیر بحث ریحان سے مختلف، سیوی کے اسی میلہ بہاران کے دوران ۔ امیر چاکر رند کا برادر زادہ ریحان جس کی گھوڑی کا نام (پھُل) تھا۔ اور امیر گہرام لاشاری کے بیٹے رامین جس کی گھوڑی کا نام (سیاہ مزار) تھا ان دونوں کا گھوڑ دوڑ میں مقابلہ ہوا۔ دونوں شہسوار دعویٰ کرنے لگے کہ ان کی گھوڑیاں پہلے نکلتی ہیں ۔ بہر حال تماشائیوں میں سے چند لوگوں نے گواہی دی۔ کہ ریحان رند کی گھوڑی پہلے نکلی ہے۔ اس گواہی سے رامین لاشاری مطمئن نہیں ہوا۔ اور کہا کہ اُس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے کہ کسی شیطان نے اس کی گھوڑی کا تنگ ڈھیلا کر دیا ہے ۔ لہٰذا اِس گھوڑدوڑ کا تنازعہ رند لاشار کی جنگ کی پہلی وجہ بنی ۔ روایت ہے کہ اِس گھوڑ دوڑ کا تنازعہ ۱۴۹۲ء میں موسم بہار کے منعقدہ میلہ میں اٹھ کھڑا ہوا۔

دوسرا عذر مخاصمت

ایک خاتون گوہر جتنی اپنے اونٹوں کے گلہ کے ساتھ امیر چاکر رند بلوچ کی پناہ میں تھی۔ چشمہ کچروک کے قریب اونٹوں کا گلہ چر رہا تھا۔ امیر گہرام لاشاری کے بیٹے رامین کے کچھ لاشاری افراد نے گلہ پر حملہ کر کے اونٹنیوں کے شتر بچوں کو ایک

(رند دور) امیر چاکر رند بلوچ ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء امیر بلوچستان

ایک کر کے ذبح کر دیا اور چلتے بنے۔ اور بہ خیریت اپنے مسکن پر پہنچے۔ رامین لاشاری کے آدمیوں کی اس حرکت نے رندوں کو برانگیختہ کیا۔ اور وہ آمادہ جنگ ہوئے۔

رندوں کی جنگی کونسل کا اجلاس

شتر بچوں کے ذبح کے واقعے کے بعد رندوں نے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ امیر چاکر نے اپنے فوجی سرداروں کو طلب کیا اور ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ امیر چاکر کے تینوں فوجی سپہ سالاروں جام مندو بیبرگ ۔ میرحاں نے جنگ کرنے کی صلاح دی۔ اس جنگی کونسل میں مندرجہ بالا تینوں سپہ سالاروں کے علاوہ ان رند زُعماء (۱) میرحاں (۲)، حَذَئے خاں (۳)، ریحان (۴)، پیرو شاہ (۵)، میر بجار (۶)، صوبہا معین (۷)، علی (۸)، جام سہاگ (۹)، عَلَنُ (۱۰)، بیبارَ (۱۱)، میر حسن (۱۲)، میر براہم نے بھی شرکت کی

بیبرگ کی جنگ ٹالنے کی ایک کوشش

رندو لاشار کی جنگ شروع ہونے سے پہلے بیبرگ نے دونوں فریقوں کے درمیان جنگ ٹالنے کی ایک بھرپور کوشش کی۔ مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ رند بلوچ زُعما میر جاڑو اور ریحان نے بیبرگ کو طنزاً کہا۔ ”کہ بیبرگ تیروں سے ڈرتا ہے۔ اُسے ہندی تلواروں سے ہول آتا ہے۔ جب ہم اپنی تلواریں لڑائی کے لئے نکالیں گے تو اسے تیروں اور تلواروں کی زد سے دور بٹھائیں گے

یہ طنزیہ جملے سنتے ہی بیبرگ نے اَمن کی باتیں ترک کر دیں اور جنگ کی باتیں کرنے لگا۔

لاشاریوں کی جنگی تیاریاں

لاشاریوں کو جب پتہ چلا کہ رند لڑائی کی تیاری کر رہے ہیں تو اُمیر گہرام لاشاری ایک جرار لشکر کی تیاری میں مصروف عمل ہو گیا۔ قبیلہ نوحانی کے سردار کے پاس پہنچا۔ نوحانی قبیلے کے سردار اُمیر عمر نوحانی لاشاری لشکر کے لئے سترہ سو بیل، اٹھارہ سو دُنبے ایک سو بیس من گندم آٹا بطور مہمانی اور امداد پیش کیا۔

رند و لاشار کی پچیس سالہ جنگ میں محاربوں کی تعداد

تاریخی حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ رند اور لاشاروں کی پچیس سالہ جنگ میں طرفین نے پچیس جنگیں لڑی ہیں۔ دس جنگوں میں لاشاریوں کو فتح ہوئی ہے اور پندرہ جنگوں میں رندوں نے فتح حاصل کی ہے۔ بہر حال ان جنگوں کے سلسلے میں تین جنگیں قابل ذکر ہیں۔

۱۔ جنگ مقام دابانی ۲۔ جنگ مقام نلی ۳۔ جنگ مقام سبی میدان کچرک

دابانی کی پہلی جنگ

یہ رند اور لاشاروں کی پہلی جنگ تھی۔ یہ جنگ دابانی کے مقام پر ۱۰ اپریل ۱۴۹۲ء میں رند اور لاشاریوں نے لڑی۔ اسی

امیر گرام لاشاری بلوچ سیاسی حریف امیر چاکر ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء

مقام پر رند اور لاشار فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ صبح سے شام تک زبردست لڑائی ہوئی۔ ہر دو اطراف سے جوش دلانے میں ڈھول بجنے لگے۔ پہلے ہر لشکر نے غنیم کے تیروں سے ضیافت کی۔ ازاں بعد تلواریں نیام سے نکل پڑیں۔ شدت کی جنگ شروع ہو گئی۔ رندوں کے مشہور اُمیر جاڑو اور اُمیر حسن دونوں مارے گئے۔ اسی لڑائی میں علی رند نے تاک کر اُمیر گوہرام لاشاری کو ایسا تیر مارا کہ اُس کے پہلو میں پیوست ہو گیا۔ راہین لپک کر اس کے پیچھے سوار ہو گیا۔ اور لاشاری سردار کو بچانے گیا۔ لاشاری لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور لاشار نے شکست کھا کر پسپائی اختیار کی رندوں کا لشکر تعاقب کرنے کے لئے بڑھا مگر اُمیر چاکر رند نے روک دیا۔ اور کہا بھگوڑوں کا تعاقب کرنا جوانمردوں کا شیوہ نہیں۔ آؤ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ جس نے ہمیں فتح و نصرت عطا کی۔

اُمیر گوہرام لاشاری کی دوبارہ جنگی تیاری

اُمیر گوہرام لاشاری نے پہلی جنگ میں شکست کے بعد اپنے طرفداروں کو طلب کیا۔ اور ان سے کہا کہ ایک بار پھر قسمت آزمائی کے لئے تیار ہو جائیں۔ اُمیر عمر نوحانی نے مشورہ دیا کہ اس وقت ہمیں اپنے طاقتور ہمسایوں سے مدد لینی چاہیئے

اُمیر نودبندغ لاشاری کی دوسری جنگ کو ٹالنے کی کوشش۔

اُمیر نودبندغ لاشاری اُمیر گہرام لاشاری کا والد بزرگوار تھا اور

ان جنگوں کے دوران بقید حیات تھا۔ وہ ذاتی طور پر امن پسند تھا۔ اس نے اپنے بیٹے گوہرام سے کہا۔ کہ کل تک تم دو بھائی لڑ رہے تھے آج تم غیروں کو چڑھا لانے کی سوچ رہے ہو۔ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ امیر نود بندغ نے بتایا کہ امیر چاکر رند نے فتح پانے کے باوجود ہمارے گھروں پر حملہ نہ کیا۔ اس نے جوانمردوں کی طرح اپنی بے عزتی کا بدلہ لے لیا ہے اور اب وہ مطمئن ہے اگر تم پہل نہ کرو تو وہ بھی تم پر حملہ نہیں کرے گا امیر گہرام لاشاری نے باپ سے عرض کیا تو کیا تمام لاشاری شرم سے گھروں میں دُبکے پڑے رہیں گے۔ اگر ہم نے رندوں سے اپنی شکست کا بدلہ نہیں لیا۔ تو ہمارا قبیلہ ہمیشہ کے لئے غیرت وحمیت کھو دے گا ایک روایت ہے کہ سردار گہرام کے والد کا نام عبداللہ خان ہے۔ بحوالہ میر صورت خان مری کا مضمون بولان نامہ۔

آخر کار میر نود بندغ لاشاری کی جوانوں کے آگے ایک نہ چلی اور رند لاشار کی دوسری جنگ ہوگئی۔

نلی کی دوسری جنگ

۹۔ دسمبر ۱۴۹۰ء میں یعنی چھ سال بعد رند و لاشار فوجیں پھر جوش وخروش سے آمنے سامنے ہوئیں۔ اس جنگ میں لاشاریوں کا پلہ بہت بھاری تھا۔ کیونکہ جنگ کی ابتداء سے پہلے امیر گوہرام لاشاری نے سندھ کے حکمران جام نظام الدین سمہ سے امداد طلب کی تھی۔ انہوں نے ان کی امداد کے لئے ایک جرار فوج روانہ کردی تھی۔ رند و لاشار کی یہ دوسری بڑی جنگ مقام نلی پر لڑی گئی اور چاکر رند اور ان کی رند افواج بڑی

بے جگری سے لڑیں۔ کئی دنوں تک یہ خوفناک لڑائی ہوتی رہی۔ اگرچہ رند بہت بہادری سے لڑے۔ مگر چونکہ تعداد میں کم تھے۔ لاشار کو مغلوب نہ کر سکے۔ اس لڑائی میں میرحال رند۔ مارے گئے بی برگ رند زخمی ہوا۔ میدان جنگ میں لاشاریوں کے تیروں کی بوچھاڑ سے امیر چاکر رند کی گھوڑی چھلنی ہوکر۔ گر پڑی دفعتاً امیر نود بندغ امیر گرام لاشاری کے والد اپنی پھول نامی گھوڑی پر امیر چاکر رند کو گھوڑے پر سوار کرکے۔ میدان جنگ سے نکال کر۔ رندوں کے حوالے کر دیا۔ اس دوسری لڑائی میں رندوں کو شکست ہوئی اور لاشاری فتح یاب ہوئے

امیر چاکر کا کوہستان مری میں قیام

بلوچوں کی روایت ہے کہ گرنے دشمن پر وار نہیں کیا کرتے۔ لہٰذا اس روایت کا عملی ثبوت امیر نود بندغ لاشاری نے دیا۔ جب اس نے میدان جنگ میں امیر چاکر رند کو زخموں میں چور زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ تو اس کا سر قلم کرنے کی بجائے۔ اپنی پھول نامی گھوڑی پر بٹھا کر رندوں کے حوالے کر دیا۔ رند امیر چاکر رند کو اٹھا کر کوہستان مری لے گئے۔ اور ان کے زخموں کے مندمل ہونے تک انہیں وہیں پر پوشیدہ رکھا اور ان کے زخم مندمل ہو گئے۔ تو وہ اپنے چند سرداروں کی معیت میں ۲ رفروری ۱۵۰۸ء میں سلطان حسین گرگان بادشاہ ہرات سے جو تیمور لنگ کے خاندان کا آخری اور ساتواں بادشاہ تھا۔ امداد طلب کرنے کی غرض سے ہرات کو روانہ ہوا۔ کوہستان مری بلوچستان میں آج تک یہ مقام (چاکر تنگ) کے نام سے مشہور ہے

اُمیر چاکر رند ہرات میں

اُمیر چاکر رند بلوچ منزلیں طے کرتا ہوا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ۲۰ر اپریل ۱۵۰۱ء کو ہرات پہنچا۔ جب سلطان حسین گرگان کو اُن آمد کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے اپنا ایک اُمیر۔ بلوچ اُمیر کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور بڑی عزت سے اپنے ہاں ٹھہرایا اُمیر تیمور گرگان اور اُن کے خاندان کے حکمرانوں کے تعلقات بلوچوں کے ساتھ بے حد اچھے تھے۔ چنانچہ سلطان حسین نے اپنے دادا اُمیر تیمور گرگان کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اُمیر چاکر رند بلوچ کی اچھی طرح سے آؤبھگت کی۔ اُمیر چاکر تقریباً ایک سال تک ہرات میں رہے۔ سلطان حسین نے انہیں ہر طرح کی امداد اور کمک دینے کا وعدہ کیا۔ اُمیر چاکر رند سلطان حسین کا فرمان بنام ذوالنون بیگ ارغون گورنر قندھار لے کر بطرف قندھار روانہ ہوئے ۲۰ر مئی ۱۵۰۱ء کو اُمیر چاکر رند قندھار پہنچے۔ گورنر قندھار ذوالنون بیگ ارغون نے اُن کو اپنے ہاں احترام سے مہمان ٹھہرایا۔ حال احوال کیا۔ دونوں کے درمیان یہ طے پایا کہ اُمیر چاکر رند۔ بطرف بلوچستان مراجعت کریں گے۔ جب وہاں انہوں نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کیں۔ تو اُمیر ذوالنون بیگ گورنر قندھار کے پاس اپنا نمائندہ روانہ کر دیں گے تو امدادی فوج نمائندہ کے ساتھ بطرف بلوچستان روانہ ہوگی۔ چنانچہ اُمیر چاکر رند ۲۹ر جنوری ۱۵۰۲ء کو۔ قندھار سے بطرف سیوی روانہ ہوئے

اُمیر چاکر رند کی واپسی سیوی میں۔

اُمیر چاکر رند ۲۸ ر فروری ۱۵۰۲ء کو سیوی پہنچے۔ آتے ہی اپنے سرداروں اور مشیروں کو طلب کر کے تیسری جنگ کی تیاریوں کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ بہر حال اس تیسری آخری فیصلہ کن جنگ کی تیاری کے لئے اُمیر چاکر کو تین سال لگے۔ چنانچہ اُنہوں نے بیبرگ کو اپنا نمائندہ منتخب کر کے ۲ ر فروری ۱۵۰۵ء میں قندھار کے گورنر ذوالنون بیگ کے پاس فوجی کمک لانے کے لئے روانہ کر دیا۔

کچھروک کی تیسری لڑائی

۴ ر مارچ ۱۵۰۵ء کو بیبرگ ترک لشکر کے ساتھ۔ سیوی پہنچا اُمیر چاکر ایک عظیم لشکر کے ساتھ پیر لاکھا اور لاکھو کے مقام سے گزر کر۔ سیوی کے قریب کچھروک کے میدان میں پہنچا آن کی آن میں کچھروک کا میدان بے شمار سواروں۔ پیادوں سے بھر گیا ایک طرف رند بلوچ اور ترکوں کا بے قیاس لشکر تھا۔ دوسری جانب لاشاری بلوچ اور سندھ کے حکمران سمہ کی عظیم فوج۔ فریقین کے جھنڈے حرکت میں آگئے۔ نقاروں پہ چوٹ پڑتے ہی جنگ شروع ہوگئی فریقین نہایت بے جگری سے لڑتے رہے۔ بہادر اُمیر نوذ بندغ اُمیر گہرام لاشاری کا والد پیرانہ سالی کے باوجود جوانوں کی طرح لڑ رہا تھا وہ ترکوں کے نرغے میں گھر گیا۔ اس پر ترکوں کی طرف سے تیروں کی بوچھاڑ پڑی وہ چھلنی ہو کر گر پڑے امیر چاکر رند نے اسکی لاش اپنے خیمے میں بھجوائی وہ نوذ بندغ

کو اپنا محسن سمجھتا تھا - کیونکہ دوسری رند لاشار لڑائی میں جب امیر چاکر زخمی حالت میں میدان جنگ میں گھوڑے سے گر پڑا تھا تو بجائے اُسے قتل کرنے کے اس نے اپنی پھُل نامی گھوڑی پر بٹھا کر رندوں کے حوالہ کر دیا تھا - اسی دوران جنگ میں امیر گوہرام لاشاری بھی مارا گیا - لاشار پسپا ہوئے جا رہے تھے - رندوں کو مکمل فتح حاصل ہو گئی اور لاشار شکست فاش کھا گئے -

لاشاری بلوچوں کا تعاقب

امیر گوہرام لاشاری کے قتل ہو جانے پر امیر گہرام کے بیٹے امیر رامین نے شکست خوردہ لاشار قبائل کو تباہی سے بچانے کے لئے اور انہیں متحد کرنے کی غرض سے ٹھٹھہ کی طرف بحفاظت لے جانے کی کوشش کی اور امیر چاکر رند کی فوج بھی ان کے تعاقب میں بڑھتی رہی - آخر کار لاشار ٹھٹھہ میں پہنچے - امیر رامین نے اپنے بھائی امیر بوبکر کو مع عیال و اطفال محفوظ مقام کی طرف روانہ کر دیا - اور خود بچی کھچی فوج کو لے کر دشمن کی طرف متوجہ ہوا - ٹھٹھہ کے قریب مقام (رامن اوتھل) پر زبردست جنگ ہوئی - امیر رامین انتہائی پامردی کے باوجود دشمن کی افواج کو شکست نہ دے سکا - اور گجرات کی طرف پسپا ہوا -

رند و لاشار جنگ پر ایک نظر

بلوچستان کے خطے کی تاریخ میں رند و لاشار بلوچوں کی جنگ

دنیا کی بہت بڑی جنگ تھی ۔ جو تیس سال تک جاری رہی ۔ اس عرصہ میں پچیس بار رند اور لاشاریوں نے آپس میں لڑائیاں لڑی ہیں ۔ پندرہ جنگوں میں لاشاریوں کو فتح ہوئی ۔ مورخین نے تحریر کیا ہے کہ رندوں کو سرسٹھ (۶۷) اور لاشاریوں کو انتیس (۲۹) بلوچ قبائل کی حمایت حاصل رہی ہے ۔ مگر مورخین نے قبائل کے نام بیان نہیں کئے ہیں ۔

۱۔ کرد بلوچ ۸۵۴ سال قبل از مسیح اپنے حکمران اعلیٰ امیر کیقباد ماد کرد بادشاہ مادستان و فارس کی راہنمائی میں سلطنت توران کے حکمران اعلیٰ افراسیاب تورانی ترک پر جنگ میں غالب آکر خطہ بلوچستان کے دونوں حصوں توران (سطح مرتفع قلات) اور مکران پر قابض ہو گئے تھے ۔ اُس وقت سے لے امیر چاکر رند بلوچ کے بلوچستان میں ۱۴۸۵ء میں قیام حکومت تک کا عرصہ دو ہزار انتالیس سالوں (۲۰۳۹) پر محیط ہے ۔ بلوچ تاریخ میں اس قسم کی خانہ جنگی نہیں ہوئی ہے ۔ یہ خانہ جنگی اور برادر کشی بلوچ ملت کی تاریخ میں ان کے لئے باعث ندامت ہے ۔ تاریخ کے اصول کے مطابق تاریخی واقعات اچھے ہوں یا برے ہوں ۔ اُن کو شرح و بسط کے ساتھ ضبط تحریر میں لانا پڑتا ہے ۔ اگر تاریخ نویسی کا یہ اصول نہ ہوتا ۔ تو میں یقیناً بلوچوں کی تاریخ سے اس برادر کشی کی داستان کو حذف کرتا ۔ بہ ہرحال بلوچ تاریخ میں یہ خانہ جنگی اور برادر کشی کا پہلا واقع ہے ۔ جو کہ ہر پہلو سے بلوچ ملت کے لئے عظیم قومی نقصان ثابت ہوا ۔

۲۔ اس تیس سالہ خانہ جنگی سے بلوچوں کی عظیم طاقت بکھر گئی

اور یہ طاقت دشمن کی بجائے ایک دوسرے کے خلاف استعمال ہونے لگی۔ قدرتی طور پر بلوچوں میں باہمی طور پر بغض و عناد نفرت و حقارت انتقام و بدلہ لینے کے تباہ کن جذبات اُبھرنے لگے۔ اس طرح بلوچوں میں ایک تباہ کن دور کا آغاز ہو گیا۔ جو کہ ہر لحاظ سے قابل مذمت و نفرین ہے۔

۳۔ بلوچ حکومت کرنے۔ اور اپنی مملکت کو وسعت دینے کی جگہ ایک دوسرے کو زیر کرنے میں مصروف ہو گئے باقاعدہ حکومت نہ ہونے کی وجہ سے ملک میں افراتفری پھیل گئی۔ بلوچوں کے مخالفین کو سر اٹھانے کا موقع مل گیا۔ ملک کی اقتصادی حالت تباہ ہو گئی۔ کیونکہ ہر طرف بدامنی، کشت خون، لوٹ مار، کا دور دورہ تھا۔ لہٰذا مار دھاڑ کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا۔ جو بعد میں بلوچوں کے لئے باعث تباہی ثابت ہوا۔ لہٰذا اس المناک خانہ جنگی اور اندوہناک برادر کشی پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ اور بلوچ قوم کی موجودہ نسل اور آئندہ نسلوں کے لئے یہ تباہ کن واقعہ باعث عبرت اور ہدایت ہے۔ جس پر ہر باشعور بلوچ کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اور بلوچ بھائی چارہ، محبت و اتحاد کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی سعی کرنی چاہیئے

۴۔ بلوچستان میں رند دورِ حکمرانی میں بلوچ تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ رند و لاشار دونوں بلوچ قوم کے دو بڑے طائفے تھے۔ آپس میں بیٹھ کر اپنے اختلافات کو خود سلجھاتے۔ مگر انہوں نے ایک بڑی غلطی کی کہ غیر بلوچ اقوام کو دعوت دی۔ کہ ان کے گھریلو معاملات میں مداخلت کریں۔ انہیں لڑائیں تاکہ بلوچ ملت اس قدر کمزور ہو جائے کہ

وہ ہمیشہ اپنے ہمسایوں کی دست نگر اور قومی لحاظ سے ایک مضبوط طاقت نہ بن سکے۔

اُمیر چاکر رند بلوچ کے تاثرات

اگرچہ اُمیر چاکر رند بلوچ نے ۴ مارچ ۱۵۰۵ء میں رند و لاشار کی تیسری بڑی جنگ میں۔ لاشار کو شکست فاش دی۔ اور اپنے ملک کے علاوہ لاشار کے وسیع و عریض خطے پر بھی قابض ہوگیا۔ مگر اُس کا دل اس طویل جنگ کی خون آشامیوں اور رند زعما کے قتال سے اس قدر غم زدہ تھا۔ وہ توجہ سے حکمرانی نہ کر سکا اور ان واقعات نے اُس کو سیوی سے اس قدر متنفر کیا تھا۔ کہ وہ سیوی چھوڑ کر جاگ منتقل ہوا۔ اور بھاگ سے چھ میل جنوب کو خانقاہ پیر اولیا کے قریب فتح پور نام سے شہر آباد کیا۔ اور اسی میں سکونت اختیار کی۔ موجودہ دور میں بھی اس جگہ (بام چاکر) کا نشان موجود ہے۔

جنگ کے بعد کی صورتِ حال

جیسے کہ بیان کیا جا چکا ہے اُمیر چاکر رند بلوچ نے اس تیس سالہ جنگ کے اختتام کے بعد بھاگ شہر سے چھ میل جنوب کی طرف خانقاہ پیر اولیا کے قریب فتح پور نام سے ایک شہر آباد کر کے اسی میں سکونت اختیار کی۔ اس دارالحکومت میں کچھ عرصہ سکھ چین سے گذارا۔ بعد میں اُمیر چاکر رند اور ان کے چچا زاد بھائیوں میر محمد و میر براہم کے تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ ان تعلقات کی خرابی کی بنا پر۔ اُس کے عم زادگان

میر محمد و میر براہم نے مقام (وزیری) سے کوچ کرکے محمد واہ میں سکونت اختیار کی۔

امیر چاکر رند کے عم زادگان کی دو دائی بلوچوں سے لڑائی

کہتے ہیں امیر چاکر کو اپنے عم زادگان میر محمد و میر براہم کے مقام وزیری سے محمد واہ نقل مکانی سے خدشہ پیدا ہوا کہ وہ امیر موصوف کو جانی نقصان نہ پہنچائیں۔ امیر نے بلوچ قبائل کو اکسایا کہ ان کی سرزنش کریں۔ مگر دیگر بلوچ قبائل اُن کے سرزنش کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ ماسوائے دودائی بلوچوں کے انہوں نے محمد واہ پر حملہ کرکے میر محمد و میر براہم کے ساتھ جنگ کی اس جنگ میں میر محمد اور میر براہم کا ایک بیٹا میر شبیر خان مارے گئے۔ اور اسی دوران میر براہم خان خود بہ مقام لونی فوت ہوا۔ اس واقعہ کے بعد میرو خان ولد میر محمد خان اور میر براہم خان کے دوسرے بیٹے میر آدم خان نے کوہ سلیمان میں جاکر سکونت اختیار کی۔

امیر چاکر رند بلوچ کی زود پشیمانی

عم زادگان پر حملہ اور جنگ میں میر محمد خان اور میر شبیر خان ولد میر براہم خان کے قتل ہونے پر امیر چاکر رند بہت پشیمان اور نادم ہوا۔ اس نے دودائی بلوچوں کے امیر کو طلب کرکے ان سے بازپرس کی دودائی امیر نے کہا کہ انہوں نے یہ جنگ امیر چاکر رند کے منشا پر کی ہے۔ امیر چاکر نے کہا میں نے کہا تھا۔ کہ میرے عم

زادگان کو فساد برپا کرنے سے صرف خوف دلائیں۔ مگر جان سے نہ ماریں چنانچہ امیر چاکر رند بلوچ نے ان عم زادگان کے قتل کے عوض میں ستر افراد قبیلہ دودائی بلوچوں کو قتل کرا دیا۔ اور ان سے اس طرح انتقام لیا۔

امیر چاکر رند بلوچ کا بطرف ملتان منتقل ہونا۔

امیر چاکر رند بلوچ نے جب اپنے عم زادگان کے مخاصمانہ رویہ کو دیکھا۔ تو بہت رنجیدہ ہو گئے۔ بلوچستان کے وطن کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنے کا پختہ ارادہ کیا۔

امیر چاکر رند بلوچ کے بلوچستان میں اپنے نمائندوں کی تقرری

چنانچہ امیر چاکر رند بلوچ نے بلوچستان سے بطرف ملتان نقل مکانی کرنے سے پیشتر بلوچستان کے خطے کو تین حصوں میں تقسیم کر کے اُن میں اپنے تین نمائندہ مقرر کر کے پھر بلوچستان کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہا۔

۱۔ بلوچستان کے کوہستانی علاقہ توران (سطح مرتفع قلات) مکران، خاران۔ چاغی پر اپنی طرف سے اپنے خُسر میر مندو پُتر رند بلوچ کو والی مقرر کیا۔

۲۔ سیوی اور اس کے مضافات پر ایک دوسرے نمائندہ کو بطور والی مقرر کیا۔؟

۳۔ شوران اور اس کے مضافات پر ایک تیسرے نمائندہ

کو بطور والی مقرر کیا۔

بہرحال مورخین نے سیوی اور شوران کے والیان کے نام تحریر نہیں کئے ہیں۔

امیر چاکر رند بلوچ کی نقل مکانی بطرف ملتان

آخرکار امیر چاکر رند بلوچ بلوچستان میں اپنی ستائیس سالہ دور حکمرانی یعنی ۱۴۸۵ء سے لے کر ۱۵۱۲ء تک کے تمام نشیب و فراز دیکھنے کے بعد ۱۵ اپریل ۱۵۱۲ء کو بطرف ملتان مراجعت کر گئے اور بلوچستان کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہا۔ روایت ہے امیر چاکر رند بلوچ کی مراجعت کے وقت یہ شعر بے ساختہ ان کی زبان سے نکلے۔

۱ سیوی گھوڑی گردان بات
سیوی ہمیشہ جنگی رسالوں کے ٹاپوں کے تلے رہے۔

۲- دریں گوہر ہر جان بات
اور گوہر جتنی کے چٹی بھرتا رہے

۳- گوہرام شہ دوجاہ بے جاہ بات
گوہرام کو یہ دو جگہیں کبھی نصیب نہ ہوں

۴- گور باتے نے گجیں گنداواہ
نہ گور اور نہ غبار آلود گنداواہ

۵- شہ ہفت صد بنگویں ورنا باں
ان سات سو بہادر جوانوں سے

۶ کہ پاگ اش یہ کبھی بستنت
جو اپنے پگڑی ایک انوکھے انداز سے رکھتے تھے

۷ بورش بے لگام ءَ تاتکنت
گھوڑے بغیر لگام کے دوڑاتے تھے

۸۔ آہاں پہ نشان یکے نیست
ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہ گیا

۹۔ تیگان چڑتکنت ہندی ایں
یہ سب ہندی تلواروں کی بھینٹ چڑھ گئے

۱۰۔ زہمانی ۔ زِہاں ۔ زِبرینان
تلواروں کی کھُردری دھاروں
کی نذر ہو گئے۔

۱۱۔ کل مان گوہر ءِ ہر جان انت
سب گوہر جتنی کے قربان ہو گئے

میروانی اور رند دور میں بلوچی ادب کا ظہور

بلوچوں کی تین ہزار سالہ تاریخ میں یہ ایک عجیب اور انوکھا واقع ہے۔ کہ پندرھویں صدی عیسوی میں بلوچی ادب کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی دور میں بلوچوں کی سوسائٹی میں ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں جو تمام بلوچوں کو وہ فصیح و بلیغ زبان دیتے ہیں۔ جو آج تک ان کے علمی و ادبی سرمایہ کی بنیاد مانی جاتی ہے۔ بلوچ شاعری کو میروانی اور رندوں کے دور حکمرانی میں بلوچ شعراء نے ہی پروان چڑھایا

اور ترقی دی یہ غالباً پندرھویں صدی عیسوی کا وہ زمانہ ہے جب امیر جلب چھٹا جدکال اُمیر لس بیلہ اچانک اُمیر توران رسطح مرتفع قلات) اُمیر عمر میروانی کے وادیٔ سوراب میں قلعہ نغار پر حملہ کر کے انہیں شہید کر کے قلعہ پر قابض ہو جاتا ہے ۔ اور پھر اس واقعہ کے بعد اُمیر شیہک رند اُمیر مکران یلغار کر کے سوراب پر قابض ہو جاتا ہے ۔ اور پھر اُمیر جلب چھٹا کا خاتمہ کرتا ہے ۔ بعد میں اُمیر شیہک رند اور اُمیر گو ہرام لاشاری مل کر خطہ کچھی وسیوی پر قبضہ کرتے ہیں اور علاقے کو رند اور لاشار قبائل میں تقسیم کرتے ہیں ۔ اس تقسیم کے بعد رند اور لاشار میں اقتدار کی جنگ شروع ہوتی ہے اس جنگ میں تقریباً ۲۵ سال برسرِ پیکار رہتے ہیں ۔ ممکن ہے ۔ میر چاکر رند ۔ میر عمر میروانی کے زمانے سے قبل بھی بلوچی زبان میں شعر و شاعری ہوئی ہو ۔ مگر اس وقت ہمارے ہاں سینہ بہ سینہ یا چلے آنے والے اشعار کا جو سرمایہ ملتا ہے ۔ اس میں اُمیر چاکر اور اُمیر عمر کے زمانے سے قبل کے کسی بلوچ شاعر کا کلام نہیں ملتا ۔ بلوچی ادب میں یہ بالکل مقام حیرت ہے کہ بلوچ گویئے میر عمر میروانی اور میر بجار میروانی ، میر چاکر رند اور میر گوہرام لاشاری کے زمانے کے اشعار ۔ پشت در پشت ، سینہ بہ سینہ آج تک منتقل کرتے چلے آرہے ہیں مگر میر عمر میروانی اور میر چاکر رند کے دور سے ماقبل کے اشعار کا سلسلہ اُن کے اباؤ اجداد کیوں یاد نہ رکھ سکے اگر کہا جائے کہ بلوچی شاعری کی ابتداء ہی میر عمر میروانی اور میر چاکر رند کے زمانے میں ہوئی ۔ تب بھی اِس دور کی بلوچی

شاعری میں زبان کی فصاحت و بلاغت و سلاست و روانی کو جانچنے اور پرکھنے کے بعد یہ حقیقت بھی تسلیم نہیں کی جا سکتی کہ ایک ایسی فصیح اور بلیغ زبان دور زمانہ کی کسوٹیوں سے گزرے بغیر اچانک عالم وجود میں آکر رواں ہوئی۔ ہمیں یہ مان لینا پڑے گا کہ ۴۵۸ سال قبل از مسیح اُمیر کیکان، کیکانی براخوئی کرد بلوچ فاتح خطہ توران (سطح مرتفع قلات) و اُمیر لبوسان اورگانی کرد بلوچ فاتح مکران و اُمیر برسان زنگنہ کرد بلوچ فاتح زابلستان کے قدیم زمانہ سے لے کر اُمیر میرد میروانی کیکانی کرد بلوچ اور اُمیر جلال خان رند اُدرگانی کرد بلوچ کے زمانے تک بلوچی زبان کے شاعر ضرور ہوئے ہوں گے۔ انہوں نے اشعار بھی کہنے ہوں گے لیکن بعض وجوہ کی بناء پر اُن شعراء کے اشعار ہم تک نہیں پہنچ سکے۔ لہٰذا موجودہ دور میں ہم ان کی نشاندہی کرنے سے بالکل عاجز ہیں۔ اُغلب خیال یہی ہے کہ بلوچوں کی قدیم شاعری حوادثات زمانہ کے دوران سینہ بہ سینہ یاد رکھنے والے شاعروں کی گروہی اموات کی وجہ سے ہم تک پہنچ نہ سکی۔

بلوچی ادب کا ایک مختصر جائزہ

جیساکہ مشہور ہے کہ بلوچی زبان ایک ایرانی بولی ہے اور جدید فارسی سے زیادہ قریب ہے مگر ساتھ ہی ساتھ بلوچی زبان کئی نکات میں قدیم فارسی کی بجائے ژندیا قدیم باختری زبان سے بھی ملتی ہے۔ خطہ بلوچستان کے خطہ سندھ سے متصل ہونے کی صورت میں سندھی

بولی جانے والی زبانوں سندھی اور سرائیکی بولیوں سے بھی بلوچی زبان الفاظ کی ایک بہت بڑی مقدار مستعار لے چکی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمسایہ زبانوں فارسی، سندھی، سرائیکی نے بلوچی پر کافی اثر ڈالا ہے لیکن خود بلوچ قوم نے اپنے رسوم و رواج اور معاشرے میں اپنی ہمسایہ اقوام سے کوئی نمایاں اثر قبول نہیں کیا ہے۔ اس کی بڑی وجہ غالب بلوچوں میں منافرت اور قومی عصبیت کی شدت ہے ایشیاء کی ایک مربوط زمین جو بلوچستان کہلاتی ہے اس پر ۴۸۵ سال قبل از مسیح پُشت در پُشت سے بلوچ آباد چلے آ رہے ہیں یہی اُن کا آبائی وطن ہے اور یہ کہ بلوچوں کی اپنی ایک قابل فخر تاریخ ہے۔ اپنی ایک فصیح و بلیغ زبان ہے۔ جو ان کے نام کی مناسبت سے بلوچی کہلاتی ہے۔ اگر گذشتہ ادوار میں بلوچوں کے لیے ذرائع میسر نہ آسکے جن سے کام لے کر وہ اپنی زبان کو زیورِ تحریر سے آراستہ پیراستہ کر سکتے۔ اس کے باوجود اس کی بلوچی زبان زندہ اور اس کی تاریخ کے اہم ترین واقعات کو عشقیہ اور رزمیہ بلوچی اصطلاح میں رزنگی اور جنگی) نظموں کی صورت میں اپنی وسیع آغوش میں سمائے ہوئے ہیں

بلوچی کلاسیکی شاعری کے دو حصے

۱۔ بلوچی کلاسیکی شاعری کے دو حصے ہیں ایک حصہ اُن اُمراء جانبازانہ، بہادروں اور عاشق مزاج نوجوانوں کی تصنیف ہے۔ جو خود ذاتی طور پر ان لڑائیوں اور حملوں میں شامل رہے ہیں۔ یا اُن

واقعات کے کردار اور قلبی وارداتوں کے پیکر رہے ہیں ۔

۲۔ دوسرا حصہ بیشتر بلوچ قبائل سے تعلق رکھنے والے اُن موروثی شاعروں کی تصنیف ہے جو عرف عام میں زنگی شاہی کہلاتے ہیں ابتدائی قبائلی دور میں زنگی شاہی بلوچوں کا صاحب فن دانشور شاعر طبقہ تھا۔ بلوچی زبان اور بلوچوں کی تاریخ کو ہزار ہا سال سے قائم رکھنے میں اس صاحب فن طبقہ کے بلوچوں پر عظیم احسان ہیں ۔ بلوچی شاعری ، کیا رزمیہ ، کیا بزمیہ ، کیا عشقیہ اسی طبقے کی مرہون منت ہے ۔ بلوچی زبان آج جس فصاحت و بلاغت کی دعویدار ہے ۔ وہ اسی زنگی شاہی طبقہ کی قوت و فکر و نظر اور ذہنی فراست کی مظہر و پروردہ ہے ۔ زنگی شاہی ناخواندہ ہوتے کے باوجود فکر رسا رکھتے تھے ۔ ادراک و فن کے لحاظ سے ان کا مرتبہ بہت بلند تھا گوکہ بلوچوں کے قبائلی معاشرہ میں ان کو وہ مقام حاصل نہیں تھا۔جس کے وہ مستحق تھے ۔ مگر اس کے باوجود اُن کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ بلوچی قبائلی معاشرہ ان سے بے نیاز نہیں رہ سکتا تھا۔

زنگی شاہی نہ صرف بزم و شادمانی کی محفلوں میں شمع محفل تھے بلکہ رزم کے میدانوں میں بھی وہ اپنے قبائلی لشکر کے ساتھ رہ کر اشعار سے ان کے لئے تقویت قلب کا باعث ہوتے تھے۔ یہ اشعار قبائلی جنگوں کی مستند تاریخ کا کام دیتے ۔ زنگی شاہی صرف شاعرانہ تھے ۔بلوچوں کی خوابیدہ امنگوں کو بیدار کرنے قومی اتحاد کو تقویت پہنچانے اور تاریخ کو جلا بخشنے والے صاحب فن اُستاد بھی تھے ۔ گوکہ بلوچی زبان علمی نقطہ نظر سے تحریری زبان کبھی

نہیں رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بلوچی میں عشقیہ، رزمیہ اور بزمیہ اشعار کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ملتا ہے۔ جو اس قوم کی صدیوں کی ادبی کاوشوں کا نتیجہ ہے اور سینہ بہ سینہ چل کر موجودہ دور میں ہم تک پہنچا ہے۔

بلوچی شاعری کی سادگی

۱۔ بلوچی کلاسیکی شاعری، کیا رزمیہ، کیا بزمیہ اُن کی اپنی معاشرت اور طرز بود و باش کی طرح سادہ ہوتی تھی۔ زبان سلیس۔ روان۔ اور کنایوں استعاروں سے مُبرّا تھی۔ شاعر زیادہ تر چشم دید واقعات کے بیان کو ترجیح دیتے تھے۔ اور یہی ان کی شاعری میں جوش اور جذبات میں فراوانی کا سبب تھا۔

۲۔ بلوچی کلاسیکی شاعری چونکہ واقعات کے بیان پر ہی زور دیتی ہے۔ اسلئے اس میں مضمون آفرینی اور بلند پروازی کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس بات کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ مطالب اس صفائی سے ادا کئے جائیں۔ اگر ان ہی مطالب کو نثر میں بیان کیا جائے تو نثر کا بیان نظم سے کچھ زیادہ واضح نہ ہو۔ البتہ نظم کا بیان نثر سے اس قدر ممتاز ہونا چاہیئے۔ کہ نظم کا طرز بیان نثر سے زیادہ موثر، دلکش اور دلاویز ہو۔

بلوچی شاعری کی عوامی حیثیت

بلوچی کلاسیکی شاعری صحیح معنوں میں عوام کی شاعری تھی۔ ان

اشعار میں آج بھی عوام کے دلوں کی دھڑکیں سنائی دیتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی ان کی تازگی اور شگفتگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔چونکہ یہ ایک غیور بلوچ کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرتی ہے اس لئے آج بھی دل پر اسی طرح اثر انداز ہوتی ہے۔جس طرح آج سے صدیوں قبل اثر انداز ہوا کرتی تھی۔بلوچ شاعری کی یہی صفت ہے۔جس نے اسے ابدیت بخشی ہے۔بلوچی کلاسیکی شاعری کے بارے میں آج سے دو سو سال قبل ایک بلوچ شاعر اپنی ایک نظم میں یوں کہتا ہے۔

اے منی پیڑی یے رَندنت
یہ میرے دور کے قدموں کے نشان
اے بلوچی یے دفتر انت
یہ بلوچی تاریخ ہے۔

بلوچی کلاسیکی شاعری کی ان تمام اوصاف کے باوجود اشعار میں بعض تاریخی حقائق میں سُقم موجود ہے۔یعنی شعر میں بیان کردہ تاریخی حقیقت اور مستند تاریخی کتابوں میں بیان کردہ حقیقت میں نمایاں اختلاف ہے۔مثال کے طور پر شاعر میر عمر میروانی کے دور حکومت کو اس پیرائے میں بیان کرتا ہے۔

ادمر ہما روچاں پہ مرا گاہت
اِن دنوں عمر کا دربار پر شوکت تھا
راج ءِ سردار و عالمُ لُ اَت
وہ اپنے قبیلے کا سردار اور حکمرانوں کا ہم پلہ تھا

چہ قریشانی عادلیں وَل ءُ ات

وہ قریشوں کی عادل نسل سے تھا

حمزہ وعباس ءِ جہان لشکت

حمزہ اور عباس کی اولاد تھا

حالانکہ مستند تاریخی حوالوں سے اُمیر عمر میروانی - کیکانی براخوئی کرد بلوچ ہے۔ نہ کہ قریش۔ مگر شاعر نے اپنے شعر میں اُسے قریش قبیلے کا ایک فرد قرار دیتے ہوئے شعر میں اس بات کی بھی وضاحت کردی کہ حضرت حمزہ اور حضرت عباس اُنکے اجداد میں سے ہیں۔شاعر کی یہ رائے زنی تاریخی مستند کتابوں کے حوالوں کے بالکل برعکس ہے چونکہ بلوچ من حیث القوم مسلمان ہے۔اور اسے اسلام سے بہت لگاؤ ہے۔ دوئم کہ امیر عمر میروانی ان کا انتہائی طور پر ہردلعزیز حکمران رہا ہے لہٰذا شاعر کی خوش فہمی اور خوش اعتقادی اس رائے زنی کا محرک بنا اور اس نے اُمیر عمر میروانی کو قریش نسل کا فرد قرار دیا۔

دوسری مثال

یہ رند اور لاشار کے خاندان کے بارے میں شاعر یہ شعر کہتا ہے۔

رند و لاشار اش بنا برات اَنت

بنیادی طور پر رند اور لاشار بھائی ہیں

جگ سئی اِنت کہ حمزہ ہی نات انت

دنیا جانتی ہے کہ حضرت حمزہ کی اولاد ہیں۔

یہاں پھر شاعر اسی خوش فہمی اور خوش اعتقادی کا شکار ہو گیا اور رند اور لاشار قبیلوں کو حضرت حمزہ کی اولاد گرداننا ہے۔ حالانکہ نوشیروان ساسانی خاندان ایران کے بادشاہ کے دور میں شاہنامہ فردوسی میں بلوچوں کا تذکرہ ملتا ہے یہ بلوچ کہاں سے آ گئے۔ حالانکہ اس دور میں نہ طلوع اسلام ہوا تھا اور نہ ہی حضرت حمزہ اور حضرت عباس تولد ہوئے تھے۔ لہٰذا شاعر کی اس تاریخی رائےزنی کو ہم اُس کے اسلام کے ساتھ عقیدت مندی اور اپنے رند و لاشار قبیلہ کو نسلاً اعلیٰ و ارفع دکھلانے کے جذبات پر محمول کرتے ہیں۔ اگر شاعر نے اسلام دوستی اور اپنے امیروں سے محبت کے جذبات میں بہہ کر یہ کہہ دیا کہ رند اور لاشار حضرت حمزہ کی اولاد ہیں مگر اسلامی تواریخی حوالوں سے ثابت ہے کہ حضرت حمزہ کے دو بیٹے تولد ہوئے۔ اور بچپن ہی میں خدا کو پیارے ہو گئے۔ دیگر تاریخی سندات کی رو سے امیر عمر میروانی۔ کیکانی براخوئی۔ کُرد بلوچ نسل سے ہے اسی طرح رند و لاشار قبائل اور گانی کرد بلوچ نسل سے ہیں۔ دنیا کی تمام نسلیں ایک برابر ہیں کیونکہ وہ حضرت آدم کی اولاد ہیں لہٰذا انسانی نسلوں کا اعلیٰ اور ادنیٰ، اَرفع اور اَرذل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بلوچ ملت کی اہلِ بیت سے انسیت۔

تاریخی حوالوں سے یہ بات ثابت ہے کہ بلوچ ملت ہمیشہ اہلِ بیت کے طرفدار رہے ہیں۔ لیکن اس طرفداری کا مطلب

یہ نہیں کہ بلوچ ملت نسلاً حضرت حمزہ کی اولاد ہیں۔ اسلامی سلطنت کے قیام کے بعد جب خاندان بنی امیہ اور خاندان بنی ہاشم میں اقتدار کی جنگ شروع ہو گئی۔ تو بلوچ ملت نے ہمیشہ سیاست میں بنی ہاشم کا ساتھ دیا۔

بلوچ ملت کی جنم بھومی کے متعلق غلط روایت

رند اور لاشار بلوچوں کے شعراء اپنے آبائی وطن اور وہاں سے سیاسی مخالفت کی بناء پر ترکِ وطن کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

اولاد میریں حمزہؑ ھیگُن
ہم امیر حمزہ کی اولاد ہیں
سوب درگاہ ءَ گوں ءِ انت
نصرت ایزدی ہمارے ساتھ ہے۔
اش حلب باد کایوں
ہم حلب سے چل کھڑے ہوئے ہیں
گوں یزید ءَ جیڑہ انت
ہماری لڑائی یزید کے ساتھ ہے
کل بلا بھمپور ءِ نیم ءَ
کربلا اور بھمپور کے درمیان
شارِ سیستان منزل انت
سیستان کے شہر میں ہم نے ڈیرے ڈالے

اگر ہم مندرجہ بالا بلوچی اشعار کو جو رند اور لاشار بلوچوں

کی نسل اور آبائی وطن کے بارے میں ہیں اور ان کی نقل مکانی کرنے کی وجوہات بیان کی گئی ہیں اُن کا مستند تاریخی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ موازنہ کریں تو یہ بیان کردہ اشعار کے تاریخی واقعات من گھڑت ثابت ہوں گے ۔ اور شاعر کی من پسند خواہش کی ترجمانی کریں گے ۔ جیسے کہ ہم نے اسی باب میں پہلے واضح کر دیا ۔ کہ رند اور لاشار نسلاً عرب نہیں ۔ اور نہ ہی حضرت حمزہ کی اولاد ہیں ۔ یہ حوالہ تاریخ مردوخ اور کورد گال نامک رند اور لاشار مکران کے قبیلہ آدرکانی کرد بلوچ کی نسل سے ہیں ۔ اسی طرح رند و لاشار کا آبائی وطن حلب نہیں بلکہ قدیم ایران میں کردستان ہے ۔ بہ حوالہ تاریخ مردوخ کرد نسل(۲۰۰۰) سال قبل از مسیح مرکزی ایشیا سے بطرف جنوب آذربائیجان وارد ہوئے پھر یہاں سے جنوب کی طرف کردستان سطح مرتفع ناگروس اور البرز کے پہاڑی سلسلوں میں پھیل گئے ۔ جب ۸۵۴ سال قبل از مسیح ماد کردوں کا اُمیر کیقباد نے قدیم ایران کی سلطنت پیش دایان کے زوال کے بعد مادستان اور فارس میں اپنی حکومت کی بنیاد رکھی اور بعد میں سلطنت توران کے بادشاہ افراسیاب سے ان کی لڑائی ہوئی تو رند و لاشار کے اجداد جو ادرکانی کرد بلوچ تھے ۔کیقباد کے ساتھ تھے اور اس لڑائی میں انہوں نے تورانی سلطنت کے خطہ مکران کو فتح کیا ۔ تورانی سلطنت کی شکست کے بعد ماد کرد بادشاہ کیقباد مکران کے خطے کی حکومت رند اور لاشار کے جدی قبیلہ ادرکانی کرد بلوچوں کو دی ۔ لہٰذا ۸۵۴ سال قبل از مسیح سے لے کر آج تک رند اور لاشار اسی سرزمین پہ آباد ہیں ۔ اور مکران ان کا بعد میں آبائی وطن بنا ۔

جہاں تک یزید کے ساتھ جھگڑے کا سوال ہے۔ تو اسلامی دور میں بلوچ ملت مسلسل آل بیت اور بنی ہاشم کے طرفدار رہے ہیں اس طرفداری کو شاعر نے شعر میں یزید کے ساتھ جھگڑے کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

رندولاشاری قبیلوں کا شجرہ

یہاں میں رندولاشاری قبیلوں کے شجروں کا بیان بہ حوالہ کتاب کوردگال نامک کر رہا ہوں۔ شجروں کی طوالت کو مد نظر رکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند یافث سے مادکرد دویم تک شجرہ کے تمام نام حذف کر دیئے گئے ہیں۔ پہلے میں قبیلہ رند کے شجرے کو بیان کروں گا۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام یافث ...... مادکرد دویم

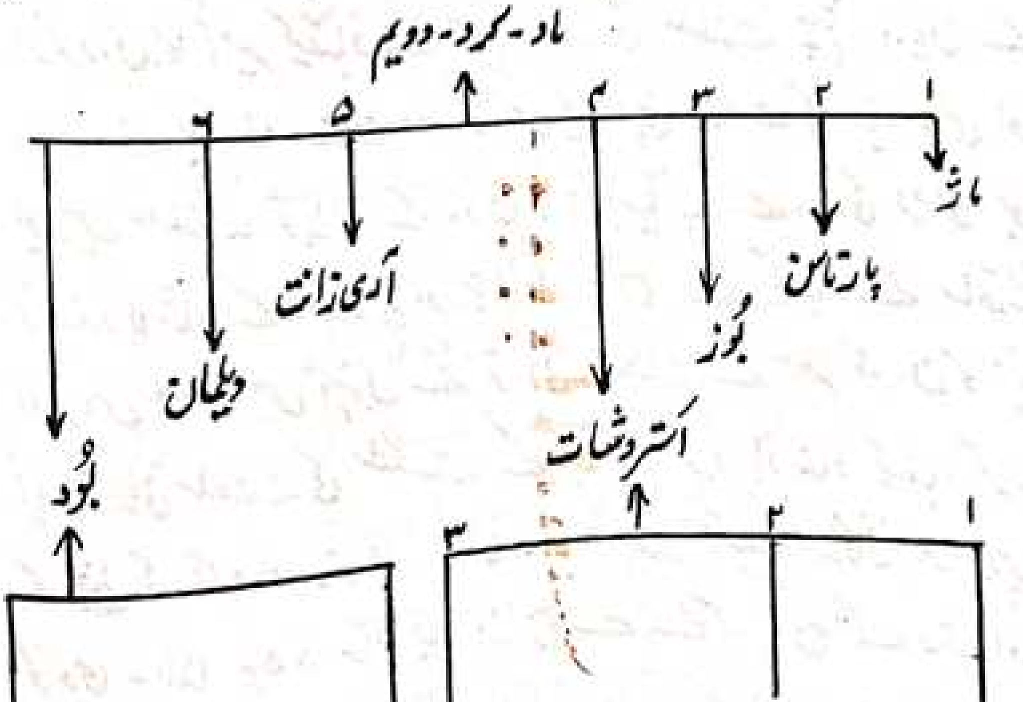

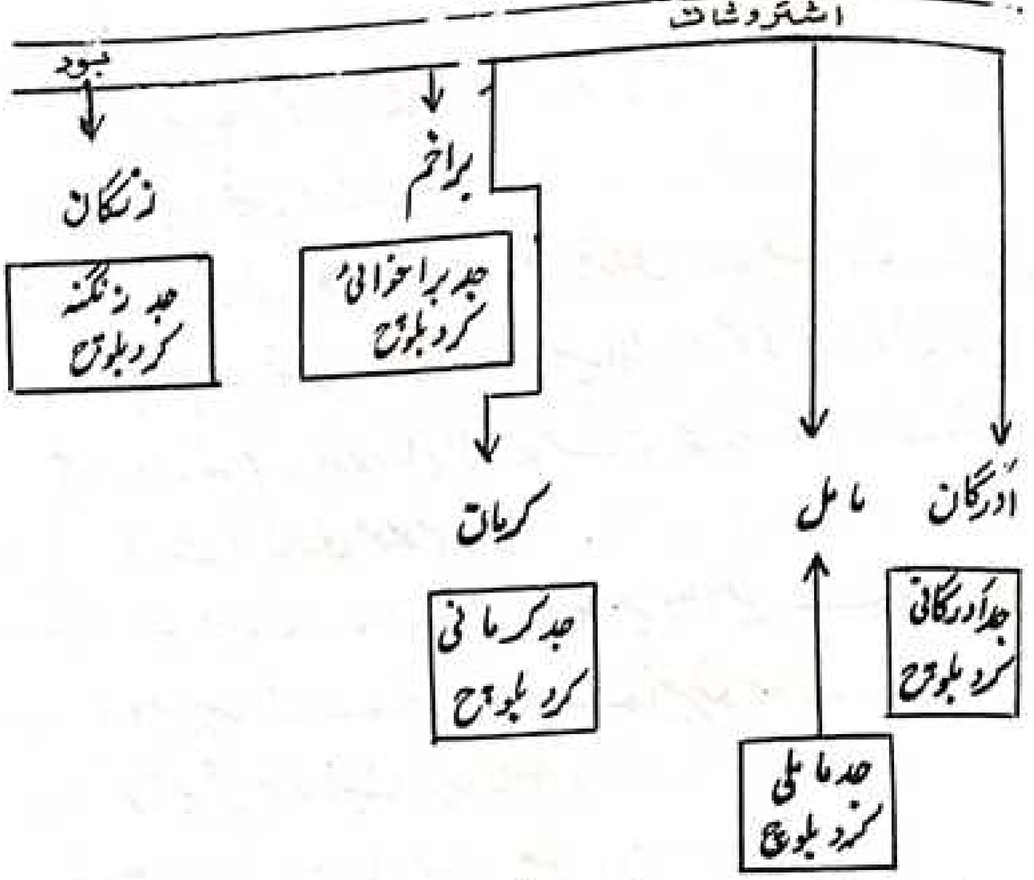

(ii)، ماد، کرد، دوئم کے بیٹے استروشات کے تین بیٹے تولد ہوئے۔ (۱) اُدرگان (۲)، مامل (۳)، کرمان۔ ان کی اولادوں نے اُفزائش نسل کے بعد۔ قبیلہ اُدرگانی کرد بلوچ۔ قبیلہ مامل کرد بلوچ، قبیلہ کرمانی کرد بلوچ کو جنم دیا۔

(iii) رند اور لاشاری قبیلے ادرگان کرد بلوچ کی اولاد ہیں۔ لہٰذا آدرگان سے اُشرف تک شجرہ کے تمام نام طوالت کی وجہ سے حذف کر دیئے جاتے ہیں۔

اُشرف ← اُعلش ← گل چراغ ← سرخ تاج ← عمارہ
← میران (میر بلوچ) ← دوست محمد ← اُمیر جیبان ← اُمیر ہارون
← اُمیر جلال ← اُمیر رند ← اُمیر عبداللہ ← امیر شہداد
← اُمیر شیہک ← آمیر چاکر

(امیر چاکر کا بیٹا امیر شہداد۔)

(iii) شجرہ قبیلہ لاشاری۔

بہ حوالہ کوردگال نامک۔ امیر ہارون ۔ جد قبیلہ رند۔ اور امیر گہرام جد قبیلہ لاشاری۔ امیر جیسان اور گانی کرد بلوچ کے فرزند ہیں۔ اور گہرام کی اولاد ایرانی بلوچستان میں بہ مقام لاشار سکونت کی وجہ سے لاشاری موسوم ہوئی۔

امیر جیسان ← امیر گہرام ← امیر اسماعیل ← امیر عبداللہ

امیر ہیبتان ← امیر ریحان ← امیر نود بندغ ← امیر گہرام

(امیر گہرام کا بیٹا امیر رامین)

بلوچستان میں رند بلوچ دور حکمرانی

بلوچستان میں رند بلوچوں کی دور حکمرانی ۱۴۸۵ء سے لیکر ۱۵۱۲ء تک رہی ہے لہٰذا اس دور کے واقعات کی تاریخ وار کوائف بیان کریں گے۔

۱۔ بلوچستان کی مرکزی حکومت پر۔ رند قبضہ = ۲۰ ر فروری ۱۴۸۵ء

۲۔ خطہ کچھی و سندھ پر رند قبضہ = ۸ ر جنوری ۱۴۸۶ء

۳۔ تعمیر قلعہ سیوی موسوم بہ چاکر ء کلات = ۱۲ ر فروری ۱۴۸۷ء

۴۔ تکمیل تعمیر قلعہ سیوی = ۹ ر نومبر ۱۴۸۹ء

۵۔ امیر شیہک رند کا انتقال = ۱۱ ر فروری ۱۴۹۲ء

۶۔ رند و لاشار کی پہلی جنگ بہ مقام دابانی ۱۰ ر اپریل ۱۴۹۲ء

۷۔ رند و لاشاری کی دوسری جنگ بہ مقام نلی ۔ ۹ ر دسمبر ۱۴۹۸ء

۸۔ رند و لاشار کی تیسری جنگ مقام کچھردک سیوی ۴ ر مارچ ۱۵۰۵ء

۹۔ امیر چاکر رند کا ملک بلوچستان کو خیر باد کہنا ۔ ۱۵ ر اپریل ۱۵۱۲ء

خطہ لس بیلہ پر رونجھا قبیلہ کے امیر کا قبضہ

جب ۲۹ ر جنوری ۱۴۸۵ء میں امیر جلب چھٹا جدگال امیر عمر میروانی بلوچ کے قلعہ نغار وادی سوراب پر حملہ کر کے اسے فتح کیا ۔ اسے جنگ میں امیر عمر میروانی کام آئے تو سارے توران (سطح مرتفع قلات) پر امیر جلب چھٹا کا قبضہ ہو گیا ۔ مگر اس کا قبضہ دیرپا ثابت نہیں ہوا ۔ پندرہ دن کے بعد امیر شیہک رند بلوچ ۔ امیر نکران نغار کے قلعہ پہ حملہ آور ہوا ۔ اس کے اور امیر جلب چھٹا کے درمیان لڑائی ہوئی ۔ لڑائی میں امیر جلب چھٹا مارا گیا ۔ گویا امیر شیہک رند بلوچ نے یہ قلعہ ۲۰ ر فروری ۱۴۸۵ء کو فتح کیا ۔ لس بیلہ میں امیر یوسف رونجھا جدگال قبیلہ رونجھا کا سردار تھا ۔ اور امیر لس بیلہ ۔ جلب چھٹا کا مشیر تھا ۔ جب اسے جلب چھٹا کی جنگ میں مارے جانے کی اطلاع ملی تو اس نے ۲۷ ر فروری ۱۴۸۵ء کو مسند امارت لس بیلہ پر قبضہ کیا ۔ اس طرح لس بیلہ کی حکمرانی چھٹا قبیلہ جدگال سے رونجھا قبیلہ جدگال میں منتقل ہو گئی ۔

چارٹ : امیر چاکر رند بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان و حکمرانان سندھ

نام امیر ملک سندھ	نام سلطان مملکت ہندستان	نام سلطان ممالک ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
سمہ خاندان	لودھی خاندان	ترکمن خاندان	
جام نظام الدین المعروف بہ جام نندہ سنہ ۱۴۸۰ء تا ۱۵۲۷ء	سکندر لودھی سنہ ۱۴۸۹ء تا ۱۵۱۷ء	رستم شاہ آق قونیلو سنہ ۱۴۸۵ء تا ۱۴۹۷ء	امیر چاکر رند بلوچ سنہ ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء

چارٹ : امیر چاکر رند بلوچ کے ہم عصر امرائے خطہ مکران ۔ خطہ خاران ۔ خطہ چاغی ۔ خطہ لس بیلہ ۔

نام امیر لسبیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
جام یوسف روہنجا جدگال سنہ ۱۴۹۰ء تا سنہ ۱۵۱۲ء	امیر سیدی خان سنجرانی بلوچ سنہ ۱۴۸۵ء تا سنہ ۱۵۱۵ء	امیر عباس نوشیروانی بلوچ سنہ ۱۴۷۷ء تا سنہ ۱۵۲۲ء	امیر ملک سعید ونک زئی بلوچ سنہ ۱۴۸۵ء تا سنہ ۱۵۲۰ء	امیر چاکر رند بلوچ سنہ ۱۴۸۵ء تا سنہ ۱۵۱۲ء

جائے تولد امیر چاکر رند بلوچ

امیر چاکر رند بلوچ کے پیدائش کے بارے میں بلوچی میں ایک شعر

ہے۔ جس کو قارئین گرامی کے معلومات کے لئے یہاں تحریر کرتے ہیں کہ اُمیر چاکر رند کی پیدائش سے پہلے اُن کا خاندان علاقہ اُشال کولواہ میں سکونت پذیر تھا اور اس کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ ۸۵۴ سال قبل از مسیح جب سلطنت مادستان و فارس کے بادشاہ کیقباد مادکرد کی لڑائی توران کے بادشاہ اُفرسیاب سے ہوئی۔ تو ادرگانی کرد بلوچوں نے اسی دوران خطہ مکران جو تورانی سلطنت کا حصہ تھا، فتح کر لیا۔ اور اُمیر کیقباد مادکرد باشاہ نے اس علاقے کی حکمرانی آدرگانی کرد بلوچ قبیلے کے اُمیر۔ اُمیر لبوسان کے حوالہ کردی۔ لہٰذا خطہ مکران کے بلوچ سارے ادرگانی کرد بلوچ کی اولاد ہیں۔ چنانچہ بعد میں جب ۲۹۵ء میں اُمیر جیسان ادرگانی کرد بلوچ کے تیرہ بیٹوں کے تولد سے کئی ایک کرد بلوچ طائفے وجود میں آئے ان میں سے ایک رند طایفہ تھا۔ لہٰذا رند طائفے کا جداعلی اُمیر ہارون مقام اُشال وادی کولواہ میں مستقلاً سکونت اختیار کر چکا تھا۔

بلوچی اشعار یہ ہیں۔

کیچ ءَ جا بنوت رندان ءَ
جب رند کیچ میں رہائش نہ کر سکے
کو لوائےُ پشان گردان ءَ
تو وہ کولواہ کے میدانوں میں پھرتے رہے
سے سال گوستگ بہ حال ءَ
پورے تین سال سے

شیہک نِشتگت آشال ءَ
شیہک آشال میں سکنی تھا
چاکر چو چِراگیں لال ءَ
چاکر ایک چمکتے لال کی طرح
پیدا بوت پہے آشال ءَ
اسی مقام آشال میں پیدا ہوا
پیش اش بانڑی سے سال ءَ
تین سال پہلے بانڑی سے

باب پنجم

بلوچستان پر میروانی بلوچوں کی دوبارہ حکومت کا قیام

جب امیر چاکر رند، اد رگانی کرد بلوچ ۱۵ر اپریل ۱۵۱۲ء میں خطہ بلوچستان کو خیر باد کہہ کر بطرف ملتان منتقل ہوئے تو امیر بجار ولد امیر عمر میروانی براخوئی کیکانی کرد بلوچ نے حکومت بلوچستان پر قبضہ کر کے میروانی بلوچوں کی حکمرانی کی بنیاد دوبارہ رکھی۔ جس کی مکمل تاریخ ہم اس باب میں تفصیل سے بیان کریں گے۔ اس سے پیشتر کہ امیر بجار میروانی کے قیام حکومت کے بارے میں تفصیلات بیان کی جائیں۔ بہتر ہو گا یہ بیان کروں کہ رند کے انخلاء کے بعد بلوچستان کی کیا صورت حال رہی۔ اُس کو بیان کریں۔ کہ کن نامساعد حالات میں امیر بجار۔ میروانی بلوچ نے ہمت کر کے دوبارہ میروانی خاندان کی حکومت قائم کی

رند سیاسی تنزل اقتدار کے بعد بلوچستان میں سیاسی صورت حال۔

۱۵ر اپریل ۱۵۱۲ء کو امیر چاکر رند بلوچ کے بلوچستان سے منتقل ہونے کے بعد ملک کے حالات مزید اُبتر ہو گئے۔ گو کہ رند اور لاشار کے پچیس سالہ جنگ سے بلوچستان میں سیاسی استقامت کا توازن ڈانواں

ڈول ہو چکا تھا۔ مگر امیر رند کا ملک کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنے کے بعد ملک میں مکمل طوائف الملوکی کا دور دورہ شروع ہو گیا ان حالات کو دی گریٹ بلوچ کے مصنف محمد سردار خان بلوچ یوں بیان کرتا ہے۔" امیر چاکر رند بلوچ کے بلوچستان کو خیرباد کہنے کے بعد بلوچستان لامتناہی قبائلی جنگوں کا اکھاڑہ بن گیا۔ بلوچ کے تابناک ماضی کو بحر ظلمات میں ڈبا دیا گیا۔ بلوچ قوم شان و شوکت کی بلندی سے پھسل کر گمنامی کی گھاٹی میں غوطہ زن ہوئی۔ انسانی یاس جو عموماً مصیبت اور دشواری میں نمودار ہوتی ہے مایوسانہ انداز میں سارے ماحول پر چھا گئی۔ ساری بلوچ سرزمین پارہ پارہ ہو گئی۔ سطح مرتفع قلات مکران، خاران، چاغی اور سیوی کا وسیع عریض خطہ جو بلوچ کے خون اور شمشیر زنی سے حاصل کیا گیا تھا بے سہارا اور بے مالک ہو کر رہ گیا۔ لوگوں نے تلوار کی جھنکار کی بجائے بحث و مباحثہ، افہام و تفہیم کو اپنا شعار بنا لیا۔ ہر جگہ بد امنی۔ ابتری اور ہلاکت کا دور دورہ تھا۔ اخلاقیات کے نظام کو یکسر معطل کر کے ہر بد اطواری کو اخلاق تصور کرنے کا جذبہ پیدا ہونے لگا۔ اگرچہ امیر چاکر رند بلوچ نے اپنے ملک بلوچستان کو خیرباد کہنے سے پہلے اس خطے کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین گورنر نامزد کئے تھے مگر ان کے جانے کے بعد اس وسیع ملک کو سنبھالنا۔ ان گورنروں کی بس کی بات نہ تھی۔ کیونکہ سربراہ مملکت کے جانے کے بعد جو سیاسی خلا پیدا ہو گیا تھا اُسے امیر چاکر رند کے تین نامزد گورنر کسی صورت میں بھی پر نہیں کر سکتے تھے۔ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ کے بمصداق سربراہ مملکت کے خلاء کو سربراہِ مملکت ہی پُر کر سکتا ہے۔

رند دورِ حکومت میں میروانی خاندانی کی صورت حال

۱۔ جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۴۸۵ء کو امیر عمر میروانی بلوچ کی شہادت کے بعد اُن کی اہلیہ بی بی مہناز اپنے اکلوتے اور کم سن بیٹے اُمیر بجار کے ساتھ جان بچا کر خفیہ طور اپنے والد ملک نصراللہ خواجہ خیل کے ہاں مستونگ پہنچ گئی۔ ملک نصراللہ خواجہ خیل کا سردار تھا۔ بی بی مہناز، بلوچستان پہ رند دور حکمرانی یعنی ۱۴۸۵ء سے لے کر ۱۵۱۲ء تک جو ستائیس سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ یہیں مستونگ میں اپنے والد کی پناہ میں رہی۔

۲۔ اُمیر حمزہ ولد اُمیر میرو اول کے خاندان کے افراد گورگنند سماہل۔ توھو، اور اُمیر براہم میروانی کے خاندان کے افراد۔ کلندر اور حالا، اُمیر کمبر کے بیٹے مہراب احمد منیگل یہ سب سیستان میں بمقام فراہ کیانی اُمیر صلاح الدین کے پاس پناہ گزین ہوئے۔

۳۔ اُمیر ذگر، اُمیر کمبر کا پوتا اپنے دو بھائیوں۔ زنگ اور دُرک کے ساتھ۔ سندھ کے طرف نکل گیا۔ جام نظام الدین المعروف بہ جام ننده حکمران سندھ نے انکو خوشامد کہہ کر اپنے ہاں پناہ دی۔ جام ننده نے اُمیر چاکر رند سے اس طرح اپنے بددلی کا اظہار کیا۔ اور میروانی پناہ گزینوں کی خوب آؤ بھگت کی۔ اگرچہ خاندان میروانی کے زعماء مختلف مقامات پہ پناہ گزیں تھے۔ مگر اِن کا ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ بدستور و مسلسل قائم تھا۔ اور بلوچستان کی سیاسی صورت حال کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔

افرادِ خاندان میروانی کا نقشہ

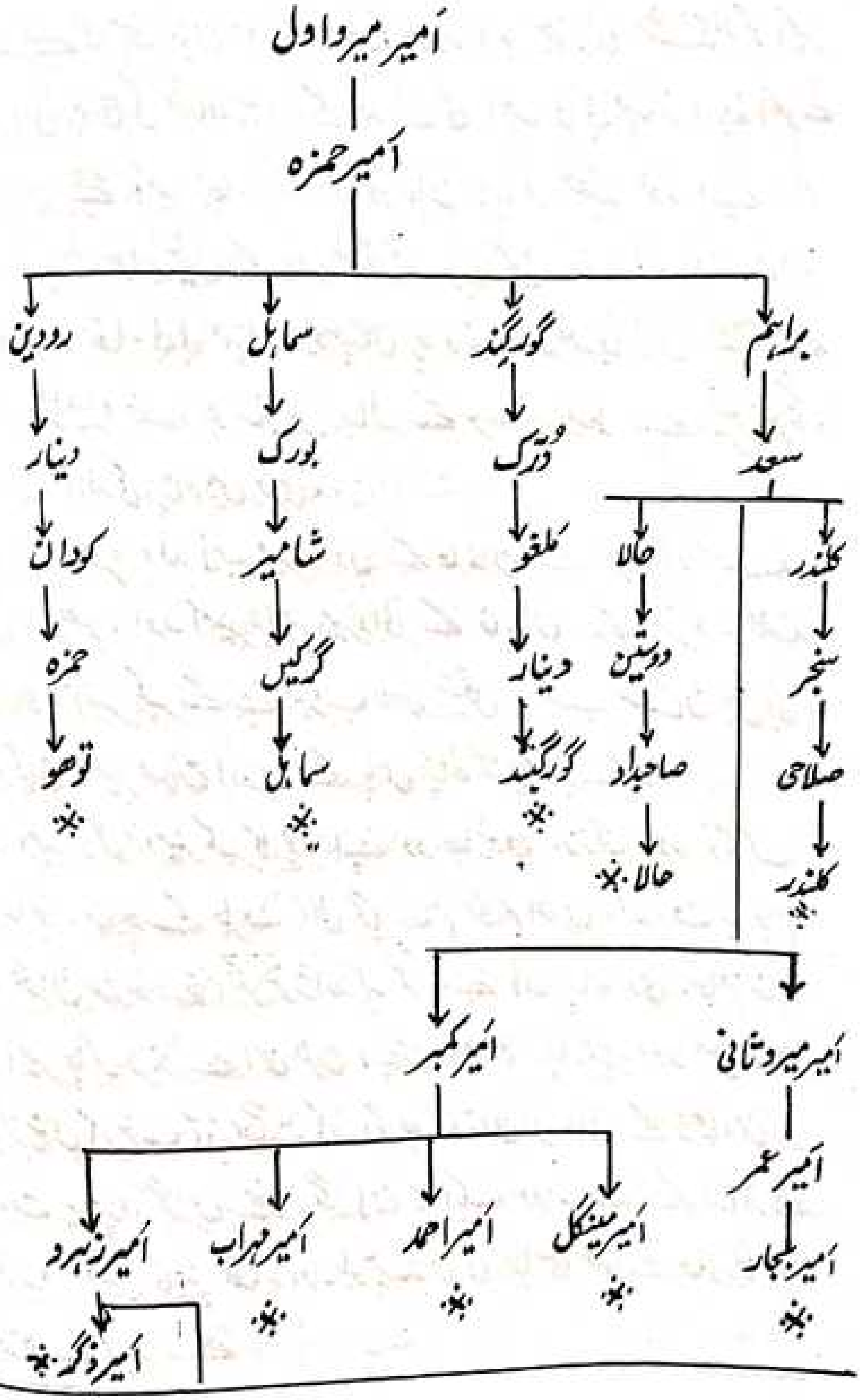

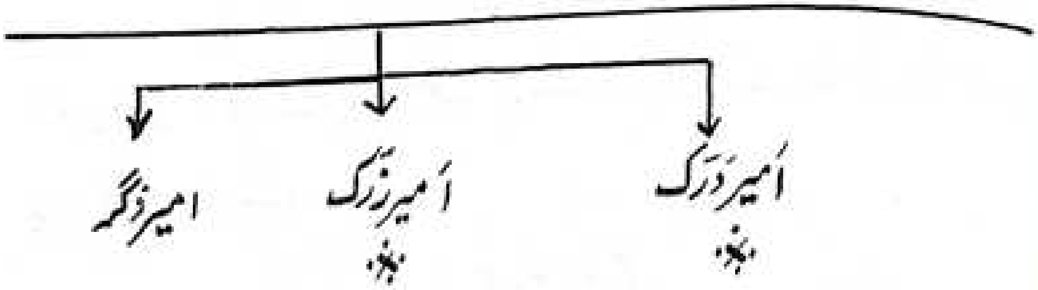

امیر بجار میروانی بلوچ کے دوبارہ حکومت بلوچستان پر قبضہ کرنے کے دوران - مندرجہ بالا نقشہ میں جن اسما کے سامنے .بچ. یہ نشان لگا ہوا ہے یہ سب افرادِ خاندان امیر بجار میروانی کے دور میں بقید حیات تھے - اور انہوں نے حکومت حاصل کرنے میں امیر بجار کی بھرپور کمک کی - اور اسی طرح ان کے ساتھ مل کر جدگال کو توران کے علاقہ جھالاوان و سراوان سے نکال دیا۔

جام نظام الدین حکمران سندھ کے بارے میں مورخین کی آرا

سندھ کی تاریخ تحفۃ الکرام، تاریخ معصومی تاریخ طاہری- جام جام نظام الدین المعروف بہ جام نندہ سمہ خاندان کے حکمران سندھ کی یوں تعریف اور توصیف کی ہے -

• اس کی تخت نشینی پر سارے لوگ، عالم، صالح - رعایا اور سپاہی متفق تھے - اس نے خود مختار حاکم ہوکر- سربلندی کا جھنڈا بلند کیا - مورخ روایت کرتے ہیں - کہ جام نظام الدین - علم کی بڑی چاہ رکھتا تھا- اور ابتداء میں مدرسوں اور خانقاہوں میں رہتا تھا- وہ نہایت حلیم- خلیق، اعلیٰ صفات اور عادات کا حامل تھا- اور وہ کمال درجے کا زاہد اور عابد بھی تھا- تخت نشین ہوتے ہی- اس نے لیٹروں کی بیخ کنی کی - سندھ کے مضافات اور سرحدوں

کا اس طرح بندوبست کیا کہ لوگ بڑے اطمینان کے ساتھ راستوں پر سفر کرنے لگے۔

امیر بجار میروانی بلوچ کے بلوچستان کی حکومت پر قبضہ ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء مسند نشینی

جب امیر چاکر رند اور گانی کرد بلوچ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۵۱۲ء کو خطہ بلوچستان کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر بطرف ملتان روانہ ہوتا ہے۔ تو اس وقت امیر بجار میروانی کیکانی براخوئی کرد بلوچ مستونگ میں اپنے ننھیال قبیلہ خواجہ خیل کے پاس مقیم تھا۔ ان دنوں وہ جوان ہو چکا تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی اس کو اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کا خیال ہمیشہ دامن گیر رہتا تھا اور وہ اپنے سربرآوردہ امیروں سے رابطہ قائم کئے ہوئے تھا۔ نیز اس کے وہ عزیز و اقارب بھی جو بمقام سیستان اور ملک سندھ میں پناہ گزین تھے۔ ان سے بھی مسلسل رابطہ قائم تھا۔ آخر کار امیر بجار میروانی حکمرانی بلوچستان کو حاصل کرنے کی غرض سے میدان عمل میں آیا۔ پہلے بلوچ قبائل کی حمایت حاصل کی جانثاروں کا لشکر تیار کیا۔ امیر بجار کا چچا زاد بھائی امیر ذگر اور اس کے بھائی امیر رزک و امیر دُرک۔ بلوچوں کے ایک جرار لشکر کے ساتھ سندھ سے براستہ سارونہ بلوچستان میں داخل ہو کر بلوچستان کے پایہ تخت قلات کی طرف روانہ ہوئے۔ امیر بجار میروانی کے وہ رشتہ دار جو فرج میں امیر صلاح الدین کیانی کے پاس مقیم تھے۔ امیر گورگند امیر توھو۔ امیر کلندر امیر حالا۔ امیر احمد

(میروانی دور)

امیر بجار پسر امیر عمر میروانی بلوچ، لاولد ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء امیر بلوچستان

امیر مہراب ۔ امیر مینگل کی سرکردگی میں ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ براستہ نوشکی بلوچستان میں داخل ہو کر بطرف پایہ تخت قلات روانہ ہوئے ۔ امیر ریئسان گورانی کرد بلوچ جو امیر میروشانی کے دور حکومت میں میروانی حکمرانوں کی اراضیات منگوچر اور چھپر اور زیارت کے علاقوں کا نائب تھا ۔ وہ اور اُس کے بیٹے نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ میر بجار میروانی کی آمد کا انتظار کیا ۱۸ ر دسمبر ۱۵۱۲ء کو یہ تینوں لشکر بہ مقام منگچر اکٹھے ہوئے ۔ اور امیر مندو، رند کے اونٹوں کے گلے پر حملہ کیا ۔ یہ خبر سنکر مندوانی لشکر گلے کے بچاؤ کے لئے پہنچا ۔ اور دونوں فریقوں کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی ۔ مندوانی رند شکست کھا کر ۔ بطرف قلات پسپا ہو گئے ۔ چنانچہ اس شکست خوردہ لشکر کا تعاقب کرتے ہوئے میروانی بلوچ لشکر ۲۱ دسمبر ۱۵۱۲ء کو بہ مقام چھپر و زیارت پہنچ گیا ۔ ۲۳ ر دسمبر ۱۵۱۲ء کو علی الصباح امیر بجار میروانی نے اپنی افواج کے ساتھ بلوچستان کے پائے تخت قلات کے شہر کو محاصرہ میں لیا ۔ میر مندو رند نے قلعہ سے باہر نکل کر جنگ کی ابتداء کی شدید لڑائی کے بعد میر مندو رند جنگ میں مارا گیا اور قلات پر میر بجار میروانی نے قبضہ کیا ۔ اس فتح کے فوراً بعد قلات کے محل میں تمام میروانی زعماء اور قبائلی امراء نے میر بجار میروانی کی دستار بندی کر کے اُن کی حکومت کا اعلان کر دیا ۔

گورنر میر مندو رند کی تجہیز و تکفین

قلات پر قابض ہونے کے بعد میر بجار نے دوسرے دن یعنی ۲۴ ر

دسمبر ۱۵۱۲ء کو بلوچی روایات کے مطابق نہایت احترام کے ساتھ میر
رند بلوچ کی میت کو شہر قلات کے مستونگی دروازہ کی فیصل کے قریب
دفنایا۔ بعد میں اس پر گنبد تعمیر کیا گیا۔ مقبرے کا گنبد امیر مہراب خان
ثانی (۱۸۱۷ء تا ۱۸۳۹ء) کے دورِ حکومت تک صحیح حالت میں
بعد میں منہدم ہو گیا۔ اس وقت اس قبر کو مٹی کی ایک چار دیواری
احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس چار دیواری میں شہید میر عبدالکریم رئیسانی
جو اعلیٰ حضرت امیر بلوچستان میر مہراب خان ثانی کے ساتھ بلوچستان
کی آزادی کا دفاع کرتے ہوئے انگریزوں کے ساتھ لڑائی میں
۱۳ نومبر ۱۸۳۹ء کو شہید ہوئے ان کو بھی اسی میر مندو رند کے
گنبد میں دفنایا گیا تھا۔ اس وقت اس چار دیواری میں تین قبریں ہیں
امیر مندو رند۔ امیر عبدالکریم رئیسانی اور ایک نامعلوم بچے کی قبر۔

مشاورتی کونسل کا قیام

ملکی معاملات و مشکلات کو حل کرنے کے لئے امیر بجار میرواڑی
نے ایک مشاورتی کونسل تشکیل دی۔ جس کے تمام ممبر میروانی خاندان
کے زعماء تھے ۱۔ امیر فدگر ۲۔ ان کے بھائی امیر زرک ۳۔ امیر
دُزرک ۴۔ امیر گورگند ۵۔ امیر سمایل ۶۔ امیر توھو ۷۔ امیر کلند
۸۔ امیر حالا ۹۔ امیر احمد ۱۰۔ امیر مہراب ۱۱۔ امیر مینگل
بلوچستان میں جہاں ہر طرف کُشت و خون کا بازار گرم تھا
مار دھاڑ کا سلسلہ لوگوں کا روزمرہ کا مشغلہ تھا۔ اس کونسل
کی تشکیل اور تدبیر سے فوری طور پر ملک میں امن وامان

قائم ہو گیا ۔ امیر بجار اور اس کی مشاورتی کونسل کے ممبروں کی کاوشوں کی وجہ سے بلوچستان میں قبائل دوبارہ متحد ہو گئے اور ملک کے نظم و نسق میں دوبارہ باقاعدگی پیدا ہو گئی ۔

جدگالوں کا قلع قمع

امیر عمر میروانی کیکانی براہوئی کرد بلوچ کے ۲۹ر جنوری ۱۴۸۵ء میں جدگالوں کے امیر حلب جھٹا کے ہاتھوں شہادت کے بعد رندوں نے خطہ توران پر قبضہ کیا ۔ مگر وہ جلدی بطرف کچھی چلے گئے ۔ رند ولاشار کی جنگ شروع ہو گئی ۔ تمام بلوچستان میں سیاسی استحکام کا فقدان تھا ۔ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جدگالوں نے خطہ توران کے علاقہ جھالاوان اور سراوان ، کوواہ کے علاقوں پر دوبارہ قابض ہو گئے ۔ اور وہ ہر طرف بلوچ قبائل کی اراضیات پر ہاتھ صاف کر رہے تھے ۔ امیر عمر میروانی کے مارے جانے کے بعد وہ بہت دلاور ہو گئے تھے ۔ اور ہر طرف ہاتھ مارنا شروع کر دیا تھا ۔ رند حکمران لاشار جھگڑے میں ایسے الجھے ہوئے تھے کہ ان کو موقع ہی نہیں ملا کہ جدگالوں کی سرزنش کرتے ۔ چنانچہ جدگال مسئلے کا حل کرنا ضروری تھا ۔

جدگال جنگ میں جن قبائل نے حصہ لیا

میروانی قبیلہ کے ساتھ جن دیگر بلوچ قبائل نے جدگال جنگ میں حصہ لیا ۔ مورخین نے ان کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے ۔ ۱۔ قبیلہ زہری زہروانی ۲۔ قبیلہ عمرانی بزنجو ۳۔ قبیلہ حملانی بزنجو ۴۔ قبیلہ تمرانی

بزنجو ۵۔ قبیلہ سیاہ پاد ۶ قبیلہ گرگناڑی ۷۔ قبیلہ کلندرانی ۸۔ بز
شاہ بیگ زئی کمبرانی ۹۔ قبیلہ کمبرانی ۱۰۔ قبیلہ ساسولی قادان ۱۱۔ بز
زرک زئی ۱۲۔ قبیلہ جلمزئی ۱۳۔ قبیلہ زہری کانی محمد حسنی ۱۴۔ غلام طار
گوشو وگزین۔

پہلی براخو جدگال جنگ ۳۱ر دسمبر ۱۵۱۴ء

امیر بجار نے قلات فتح کرنے کے بعد جدگالوں کے پنجے ا
فیصلہ کر لیا۔ تاریخ کی مشہور براہو جدگال جنگ شروع ہوئی جو
آئندہ کئی سالوں تک متواتر جاری رہی۔ اور اس عرصہ میں ڈاکے
لوٹ مار، قتل و غارتگری کے بیسیوں واقعات شب و روز واقع ہو
رہے۔ ان جنگوں میں تین لڑائیاں فیصلہ کن ثابت ہوئیں۔ جن سے جد
کی طاقت منتشر ہو کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ امیر بجار میروانی
۳۱ر دسمبر ۱۵۱۴ء کو اپنے لشکر کے ساتھ تنگ سوراب کے مقام پ
جدگالوں پر حملہ کیا۔ فریقین کے درمیان بہت سخت لڑائی ہوئی۔ آخر
جدگال شکست کھا کر خضدار، زہری اور نال کی طرف پسپا ہوئے
میروانی کیکانی براخوئی، کرد بلوچوں نے سوراب اور اس کے گرد و نوا
تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

دوسری براخو جدگال جنگ ۲ رجنوری ۱۵۱۹ء

پانچ سال بعد جدگال پھر خضدار اور نال میں جمع ہونا شروع ہو
کہتے ہیں کہ اس دفعہ جب اور سارونہ کے چھتا، پھی، کرخ، وڈ

اور بیلہ کے جاموٹوں نے مل کر اپنے اُمیر یوسف جاموٹ کی سرکردگی میں لشکر مرتب کیا۔ جب اُمیر بجار کو اطلاع ملی تو وہ سوراب سے آگے بڑھ کر خضدار کے قریب مقام سمان متک پر جدگال لشکر پر حملہ آور ہوا ۲ر جنوری ۱۵۱۹ء کو گھمسان کا رن پڑا۔ اس لڑائی میں کیکانی براخوئی کرد بلوچوں نے جدگالوں کو بُری طرح تہ تیغ کیا۔ جدگال پسپا ہو کر وڈھ اور اورناچ سے بھی آگے نکل گئے۔ اس لڑائی میں مشہور اُمیر دوستین زنشیروانی کا بیٹا دینار، براخوئی کرد بلوچوں کی طرف سے مارا گیا، براخوئی کرد بلوچوں نے نال۔ ہزار گنجی، اور ناچ اور وڈھ پر قبضہ کر لیا۔

تیسری براغوجدگال جنگ ۲۰ر جنوری ۱۵۱۹ء

اُمیر بجار میروانی کو ملک دینار ولد اُمیر دوستین زنشیروانی کی موت کا سخت صدمہ ہوا۔ اس لئے بلوچ لشکر نال اور وڈھ میں کچھ دن ستانے کے بعد جدگالوں سے لڑنے پر مستعد ہو گیا۔ اس مرتبہ بلوچ لشکر کی قیادت اُمیر دوستین نے کی۔ گر سیاہ کے مقام پر فریقین کی جنگ ہوئی جدگالوں نے شکست فاش کھائی۔ اس شکست سے جدگالوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ ان کے بڑے بڑے سردار کام آئے۔ اور آخر کار ان کے سربراہ یوسف جاموٹ نے مجبور ہو کر کیکانی برخوئی کرد بلوچوں سے صلح کی درخواست کی۔ لہٰذا جھالاوان اور لس بیلہ کے درمیان ربٹی آڈیڑار) کیکانی برخوائی کرد بلوچوں اور جدگالوں کی درمیانی حد مقرر ہوئی اس حد بندی کی وجہ سے تمام مفتوحہ علاقے کیکانی براخوئی کرد بلوچوں کے قبضہ میں رہے۔

میر بجار میروانی کے عہد میں مفتوحہ علاقوں کی تقسیم ۲ر فروری ۱۵۱۹ء

امیر بجار اور اس کے براہوئی کرد بلوچ قبائل کے قبضہ میں یہ وسیع علاقہ آچکا تھا۔ اس علاقہ کی آبادی اور نگرانی کے لئے امیر بجار نے تمام علاقہ، قبیلہ وار براہوئی کرد بلوچوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر قبیلہ کو اس علاقہ کی جو اس کے سپرد ہو چکا تھا۔ حفاظت اور آبادی کا ذمہ دار گردانا اور ہر سردار کو اس کے قبیلہ کے ساتھ اس علاقہ میں بٹھا کر امیر بجار میروانی خود قلات چلا آیا۔ ان مفتوحہ علاقوں کی تقسیم ۲ر فروری ۱۵۱۹ء میں بلوچ مجلس شوریٰ کی موجودگی میں عمل میں آئی۔ اگلے صفحہ پر مفتوحہ علاقہ جات کی قبائلی تقسیم ملاحظہ ہو۔

نقشہ تقسیم مفتوحہ علاقہ جات بر قبائل

نمبر شمار	نام سردار	نام قبیلہ	نام عطا شدہ علاقہ
۱-	امیر حمل	حملانی بیزنجو	نال
۲-	امیر دوستین	نوشیروانی	رڈھ - گجر و گریشہ ملک دینار کے خون بہا میں اُمیر دوستین کو عطا ہوئے۔
۳-	اُمیر عمر	عمرانی بیزنجو	جھاؤ
۴-	اُمیر تمیر	تمرانی بیزنجو	اور ناچ تا سُرنگ
۵-	اُمیر سحراب	سیاہ پاد	نصف جیوا تا زردِ سوراب اور پار کوتا حرطے گئے
۶-	اُمیر مہراب	میروانی	کرخ - چکو - زہری - اور باغبانہ
۷-	اُمیر احمد و اُمیر کمبر	کمبرانی	کھڈ مستونگ - منگوچر اور قلات
۸-	اُمیر دُرک	گرگنڈانی (گرگناڑی)	گیشر دغان تا خلکنا کھڈ - لاکھوریاں تا بالائی حصہ چھنڈ - جیبری کاریز تا درہ جوری - خیشن دون - ودشت بڈو
۹-	اُمیر ساہل	سالانی	کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا - کیونکہ اس نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا -

نمبر شمار	نام سردار	نام قبیلہ	نام عطا شدہ علاقہ
۱۰	سالا اور توھو	میروانی	زیارت گاہ سے نصف توتک روشن آپ سے جبری زک۔ بمسئے میران سے گرگٹ کوہ رانی سرسے ریک اماب ۔ گبر ریک سے سلام بیک ۔ جہالاوان سے ذیک واشک تک کا تمام علاقہ
۱۱۔	اُمیر شاہ بیگ	شاہ بیگ زئی کمبرانی	خاران کا تمام علاقہ
۱۲۔	اُمیر زکریا	ذگر مینگل	دشتگوران تا حد جہاتی۔ مرمرنگ تا حد مار آپ
۱۳	حاجی سوپک	ساسولی (خاران)	کاسگی لوپ
۱۴	اُمیر صلاحی	میروانی	گوندان
۱۵	اُمیر زرک	زرک زئی	مَٹ کِدَر
۱۶	اُلا	جلمزئی	نصف توتک تا حد کوہ گزی
۱۷	میر آدم		سور چیل
۱۸	اُمیر میران	میران زئی (گرگندانی)	درہ گلغلی سے نیلی بیل تک ایک حصہ لاکوریاں
۱۹	میر زیرک	زیبکانی محمد حسنی	ایک کاریز۔ علاقہ و سب مار آپ سے تا انارتر کی

نمبر شمار	نام سردار	نام قبیلہ	نام عطا شدہ علاقہ
۲۰-	گوشو	میر عمر میروانی کا غلام	حد ڈن سے تا تو تک - ایک جوئے آب علاقہ لناڑ میں
۲۱-	گزّین	میر عمر میروانی کا غلام	سنگ سوراب تا زنگی گٹ جوئے انجلیرہ تا کوچہ زہری و زمین کندار

سطح مرتفع قلات کی اہمیت

اس تقسیم سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ظاہر ہے وہ تمام علاقہ کھڈ مستونگ سے جھاوُ اور ہنگول تک شمالاً جنوباً واقع ہے۔ یہ آج بھی براخوئی کرد بلوچوں کا مسکن ہے۔ یہ بلوچستان کا مرکزی خطہ ہے جغرافیہ کی اصلاح میں اس کوہستانی علاقے کو سطح مرتفع قلات کہتے ہیں جس کی بلند ترین چوٹی پر قدیم شہر کیکان و قلعہ موجودہ شہر قلات واقع ہے

جب بھی کوئی حکومت بلوچستان میں قائم ہوئی ہے اس نے سب سے پہلے اس سطح مرتفع پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے اور جب اس پر قابض ہو گئے ہیں۔ تو سارے بلوچستان پر حکومت کرنا ان کے لئے آسان ہو گیا ہے اور جب تک یہ سطح مرتفع ان کے قبضہ میں رہا ہے اس وقت تک وہ بلوچستان کے خطے کے مالک رہے ہیں۔ قدرتی طور پر اس سطح مرتفع کی ساخت ایسی ہے جو ایک ناقابل تسخیر قلعے کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جس زمانے میں دنیا میں روائتی

ہتھیار، تلوار، نیزہ، تیر کمان، فلاخن، توڑے دار بندوقیں ہوا کرتی تھیں۔ اس سطح مرتفع کی اہمیت فوجی لحاظ سے کس قدر اہم ہوگی پہاڑیوں کے بالائی حصے سرسبز اور گھاٹیاں دشوار گذار تھیں۔ جو مال چرائی کے لئے نہایت موزوں اور زمانہ جنگ میں ایک قدرتی قلعہ کا کام دیتی تھیں یہاں کی وادیاں زرخیز اور شاداب، جن میں غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے یہاں پر میوہ اور پھلدار درختوں کے باغات بھی ہیں۔ جن پر قبائل کی گزراوقات بہ آسان ہو سکتی ہے۔ قدیم زمانہ میں یہ خطہ سلطنت توران کا حصہ تھا۔ اور سلطنت کے نام کے مناسبت یہ خطہ بھی توران کے نام سے موسوم ہوا تھا۔ جب ۸۵۴ سال قبل از مسیح مادستان و فارس کے حکمران امیر کیقباد کرد اور حکمران توران، امیر افراسیاب تورانی کے درمیان لڑائی ہوئی تو امیر کیقباد ماد کرد کے جنگی پلان کے مطابق امیر کیکان براخوئی کرد بلوچ نے اسی خطہ توران اور لبوسان اور گانی کرد بلوچ نے خطہ مکران پر حملہ کرکے ان علاقوں کو فتح کیا۔ لہٰذا براخوئی کرد بلوچ اس دور سے لے کر امیر بجار میروانی کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دور (۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء) تک اسی سطح مرتفع پر قابض چلے آرہے ہیں۔ بلکہ موجودہ دور میں بھی بلوچ ملت کے براخوئی کرد گروہ قبائل، اسی سطح مرتفع پر بدستور سابق قابض ہیں۔ جو سطح مرتفع قلات کے نام سے موسوم ہے۔ اور یہ سطح مرتفع اب ان کا ابدی مسکن بن چکا ہے چنانچہ اس سطح مرتفع کے قبضہ کی بدولت بلوچ قریب عرصہ تین ہزار سال سے خطہ بلوچستان پر قابض چلے آرہے ہیں۔

امیر ذوالنون کا تاریخی پس منظر

بلوچستان کی تاریخ میں رند دور حکومت میں بلوچی اشعار میں - امیر ذوالنون بیگ کے بارے میں مختلف حوالوں سے تذکرہ ہوا ہے۔ لہٰذا بلوچستان کی پیچیدہ تاریخی کڑیوں کو سمجھنے کے لئے ذوالنون بیگ کا مختصر تاریخی پس منظر بیان کیا جاتا ہے - وہ تیموریہ خاندان کے چھٹے حکمران ابوسعید (۱۴۵۲ء تا ۱۴۶۷ء) کے ملازموں میں سے تھا- کچھ عرصہ بعد ذوالنون نے ابوسعید کے جانشین (۱۴۶۷ء تا ۱۴۶۹ء) حاکم ہرات سلطان حسین مرزا کی ملازمت اختیار کی- اپنی دلیری اور شجاعت کی بناء پر اس کا منظور نظر بن گیا - اس سلطان حسین مرزا حاکم ہرات کے پاس امیر چاکر رند بلوچ لاشاریوں کے خلاف امداد طلب کرنے کے لئے گیا - اور سلطان حسین نے انہیں اپنے قندھار کے گورنر امیر ذوالنون کے نام مراسلہ حوالہ کیا کہ جب کبھی امیر چاکر رند بلوچ کو فوجی کمک کی ضرورت پڑے تو اسے فوری طور پر کمک دی جائے- چنانچہ بعد میں خراسان پر محمد خان شیبانی ازبک نے حملہ کر دیا - تو سلطان حسین مرزا حاکم ہرات نے اپنے فرزند بدیع الزمان کے معیت میں امیر ذوالنون بیگ کو ازبکوں سے لڑنے کے لئے خراسان روانہ کر دیا -یہاں زبردست لڑائی ہوئی چونکہ ازبک تعداد میں زیادہ تھے- لہٰذا ان کا پلہ بھاری رہا- سلطان حسین مرزا کا لشکر پسپا ہو کر منتشر ہو گیا - اور امیر ذوالنون جنگ میں کام آ گیا - اس کی شہادت کے بعد اس کا بیٹا شاہ بیگ امراء اور افواج کے متفقہ فیصلہ کے مطابق سردار تسلیم کیا گیا -

سندھ کی سیاسی صورت حال

جام نظام الدین (۱۴۶۱ء تا ۱۵۰۸ء) کی حکومت کے آخری ایام میں۔ شاہ بیگ ارغون کے لشکر نے قندھار سے آکر، اگرٹی، چانڈوکی (لاڑکانہ) اور سدیجہ کے مواضع میں لوٹ مار کی۔ جام نے ایک زبردست لشکر اپنے سپہ سالار دریاخان کی کمان کے تحت مغلوں کا فساد ختم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جس نے مشہور قریہ، کوکرت (درہ بولان) جو بی بی نانی کے قریب ہے۔ پیش قدمی کرکے ان سے سخت جنگ کی۔ اس جنگ میں شاہ بیگ کا بھائی ابو محمد مرزا قتل ہوا۔ جام نظام الدین کا سپہ سالار دریا خان، مظفر و منصور واپس آیا۔ جام نظام الدین کی وفات کے وقت اس کا بیٹا جام فیروز بہت ہی کم سن تھا۔ دربار کے امراء جام صلاح الدین کو جو جام نظام الدین کا قریبی عزیز تھا۔ اور جام سنجر کا نواسہ تھا۔ سندھ کا حکمران بنانا چاہتے تھے۔ لیکن جام نظام الدین کا سپہ سالار دریا خان اور امیر سارنگ خان اس تجویز کے مخالف تھے۔ چنانچہ انہوں نے جام فیروز کو تخت پر بٹھا دیا۔ مگر جام فیروز تخت نشین ہوتے ہی عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ جام صلاح الدین اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دارالخلافہ سندھ ٹھٹھہ پر قابض ہو گیا۔ مگر بعد میں جام فیروز نے اپنے سپہ سالار دریا خان کی کمک سے دوبارہ سندھ کا تخت حاصل کیا اور چند سال تک حکومت کرتا رہا۔ آخر میں شاہ بیگ، ارغون ۱۵۲۲ء میں قندھار سے آکر سندھ پر قابض ہو گیا۔ اس طرح سمہ خاندان کی حکومت سندھ میں ختم ہو گئی اور ارغون خاندان کی حکومت کی بنیاد پڑی۔

سیوی کی فتح

امیر چاکر رند بلوچ جب بلوچستان کو خیرباد کہہ رہا تھا تو ان کی طرف سے سلطان بیروئی کی اولاد سیوی پر حکمرانی کر رہے تھے۔ شاہ بیگ ارغون قندہار کا حاکم تھا۔ ایران کے بادشاہ شاہ اسماعیل صفوی کا خراسان کو فتح کرنا اور بابر مغل کا کابل کو فتح کرنا، شاہ بیگ ارغون کے لئے باعث پریشانی تھی۔ اس کو یقین تھا کہ کابل کے بعد بابر قندھار پر قبضہ کرے گا۔ اپنے لئے جاہ پناہ ڈھونڈنے کی غرض سے اس نے سیوی پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ لہٰذا شاہ بیگ نے یہ مقام فتح پور جو سبی سے پچاس کوس کے فاصلے پر ہے۔ بیروئی کے خاندان کے امیر شاہ مراد پر حملہ کیا۔ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۵۱۶ء کو فتح پور کے مقام پر زبردست لڑائی ہوئی۔ شاہ مراد بیروئی کی بلوچ فوجوں نے جو دودائی، کورائی، کلاچانی، جتوئی بلوچوں پر مشتمل تھیں ڈٹ کر ارغون کا مقابلہ کیا۔ لیکن فتح شاہ بیگ کو ہوئی اور اس نے سیوی پر قبضہ کیا

شال مستنگ رمستونگ ا پر قبضہ

جب امیر چاکر رند اور گانی کرد بلوچ ۱۵ اپریل ۱۵۱۲ء کو بطرف ملتان روانہ ہوا تو اسی سیاسی افراتفری سے امیر ذوالنون بیگ نے فائدہ اٹھاتے ہوئے شال (کوئٹہ) اور مستنگ رمستونگ) پر ۸ جون ۱۵۱۳ء کو قبضہ کیا۔ لہٰذا سیوی کی فتح کے بعد تمام علاقہ کچھی اور شال، مستنگ کے تمام پہاڑی علاقے شاہ بیگ ارغون کے قبضے میں

آ گئے ۔ اور انہوں نے کچھی کے علاقے کو بلوچستان سے کاٹ کر دوبارہ
کے ساتھ ملحق کر دیا۔

حکومت ایران کی مفصل سیاسی صورتحال

جب امیر سعد میروانی کیکانی براخوئی کرد بلوچ قبائل کا امیر کبیر تھا تو امیر تیمور لنگ (۱۳۶۳ء تا ۱۴۰۴ء) ایران کے شمالی علاقے پر قابض ہو چکا تھا۔ بعد میں پورے ایران پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ امیر تیمور نے اپنے پوتے پیر محمد کو اپنا ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ جب امیر تیمور ۱۴۰۵ء میں فوت ہوا تو تیموری سلطنت کے دارالخلافہ سمرقند میں پیر محمد کا چچا زاد بھائی خلیل سلطان ولد میران شاہ (۱۴۰۵ء تا ۱۴۰۹ء) موجود تھا اس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ تو اس وقت بلوچستان کے خطہ توران (سطح مرتفع قلات) میں براخوئی کرد بلوچوں کا امیر کبیر، امیر میرو ثانی تھا۔ جو بلوچستان میں بلوچوں کی چوتھی حکومت کی تشکیل کے سلسلے میں جدوجہد کر رہا تھا۔ مگر خلیل سلطان کی حکومت اس کی عیاشیوں کی وجہ سے دیرپا ثابت نہ ہوئی۔ تیموری امراء نے امیر تیمور کے چوتھے بیٹے۔ شاہ رخ کو تخت پر بٹھا دیا۔ شاہ رخ (۱۴۰۹ء تا ۱۴۴۷ء) جب بادشاہ ہوا۔ تو ان کے دور میں امیر میرو ثانی کیکانی براخوئی کرد بلوچ۔ بلوچوں کی چوتھی حکومت کو بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ شاہ رخ کی وفات کے بعد ان کا بیٹا الغ بیگ (۱۴۴۷ء تا ۱۴۴۹ء) بادشاہ ہوا۔ الغ بیگ کے بادشاہ ہوتے ہی ہرات پر ترکمنوں۔ اور سمرقند پر ازبکوں کے حملے شروع ہوئے

الغ بیگ کا بیٹے عبداللطیف نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کر کے حکومت پر قبضہ کیا۔ اور باپ کو قتل کیا۔ مگر عبداللطیف (۱۴۴۹ء تا ۱۴۵۰ء) کو اس پدر کشی کے بعد بھی حکومت کے تخت پر چین نصیب نہیں ہوا۔ تیمور کی اولادوں میں سے ایک شخص ابوسعید نے سمرقند پر قبضہ کر کے عبداللطیف کو قتل کر دیا۔ ابوسعید نے ۱۴۵۱ء سے لے کر ۱۴۶۶ء تک گویا پورے پندرہ سال حکمرانی کی۔ الغ بیگ و عبداللطیف و ابوسعید۔ امیر کمبر میروانی کیکانی براخوئی کرد بلوچ (۱۴۴۰ء تا ۱۴۶۰ء) بلوچستان کے برادری وفاق کے دوسرے حکمران کے ہمعصر تھے ابوسعید کے بعد سلطان حسین سلطنت تیموریہ کے تخت پر بیٹھا۔ جس نے دو سال حکمرانی کی۔ (۱۴۶۷ء سے لے کر ۱۴۶۹ء) تک اسی دوران میں (کالے دمبوں والے) ترکمن خاندان کے سردار کرا یوسف سلطان حسین کو شکست دے کر تیموری سلطنت کا حکمران بنا پھر (سفید دمبوں والے) ترکمن خاندان کے سردار اُزن حسن آق قونیلو نے (کالے دمبوں والے) خاندان کے امیر شاہ جہان اور اس کے بیٹے حسن علی کو شکست دے کر سارے مملکت ایران کا مالک بن بیٹھا اس خاندان کے تین افراد نے ایران پر حکومت کی جن کی تفصیل اس طرح ہے ۱۔ اُزن حسن آق قونیلو (۱۴۶۹ء تا ۱۴۷۸ء) ۲۔ یعقوب آق قونیلو (۱۴۷۸ء تا ۱۴۸۵ء) ۳۔ رستم شاہ آق قونیلو (۱۴۸۵ء تا ۱۴۹۶ء) چنانچہ ۱۴۹۹ء میں صفوی خاندان کے بانی شاہ اسمٰعیل نے آق قونیلو یعنی (سفید دمبے والے) ترکمن امیر اُلوند کو بمقام تبریز شکست دے کر ایران میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ امیر عمر میروانی، کیکانی براخوئی کرد بلوچ اور امیر جاکر رند اردکانی کرد بلوچ

ترکمن خاندان کے حکمرانان ۱- اُذن حسن آق قوینلو (۱۴۶۹ء تا ۱۴۷۸ء) ۲- یعقوب آق قوینلو (۱۴۷۸ء تا ۱۴۸۵ء) ۳- رستم شاہ آق قوینلو (۱۴۹۲ء تا ۱۴۹۷ء) کے ہم عصر تھے۔ اور جب شاہ اسماعیل صفوی نے ۱۴۹۹ء میں اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا۔ تو اس وقت اُمیر بجار میروانی کیکانی براخوئی کرد بلوچ۔ بلوچ برادری کی وفاقی حکومت بلوچستان پر قبضہ کر چکا تھا۔ صفوی خاندان اپنے کو حضرت موسیٰ کاظم ساتویں امام کی اولاد بتلاتے ہیں جو کہ ابتداء میں بہ مقام اردبیل بود و باش رکھتا تھا۔ وہاں ان کے خاندان کی کافی قدر و منزلت کی جاتی تھی۔ چونکہ ان کے خاندان کے ایک بزرگ کا نام صفی الدین تھا۔ لہٰذا شاہ اسماعیل نے ۱۴۹۹ء میں بادشاہت حاصل کرنے کے بعد اپنا خاندانی نام صفوی رکھا۔

شاہ اسماعیل صفوی بادشاہ ایران اُمیر بجار میروانی کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے ہمعصر تھے۔ لہٰذا اسی صفوی خاندان کے بادشاہ کے ایران میں قیام سلطنت کے دوران اُمیر بجار میروانی بلوچ نے رند بلوچوں کے انخلاء کے بعد دوبارہ بلوچستان میں بلوچ برادری کی وفاقی حکومت کو قائم کیا۔

اُمیر بجار میروانی بلوچ کا کردار

اُمیر بجار میروانی ایک پکے ارادے کا انسان تھا۔ والد کی شہادت کے بعد جب وہ اپنی والدہ کے ساتھ ننہیال میں پناہ گزیں ہوا تو اس وقت وہ چھ سال کا بچہ تھا۔ جب ہوش سنبھالا تو وہ ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے کہا کرتا تھا کہ میں جوان ہو کر اپنے والد کے خون کا بدلہ

دوں گا۔ اور میروانی بلوچوں کا تخت حاصل کر کے رہوں گا۔ چنانچہ جوان ہو کر اس نے اپنا قول پورا کیا۔ ادبار زمانہ مشکلات اور گوناگوں تکالیف نے ان کے ارادہ کو سنگ خارا کی سختی بخشی اور کبھی متزلزل نہیں ہونے دیا۔

امیر بجار میروانی طبعاً حمدل اور نیک نیت شخص تھے۔ صلح کل اور ہر ایک کی بھلائی چاہتے تھے۔ چنانچہ جدگال جنگ کے بعد بلوچ زعما پر مفتوحہ علاقہ جات کی فوری تقسیم کر ڈالی۔ اگر وہ ہر ایک کی بھلائی نہ چاہتے ہوتے تو اس تقسیم کے مسئلہ کو طوالت میں ڈال سکتے تھے وہ کسی کو بے خطا تکلیف دینے کو گناہِ عظیم سمجھتے تھے۔ شکار کے بہت دلدادہ تھے۔ بلوچ قبائل اس کی بہت عزت کرتے تھے اس پر اپنا خون بہانا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔

وہ ایک زبردست منتظم تھے ۱۵۱۲ء میں مسند حاصل کرنے کے بعد غاصب جدگالوں سے تین فیصلہ کن جنگیں لڑ کر تمام شرپسند عناصر کو ہمیشہ کے لئے ملک بدر کر کے لوگوں کو ان کے فساد سے نجات دلائی۔ انہوں نے مفتوحہ علاقہ جات کو اس طرح حقداروں پر تقسیم کیا جس پر کسی ایک قبیلہ کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہ ہوئی۔ یہ ان کا ایک مدبرانہ کارنامہ تھا۔ اور ملک کے دفاع کے لئے ہر قبیلہ اور اسکے سربراہ کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ جس پر بلوچ قوم اور ان کے امیر نے ۱۸۳۹ء انگریزوں کی بلوچستان میں آمد تک کاربند رہ کر اپنے ملک کا دفاع کیا۔ میر بجار میروانی بلوچ نے ایک ایسا ٹھوس اور مربوط نظام حکومت قائم کیا جس کی وجہ سے اس کے خاندان نے بلوچستان میں تقریباً

چھ سو سالوں تک حکومت کی۔ یہ ان کی سیاسی انتظامی صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔ امیر بلوچستان المعروف یہ خان قلات انہی کی اولاد ہے۔

بلوچ کے روایات کی صحیح پاسداری

اُمیر بجار ایک سچا بلوچ تھا اور بلوچی روایات کا علم بردار بھی تھا۔ جب ۲۳ دسمبر ۱۵۱۲ء کو اس نے قلات پر حملہ کیا اور اُمیر مندو رند بلوچ لڑتے ہوئے جنگ میں مارا گیا تو بجار نے بلوچی روایات کے مطابق حریف کی میت کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ شہر قلات کی فصیل کے مستونگی دروازے کے قریب تدفین کرکے اس پر گنبد تعمیر کی، شکست کے بعد مندوانی بلوچوں کا تعاقب نہیں کیا اور نہ ہی ان کو تہ تیغ کیا۔ بلکہ سب کو امان دی۔

بلوچ برادری کی وفاقی حکومت کی اراکین مجلس شوریٰ کی صورتحال

امیر بجار میروانی بلوچ نے مسند حکمرانی پر بیٹھتے ہی اپنے جدامجد اُمیر میروثانی کی بلوچ برادری کی وفاقی مجلس شوریٰ کی دوبارہ تشکیل کی۔ امیر مکران، اُمیر خاران، اُمیر جاِغی، اُمیر لس بیلہ اس مجلس شوریٰ کے مستقل رکن تھے۔

مکران سے رندوں کے انخلا کے بعد طائفہ ڈرک زئی اور گانی گرد بلوچ کے اُمیر ملک سعید نے اُمارت مکران پر قبضہ کرکے نظام حکومت

اپنے ہاتھ میں لی تھی۔ امیر بجار میروانی جب وفاقی سربراہی کے مسند پر بیٹھے تو انہوں نے امیر ملک سعید کی حکمرانی کمران پر تسلیم کر لی۔ امیر عمر میروانی کی شہادت اور رند دور کے پُر آشوب عرصہ حکمرانی میں خاران کے نوشیروانی امیر محفوظ رہے بلکہ جب خاندان میروانی دوبارہ برسراقتدار آیا تو امیر بجار نے اپنی حکمرانی کا اعلان کیا تو جدگال براخوئی جنگوں میں امیر دوستین نوشیروانی امیر خاران نے باقاعدہ حصہ لیا۔ خاران کی طرح چاغی کے سنجرانی امیر بھی رند دور کے مسلسل جنگ و جدل اور قتل و غارتگری سے امین رہے۔ امیر بجار میروانی نے جب مسند سنبھالی تو چاغی میں امیر سنجر دوم امیر تھے۔ البتہ جب امیر جلب چھٹا امیر لس بیلہ نے ۲۹ جنوری ۱۱۸۵ء میں قلعہ نغار وادی سوراب پر قبضہ کیا اور امیر عمر میروانی جنگ میں کام آئے اس واقعہ کے پندرہ دن بعد امیر شیہک رند بلوچ نے قلعہ نغار سوراب پر حملہ کر کے امیر جلب چھٹا کو شکست دی اور قتل کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد امیر یوسف رونجھا جدگال قبیلہ جدگال رونجھا کا سردار تھا۔ وہ چونکہ امیر جلب چھٹا کا مشیر خاص تھا۔ لہٰذا اس کے مارے جانے کے بعد وہ خود کو لس بیلہ کے مسند کا حقدار سمجھتا تھا۔ لہٰذا اس نے مسند پر قبضہ کیا اور لس بیلہ میں اپنی امارت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ امیر بجار میروانی نے ان کی حکمرانی کو لس بیلہ میں تسلیم کر لیا۔ بلوچ برادری کی وفاقی حکومت بلوچستان کی مجلس شوریٰ کے مستقل ارکان کی یہ سیاسی صورتحال تھی۔ جو اوپر تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

بلوچی برادری کی مجلس شوریٰ کے قوانین کا دوبارہ نفاذ

جب اُمیر بجار میردانی کیکانی براخوئی کرد بلوچ برادری کی نفاذ حکومت کی مسند پر بیٹھے انہوں نے اُمیر میرو ثانی کے دور کی مجلس شوریٰ کے تمام قوانین اور فیصلوں کو بحال کر دیا۔ جو امیر چاکر رند بلوچ کے دور حکومت میں معطل ہو گئے تھے لہٰذا ملک میں اقتصادی و سیاسی وسماجی خوشحالی دوبارہ بحال ہو گئی امن و امان کی صورتحال بہتر ہو گئی سماج میں دوبارہ بھائی چارے کی فضا قائم ہو گئی۔

اُمیر بجار کی حج کو روانگی

اُمیر بجار میردانی ایک بزرگ خدا پرست اور صوفی منش شخص تھے۔ اٹھارہ سال حکمرانی کرنے کے بعد اپنی والدہ کے ہمراہ حج کی نیت سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور روانگی سے پہلے انہوں نے اپنی مسند امارت اپنے چچا زاد بھائی اُمیر ذگر ولد زہرد ولد اُمیر کمبر کے حوالے کر دی۔ چنانچہ وہ ۲۷ نومبر ۱۵۳۰ء کو بغرض حج خشکی کے راستے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اُمیر بجار کی حج سے واپسی اور گوشہ نشینی

اُمیر بجار اپنی والدہ کے ساتھ دو سال بعد یعنی ۹ دسمبر ۱۵۳۲ء کو فریضہ حج ادا کرنے کے بعد قلات پہنچے۔ اور گوشہ نشینی کی زندگی گذارنے لگے۔ پانچ سال بعد یعنی ۲۸ جنوری ۱۵۳۷ء کو ۶۲ سال

کی عمر میں اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ چونکہ اُن کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ لہٰذا زیارت حج جاتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے اپنے چچا زاد بھائی امیر ذگر کو مسند امارت پر بٹھا کر پھر حج کے لئے روانہ ہوئے، کہتے ہیں گوشہ نشینی کے دوران نغار وادی سوراب میں رہتے تھے۔ وفات کے بعد اُنہیں وہیں نغار میں دفنایا گیا۔

ہندوستان میں قیام حکومت مغل خاندان

اُمیر بجار میردانی بلوچ کی بلوچستان میں دور حکمرانی کے دوران مملکت ہندوستان میں لودھی خاندان سے ظہیرالدین بابر مغل نے بزورِ شمشیر حکومت چھین کر مغل خاندان کی حکومت کی بنیاد ہندوستان میں رکھی جس کی تفصیلات اس طرح ہیں۔

بابر کا خاندان

اُمیر تیمور کے چوتھے جانشین مرزا ابوسعید نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے چچا زاد بھائیوں کو شکست دے کر ایک مستقل بادشاہت کی بنیاد رکھی۔ مرزا ابوسعید کے گیارہ بیٹے تھے۔ ان میں سے چار بیٹوں کو اس نے اپنی زندگی میں چار ملکوں کی حکومت سپرد کردی تھی ۱۔ مرزا الغ بیگ کابل پر حکمران تھا ۲۔ مرزا سلطان سمرقند میں مقرر ہوا تھا۔ ۳۔ مرزا سلطان محمود حصار (قندز) کندز بدخشان کی حکومت پر تھا۔ ۴۔ مرزا عمر شیخ بابر کا والد اندجان اور فرغانہ کا حاکم تھا۔ بابر اپنے والد عمر شیخ کی وفات کے بعد

۸۹۵ھ میں اندجان اور فرغانہ کے تخت پر بیٹھا اور ظہیر الدین محمد بابر کا لقب اختیار کیا۔

بابر کا فتح ہندوستان

بابر جب اپنے والد کی وفات کے بعد فرغانہ کا حکمران بنا تو اس موروثی مملکت میں ۲۳ سال تک بڑے بڑے حادثات اور خطرناک واقعات سے اسے دوچار ہونا پڑا۔ جب اس پر یہ پرفتن دور ختم ہوا تو وہ اپنی موروثی شجاعت کے بل پر بدخشاں کابل قندھار بخارا کو فتح کرتا ہوا ہندوستان کی جانب متوجہ ہوا۔ ۱۸ راکتوبر ۱۵۲۵ء میں پانی پت کی پہلی لڑائی میں ہندوستان کے بادشاہ ابراہیم لودھی کی افواج کو جو اس کی فوجوں سے تعداد میں دس گنا زیادہ تھی۔ شکست دے کر ہندوستان میں مغل خاندان کی حکومت کی بنیاد رکھی۔ بابر اپنے فتح کئے ہوئے مقبوضات پر ۲۸ سال حکمرانی کرنے کے بعد پچاس سال کی عمر میں ۶ ستمبر ۱۵۳۰ء کو فوت ہوا۔ امیر بجار میروانی بلوچ نے بلوچستان میں اپنی حکومت ۱۵۱۲ء کو قائم کی اور ۱۸ سال حکمرانی کرنے کے بعد اسی سال جب سلطنت ہند کا بادشاہ بابر چھ ستمبر ۱۵۳۰ء کو فوت ہوا۔ امیر بجار میروانی بلوچ بلوچستان کی حکمرانی اپنے چچا زاد بھائی امیر ذگر میروانی بلوچ کو ۲۷ ر نومبر ۱۵۳۰ء میں تفویض کر کے بطرف مکہ معظمہ روانہ ہوا لہٰذا امیر بجار میروانی بلوچ کے دور (۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء) حکمرانی میں ظہیر الدین بابر نے سلطنت ہندوستان میں لودھی خاندان کے آخری بادشاہ ابراہیم لودھی کو شکست دے کر ہندوستان میں مغلیہ خاندان کی حکمرانی کی بنیاد

رکھی۔

چارٹ: امیر بجار میروانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان وحکمرانان سندھ

نام امیر ملک سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
شاہ بیگ ارغون فتح سندھ ۱۵۲۲ء وفات امیر ۱۵۲۳ء	ابراہیم لودھی ۱۵۱۷ء تا ۱۵۲۶ء ظہیر الدین بابر مغل ۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء	شاہ اسماعیل صفوی ۱۴۹۹ء تا ۱۵۲۴ء	امیر بجار میروانی بلوچ ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء

چارٹ: امیر بجار میروانی بلوچ کے ہم عصر امرائے۔خطہ مکران خطہ خاران۔خطہ چاغی۔خطہ لس بیلہ۔

نام امیر لس بیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
رونجھا جدگال	سنجرانی بلوچ	نوشیروانی بلوچ	درک زئی بلوچ	امیر بجار میروانی بلوچ ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء
جام یوسف ۱۵۱۲ء تا ۱۵۲۰ء	امیر سنجر دوئم ۱۵۱۵ء تا ۱۵۴۰ء	امیر ملک دوستین ۱۵۲۲ء تا ۱۵۶۶ء	امیر ملک سعید ۱۴۸۵ء تا ۱۵۲۰ء	

			ضیاع الدین سنہ ۱۵۲۰ء تا سنہ ۱۵۳۲ء	

امیر بجار میروانی بلوچ کی حکومت کے واقعات کی تاریخ وار سلسلہ۔

۱۔ امیر بجار میروانی بلوچ کی حکومت بلوچستان پر دوبارہ قبضہ	۲۳ر دسمبر ۱۵۱۲ء
۲۔ پہلی براخو جدگال جنگ بہ مقام سوراب تنک	۳۱ر دسمبر ۱۵۱۴ء
۳۔ دوسری براخو جدگال جنگ بہ مقام سمان تنک	۲ر جنوری ۱۵۱۹ء
۴۔ تیسری براخو جدگال جنگ بہ مقام گرتیاہ	۲۰ر جنوری ۱۵۱۹ء
۵۔ مفتوحہ علاقوں کی تقسیم	۲ر فروری ۱۵۱۹ء
۶۔ امیر بجار میروانی بلوچ کی حج کو روانگی	۲۷ر نومبر ۱۵۳۰ء
۷۔ امیر بجار میروانی بلوچ کی حج سے واپسی	۹ر دسمبر ۱۵۳۲ء
۸۔ امیر بجار میروانی بلوچ کی گوشہ نشینی میں وفات	۲۸ر جنوری ۱۵۳۷ء

نوٹ:

اُمیر بجار میروانی بلوچ حج بیت اللہ جانے سے قبل ۲۲ نومبر ۱۵۲۰ء کو بلوچستان کی حکمرانی کی ذمہ داریاں اپنے چچازاد بھائی اُمیر ذگر میروانی بلوچ کی سپرد کر کے۔ پھر اُسی تاریخ کو عازم مکہ معظمہ ہوئے۔ چونکہ اُمیر موصوف خود لاولد تھے۔ لہٰذا اپنے خاندان میں اُمیر ذگر میروانی بلوچ کو ہر لحاظ سے حکومت کا اہل سمجھ کر اپنا جانشین نامزد کیا

شاہ بیگ ارغون کا سندھ میں بلوچوں کا قتل عام

جب شاہ بیگ ارغون ۱۵۲۲ء میں سندھ پر قابض ہو گیا تو اس کے دور میں بلوچستان کی حکمرانی پر اُمیر بجار میروانی بلوچ فائز تھا اور شاہ بیگ کا ہمعصر تھا۔ شاہ بیگ نے بکھر کے قلعے کی تعمیر کے بعد ایک سال وہاں قیام کیا۔ اسے بلوچوں سے ہر وقت خطرہ رہتا تھا۔ چنانچہ اس بارے میں اس نے اپنے امراء سے مشورہ کیا اور تدابیر سوچنے لگا۔ کہ کس طرح بلوچوں کا قلع قمع کیا جائے۔ بلوچ بیالیس مواضعات میں آباد تھے اور بہت طاقتور تھے۔ شاہ بیگ کو ایک چال سوجھی پہلے اس نے ان تمام بیالیس مواضعات میں اپنے تجربہ کار لوگوں کی جمعیت بھیجی تاکہ وہ بلوچوں کی حرکات و سکنات پر نظر رکھیں۔ پھر ایک خفیہ مقررہ تاریخ پر ہر موضع میں شاہ بیگ ارغون کے آدمیوں نے بلوچوں پر حملہ کر کے ان کا انتہائی بیدردی سے قتل عام کیا۔ ان مواضعات کے اکثر و بیشتر بلوچ اس قتل عام

ہیں مارے گئے۔

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام

جب امیر بجار میردانی بلوچ نے بلوچستان میں دوبارہ میردانی بلوچ خاندان کی حکمرانی قائم کی تو ایکم سرمست جوان کے والد کے دور میں مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام تھا۔ فوت ہو چکا تھا۔ رند دور میں اس کے خاندان نے نقل مکانی کر کے قلات سے سوراب کے علاقہ ڈن میں سکونت اختیار کی۔ ایکم سرمست کے دو فرزند تھے۔ گل داد اور شاہداد۔ چنانچہ امیر بجار نے دوبارہ اس خاندان کو لا کر قلات میں بسایا اور گل داد کے بیٹے (زرّین) کو اپنے مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام مقرر کیا۔

شال میں مغل قافلہ کے ساتھ تنازعہ

بلوچستان میں امیر بجار میردانی بلوچ کے دور ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء حکمرانی میں بابر مغل بادشاہ نے پانی پت کی پہلی لڑائی میں ہندوستان کے بادشاہ ابراہیم لودھی کو ۲۱ اپریل ۱۵۲۶ء میں شکست دے کر ہندوستان کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ بہار کے علاقے میں لودھیوں نے ابراہیم لودھی کے بھائی محمود لودھی کو بادشاہ بنا دیا تھا۔ لہٰذا ان لودھیوں کی سرکوبی کے لئے بابر مغل بادشاہ بنارس کی طرف بڑھا تاکہ ان سے نبرد آزمائی کر لے۔ اسی دوران بابر بادشاہ کا امیر مہدی کوکلتاش درہ بولان کے راستے سندھ سے ہو کر ملتان جا رہا تھا۔

مقام شال کوٹ میں اس کے کارندوں نے دوکانداروں سے معاوضہ دیئے بغیر راشن لینے کی کوشش کی۔ جس پر بلوچوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ امیر بجار میروانی نے قلات سے شال پہنچ کر امیرِ کاروان اور دوکانداروں کے درمیان سمجھوتہ کرا دیا۔ اور دوکانداروں کو مغل امیر سے معاوضہ دلا دیا۔ لہٰذا یہ معاملہ رفع دفع ہوا۔ اس واقعہ کو تزک بابری میں مغل بادشاہ ظہیرالدین بابر یوں بیان کرتا ہے

بلوچستان میں ہنگامہ

انُ ہی دنوں بلوچستان سے مہدی کوکلتاش کا مراسلہ موصول ہوا اس نے اطلاع دی تھی کہ بلوچوں نے کچھ جگہوں پر لوٹ مار مچا رکھی ہے اور ہنگامے برپا کر رہے ہیں۔ یہ اطلاع پاتے ہی میں نے بلوچوں کی تنبیہہ کے لئے چین تیمور سلطان کا انتخاب کیا۔ اور اس سمت کے امرار مثلاً عادل سلطان محمد سلطان دولدیٔ خسرو کوکلتاش محمد علی جنگ جنگ، دلاور خان، احمد یوسف شاہ، منصور برلاس اور حسن علی کے نام فرمان لکھوائے۔ یہ کہ سب لوگ چھ چھ مہینے کی ضروریات کا بندوبست کر کے چین تیمور سلطان کے ہر حکم کی اطاعت لازم جانیں۔ یہ فرمان میں نے عبدالغفار قورچی کے سپرد کئے۔ اور اسے ہدایت کی کہ سب سے پہلے چین تیمور سلطان کے پاس پہنچے۔ اور اس سے مل کر اس سے اجتماع کی جگہ معلوم کر کے باقی سرداروں اور امراء کے ہاں جائے ان سب کو میرا فرمان پہنچا دینے کے بعد انہیں اسی جگہ حاضر ہونے کی تاکید کرے۔ جو تیمور سلطان نے

متعین کی ہو۔ میں نے عبدالغفور کو یہ بھی ہدایت کی ۔کہ وہ موقع پر رہے اور امراء اور فوج کی جاسوسی کرے ۔ جسے دیکھے کہ میرے احکام کی تعمیل میں تامل برتتا ہے۔ یا غفلت سے کام لیتا ہے۔ اس کی اطلاع مجھے دے تاکہ میں اس نافرض شناس کو قرار واقعی سزا دوں "۔

اس کے بعد معلوم نہیں۔کہ کیا ہوا۔ مگر بہ حوالہ کوردکال نامک مہدی کوکلتاش کے فوجیوں کے ساتھ بلوچوں کا جھگڑا صرف اشیا کے نرخ پر ہوا تھا۔ وہ مفت رسد مانگتے تھے بلوچ بلغیر معاوضہ رسد دینے کے لیے تیار نہ تھے۔ جب ان کے امیر کو اس امر کا پتہ چلا۔ تو اس نے لوگوں سے خریدے ہوئے سامان کی قیمت ادا کردی ۔ اور معاملہ رفع دفع ہوا۔ قافلہ براستہ درۂ بولان بطرف ملتان روانہ ہوا۔

امیر ذکر میروانی بلوچ،

چچا زاد بھائی امیر سجاب ۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۸ء امیر بلوچستان

باب ششم

امیر ذگر میروانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۹ء

امیر بجار میروانی بلوچ نے اٹھارہ سال حکمرانی کرنے کے بعد اپنی والدہ بی بی مہناز کے ساتھ فریضہ حج ادا کرنے کی غرض سے مکہ معظمہ جانے کی تیاری کی۔ چونکہ خود لاولد تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے خاندان میں اپنے چچازاد بھائی امیر ذگر میروانی بلوچ ولد امیر زہرو میروانی کو ہر لحاظ سے حکمرانی کے منصب کا اہل سمجھ کر بیت اللہ جانے سے پیشتر ۲۳ دسمبر ۱۵۳۰ء کو اپنا جانشین نامزد کرکے عازم مکہ معظمہ ہوئے۔ اور امیر ذگر کو اپنے اس عندیہ سے بھی مطلع کیا۔ کہ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد وہ آکر گوشہ نشینی کی زندگی گزاریں گے۔ چنانچہ جب امیر ذگر نے عنان حکومت سنبھالی۔ تو ان کی یہی کوشش رہی کہ امیر بجار کی جاری کردہ پالیسی کے مطابق نظام حکومت کو چلائے انہی کے جاری کردہ قوانین پر صحیح طور پر پابند رہ کر قوانین کی خلاف ورزی نہ ہونے دے، تاکہ اس نوزائیدہ مملکت کو دوبارہ استحکام حاصل ہو۔ وفاق کے قبائل کی یک جہتی کو برقرار رکھا جائے۔ تاکہ ملک ترقی کرے۔

اُمیر ذگر کے دورِ حکمرانی میں وفاقی خطوں کے امیر

جب ۲۳ر نومبر ۱۵۳۰ء میں اُمیر ذگر نے وفاقی حکومت بلوچستان کی باگ ڈور سنبھالی۔ تو مکران میں ملک سعید درک زئی بزر کا بیٹا اُمیر ضیاع الدین اُمیر مکران تھا۔ مگر دو سال بعد وہ فوت ہوا۔ اور ۱۵۳۲ء میں اس کا بیٹا۔ ملک بدر اُس کا جانشین بنا۔ خاران میں اُمیر ملک دوستین نوشیروانی بدستور اُمیر تھا۔ چاغی میں سنجر سنجرانی منصب امارت پر فائز تھا۔ اور لس بیلہ میں جام گنگو رونجھا۔ ولد جام یوسف رونجھا۔ اُمیر تھا۔ اُمیر ذگر کا اپنے ان اُمراء سے مسلسل رابطہ رہتا تھا۔ ان کے علاقوں میں وہ خود جاکر ملکی مسائل کے متعلق مشورہ کرکے فیصلے کیا کرتا تھا اور بعض دفعہ اُن کا جرگہ قلات اور خضدار میں بلاتا تھا اور ملکی مسائل کے فیصلے کئے جاتے تھے۔ اُمیر ذگر نے اپنے اس ۸ سال کے دور حکمرانی میں نہایت جانفشانی اور خلوص دل سے بلوچوں کی خدمت کی۔ اور اُمیر ذگر کے دور حکمرانی میں بلوچستان کے مشرق اور مغرب میں دو بڑے سلطنتوں میں یعنی ایران اور ہندوستان میں زبردست سیاسی انقلابات آئے جن کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔

بلوچستان کے مشرق و مغرب میں قیام سپرپاور حکومتیں

خطہ بلوچستان کے مغرب میں ایران واقع ہے۔ اور مشرق میں ہندوستان کا برصغیر ہے۔ ان دو خطوں میں ہمیشہ بڑی بڑی سلطنتیں بنتی۔ اور فنا

ہوتی رہی ہیں۔ آج کل کے دور میں عرف عام میں ایسی حکومتوں کو سپر پاور کہتے ہیں۔ جب بلوچ قوم نے اس سرزمین پر ۸۵۲ سال قبل از مسیح اپنے کرد بادشاہ امیر کیقباد مار کرد کی قیادت میں وارد ہو کر اسے فتح کیا۔ اس وقت سے وہ یہاں رہ رہے ہیں۔ اور بلوچوں کی جو بھی حکومتیں یہاں بنتی رہی ہیں۔ ان سب کی یہ خارجہ پالیسی رہی ہے کہ سپر پاورز کی حمایت کر کے بحیثیت حلیف اُن سے سیاسی مفادات حاصل کر کے اپنی سیاسی بقا کو دوام دیا جائے۔ چنانچہ کبھی یہ سپر پاور بلوچستان کے مغرب میں ایران میں وجود میں آتے رہے ہیں کبھی مشرق میں برصغیر ہند میں جنم لیتے رہے ہیں۔ بہر حال تاریخی حوالوں سے ایسے شواہد بہت کم ملتے ہیں کہ دو خطوں مغرب میں ایران اور مشرق میں ہندوستان کے اندر بہ یک وقت دو سپر پاور تشکیل پا گئے ہوں۔ بہر حال ایسے تاریخی مواقع بہت کم ہیں۔ کہ ان دونوں خطوں میں ایک ساتھ دو سپر پاور وجود میں آئے ہوں۔ لہٰذا امیر ذگر میروانی بلوچ (۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۹ء) کے دور حکومت اِس لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کہ ان کے دور میں بہ یک وقت بلوچستان کے مغرب میں مملکت ایران پر صفوی خاندان کی ذی شان حکومت قائم ہو گئی تھی اور اِسی طرح مشرق میں سلطنت ہندوستان میں مغل خاندان کی باعظمت حکومت تشکیل پا گئی تھی۔

ہندوستان کی سیاسی صورت حال

ظہیر الدین بابر مغل کی وفات کے بعد ۶ ستمبر ۱۵۳۰ء کو نصیر الدین

ہمایوں باپ کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اس نے ۱۵۳۰ء سے لے کر ۱۵۴۰ء تک کل ۱۰ سال نہایت کروفر سے حکمرانی کی۔ مگر اسی عرصہ میں شیر شاہ سوری نے علم بغاوت بلند کی اور ہمایوں کو پے در پے شکستیں دے کر ہندوستان کے سلطنت پر ۸ رمئی ۱۵۴۰ء میں قابض ہو گیا۔ اور ہمایوں راہ فرار اختیار کر کے سلطنت ایران میں صفوی خاندان کے بادشاہ کے پاس پناہ گزین ہوا۔ اور اُمیر ذگر میروانی بلوچ حکمران وفاقی حکومت بلوچستان۔ ہمایوں کے فرار سے دو سال قبل بہ عمر ستر سال (۷۰) مورخہ ۲۶ ر اکتوبر ۱۵۳۸ء کو رحلت فرما گئے۔ اور ہمایوں کو شیر شاہ سوری نے آمیر ذگر میروانی بلوچ کی وفات کے دو سال بعد ۸ رمئی ۱۵۴۰ء کو شکست دی اور سلطنت ہندوستان پر قبضہ کیا۔

ایران کی سیاسی صورتحال

شاہ اسماعیل صفوی کے بعد اس کا بڑا بیٹا طہماسپ دس سال کی عمر میں باپ کی جگہ ۱۵۲۴ء میں ایران کے تخت سلطنت پر بیٹھا اور انہی کے دور حکومت میں بلوچستان کی وفاقی حکومت کے حکمران امیر بجار میروانی بلوچ۔ ۲۳ ر نومبر ۱۵۳۰ء کو بلوچستان کی حکمرانی کی باگ ڈور اپنے چچا زاد بھائی اُمیر ذگر میروانی بلوچ کے سپرد کر کے۔ خود بطرف مکہ معظمہ بغرض ادائیگی فریضہ حج روانہ ہو گئے۔ طہماسپ خاندان صفوی کا دوسرا بادشاہ تھا۔ اس نے ۱۵۲۴ء سے لے کر ۱۵۷۶ء تک حکمرانی کی۔ صفوی خاندان میں سب سے زیادہ طویل عرصہ حکمرانی انہی کی ہے۔ یعنی اُس نے کل ۵۲ سال تک حکومت کی

اُمیر ذگر میروانی بلوچ کا کردار

بلوچستان کی مسند حکمرانی پر بیٹھنے کے بعد اُمیر ذگر میروانی نے کل ۸ سال حکمرانی کی اِس دور میں انہوں نے ہر لحاظ سے ملک اور قوم کی خدمت کی۔ انہیں خوشحال رکھنے کی کوشش کی۔ قبائل کے اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھا۔ اس کی تمام دورِ حکمرانی اپنے لوگوں کو صحیح راستے پر چلنے کی تبلیغ و تلقین میں گذری۔ ان کو بجائے حکمران کہنے کے بلوچ قوم کا مبلغ کہنا درست ہوگا۔ ان کی اپنی کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ ان کے دورِ حکومت میں دشمنوں کی طرف سے کوئی ناخوشگوار واقعہ وقوع پذیر نہیں ہوا

اُمیر ذگر میروانی بلوچ کی وفات

اُمیر ذگر ۸ سال حکمرانی کرنے کے بعد بہ عمر ۷۰ سال مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۵۳۸ء اس دنیائے فانی سے رحلت کر گئے۔ اُن کے جسدِ خاکی کو سوراب میں دفنایا گیا۔

چارٹ ۱ اُمیر ذگر میروانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان و حکمرانان سندھ

نام حکمران سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام اُمیر بلوچ برادری بلوچستان
مرزا شاہ حسین ارغون	نصیرالدین ہمایوں مغل	۲۔ طہماسپ اول	اُمیر ذگر میروانی بلوچ

سنہ ۱۵۲۳ء تا سنہ ۱۵۵۵ء	سنہ ۱۵۳۰ء تا سنہ ۱۵۷۰ء بار اول	سنہ ۱۵۲۷ء تا سنہ ۱۵۷۶ء	سنہ ۱۵۳۰ء تا سنہ ۱۵۳۸ء

چارٹ: امیر ذگر میروانی بلوچ کے ہم عصر امرائے۔ خطہ مکران۔
خطہ خاران۔ خطہ جاعلی۔ خطہ لسبیلہ

نام امیر لسبیلہ بلوچستان	نام امیر جاعلی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ بلدری بلوچستان
رونجھا جدگال	سنجرانی بلوچ	نوشیروانی بلوچ	درک زئی بلوچ	امیر ذگر میروانی
جام گنگو سنہ ۱۵۲۹ء تا سنہ ۱۵۳۶ء	امیر سنجر دوئم سنہ ۱۵۱۵ء تا سنہ ۱۵۴۰ء	امیر دوستین سنہ ۱۵۲۲ء تا سنہ ۱۵۶۶ء	ملک بدر سنہ ۱۵۲۳ء تا سنہ ۱۵۷۰ء	سنہ ۱۵۳۰ء تا سنہ ۱۵۳۸ء

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدار المہام

امیر ذگر میروانی بلوچ جب مسند حکمرانی بلوچستان پر بیٹھے تو ان کے دور حکمرانی میں زین سرمست بقید حیات تھا۔ لہٰذا وہ بدستور مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کے مدار المہام کے فرائض انجام دیتا رہا۔

امیر ابراہیم کمبرانی بلوچ ۱۵۳۹ء تا ۱۵۴۷ء امیر بلوچستان
(خاندان حکمران کو اپنے دادا امیر کمبر کے نام سے منسوب کیا)

امیر ابراہیم میروانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۵۳۸ء تا ۱۵۴۷ء

اُمیر ذگر میروانی بلوچ کی وفات کے بعد اُن کا اکلوتا بیٹا اُمیر ابراہیم میروانی مورخہ ۲۶ راکتوبر ۱۵۳۸ء کو بہ عمر ۶۵ سال مسند حکمرانی بلوچستان پر بیٹھا جس نے بلوچی رواج پر عملدرآمد کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ سارے بلوچ قبائل کے سردار اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ اس کمیٹی کی تشکیل کی ضرورت اس واسطے پیش آئی کہ رندولاشار دور ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء حکمرانی میں رند و لاشار گروہ قبائل کی بے اتفاقی کی وجہ سے ہر ایک بلوچ اپنے مخالف کو نیچا دکھانے کے لئے ہر ایک حرکت کو مباح سمجھتا تھا۔ یہ جذبہ ذہن میں لاقانونیت کے جذبہ کو اُبھارتا تھا۔ جس کا تدارک ضروری تھا۔ گو کہ امیر ابراہیم میروانی کے دور میں رندو لاشار دور کا سماں نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی بلوچستان میں بعض جگہوں پر اس دور کے اثرات قائم تھے۔ لوگ اپنے مخالف کو نیچا دکھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ جب لوگ خود اپنے ملکی قانون کا احترام نہ کریں تو اس ملک میں لامحالہ لاقانونیت جنم لیتی ہے۔ جس سے ملک میں افراتفری کا سماں پیدا ہو جاتا ہے اس صورتحال سے بچنے کے لئے اور لاقانونیت پر قابو پانے کے لئے امیر ابراہیم میروانی نے بلوچ قبائل کے سربراہاں کی کمیٹی تشکیل دی تھی۔ تاکہ سربراہان بلوچ قبائل اپنے رواج کی پابندی کا عہد کریں۔ اور ایسے رواجی قوانین بنائیں اور قانون شکنی کا سدِباب ہو سکے۔ تاکہ قانون شکنی بالکل ناممکن ہو جائے۔

مزن جرگہ کی طلبی

چنانچہ آئندہ کے لئے رواج شکنی کے سد باب کے لئے امیر ابراہیم میروانی نے ۱۱ رجون ۱۵۲۰ء کو بلوچ مجلس شوریٰ کے ارکان کو طلب کیا۔ مجلس کے تمام ارکان نے مزن جرگہ کی طلبی کا خیر مقدم کرتے ہوئے امیر ابراہیم کی دانش مندی کو سراہا کہ آڑے وقتوں کے وہ بلوچ قوم کے نمائندوں کو اعتماد میں لے کر قومی معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں۔

۱۔ چنانچہ اس مزن جرگہ کے اجتماع میں مجلس شوریٰ کے تمام ممبران نے ان تمام بلوچی قوانین کی تصدیق کی جو ۲ر جنوری ۱۵۱۰ء میں امیر میرو میروانی بلوچ کی زیرصدارت میں بمقام غزدار بلوچ برادری کی تشکیلِ حکومت کے دوران بلوچ امراء نے نافذ کئے تھے

۲۔ اس اجتماع میں یہ بھی فیصلہ ہوا کہ اگر بلوچ ملت کا کوئی فرد اپنے ان بلوچی قوانین کی پابندی نہ کرے۔ اور رواج شکنی کا مرتکب ہو جائے تو تمام بلوچ ملت کے افراد اس کا حقہ پانی بند کر کے اس طرح اسے اپنی ذات برادری سے خارج کریں یہ ایک ایسا حربہ تھا کہ بلوچ سوسائٹی میں بڑے سے بڑا آدمی بھی اس سزا کو بھگتنے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا اس فیصلے کا یہ اچھا نتیجہ برآمد ہوا کہ بلوچ ملت میں رواج شکنی کا رجحان ختم ہو گیا۔

۳۔ اس اجتماع میں یہ بھی فیصلہ ہوا کہ اگر کسی خارجہ ملک سے کوئی فرد، ملت بلوچ کا بلوچستان میں وارد ہو کر یہاں پر بود و باش

اختیار کرنا چاہیئے ۔ تو ہر بلوچ کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ اسے بسانے میں ہر ممکن مدد دے ۔

۴۔ اس مزن جرگہ کے انعقاد کے دوران یہ بھی فیصلہ ہوا کہ جب ایک نووارد گروہ بلوچ کسی دوسرے بلوچ قبیلہ میں بعد ادائیگی رسم (ہڈپروشی) بحیثیت ایک ذیلی طائفہ کے شامل ہو۔ تو وہ اسی قبیلے کا ایک متفق اور اٹوٹ طائفہ شمار ہوگا ۔ اور وہ اس شامل شدہ قبیلے سے پھر کسی صورت میں بھی جدا نہیں ہو سکے گا ۔ یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا کہ آئندہ ادوار میں کسی گروہ کو قبائلی حیثیت سے سرپرستی میں ایک واضح رواجی قانون موجود ہو ۔ اور اس رسم کی ادائیگی میں آسانی پیدا ہو

لہٰذا ان چند رواجی اہم نقاط پر متفق فیصلہ کے بعد بلوچ مزن جرگہ کے اراکین اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے ۔ تاکہ اہی متفقہ فیصلہ شدہ رواج کے بارے میں اپنے قبائل کے افراد کو مطلع کریں اور ضرورت پڑنے پر انہی رواجی قوانین کو لاگو کریں ۔

امیر ابراہیم میروانی کی اولاد

امیر ابراہیم میروانی کے دو بیٹے تولد ہوئے ۔ گہرام و مینگل ۔ گہرام کے سات بیٹے تولد ہوئے ۔ ۱۔ حسن ۲۔ سنجر ۳۔ کلندر ۴۔ گرگین ۵۔ سمابل ۶۔ رودین ۷۔ میرو ! مینگل کے دو بیٹے تولد ہوئے ، شاہی اور زگر

میر ابراہیم میروانی

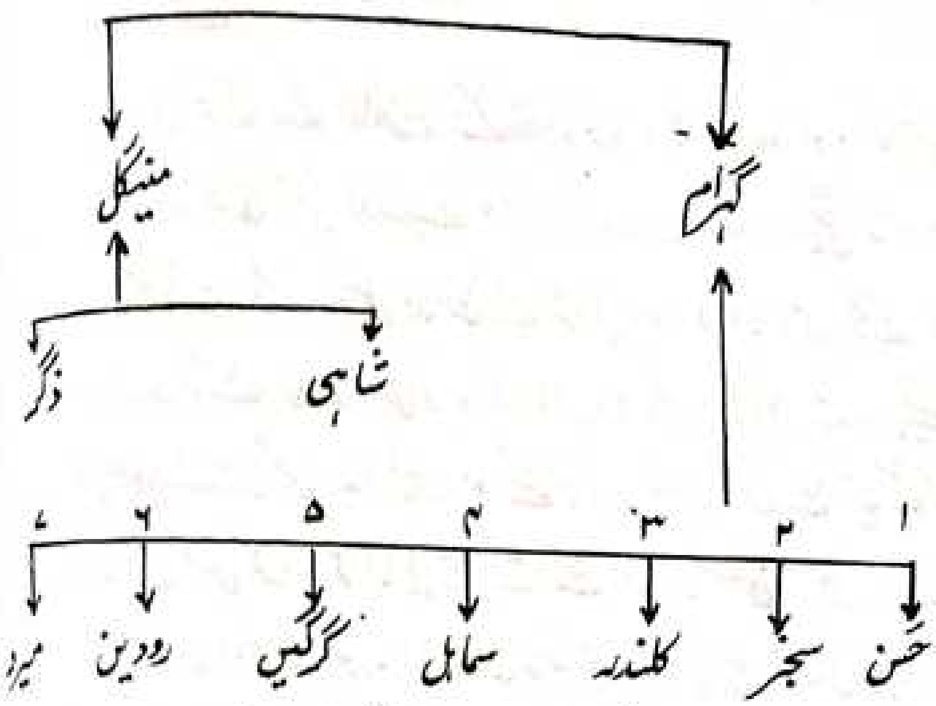

اُمیر ابراہیم کے دورِ حکمرانی میں وفاقی خطوں کے امیر

جب اُمیر ابراہیم میروانی بلوچ ۲۶ر اکتوبر ۱۵۳۱ء میں بلوچ راج کی مسندِ امارت بلوچستان پہ بیٹھا ۔ تو بلوچستان کے دیگر خطے ۔ مکران خاران ۔ چاغی ۔ لس بیلہ کے اُمرا یہ تھے ۔ خطہ مکران میں دُرک زئی بلوچ خاندان کے اُمیر ملک زاہد اُمیر تھے ۔ خاران میں اُمیر ملک د… نوشیروانی اپنے منصب امارت پہ بدستور فائز تھا ۔ چاغی میں اُمیر ملک خلی (خداداد) سنجرانی اپنے والد سنجر دوم کے جگہ مسند امارت پہ بیٹھا تھا ۔ لس بیلہ میں جام سوڈا رونجھا جدگال اُمیر تھا ۔

ہندوستان کی سیاسی صورتحال

جب اُمیر ابراہیم میروانی بلوچ (۱۵۳۸ء تا ۱۵۴۷ء) بلوچستا…

کی مسند حکمرانی پر بیٹھا۔ تو ہندوستان میں ہمایوں مغل بادشاہ کی شکست کے بعد شیر شاہ سوری ۵ مئی ۱۵۴۰ء کو سلطنت ہندوستان پر قبضہ کر کے تخت پر بیٹھ چکا تھا۔ ہمایوں مغل بادشاہ فرار کی حالت میں لاہور سے علاقہ سندھ کے شہر بکھر پہنچ چکا تھا۔ بکھر سے وہ امرکوٹ پہنچا۔ جہاں ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو اکبر پیدا ہوا یہاں سے وہ قندھار جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے خاص ہمرائیوں کے ساتھ سیوی پہنچا۔ یہاں پر ہمایوں مغل کو اُس کے خیر خواہوں نے یہ مشورہ دیا۔ کہ وہ قندھار جانے کا ارادہ ترک کر دے۔ کیونکہ اُن کو اطلاع ملی تھی کہ اگر ہمایوں قندھار گیا تو اُس کے بھائی مرزا کامران اور مرزا عسکری اُسے گرفتار کریں گے

ہمایوں چاغی میں بلوچوں کی پناہ میں

ہمایوں نے سیوی سے شال[1] اور مستنج[2] جو قندھار کی سرحد پر دو شہر تھے رُخ کیا۔ وہ ایک رات مستونگ کے علاقہ میں دامن کوہ چلتن میں گزار کر دوسری صبح بطرف چاغی روانہ ہوا۔ دو دن بعد ہمایوں بادشاہ اپنی جماعت کے ساتھ نوشکی کے علاقے میں پہنچ گیا رات کا وقت تھا۔ انہیں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آئیں تو بادشاہ نے کہا کہ یہاں آبادی ہوگی۔ اتنے میں بلوچوں کی ایک ٹولے نے راستہ روک لیا۔ بادشاہ نے کہا ہم ان سے بات چیت کریں گے۔ بلوچوں نے پوچھا " آپ کون ہیں

---

[1] - موجودہ کوئٹہ کا علاقہ [2] - موجودہ مستونگ کا علاقہ

بادشاہ نے جواب دیا۔ میں "ہمایوں بادشاہ ہوں"
اس پر بلوچ آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ کہ ملک خلی یہاں موجود نہیں بادشاہ آپہنچا۔ اب ہمارے لئے مناسب یہی ہے کہ ملک کے آنے تک بادشاہ کو یہیں روکے رکھیں۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا۔ آپ یہیں پر تشریف رکھیں۔ ہم کسی کو بھیج کر ملک خلی کو اطلاع دیتے ہیں

بادشاہ نے اپنے خادم علی حسن ایشک کی بیوی سے جو بلوچ تھی یہ پوچھا کہ یہ بلوچ آپس میں کیا کہہ رہے ہیں۔ تو بلوچ خاتون نے عرض کیا۔ کہ ان کا سردار ملک خلی یہاں موجود نہیں ہے۔ جب تک وہ نہ آئے یہ بادشاہ سلامت کو یہاں ٹھہرانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بادشاہ اس مسند پر تشریف رکھیں جو انہوں نے ان کے لئے بچھایا ہے۔

یہ سُن کر بادشاہ مسند پر بیٹھ گیا۔ رات یہیں پر گزار دی۔ بادشاہ ہمایوں فجر کی نماز سے فارغ ہوا تھا۔ کہ اتنے میں ملک خلی پہنچ گیا۔ اور بادشاہ سے ان کی خیریت دریافت کی۔ اور انہیں بتایا گیا چند روز قبل مرزا کامران کا فرمان آیا ہے کہ اگر بادشاہ ہمایوں ادھر سے گزرے تو اُسے گزرنے نہ دیا جائے۔ ملک خلی نے بادشاہ ہمایوں سے کہا چونکہ اب آپ تشریف لا چکے ہیں۔ ہمارے مہمان ہیں۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ آپ سوار ہو کر روانہ ہو جائیں تاکہ ہم آپ کو اپنی بلوچستان کی سرحد سے بحفاظت علاقہ ایران میں پہنچا دیں۔ بادشاہ بلا توقف اپنی جماعت سمیت روانہ ہوا۔ اور بلوچ امیر ملک خلی سو میل تک ان کے ساتھ ہم سفر رہ کر بلوچستان کی سرحد ختم ہونے پر بادشاہ ہمایوں سے خدا حافظی کہہ کر واپس اپنے علاقے کی

طرف روانہ ہوا۔ اس دور میں ملک خطی سنجرانی بلوچ اپنے خط جا عنی کا امیر تھا۔ اور بلوچستان میں بلوچ برادری کی حکومت کی کونسل کا ایک رکن تھا۔

اس واقعہ کا ہمایوں نامہ یوں تذکرہ کرتا ہے۔

اس انداز سے اعلیٰ حضرت نے بکھر سے قندھار کا سفر شروع کیا حضرت جب سیوی پہنچے تو مرزا شاہ حسین کا ملازم محمود ساربان سیوی میں تھا۔ اس نے حضرت کے آتے ہی قلعہ مضبوط کر لیا۔ اور محصور ہو گیا۔ حضرت بادشاہ ابھی سفر میں تھے کہ حضرت کو خبر پہنچی کہ میر اللہ دوست اور بابا جوجاک کابل سے روانہ ہوئے اور سیوی گئے ہیں۔ اور شاہ حسین کے پاس چلے گئے ہیں۔ اپنے ساتھ مرزا کامران کی طرف سے شاہ حسین کے لئے سراپا خلعت اسپان ہتوچاق اور بہت سا پھل لائے ہیں۔ حضرت بادشاہ نے کیپک سے فرمایا کہ سیوی جائے اور میر اللہ دوست سے معلومات کرے۔ کیپک واپس آیا اور یہ بات بتا دی کہ اللہ دوست کہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت پر یہ بات خود ظاہر ہے کہ وہاں جانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی ہیں۔ اس لئے وہاں جانے سے کیا حاصل ہوگا۔ حضرت بہت پریشان ہوئے اور متحیر تھے کہ کیا کریں اور کہاں جائیں تو تردی محمد خان اور بیرم خان نے مشورہ دیا کہ شال اور مستان جو قندھار

حـ۱۔ نام قدیم کوئٹہ شہر اور وادی حـ۲۔ نام قدیم مستونگ جیسے بعض جگہ مستنج بھی لکھا گیا ہے۔

کی سرحد ہے۔ کہیں اور جانا مناسب و ممکن نہیں ہے۔ جب شال
کے قریب پہنچ کر موضع (زنی[عـ۱]) نام میں اترے چونکہ برفباری اور
ہو رہی تھی، اس لئے اعلیٰ حضرت نے فیصلہ کیا شال مستان سے چلے ظہر
کی نماز کے وقت ایک ازبک تیز تیز گھوڑا دوڑاتا آیا اور بولا
حضرت فوراً سوار ہو جائے۔ وجہ میں راستہ میں عرض کروں گا۔
حضرت یہ سنتے ہی سوار ہو گئے دو تیروں کی زد پر پہنچے تھے کہ حضرت
بادشاہ نے خواجہ معظم اور بیرم خان کو واپس بھیجا کہ حمیدہ بانو بیگم کو
لے آئیں وہ آئے بیگم کو سوار کیا اور اتنی فرصت نہ پائی کہ جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کو بھی ساتھ لے لیتے۔ ابھی بیگم چھاؤنی سے باہر نکلی ہی
تھیں کہ بادشاہ کے پاس جائیں۔ اسی اثناء میں میرزا عسکری دو ہزار
سواروں کے ہمراہ آن پہنچا اور شور مچ گیا۔ میرزا عسکری نے آتے ہی پوچھا
بادشاہ کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ دیر ہوئی کہ شکار کو جا چکے ہیں، میرزا
عسکری سمجھ گئے ان کے آنے پر باہر نکل گئے ہیں۔ انہوں نے جلال الدین
محمد اکبر کو پکڑ لیا اور اپنی بیوی سلطانم بیگم کے سپرد کر دیا۔ باقی فوج
کو حکم دیا کہ قندھار چلے۔

بادشاہ سوار ہو کر جانب کوہ کی سمت جا رہے تھے۔ بعد میں انہوں نے اور بھی تیز روی سے کام لیا۔ بادشاہ کے ساتھ یہ لوگ تھے ۱۔ بیرم خان ۲۔ خواجہ معظم ۳۔ خواجہ نیاری ۴۔ ندیم کوکہ ۵۔ روشن کوکہ ۶۔ حاجی محمد خان ۷۔ بابا دوست بخشی ۸۔ میرزا قلی بیگ

عـ۱ یہ مقام تیری ہے۔ غلطی سے زنی لکھا گیا ہے۔

چولی ۹- حیدر محمد آختہ بیگی ۱۰- شیخ یوسف چولی ۱۱- ابراہیم ایشک آغا ۱۲- حسن علی ایشک آغا ۱۳- یعقوب قورچی ۱۴- عنبر ناظر ۱۵- ملک مختار ۱۶- سنبل میر ہزار ۱۷- خواجہ کیبک ۱۸- خواجہ غازی -

حمیدہ بانو بیگم کہتی ہیں۔ ان کے ساتھ تیس آدمی تھے اور عورتوں میں حمیدہ بانو بیگم کے سوائے حسن علی ایشک آغا کی بیوی بھی تھیں۔ عشاء کی نماز کا وقت گذر چکا تھا کوہ کے دامن پہنچ گئے۔ پہاڑ پر برف کے ڈھیر لگے تھے اور راستہ نہ تھا۔ کہ پہاڑ پر جا سکیں یہ ڈر تھا کہ مبادا میرزا عسکری بے انصاف پیچھے سے نہ آجائے۔ تلاش کرنے پر ایک تنگ ڈنڈی مل گئی۔ جس کے ذریعے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور تمام رات برف میں گذار دی۔ بھوک نے سب کو تنگ کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک گھوڑا ذبح کر دو۔ مگر دیگ نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے تھوڑا سا گوشت تو رخود میں پکایا۔ اور باقی کے کباب بنا لئے۔ ہر چہار طرف آگ روشن کی گئی۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ اعلیٰ حضرت نے دور سے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا۔ کہ وہاں آبادی ہے۔ ہمیں وہاں جانا چاہیئے۔ چنانچہ دو دن بعد وہاں پہنچے وہاں چند گھر نظر آئے جن میں وہ وحشی بلوچ رہتے تھے جن کی زبان غول بیابان ایسی تھی اعلیٰ حضرت دامن کوہ میں رک گئے۔ بلوچوں نے انہیں دیکھا۔ جمع ہو کر ان کے قریب آئے۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ کہ اگر ہم ان کو پکڑ لیں۔ اور میرزا عسکری کے پاس چلے جائیں۔ تو وہ یقیناً ہمیں انعام سے نوازے گا۔ اور بہت کچھ دے گا۔ حسن علی ایشک آغا کی بیوی بلوچ تھی وہ بلوچی زبان جانتی تھیں۔ اس نے بیان کیا کہ یہ لوگ

بُرا ارادہ رکھتے ہیں۔ دوسری صبح بادشاہ نے یہاں سے کوچ کا ارادہ کیا
ان بلوچوں نے کہا کہ ہمارا سردار نہیں ہے۔ جب وہ آجائے تو آپ
تشریف لے جائیں۔ یوں یہ وقت سفر کے لیے موزوں نہیں ہے۔ اس لیے
احتیاط کے ساتھ رات یہیں بسر کی۔ رات کا ایک حصہ گزرا تھا کہ
بلوچ سردار آیا (یہ بلوچ میر[۱] خیلی سنجرانی بلوچ تھا۔) اور کہا کہ میرزا
کامران اور میرزا عسکری کا فرمان میرے نام آیا ہے۔ جس میں انہوں نے
لکھا ہے کہ سنا گیا ہے کہ بادشاہ تم لوگوں کے ہاں تشریف رکھتے ہیں اگر
وہاں ہیں تو انہیں بالکل کہیں جانے نہ دیا جائے اور انہیں پکڑ کر ہمارے
پاس لایا جائے۔ ان کا مال واسباب اور گھوڑے تم رکھ لو۔ اور انہیں
قندھار پہنچا دو۔ شروع میں جب میں نے اعلیٰ حضرت کو نہ دیکھا تھا تو یہ خیال دل میں تھا۔ اب
جبکہ میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری کا شرف پا لیا ہے۔ میری جان اور
میرے خاندان کی جانیں جو پانچ فرزندوں پر مشتمل ہیں۔ آپ کے سر مبارک
پر قربان ہیں۔ آپ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ میرزا عسکری ہمارے ساتھ
جو چاہیے کرے۔ اعلیٰ حضرت نے ایک پارہ لعل اور مروارید اور کچھ
دوسری چیزیں۔ اس بلوچ کو عنایت فرمائیں۔ صبح وہاں سے کوچ کرکے
قلعہ باباجی تشریف لے گئے۔ یہ قلعہ ولایت گرم سیر میں شامل ہے اور
دریائے ہلمند کے کنارے واقع ہے۔" یہ تھی ہمایوں نامہ کی سرگزشت جو ہم

(۱) بلوچ سردار: امیر خداداد۔ المعروف بہ ملک خیلی تھے کہتے ہیں ان کا نام خداداد
تھا۔ چونکہ بدن بہت خوبصورت اور سڈول تھا۔ الہٰذا بلوچستان میں خط کا درخت بہت
خوبصورت ہوتا ہے۔ اس نسبت سے ان کو امیر خیلی کہا گیا۔

نے بیان کی جیسے ہم نے پہلے کہا کہ امیر ابراہیم میروانی کے دورِ حکمرانی میں سلطنت ہندوستان پر بادشاہت شیر شاہ سوری کی تھی وہ ۱۷ رمئی ۱۵۴۰ء میں تخت نشین ہوا اور تقریباً چار سال چار ماہ حکمرانی کرنے کے بعد ۱۵ رمارچ ۱۵۴۵ء کو فوت ہوا۔ جس وقت شیر شاہ کا انتقال ہوا۔ تو اس کا بیٹا عادل خان جو بڑا تھا۔ اور ولی عہد تھا پائے تخت میں موجود نہ تھا۔ چنانچہ امیروں نے بھی اس خوف سے کہ کوئی فتنہ برپا نہ ہو جائے اس کے چھوٹے بیٹے جلال خان کو پٹنہ سے بلا کر تخت پر بٹھا دیا اور اس کا خطاب اسلام شاہ رکھا۔ مگر پٹھانوں کی زبان پر سلیم شاہ سے بدل گیا۔

ایران کی سیاسی صورتحال

اُمیر ابراہیم میروانی بلوچ (۱۵۳۸ء تا ۱۵۷۷ء) جب بلوچ برادری کی مسند امارت بلوچستان پر بیٹھا۔ تو اس دور میں ایران کی سلطنت پر صفوی خاندان کی حکومت مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکی تھی جس کا بانی شاہ اسماعیل صفوی تھا۔

وہ ۱۴۹۹ء سے لے کر ۱۵۲۴ء تک یعنی کل ۲۵ سال نہایت شان سے حکومت کر کے فوت ہوا۔ اور اس کی جگہ اراکین سلطنت نے اس کے سب سے بڑے بیٹے طہماسپ اول کو تخت پر بٹھایا۔ یہ اُمیر بجار میروانی بلوچ (۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء) کے دور میں تخت نشین ہوا۔ اُمیر ذگر میروانی (۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۸ء) اور اُمیر ابراہیم میروانی (۱۵۳۸ء تا ۱۵۷۷ء) کے دور میں بھی بادشاہت کے منصب پر فائز تھا۔ طہماشپ خاندان صفوی کا دوسرا بادشاہ تھا اور اپنے

خاندان میں بہت اولالعزم بادشاہ رہا ہے اسی کے دور میں ہندوستان کا بادشاہ ہمایوں مغل اس کے پاس پناہ گزین ہوا تھا۔ اور اسی کی کمک اور معاونت سے ۲۶ ر نومبر ۱۵۵۴ء کو ہمایوں نے سلطنت ہندوستان کا تخت دوبارہ حاصل کیا۔

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام

امیر ابراہیم میروانی بلوچ (۱۵۳۸ء تا ۱۵۴۷ء) کے حکمرانی میں جب مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام اُستا زرین کا انتقال ہوا۔ تو ان کے بیٹے ایدل کو امیر ابراہیم نے اس منصب پر مقرر کیا ایدل اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔

امیر ابراہیم میروانی کا انتقال

امیر ابراہیم میروانی بلوچ نو سال حکمرانی کرنے کے بعد ۷۷ سال کے عمر میں مورخہ ۲۹ ر دسمبر ۱۵۴۷ء کو بہ مقام قلات فوت ہوا۔

حکمران خاندان کے نام کی تبدیلی

اب تک جتنے بھی امیر، امیر میرو ثانی کے بعد۔ بلوچ برادری کے مرکزی مسند حکمرانی بلوچستان پر آئے میروانی خاندان کے حکمران کہلاتے تھے۔ مگر جب امیر ابراہیم اپنے والد امیر ذکر کی جگہ ۲۶ ر اکتوبر ۱۵۳۸ء کو مسند حکمرانی پر بیٹھا۔ تو انہوں نے اپنے دادا۔ امیر کمبہ

کے نام کی مناسبت سے خاندان کا نام کمبرانی رکھا۔ گویا حکمران خاندان تو وہی ہے۔ مگر نام تبدیل کر دیا گیا۔ اس شجرہ کی وضاحت کے بعد قارئین کی سمجھ میں بات بہت آسانی سے آجائے گی۔

سعد

امیر میرو ثانی میروانی
(۱۴۱۰ء تا ۱۴۸۵ء)
↓
امیر عمر میروانی
(۱۴۶۰ء تا ۱۴۸۵ء)

رند دور
۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء
↓
امیر بجار میروانی
۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء

امیر کمبر میروانی
(۱۴۲۰ء تا ۱۴۶۰ء)
↓
امیر زہرو میروانی
↓
امیر ذکر میروانی
(۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۸ء)
↓
امیر ابراہیم میروانی)
(۱۵۳۸ء تا ۱۵۴۷ء)

امیر ابراہیم نے حکمرانوں کے خاندانی نام کو میروانی کے بجائے اپنے دادا امیر کمبر (۱۴۲۰ء تا ۱۴۶۰ء) کے نام کی مناسبت سے کمبرانی رکھا۔ لہٰذا اب ہر حکمران کے نام کے ساتھ کمبرانی لکھا جائے گا۔

امیر ابراہیم کمبرانی کا کردار

بلوچوں کی یک جہتی اور ان کے حکومت کی استقامت کا ج

خواب امیر بجار نے دیکھا تھا۔ اُس کو امیر ابراہیم نے اپنی عہد حکمرانی میں مزن جرگہ کے اراکین کو بلاکر تعبیر کیا۔ اور بلوچی رواج کے تمام قوانین کی دوبارہ تصدیق و تائید ایک بہت بڑا اور بنیادی قومی کارنامہ تھا۔ جس کی وجہ سے بلوچی رواج کے قانون کو دوام نصیب ہوا۔ جس کی آج تک بلوچ ملت کی رواج کی اس پابندی کی وجہ سے بلوچ ملت کا وجود آج تک زندہ چلا آرہا ہے۔ اگر بلوچ ملت اپنے رواج پر قائم ودائم نہ رہتی تو کب کا اس کا وجود ختم ہوچکا ہوتا اور وہ دیگر اقوام میں جذب ہوکر ہمیشہ کے لیئے صفحہ ہستی سے مٹ چکی ہوتی۔ مگر امیر موصوف ابراہیم کی عقل و دانش، فہم وفراست نے بلوچ ملت کے رواج کو دوام بخش کر بلوچ ملت کو آج تک بحیثیت ایک قوم کے زندہ رکھنے کا اہم فریضہ سرانجام دے کر ننگریں براہم کا لقب حاصل کیا۔

امیر ابراہیم فطرتاً ایک نیک خصلت۔ بردبار، جری۔ دور اندیش شخص تھا۔ بلوچ قبائلی امراء کے مزن جرگہ کو بلانے سے پہلے انہوں نے تمام بلوچستان کا دورہ کرکے قبائل کے سربراہان سے فرداً فرداً ملاقاتیں کرکے رواجی مسائل کے بارے میں ان سے مشورہ کرنے کے بعد مزن کے جرگہ کے انعقاد کا بندوبست کیا اور سب سربراہان قبائل نے بلاچون وچرا ان کے دعوت نامے کو قبول کیا۔

چارٹ : امیر ابراہیم کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان ، و حکمرانان سندھ

نام حکمرانان سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
ارغون خاندان	سوری خاندان	صفوی خاندان	کمبرانی خاندان
مرزا شاہ حسن ۱۵۲۳ء تا ۱۵۵۵ء	شیر شاہ سوری ۱۵۴۰ء تا ۱۵۴۵ء	طہماسپ اول ۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء	امیر ابراہیم کمبرانی بلوچ ۱۵۳۸ء تا ۱۵۷۷ء

چارٹ : امیر ابراہیم کمبرانی بلوچ کے ہم عصر امرائے ۔ خطہ مکران خطہ خاران خطہ چاغی ۔ خطہ لس بیلہ

نام امیر لسبیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
رونجھا جدگال	سنجرانی بلوچ	نوشیروانی بلوچ	درک زئی بلوچ	کمبرانی بلوچ

جام سوڈا ۱۵۳۶ء تا ۱۵۴۱ء	ملک خلی ۱۵۴۰ء تا ۱۵۷۵ء	امیر دوستین ۱۵۲۲ء تا ۱۵۶۶ء	ملک زاہد ۱۵۴۰ء تا ۱۵۴۷ء	امیر ابراہیم ۱۵۳۹ء تا ۱۵۴۷ء

امیر گہرام کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی
۱۵۴۷ء تا ۱۵۴۹ء

امیر گہرام کمبرانی بلوچ اپنے والد امیر ابراہیم کی وفات کے بعد مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۵۴۷ء کو بہ عمر ۵۶ سال بلوچ برادری کی مسند امارت پر بیٹھا وہ اپنے باپ کا بڑا بیٹا تھا۔ بلوچی رواج کے مطابق بلوچ قبائل کے مجلس شوریٰ کے اراکین نے اُن کو اُن کے باپ کی مسند پر بٹھایا۔ اور اُن کے چھوٹے بھائی امیر مینگل کو ان کا مشیر مقرر کیا۔ اور ساتھ ساتھ بلوچ قبائل کے لشکر کی سپہ سالاری کا عہدہ بھی امیر مینگل کو دیا۔ امیر گہرام ایک جری اور نڈر شخص تھا اس کی حکمرانی کو ابھی دو سال ہوئے تھے کہ سندھ کی طرف سے جدگالوں کا ایک بہت بڑے بھگوڑے لشکر نے بلوچستان کے خطہ لس بیلہ میں داخل ہو کر کشت و خون کا بازار گرم کیا۔ جس کے نتیجہ میں اُن کے قلع قمع کرنے کے لئے امیر گہرام کمبرانی بلوچ اور اُن کا بھائی امیر مینگل کمبرانی سپہ سالا بلوچی لشکر۔ لس بیلہ میں داخل ہوکر بھگوڑے جدگال لشکر کے امیر طاہر بوجا کو شکست فاش دے کر اس کے لشکریوں کو سب کو تہ تیغ کیا۔ اس جنگ

امیر گرام کمبرانی بلوچ ۱۵۲۷ء تا ۱۵۲۹ء امیر بلوچستان

کی تفصیلات اس طرح ہیں۔

بلوچستان کے خطہ لس بیلہ میں بھگوڑے جدگال لشکر کی آمد

میرزا شاہ حسن ارغون حکمران سندھ (۱۵۲۲ء تا ۱۵۵۶ء) نے کچھ سندھ کے علاقے کے امیر کھنگار کے بھائی امر امرانی کو قتل کر دیا تھا۔ جس کے خون کے عیوضانہ کا مطالبہ کھنگار نے کیا۔ مگر شاہ حسن نے عیوضانہ دینے سے انکار کیا۔ جس کے نتیجے میں کھنگار نے ٹھٹھے پر حملہ کیا۔ فریقین کے درمیان شدید لڑائی ہوئی کھنگار شکست کھا گیا۔ اور خود لڑائی میں مارا گیا اس افراتفری کے عالم میں اس کا ایک امیر طاہر بوجا سراسیمگی کی حالت میں بلوچستان کے خطہ لس بیلہ میں داخل ہوکر بلوچستانی جدگالوں کے علاقے میں قتل و غارت گری لوٹ مار کا سلسلہ شروع کیا

امیر گہرام کہبرانی امیر بلوچ برادری کی کارروائی

جب اس اچانک حملے کی اطلاع امیر گہرام کہبرانی کو ملی۔ تو وہ خود۔ اور ان کا بھائی امیر ھیتگل کہبرانی ایک بڑے لشکر کے ساتھ بطرف لس بیلہ روانہ ہوئے۔ اس قدر تیز روی سے کام لیا کہ دوسرے دن لس بیلہ پہنچ گئے۔ اوتھل کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۵۲۹ء کو بوقت صبح زبردست لڑائی شروع ہوئی بلوچوں کی طرف سے امیر ھیتگل کہبرانی سپہ سالار لشکر بلوچی

نے شجاعت کے نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ طاہر بوجا کی لشکر شکست ہوئی۔ وہ خود لڑائی میں کام آیا۔ اور اس کے لشکریوں میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچا۔ سب کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ بلوچوں کو بے شمار اونٹ۔ گھوڑے۔ مویشی اور سامان جنگ بطور مال غنیمت ملا۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ امیر بلوچستان۔ امیر گہرام کمبرانی اور خطہ لس بیلہ کا امیر اُرلیو، رونجھا۔ اپنے فتح کی شادکامی کو نہ دیکھ سکے۔ کیونکہ یہ دونوں باوجود فتح یابی کے اس جنگ میں کام آئے

اُمیر گہرام کمبرانی بلوچ کی شہادت:

اُمیر گہرام کمبرانی بلوچ حکمران بلوچ برادری بلوچستان ۲۹ نومبر ۱۵۲۹ء کو اُمیر کھنگار۔ اُمیر کچھ کے بھگوڑے اُمیر طاہر بوجا ے خطہ لس بیلہ میں مقام ادھل لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا لہٰذا ان کے بھائی امیر مینگل کمبرانی بعد فتحیابی لشکر بلوچ اپنے بھائی کی میت کو سوراب کے مقام نغاڑ میں میروانی اُمرا کے قبرستان میں سپرد خاک کیا۔ اور خود قلات پہنچا۔

اُمیر گہرام کمبرانی بلوچ حکمران بلوچستان کا کردار

اُمیر گہرام کمبرانی نے ۲۹ دسمبر ۱۵۲۲ء میں اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت بلوچستان کے باگ ڈور کو سنبھالا۔ وہ ایک بہادر اور پختہ ارادے کا شخص تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے والد بزرگوار اُمیر ابراہیم کے نقش قدم پر چل کر نظام حکومت کو چلائیں۔ مگر شاید

خدائے تعالیٰ کو ایسا منظور نہ تھا۔ اور ابھی ان کی حکمرانی کو دو سال ہو گئے تھے۔ کہ سندھ کی طرف سے اچانک امیر کمنگار جدگال کے شکت خوردہ امیر طاہر بوجا نے خطہ لس بیلہ میں داخل ہو کر قتل غارت گری اور لوٹ مار کا سلسلہ شروع کیا۔ جس کے نتیجہ میں امیر بجرام نے مع بلوچ لشکر کے لس بیلہ پہنچ کر جدگال لٹیروں کا قلع قمع کیا اور خود بھی اس لڑائی میں کام آیا اور بلوچ ملت اپنے اس بہادر فیاض لیڈر۔ اور رہنما کی بے وقت موت پر اشکبار ہو گئی

کچھ عربی اسما کی تشریح

بلوچ سوسائٹی یا سماج میں آج تک یہ سلسلہ چلا رہا ہے۔ کہ وہ کچھ عربی زبان کے اسماء کو بلوچی زبان کے تلفظ کا رنگ دے کر تلفظ کرتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بلوچ ان اسما کا عربی انداز میں تلفظ نہیں کر سکتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ان اسما کا نعم البدل تلفظ بلوچی زبان میں تلاش کیا ہے۔ چونکہ اس تاریخ کے آئندہ ابواب میں ہم بلوچی زبان میں تلفظ شدہ اسمائے عربی کو تحریر کریں گے۔ لہٰذا قارئین گرامی کی معلومات کے لئے تشریح عربی ناموں کی تفصیل اس طرح ہے۔

عربی تلفظ میں نام	بلوچی تلفظ میں نام
ابراہیم	براہیم یا براخم
اسماعیل	سماہل
یوسف	جوسف

ابوبکر	بیکبر - یا بیبرگ
عمرؐ	اومر
عثمان	اوتمان / ہوتمان

دور حاضر میں بھی بلوچ سماج میں ان عربی ناموں کو بلوچی تلفظ میں بیان کرتے ہیں۔

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام

امیر گہرام کمبرانی بلوچ کے دور حکمرانی ۱۵۲۷ء تا ۱۵۲۹ء کا عرصہ دو سال پر محیط ہے۔ اس دور میں مرکزی اسلحہ ساز کارخانہ کا مدارالمہام بدستور رایدل ، تھا۔ جسے امیر گہرام کے والد بزرگوار امیر براخم نے اس منصب پر مقرر کیا تھا۔

امیر گہرام کمبرانی بلوچ کے بیٹے

امیر گہرام کی شہادت کے بعد اس کے سات بیٹے ۱۔حسن ۲۔سنجر ۳۔ کلندر ۴۔گرگین ۵۔ سماہل ۶۔ رودین ۷۔ میرو تھے۔ چونکہ امیر حسن سب سے بڑا بیٹا تھا۔ لہٰذا بلوچ برادری کی حکومت بلوچستان کی مجلس شوریٰ کے اراکین نے امیر حسن کو بلوچستان کی مسند امارت پر بٹھایا جس کے دور حکمرانی کے حالات آئندہ تفصیل سے بیان کیے جائیں گے۔

چارٹ : امیر گہرام کبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان و حکمرانان سندھ

نام حکمران سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
ارغون خاندان	سوری خاندان	صفوی خاندان	کبرانی خاندان
مرزا شاہ حسن ۱۵۲۴ء تا ۱۵۵۵ء	سلیم شاہ سوری ۱۵۴۵ء تا ۱۵۵۳ء	طہماسپ اول ۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء	امیر گہرام کبران بلوچ ۱۵۴۷ء تا ۱۵۷۹ء

چارٹ : امیر گہرام کبرانی بلوچ کے ہم عصر امرائے خطہ مکران خطہ خاران ۔ خطہ چاغی ۔ خطہ ۔ لس بیلہ ۔

نام امیر لس بیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان

جام ارسیو	ملک خطی	امیر دوستین	ملک دینار	امیر گمر…
۱۵۳۹ء تا	۱۵۲۰ء تا	۱۵۲۲ء تا	۱۵۲۷ء تا	۱۵۴۷…
۱۵۴۹ء	۱۵۷۵ء	۱۵۶۶ء	۱۵۵۳ء	۱۵۷۹…

امیر حسن کبرانی بلوچ
۱۵۲۹ء تا ۱۵۶۹ء امیر بلوچستان

باب ہفتم

امیر حسن کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۵۲۹ء تا ۱۵۶۹ء

امیر حسن ۲۹، نومبر ۱۵۲۹ء کو بہ عمر چالیس سال بلوچ برادری کی مسند امارت بلوچستان پر بیٹھے امیر حسن، امیر گہرام کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ جن کو بلوچی دستور کے مطابق اراکین حکومت نے مسند پر بٹھایا۔ امیر حسن کے دیگر چھ بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ امیر بجر، امیر گورگند، امیر سابل۔ امیر کلندر، امیر رودین، امیر میرو، امیر حسن بڑے خوش قسمت تھے۔ کہ ان کی بیس سالہ دور حکمرانی میں اُن کے یہ بھائی اُن سے ہر طرح سے کمک اور تعاون کرتے رہے۔ اور اُس کے ہر آڑے وقت میں اس کے کام آئے۔

قلات پر مرزا کامران مغل کا قبضہ

مرزا کامران مغل کابل اور قندھار کا حاکم تھا۔ ہمایوں جب سلطنت ہند کا بادشاہ بنا تو اس نے اپنے اس بھائی کو کابل اور قندھار کی حکومت سونپ دی۔ مگر کامران ہمایوں کے حق میں وفادار بھائی ثابت نہ ہوا۔ ہمایوں کی شیر شاہ سوری سے شکست کھانے کے بعد

مرزا کامران کوشش کرتا رہا کہ وہ خود ہمایوں کو گرفتار کرکے تخت سلطنت دہلی پر بیٹھ جائے جب ہمایوں بطرف سلطنت ایران فرار ہو رہا تھا۔ تو کامران نے بلوچوں کو احکامات جاری کیے کہ ہمایوں کو گرفتار کریں۔ اسے اپنی اس اسکیم میں کامیابی نہیں ہوئی۔ ۱۶ اپریل ۱۵۴۴ء میں ہمایوں بادشاہ بلوچستان کے خطہ چاغی کے امیر خلجی کے توسط سے سلطنت ایران میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد سے مرزا کامران کا اعتماد بلوچوں سے اٹھ گیا۔ اور اس نے دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے یہ مناسب سمجھا۔ کہ بلوچستان کے مرکزی شہر قلات پر قبضہ کیا جائے۔ جو تمام راستوں کو کنٹرول کرتا ہے اور جب کبھی ہمایوں بادشاہ وارد ہوگا۔ تو ان کی پیشقدمی کو روکنا آسان ہوگا۔ چنانچہ اس نے ایک مختصر فوج قلات روانہ کرکے اس پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا۔ اس کا سپہ سالار باقر خان ایشک تھا۔ گو کہ سپہ سالار نے قلات شہر پہ بلا مزاحمت قبضہ کر لیا تھا۔ مگر دور دست مضافات پر دستور میروانی کمبرانی بلوچوں کی حکمرانی تھی۔ باقر خان ایشک ۲۰ جون ۱۵۵۱ء کو بلامزاحمت قلات پر قابض ہو گیا

باقر خان ایشک کا باشندگان شہر قلات سے عہد و پیمان

باقر خان ایشک قلات پر قبضہ کے بعد ایک زبردست چال چلی قلات کے شہری باشندے جن کی اکثریت دہوار براخوئی کرد بلوچ تھے۔ ان کو وقتی طور پر مطمئن کرنے کے لئے دوستی کا ہاتھ

بڑھایا۔ ان کے معتبرین کو بلا کر ان کے ساتھ ایک حلفی عہد و پیمان لیا۔ کہ طرفین ایک دوسرے کو آہنی لکڑی یا پتھر جوتا وغیرہ کے ہتھیار سے کبھی بھی جانی مالی نقصان نہیں پہنچائیں گے تاکے فریقین کے درمیان ہمیشہ دوستی اور یگانگت قائم رہے مگر کچھ عرصہ بعد مغل حاکم نے اپنے دستور کے مطابق لوگوں کو آہستہ آہستہ تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اور حاکم نے اُس عہد و پیمان کو پس پشت ڈال دیا۔ جو اس نے شہر قلات کے کے معتبرین سے کیا تھا۔ اس جابرانہ اور غلامانہ سلوک سے لوگ تنگ ہوئے اور اُن میں حاکم کی مخالفت میں جذبہ و جوش پیدا ہونے لگا۔

ہمایوں کی ایران سے واپسی قندھار و کابل کی فتح

ایران کے بادشاہ طہماسپ نے ہمایوں کی مہمانداری اور ضیافت کے بعد سلاطین کی شایان شان کمک دینے کا انتظام کیا امدادی افواج کا کمانڈر صفوی شاہزادہ محمد مراد تھا شہزادہ کے علاوہ دیگر قزلباش سردار بھی تھے۔ پوری امدادی فوج تیس ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ جس میں دس ہزار قزلباش تھے ۔ قندھار پر مرزا عسکری قابض تھا۔ جسے ہمایوں نے ۱۵ رمارچ ۱۵۴۵ء میں فتح کیا۔ پھر ہمایوں نے کابل فتح کیا۔ جس پر اس کا بھائی کامران قابض تھا۔ فتح کے بعد کامران نے ہمایوں سے معافی اور معذرت چاہی ہمایوں نے اسے معاف کر دیا مگر اس نے پھر سرکشی کی دربار سے بھاگ گیا۔ بادشاہ کے آدمیوں نے اسے گرفتار کر کے ہمایوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔ بادشاہ نے کامران کو اندھا کر کے اس کی خواہش کے مطابق کعبۃ اللہ بھجوا دیا

ہمایوں بادشاہ کے بھائیوں کا انجام

ہمایوں کے سب بھائی اس کے حق میں بے وفا ثابت ہوئے اور اس کے احسانات کو فراموش کر دیا۔ اور ان سب کا انجام بھی برا ہوا۔ (i)، مرزا ہندال نے ہمایوں کے لشکر پر شب خون مارا، گرفتار ہوا، جسے بعد میں قتل کر دیا گیا (ii) عسکری مرزا ہمایوں سے خود ہی بیت اللہ جانے کی اجازت لے لی تھی اور روانہ ہو گیا تھا۔ شام اور مدینہ کے راستہ میں فوت ہوا (iii)، مرزا کامران کو جب ہمایوں نے اندھا کر دیا تو اس کی خواہش کے مطابق اسے ہمایوں نے کعبۃ اللہ بھیجا۔ مگر ان کا کعبۃ اللہ میں بہت جلد انتقال ہو گیا۔

ہمایوں کا ہندوستان کو دوبارہ فتح کرنا۔

قندھار و، کابل کی فتح کے بعد ہمایوں نے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ شیر شاہ سوری کا جانشین، سکندر شاہ سوری اسی ہزار فوج اور بے شمار ہاتھی لے کر ہمایوں کے مقابلہ پر آیا۔ مغل بہادروں نے بڑی جانفشانی دکھائی۔ سکندر شاہ سوری شکست کھا کر سوا لک کے پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ ہمایوں بادشاہ ۱۶ نومبر ۱۵۵۵ء میں فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ دہلی میں داخل ہو۔

قلات کے شہریوں کی جنگی تدابیر

چونکہ قبیلہ دہوار براخوئی کرد بلوچ کے افراد جو اکثر و بیشتر قلات

کے شہری تھے وہ مغل حاکم قلات کے ساتھ یہ عہد و پیمان کر چکے تھے۔ کہ فریقین ایک دوسرے کو لوہے، لکڑی، پتھر کے بنے ہوئے ہتھیاروں سے نہیں ماریں گے۔ یعنی جنگ کی صورت میں ان چیزوں سے بنے ہوئے ہتھیار ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہیں کریں گے۔ لہٰذا ان کو ایک ترکیب سوجھی کہ باجرے کی موٹی اور گول روٹیاں پکا کر کئی دن تک ان روٹیوں کو دھوپ میں رکھ کر مزید اچھی طرح سے سکھایا اور ان روٹیوں کے گولوں کو اپنے گھروں میں ذخیرہ کر لیا

سوراب میں ارباب شمس الدین دیہوار براخوئی کرد بلوچ کی ملاقات امیر حسن سے

چنانچہ روٹیوں کے ذخیرہ کرنے کے بعد قلات کے شہریوں کے امیر شمس الدین اور امیر گہرام جو دیہوار براخوئی کرد بلوچوں کے سردار بھی تھے۔ خفیہ طور پر سوراب پہنچے۔ امیر حسن بلوچ برادری کے امیر کو اپنے اس جنگی منصوبہ سے آگاہ کیا۔ کیونکہ جب ۱۸ دسمبر ۱۵۵۲ء میں ہمایوں بادشاہ نے کابل فتح کیا۔ اور مرزا کامران اسیر ہو کر بحکم ہمایوں اندھا کر دیا گیا تو باقر خان ایشک کی سیاسی پوزیشن قلات میں بہت ڈانواں ڈول ہو چکی تھی۔ اور حالات اس پر حملہ کرنے کے لئے بہت سازگار تھے

حملے کی تاریخ کا تعین

چنانچہ امیر حسن امیر بلوچستان اور ارباب شمس الدین دیہوار

براخوی/کرد بلوچ کے درمیان ۲۷ر اگست ۱۵۵۳ء قلات پر حملہ کا
دن قرار پایا کہ امیر حسن میروانی اپنے لشکر کے ساتھ شاہ مردان پہاڑی
پر مورچہ بند ہو گا۔ اور کچھ افواج شاہ مردان سے متصل شہر قلات کے
دروازہ گل کنڈ کے سامنے مورچہ بند ہوں گی۔ اور علی الصبح ارباب
شمس الدین اور ارباب گہرام قبیلہ دیہوار کے افراد کے ساتھ باقر خان
ایشک کو میری قلات میں سلامی دینے جائیں گے۔ اور ہر ایک
کی بغل میں باجرے کی ایک موٹی گول روٹی ہوگی۔ جونہی سب لوگ
میری کے دربار حال میں جمع ہو گئے۔ نعرہ تکبیر کے ساتھ باقر خان
ایشک پر روٹیوں کے گولوں کی بوچھاڑ شروع کر دیں گے۔ اور میری
کے اوپر کے مورچوں سے نقارے بجنا شروع ہوں گے۔ اور اسی کے
ساتھ گل کنڈ کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اور امیر حسن اپنی افواج
کے ساتھ شہر کے اندر داخل ہو کر محلات قلات پر قابض ہوں گے۔

۲۷ر اگست ۱۵۵۳ء میں امیر حسن کا قلات شہر میں فاتحانہ داخلہ

چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق ۲۶ر اگست ۱۵۵۳ء کو امیر
حسن خفیہ طور پر رات کے وقت شاہ مردان کی پہاڑی اور قلات کے
شہر گل کنڈ کے دروازے کے سامنے مورچہ بند ہو گیا اس وقت
امیر حسن کے ساتھ آٹھ سو نفوس کا لشکر تھا۔ ۲۷ر اگست ۱۵۵۳ء
کو ارباب شمس الدین اور ارباب گہرام دیہوار براخوی/کرد بلوچ
تقریباً ایک ہزار افراد دیہوار قبیلہ کے ساتھ۔ باقر خان ایشک

حاکم قلات کو سلامی پیش کرنے کے لئے قلات کے محل کے دربار ہال میں داخل ہوئے۔ بعد خوش آمدید اس پر بلہ بول دیا، اور اس پر باجرے کی خشک روٹیوں کی بوچھاڑ شروع کردی۔ اور تقریباً ایک ہزار آدمیوں سے ہر ایک کے ساتھ ایک باجرے کی گول روٹی تھی۔ دریں اثنا محل کی چھت پر نقارہ بجنا شروع ہوا۔ آناً فاناً میں قلات کے فصیل کی سمت جنوب کا گل کنڈ کا دروازہ کھل گیا۔ امیر حسن مع اپنی فوج کے شہر میں داخل ہو گیا۔ باقر خان ایشک کے کوئی دوسو مغل سپاہی جو شہر میں موجود تھے ان کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔ اسی ششش و پنج کی حالت میں سب مارے گئے۔ دوپہر کو امیر حسن قلات کی میری کے دربار ہال میں پہنچا۔ اور فاتحانہ انداز میں اپنی حکمرانی کا اعلان کیا۔ لوگ مغل ظلم، جبر اور استبداد سے چھٹکارا پانے کی وجہ سے جشن مناتے رہے۔

باقرخان ایشک کی میّت کی تدفین

بلوچی روایات کے مطابق امیر حسن میروانی بلوچ نے باقرخان ایشک کی میت کو قلات کے شہر کے سامنے کے قبرستان میں جو لکوڑئی کے نام سے مشہور تھا۔ دفنانے کا حکم صادر کیا۔ لہٰذا باقرخان ایشک کو اسی قبرستان میں دفنایا گیا۔

ا؎ روایت ہے کہ اس قبرستان میں لگ بھگ لاکھ آدمیوں کے قریب دفن ہیں۔ اسی مناسبت سے یہ قبرستان لکرڑی کے نام سے موسوم ہوا۔

قلات کا مستقل دارالخلافہ ہونا

اگرچہ امیر عمر میروانی بلوچ نے ۱۲۶۰ء تا ۱۲۸۵ء نے اپنے دور حکومت میں قلات کو بلوچستان کا دارالخلافہ قرار دیا تھا۔ مگر میروانی خاندان کے بعد کے حکمران اکثر و بیشتر سوراب اور خضدار میں قیام رکھتے تھے گو کہ فوجی نقطہ نگاہ سے قلات ایک اہم قلعہ تھا۔ میروانی حکمران یہاں صرف موسم گرما میں چند مہینوں کے لئے قیام کرتے۔ یا تو سوراب جاتے یا پھر خضدار میں قیام کرتے۔ مگر مرزا کامران مغل کے فوجی سپہ سالار باقرخان الشک کے قبضہ کے بعد جب میروانی بلوچوں نے امیر حسن میروان کمبرانی کی سرکردگی میں مورخہ ۲۷ اگست ۱۵۵۳ء میں باقرخان الشک کو شکست دے کر قلات پر دوبارہ قبضہ کیا۔ تو امیر حسن نے قلات کو مستقل طور پہ بلوچستان کا دارالخلافہ قرار دیا۔ اور اس میں ہی بسنے لگا۔

شال ۔ مستنگ پر قبضہ

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے رجب امیر جاکر رند آور کانی کرد بلوچ ۱۵ اپریل ۱۵۱۲ء کو بلوچستان کو خیرباد کہہ کر ملتان روانہ ہوا۔ تو اس سیاسی افراتفری سے امیر شاہ بیگ ارغون گورنر قندھار فائدہ اٹھاتے ہوئے شال اور مستنگ پر ۸ جون ۱۵۱۳ء کو قبضہ کیا۔ اسی دوران اس نے سیوی پر بھی قبضہ کیا۔ گویا شال مستنگ اور سیوی بشمول علاقہ کچھی یہ علاقے شاہ بیگ ارغون کے قبضے میں آگئے

تھے اور بعد میں امیر شاہ بیگ کے لئے سندھ کا فتح کرنا آسان ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے بعد میں سندھ پر قبضہ کر لیا۔ اور قندھار سے سندھ میں منتقل ہوا۔ جب سینتیس سال بعد امیر حسن ۲۹ نومبر ۱۵۲۹ء میں بلوچستان کی مسند حکمرانی پر بیٹھا۔ تو اس دور میں ہمایوں مغل بادشاہ دوبارہ ہندوستان کی سلطنت پر قابض ہو چکا تھا۔ بلوچستان کے متصل علاقوں میں سیاسی صورت حال یکسر تبدیل ہو چکی تھی۔ ان موافق سیاسی حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قلات کی تسخیر کے بعد امیر حسن کمبرانی نے ۱۸ اگست ۱۵۵۲ء کو مستنگ اور ۲ اکتوبر ۱۵۵۲ء کو شال پر دوبارہ قبضہ کیا۔ اپنے بھائی امیر گورگند کمبرانی کو مستنگ کا اور اپنے دوسرے بھائی امیر کلندر کمبرانی کو شال کا حاکم مقرر کر کے قلات کی طرف مراجعت کی

امیر حسن کی دور حکمرانی (۱۵۲۹ء تا ۱۵۶۹ء) میں وفاقی خطوں کے امیر

جب امیر حسن میروانی کمبرانی مورخہ ۲۹ نومبر ۱۵۲۹ء کو بلوچستان کی مسند امارت پر بیٹھا تو بلوچستان کے خطہ مکران کا امیر ملک جلال الدین دُرک زئی بلوچ تھا۔ خطہ خاران کا امیر ملک دوستین نوشیروانی تھا۔ خطہ جاغی کا امیر ملک خلی سنجرانی بلوچ تھا۔ اور لسبیلہ کے خطہ پر جام خیسا رونجھا حکمرانی کر رہا تھا۔

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدار المہام

جب امیر حسن بلوچستان کا حکمران بنا تو ان کے دور حکمرانی میں اُستاد ایدل فوت ہو چکا تھا۔ ایدل کے دو بیٹے تھے کوئی بڑا بیٹا تھا کیونکہ وہ گھوڑے سے گر کر لنگڑا ہو چکا تھا۔ لہٰذا امیر حسن نے اس کے چھوٹے بھائی اُستا بشام کو مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا منتظم مقرر کیا

سلطنت ہندوستان کی سیاسی صورتحال

جب امیر حسن کمبرانی بلوچ ۲۹ نومبر ۱۵۴۹ء کو بلوچستان کی مسند حکمرانی پر بیٹھا تو ہندوستان کی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے ہمایوں مغل بادشاہ کی جدوجہد جاری تھی۔ چنانچہ ۲۶ نومبر ۱۵۵۵ء میں انہوں نے سلطنت ہندوستان کے پایہ تخت دہلی کو دوبارہ فتح کر کے مغل خاندان کی حکمرانی کو بحال کر دیا ۵۱ سال کی عمر میں ۱۶ نومبر ۱۵۵۵ء کو فوت ہوا تو امرائے دربار سلطنت ہندوستان نے ان کے بیٹے اکبر کو لاہور کے قریب قصبہ کلانور میں تخت شاہی پر بٹھایا۔ جس وقت اکبر کو تخت پر بٹھایا گیا اس کی عمر ۱۳ سال تھی۔ اس کا اتالیق بہرام خان ان کے سربراہ کی حیثیت سے اس حکومت کو ۱۵۵۵ء سے لے کر ۱۵۶۶ء تک یعنی کل گیارہ سال چلاتا رہا۔ اور امیر حسن کمبرانی بلوچ کے دور میں ہندوستان کی یہ سیاسی صورتحال تھی۔ جس کی تفصیلات اوپر بیان کی گئیں ہیں۔

ایران کی سیاسی صورتحال

جب امیر حسن کمبرانی اپنے والد امیر گہرام کی وفات کے بعد ۲۲ نومبر ۱۵۴۹ء میں بلوچ برادری کی مسند امارت بلوچستان پر بیٹھا تو ان کے والد کے دورِ حکمرانی اور خود امیر حسن کی بیس سالہ دور حکمرانی میں سلطنت ایران پر طہماسپ اول صفوی بادشاہ کی حکمرانی قائم تھی انہوں نے ایران پر کل ۵۲ سال حکمرانی کی یعنی ۱۵۲۴ء سے لے کر ۱۵۷۶ء تک ایران کے صفوی خاندان کے حکمرانوں میں سب سے زیادہ طویل مدت حکمرانی طہماسپ اول کی ہے۔

امیر حسن کمبرانی بلوچ کی وفات

امیر حسن ۲۰ سال حکمرانی کرنے کے بعد بہ عمر ۶۰ سال مورخہ ۱۸ جون ۱۵۶۹ء میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ چونکہ وہ لاولد تھے لہٰذا اراکین مجلس شوریٰ بلوچستان نے ان کے دوسرے بھائی امیر سنجر کو جو سب بھائیوں میں عمر میں بڑے تھے۔ بلوچستان کی مسند بلوچ برادری پر بٹھایا۔

امیر حسن کمبرانی بلوچ کا کردار

امیر حسن کمبرانی بلوچ بلوچستان کے ان اولوالعزم حکمرانوں میں سے ایک تھے۔ جنہوں نے اپنی سیاسی بصیرت اور تدبر سے خطہ بلوچستان کے کھوئے ہوئے علاقے دوبارہ حاصل کیے۔ بلوچستان کے مرکزی شہر

اور دارالخلافہ قلات کی دوبارہ بازیابی ایک معجزہ سے کم نہیں تھا۔ امیر حسن کمبرانی حکمران ہوتے ہی۔ قلات کی بازیابی کے لئے مسلسل جتن کرتے رہے۔ اس مسئلہ کو امیر حسن نے نہایت فراست تدبر و صبر و تحمل سے حل کیا۔ یہ وہ اہم واقعہ تھا۔ جس نے ساری بلوچ ملت کو آزمائش میں ڈال رکھا تھا۔ مگر امیر حسن کی فراست ثابت قدمی حریت پسندی نے کٹھن حالات کے باوجود قلات کی بازیابی کو ممکن بنا کر بلوچوں کی لاج رکھ لی۔

انہوں نے قلات کو دوبارہ حاصل کر کے اُسے بلوچستان کا مستقل دارالخلافہ بنایا۔ کیونکہ فوجی نقطہ نگاہ سے یہ شہر اور وادی کوہ مرتفع قلات کی چوٹی پر واقع ہے۔ محل وقوع کے لحاظ سے قلات بلوچستان کے وسط میں واقع ہے بلوچستان کے مختلف اطراف کے راستے اسی مقام سے گزر کر دوسری سمتوں کو جاتے ہیں۔ گویا سب گزرگاہوں کے مقام اتصال پر واقع ہے اور قدیم تواریخی حوالے بھی اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کہ مادکرد بلوچوں کے دور حکومت (۸۵۴ ق م سے ۵۵۰ ق م) ھخامنشی دور حکومت (۵۵۰ ق م سے ۳۳۰ ق م) آشکانی دور حکومت (۲۴۷ ق م تا ۲۲۴ء) میں بلوچستان میں بلوچوں کے ان تینوں ادوار کے حکمرانیوں میں قلات بلوچستان کا دارالخلافہ رہا ہے۔ قبل از اسلام بلوچستان کے ہندو سیوا حکمرانوں کے دور (۵۶۰ء تا ۶۶۱ء) میں بھی قلات بلوچستان کی حکومت کا دارالخلافہ رہا ہے۔ لہٰذا یہ کارنامہ بھی امیر حسن کے عالی دماغی کا نتیجہ ہے ان کا دوسرا بڑا کارنامہ وادی شال[۱] اور وادی مستنگ[۲] کو فتح

(۱) کوئٹہ شہر اور وادی کا قدیم نام (۲) مستونگ شہر اور وادی کا قدیم نام

کرکے دوبارہ خطہ توران (سطح مرتفع قلات) کے ساتھ ملاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں بلوچوں میں اتحاد و اتفاق کا خوشگوار ماحول پیدا کیا۔ جس میں قبائل نہایت امن اور چین سے زندگی بسر کرتے رہے۔ اور ملک میں ہر طرف امن وامان رہا انہوں نے بلوچوں کی قومی طاقت کو اس قدر مضبوط بنیادوں پر استوار کیا کہ ان کے بعد ان کے جانشین پھر کبھی چین سے نہیں بیٹھے بلکہ اپنی حکومت کو وسعت دیتے رہے۔ امیر حسن کمبرانی نے کل بیس سال حکمرانی کی۔ ساٹھ سال کی عمر میں ۱۸ / جون ۱۵۶۹ء میں اس جہان فانی سے لاولد رخصت ہوئے ان کے دیگر پانچ بھائی امیر سنجر امیر گرگین، امیر سمایل، امیر کلندر، امیر میرو تھے۔ جو بقیہ حیات تھے ان سب میں امیر سنجر عمر میں بڑے تھے۔ امیر حسن کمبرانی ایک دور اندیش شخص تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ لاولد ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ بلوچی رواج کے مطابق ان کے بعد ان کے بھائی امیر سنجر ہی ان کے جانشین بنیں گے لہٰذا انہوں نے اس بھائی کو ہمیشہ اپنے ساتھ بطور معاون رکھا اور وقت کے تقاضوں کے مطابق ان کو ہر قسم کے علوم فنون کی تربیت دی تاکہ بحیثیت حکمران بلوچستان بلوچ ملت کے لئے بے لوث خدمت کر سکے۔

سندھ کی سیاسی صورتحال

امیر حسن کمبرانی بلوچ کے دور حکمرانی میں سندھ میں ارغونوں کی حکومت کو زوال آنے کے بعد جنوبی سندھ میں ترخانیوں کی حکومت کی بنیاد پڑی اس خاندان کا پہلا فرمانروا میرزا عیسیٰ ترخان تھا۔ ۲۶ / نومبر ۱۵۵۲ء میں

مسند حکمرانی پر بیٹھا اور ۱۵۶۵ء تک حکومت کی یعنی کل گیارہ سال حکومت کی۔

خاندان ترخان کی وجہ تسمیہ

کہتے ہیں ایک دفعہ امیر تیمور اپنے مصاحبین کے ساتھ شکار کے لیے نکلا راستے میں طوفان بادوباران آیا۔ امیر تیمور اور اس کے ساتھی راہ بھول گئے۔ راستے کی تلاش میں ان کا گذر جنگل کے رہنے والے ایک قبیلے سے ہوا۔ پہلے تو اس قبیلے کے لوگوں نے انہیں ڈاکو سمجھ کر مقابلے کی ٹھانی لیکن بعد میں انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا سب نے مل کر امیر تیمور سے معافی چاہی اور پھر مہمانداری کا حق بجا لائے۔ امیر تیمور نے اس قبیلے کو ترخان کا خطاب دیا۔ جس کے معنی (بہادر) اور (مطلق العنان) کے ہیں اس کے بعد یہ قبیلہ ترخان کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس قبیلے کا سردار ایکوتمر امیر تیمور کی طرف سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ سندھ کے ترخان اسی (ایکوتمر) کے اولاد سے ہیں۔

جنوبی سندھ کا دارالخلافہ

ترخان خاندان کی جنوبی سندھ ہی دارالخلافہ ٹھٹھہ تھا

شمالی سندھ میں محمود کوکل تاش کی حکومت

جیسے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ سندھ میں ارغون خاندان کی حکومت کے اختتام پر سندھ کی حکومت دو حصوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ شمالی

حصے کو دارالحکومت بکھر تھا۔ جس کا حاکم سلطان محمود کوکل تاش تھا۔ اور جزبی حصے کو دارالخلافہ ٹھٹھہ تھا۔ جس کا حاکم میرزا عیسٰی خان ترخان تھا۔

سلطان محمود کل تاش کا خاندان۔

جس زمانے میں امیر تیمور تسخیر عراق کے لئے روانہ ہوا۔ اصفہان کے کچھ صوبے امیر تیمور کی فرمانبرداری سے منکر ہوگئے۔ اس پر انہوں نے ان لوگوں کے تاخت و تاراج اور قید کرنے کا حکم دیا۔ اس لوٹ مار میں خواجہ عادل سلطان محمود خان کے پردادا خواجہ احمد امیر ذوالنون بیگ کے والد حسن بصری کے ہاتھ لگا۔ حسن بصری نے اس کی پرورش اپنی اولاد کی طرح کی۔ خواجہ احمد کا سلسلہ نسب تین واسطوں سے ملک محمود خان سے جا ملتا ہے۔ یعنی احمد کا بیٹا عادل، عادل کا بیٹا میر فاضل، میر فاضل کا بیٹا سلطان محمود خان کہتے ہیں۔ کہ انہیں واسطوں سے اس کا شجرۂ نسب عدی بن حاتم سے جا ملتا ہے۔

سلطان محمود کے کارنامے

سلطان محمود خان کی عمر صرف چودہ سال کی تھی کہ وہ اپنے شجاعانہ کارناموں کی وجہ سے میرزا شاہ بیگ ارغون کا منظور نظر بن گیا۔ جب شاہ بیگ نے تسخیر سندھ کا ارادہ کیا تو اس نے میدان کارزار میں اپنی ہمت بہادری اور شجاعت کے مظاہرے کئے بھکر کو فتح کرنے کے بعد شاہ بیگ نے قندھار واپس جاتے وقت اپنے بلند مرتبہ امُرا سے کہا کہ وہ بکھر میں سکونت اختیار کریں۔ لیکن

کوئی بھی آمادہ نہ ہوا۔ مگر سلطان محمود صغیر سنی کے باوجود تیار ہو گیا، گیارہ ماہ تک قلعہ بکھر کی حفاظت کرتا رہا۔ اس عرصہ میں اس نے تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ قلعے سے باہر نکل کر دھاریجہ اور سوڈا قبائل پر حملہ کر کے ان کو شکست دیتا رہا۔ میرزا شاہ بیگ کی وفات کے بعد میرزا شاہ حسن جب حاکم سندھ بنا تو اس وقت بھی سلطان محمود آمرامرائی کی جنگ اُچ اور دلاور کے قلعوں کی فتح کے موقع پر شجاعت اور بہادری کے نمایاں کارنامے انجام دیئے

سلطان محمود کوکلتاش کا شمالی سندھ کی حکومت پر جلوس

مرزا شاہ حسن ارغون جب ۱۵۵۴ء میں فوت ہوا تو سندھ کی حکومت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ سندھ کا شمالی حصہ نکی سے بالائی حصے پر جس میں بکھر ماتیلہ شامل تھے۔ ان کی حکومت سلطان محمود کے حصے میں آئی۔ چنانچہ ۲۶ نومبر ۱۵۵۴ء میں سلطان محمود بکھر آیا اور مسند حکومت پر متمکن ہوا اور ۱۵۷۴ء تک حکومت کرتا رہا گویا وہ بیس سال تک بالائی یا شمالی سندھ کا حکمران رہا۔ اس کی آخری عمر میں اکثر ارغون اور ترخان اس کے خلاف ہو کر شورش برپا کرتے رہے جب اُس نے دیکھا کہ اب سلطنت کے اُمور کو چلانا اس کے بس کا روگ نہیں تو اس نے سلطنت ہند کے مغل بادشاہ اکبر سے درخواست کی کہ وہ کسی کو بھیجے تاکہ بکھر کی حکومت اُس کے سپرد کر دی جائے

میرزا عیسیٰ خان ترخان کا گوا کے پرتگیزوں سے امداد طلب کرنا

۱۵۵۶ء میں ارغونوں کے بہکانے پر میرزا عیسیٰ خان ترخان ایک بڑا لشکر لے کر سلطان محمود خان کے دارالخلافہ بکھر پہ حملہ آور ہوا۔ ان میں زبردست جھڑپیں ہوئیں اسی دوران میرزا عیسیٰ خان ترخان نے گوا کے پرتگیزوں سے امداد طلب کی۔ بعد میں عیسیٰ خان ترخان اور سلطان محمود کو کل تاش میں صلح ہوگئی۔ اور عیسیٰ خان ترخان کے بیٹے نے پرتگیزیوں کی کمک کا کوئی معاوضہ ان کو نہیں دیا۔ لہٰذا انہوں نے ٹھٹھ شہر آکر۔ شہر کو خوب لوٹا اور شہر میں آگ لگادی۔ اور چلے گئے۔

چارٹ: امیر حسن کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان و حکمرانان سندھ

نام حکمران سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام امیر بلوچ براوری بلوچستان
ترخان خاندان جنوبی سندھ	مغل خاندان	صفوی خاندان	کمبرانی خاندان

میرزا عیسی خان سنہ ۱۵۵۴ء تا سنہ ۱۵۶۵ء	نصیر الدین ہمایوں مغل ۔ بار دوم سنہ ۱۵۵۵ء تا سنہ ۱۵۵۶ء	طہماسپ اول سنہ ۱۵۲۴ء تا سنہ ۱۵۷۶ء	امیر حسن کمبرانی بلوچ سنہ ۱۵۲۹ء تا سنہ ۱۵۶۹ء
خانان سندھ سلطان محمود خان کوکلتاش سنہ ۱۵۵۴ء تا سنہ ۱۵۷۲ء			

چارٹ، امیر حسن کمبرانی بلوچ کے ہم عصر اُمرائے خطہ مکران، خطہ خاران۔ خطہ چاغی۔ خطہ لس بیلہ۔

نام اُمیر لس بیلہ	نام اُمیر چاغی	نام اُمیر خاران	نام اُمیر مکران	نام اُمیر بلوچ برادری
بلوچستان	بلوچستان	بلوچستان	بلوچستان	بلوچستان
جام خیسا رد نجھا جدگال سنہ ۱۵۲۹ء تا سنہ ۱۷۵۰ء	ملک خطل نخمرانی بلوچ سنہ ۱۵۲۰ء تا سنہ ۱۵۷۵	ملک دوستین نوشیروانی بلوچ سنہ ۱۵۲۲ء تا سنہ ۱۵۶۶	ملک جلال الدین درگ زئی بلوچ سنہ ۱۵۵۳ء تا سنہ ۱۵۶۵ء	امیر حسن کمبرانی بلوچ سنہ ۱۵۲۹ء تا سنہ ۱۵۶۹ء

امیر سنجر کمبرانی بلوچ
۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء امیر بلوچستان

امیر سنجر کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء

جب امیر حسن کمبرانی بلوچ فوت ہوئے تو وہ لاولد تھے ان کے دیگر پانچ بھائیوں میں سے امیر سنجر سب سے عمر میں بڑے تھے۔ لہٰذا بلوچی رواج کے مطابق بلوچ برادری بلوچستان کی حکومت پر امیر سنجر نے مورخہ ۱۸ رجون ۱۵۶۹ء بہ عمر ۵۸ سال جلوس کیا۔

تباہ حال ارغونوں کا داخلہ بلوچستان میں

میرزا عیسٰی خان ترخان کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا میرزا باقی ترخان۔ جنوبی سندھ کی مسند امارت بیٹھا۔ اس کی جانشینی پر ارغون امرا نے اعتراض کیا۔ اُن کا کہنا تھا۔ کہ ملک اور خزانہ ارغونوں کی میراث تھی۔ جو بطور امانت انہوں نے میرزا عیسٰی خان ترخان کو سپرد کیا تھا۔ لہٰذا اُن کی وفات کے بعد یہ ارغونوں کا حق ہے کہ اپنے جنس بھائی کو اہل سمجھیں۔ اُسے یہ حکومت سپرد کر دیں۔ جب مرزا محمد باقی نے یہ صورت حال دیکھی۔ تو اس نے فیصلہ کیا۔ کہ اب حکمت عملی کی باتوں سے کام نہیں چل سکتا۔ بلکہ اب کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیئے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس فتنے کا خاتمہ ہو۔ چنانچہ اس نے اس منصوبے کے تحت اپنے قدیم ملازموں و متعلقین اور غلاموں کو جو شروع سے اس کے ساتھ تھے اور نہایت گھٹیا قسم کے لوگ تھے۔ بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا۔ ارغونوں کا یہ خطرہ ہمیشہ اس کے دل و دماغ پر مسلط رہتا تھا۔ کہ جب بھی ان کو موقع ملے گا یہ مجھے قتل کر دیں

گے۔ چنانچہ اُس نے مورخہ ۲۰ فروری ۱۵۲۰ء میں ارغونوں کے قتل عام کا حکم جاری کر دیا۔ اس قتل عام سے جو ارغون باقی رہ گئے وہ جلا وطن ہو کر کچھ بکھر چلے گئے۔ اور کچھ سندھ سے متصل بلوچستان کے پہاڑی سلسلہ کا تیر[۱] میں روپوش ہو گئے۔ اور بعد میں بلوچستان کے شہروں۔ لس بیلہ۔ خضدار۔ سوراب۔ قلات۔ مستونگ میں پھیل کر محنت و مزدوری کرنے لگے۔ اور یہاں انہوں نے کاریزوں کی اعدائی کا پیشہ اختیار کیا۔ بعد میں ان کے اکثر بیشتر لوگ قندھار منتقل ہو گئے۔

جالارین کرخا کے جدگال کسانوں کی شورش

جالارین کرخا کے جدگال۔ کرد براخوئی بلوچوں کے کاشتکار تھے۔ ان کی اراضیات کو کاشت کرتے تھے۔ شرح بٹائی پر مالکوں اور کسانوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ جدگالوں کا سربراہ سومار رکھیا نے تمام علاقے میں شورش برپا کر دی۔ اور ہر طرف لوٹ مار مچا دی۔ سندھ کے کچھ جدگال بھی اُس کے ساتھ مل گئے۔ ملک کے اُمن و اَمان کو خطرہ[۲] لاحق ہو گیا۔ چنانچہ ۸ اپریل ۱۵۷۷ء میں سنجر نے اپنے سب سے چھوٹے بھائی۔ اُمیر میرو کے ساتھ ایک بڑا لشکر جالارین کرخا کے طرف روانہ کر دیا۔ تاکہ وہ جدگالوں کی شورش

۱۔ سلسلہ کوہ کیھتر کا قدیم نام

۲۔ شہر اور وادی کرخ کا قدیم نام

کو نذر کرے۔ لڑائی ہوئی، جدگالوں کا سربراہ سومار رکھیا جنگ میں مارا گیا۔ امیر میرد کرد براخوئی بلوچ مالکوں اور جدگال کسانوں کے درمیان شرح بٹائی کا فیصلہ دونوں فریقین کی رضامندی کے مطابق کر کے واپس قلات پہنچا۔

بین الاقوامی سیاست کے افق پر پرتگیزیوں کا چھا جانا

اس سے پیشتر کہ پرتگیز قوم کے بحری قوت کے بارے میں تفصیلات بیان کی جائیں۔ ہم مختصر طور پر اس قوم کے تاریخی پس منظر کا بیان کریں گے۔ پرتگال مغربی یورپ کا ایک جمہوری ملک ہے اس کے شمال مشرق میں اسپین ہے۔ اور جنوب مغرب میں بحر اوقیانوس اس ملک کی لمبائی ۳۶۲ میل اور چوڑائی ۸۰ سے ۱۴۰ میل تک ہے۔ اس ملک کا ایک مشہور جہازران مہم جو واسکوڈی گاما نے ۱۴۹۷ء میں اہل یورپ کے لیے راس امید کی راہ سے ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کیا۔ وہ ۸ جولائی، ۱۴۹۷ء کو اس مہم پر روانہ ہوا۔ چند ماہ بعد ہندوستان کے جنوب مغربی ساحل کے شہر کالی کٹ میں اترا ۱۵۰۲ء میں اس نے ہندوستان کا ایک اور بحری سفر کیا اور ہندوستان کے ساحل پر پرتگال مقبوضات کا مدار المہام بنا۔ لہٰذا پرتگالی قوم نے اپنی بحری طاقت کے بل بوتے پر پاک ہند انڈونیشیا، ملایا، افریقہ اور جنوبی امریکہ کے بعض حصوں پر اپنی نوآبادیاں قائم کیں۔ اور ایک بڑے ملک کے مالک بنے۔

پرتگالیوں کے ساحل بلوچستان پر لوٹ مار

مکران میں علاقہ کلمت بندرگاہ کا سردار میر جیند ہوت بلوچ تھا۔ اس کے بیٹے کا نام میر حمل تھا۔ وہ ایک نڈر بہادر جوان تھا۔ جب پندرھویں اور سولہویں صدی میں پرتگیزوں کی بحری قوت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ تو اس زمانہ میں وہ اپنی بحری قوت کے بل بوتے پر بلوچستان کے ساحل کی بندرگاہوں پر حملہ کر کے لوٹ مار کرتے تھے۔ ان کے اکثر حملے ساحلی علاقوں پر ہوا کرتے تھے۔ ان کو میر حمل نے کئی موقعوں پر شکست دے کر بھگا دیا۔ بلکہ کہنا چاہیئے کہ میر حمل نے اپنی زندگی بلوچستان کی بندرگاہوں کی پرتگیزوں سے حفاظت کے لئے وقف کر دی تھی۔ ہر بندرگاہ پر اس نے چھاپہ مار دستوں کا ایک مکمل نظام قائم کر دیا۔ جس سے پرتگیز بہت خائف ہو گئے۔ انہی بلوچ دستوں نے گوادر بندر میں پرتگیزوں سے دو توپیں اور پسنی بندر میں ایک توپ دوران جنگ چھین لی تھی۔ آخر کار پرتگیزوں نے ١٥٨١ء میں ایک زبردست حملہ کر کے گوادر اور پسنی کے بندر کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اسی دوران کلمت پر حملہ کر کے میر حمل کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے اور وہیں قید میں ان کو قتل کر دیا۔ بعد کے بلوچ شعراء نے میر حمل کے ان جنگی کارناموں کو رزمیہ اشعار میں بیان کیا۔ جو آج تک زبان زد خلائق ہیں۔ بعد میں بلوچستان کے بلوچی زبان کے ملک الشعراء مرحوم میر گل خان نصیر نے میر حمل کی ان جنگی داستانوں کو یکجا کر کے حمل جیند کے عنوان سے کتابی شکل دی اور انہوں نے بلوچی تاریخ اور ادب میں ایک نمایاں اور درخشندہ

باب کا اضافہ کیا۔

بلوچی اشعار چاکر کہدائی کے جنگوں کے بارے میں

یہاں ہم کتاب حمل جیند کے چاکر کہدائی کے سابق جنگوں کے بارے میں کچھ بلوچی اشعار مع اردو ترجمہ بیان کریں گے۔

گردیت نہنگی من زرءَ	سمندر میں ایک مگر مچھ پرتگیزی شکل میں پھر رہا ہے۔
تُوپانی کُرتگ ہر گورءَ	ہر طرف اس نے طوفان برپا کیا ہے۔
سوختگ گیابیں گوادرءَ	اس نے شاداب گوادر کو جلا دیا ہے۔
دل مئے سوچیت چو اشکرءُ	ہمارے دل انگارے کی طرح جلتے ہیں۔
مُنیت بدیں زورا درءَ	اس طاقتور دشمن کو روکو
بیارت ڈیہ ءُ مئی لشکرءَ	اپنی فوجوں کو لاؤ میدان میں
نزتان بجنت عیسیٰ سرءُ	اس کے مقابلے لئے ہر طرح تیار ہو جاؤ

یہ مندرجہ بالا بلوچی اشعار شاعر نے اس وقت کہے۔ جب پرتگیزوں نے گوادر کی بندرگاہ پر حملہ کرکے اسے بھسم کر دیا۔ شاعر میر حمل کی بہادری۔ رزم آرائی، سربراہی کے متعلق بلوچ قوم کے جذبات کو یوں بیان کرتا ہے۔

تئی مردی ءِ مئی سرانت   حمل آج ہمارا رہبر ہے ۔

مئے ننگ و نام ءِ اسپرانت   ہمارے ننگ و ناموس کے لئے ڈھال ہے

من ہند و سندھ ءِ مئے گوُرانت   ہر جگہ وہ ہمارا ساتھی اور نگاہبان

من ہند و سندھ ءِ مئے گوُرانت ، ہر جگہ وہ ہمارا ساتھی اور نگہبان ہے

گوُ دشمنان پشت و درانت   ، بدخواہوں کا جانی دشمن ہے ۔

شیمیں بدان پہ خنجرانت   ، دشمنوں کے لئے تیز خنجر ہے

کوم ءِ گچینیں رہبرانت   ، ملت بلوچ کا اعلیٰ ترین رہبر ہے ۔

مارا پکّیں و باورانت   ، اس کے تمام اوصاف پر ہمیں یقین کامل ہے

جب ۹ دسمبر ۱۵۸۱ء کو پرتگیزوں نے بندر کلمت پر حملہ کیا تو میر حمل مقابلے کو نکلا تو ان کی زبردست لڑائی میر حمل سے ہوئی ۔ اور اس جنگ میں میر حمل کو گرفتار کر کے وہ اپنے ساتھ لے گئے ۔ اس واقعہ کے بارے میں شاعر یوں اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے ۔

بیڑ[1] پرنگ واتنت ۔ چہ ہر چار کنڈاں

فرنگی نے چاروں طرف سے شدید حملہ کیا

حمل ءَ گپتنت آناشریں لنڈاں

ان مفسد لیٹروں نے حمل کو گرفتار کیا

کبریں ریزان گون بستنت نیداں

اس کے ہاتھ پاؤں موٹی رسیوں سے باندھ لیے

[1] پرتگیز ۔

چاپتنت بوجیگاں ، ورشتگنت ہور ءَ

کشتیوں پر سوار ہو کر خلیج کے طرف نکل گئے

بہ وتی ملک ءَ ، اش برتنت شا زور ءَ

شاہ زور حمل کو اپنے ملک لے گئے

حمل جیند ءِ گون ھلا مور ءَ

(حمل) جیند کے بیٹے کو غمل غبارے کے عالم میں لے گئے

گربوکیں چماں گون ناکدا پیریں

عمر رسیدہ ملاح پُرنم آنکھوں کے ساتھ

چاپتیگ بوجیگ ءَ حمل ءِ میریں

جانباز حمل کے کشتی میں بیٹھ گیا

ریم پہ کلمت وکوٹ باد گیریں

کلمت اور اُس کے پرشکوہ قلعہ کے طرف روانہ ہوا

موتک کتہ جان شوے سنگ دل گریں

غم گیں ۔ دل جلے ہوئے ملاحوں نے اپنے معروف

بہ وتی نامانی سرگل ءَ بیریں

جانباز رہنما کے لئے نوحہ اور ماتم کیا

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدار المہام

بشام لا ولد فوت ہوا ۔ تو امیر سنجر نے بشام کے بڑے بھائی گرانی کے بیٹے جو اس کے دور میں جوان ہو چکے تھے ۔ ریکی اُستا کو مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدار المہام بنایا

شمالی سندھ کی حکومت کی سیاسی صورتحال

شمالی سندھ کی حکومت کا دارالخلافہ بکھر تھا۔ سلطان محمود کلتاش نے اس حکومت پر ۱۵۵۴ء سے لے کر ۱۵۷۴ء تک حکومت کی سلطان محمود کو کلتاش کی آخری عمر میں اکثر ارغون اور ترخان امراء اس کے خلاف ہو کر شورش پر تلے ہوئے تھے۔ اس شورش کو ختم کرنے کے لئے اور یہ سوچ کر کہ اب سلطنت اس کے بس کا روگ نہیں۔ مغل بادشاہ اکبر سے درخواست کی کہ وہ کسی کو بھیجے تا کہ شمالی سندھ کے دارالخلافہ بکھر کی حکومت اس کے سپرد کی جائے۔ چنانچہ جب سلطان محمود کو کلتاش ۱۵۷۴ء میں فوت ہوا تو کیسو خان پہلا مغل گورنر بنا۔ جسے مغل بادشاہ اکبر نے ۱۵۷۴ء میں بکھر بھیجا تھا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل گورنر دہلی کی مغل حکومت کی طرف سے آتے رہے۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے

۲۔ ترسُو خان ۱۵۷۵ء ۳۔ میر سید محمد امیر ولد میر عبدل ۱۵۷۵ء ۴۔ سید ابوالفضل ولد سید محمد امیر ۱۵۷۶ء ۵۔ اعتماد خاں خواجہ سرا ۱۵۷۷ء ۶۔ نواب فتح خان ۱۵۷۸ء ان تمام گورنروں کے دور ملازمت میں بلوچستان میں امیر سنجر کمبرانی بلوچ مسند حکمرانی پر متمکن تھے۔ اور یہ سارے گورنر ان کے ہم عصر تھے۔

جنوبی سندھ کی حکومت کی سیاسی صورتحال

امیر سنجر کے دورِ حکمرانی میں جنوبی سندھ میں حکمرانی ترخان خاندان کی تھی۔ میرزا محمد باقی ترخان کی تھی۔ میرزا محمد باقی ترخان حکمران تھا

میرزا محمد باقی ترخان اپنی آخری زندگی میں ملک کو تین صوبوں میں تقسیم کر کے اپنے تینوں بیٹوں کو جو خوب مدبر اور کارگزار ہو چکے تھے ۔ ان تینوں صوبوں کا گورنر مقرر کیا ۔

صوبہ سیوبن:۔ صوبہ سیوبن کی گورنری کا عہدہ اپنے بڑے بیٹے میرزا محمد پائندہ ترخان کو دیا۔ چونکہ وہ مخبوط العقل تھا ۔ لہٰذا صوبہ داری کے تمام فرائض اس کا بیٹا میرزا جانی بیگ سرانجام دیتا تھا ۔

صوبے نصرپور:۔ صوبہ نصرپور کا گورنر میرزا محمد باقی کا دوسرا بیٹا میرزا شاہ رخ تھا۔

چاچکان صوبے: صوبہ چاچکان کا گورنر میرزا محمد مظفر ترخان تھا جو میرزا محمد باقی کا تیسرا بیٹا تھا ۔ یہ سارے گورنر بھی امیر سنجر امیر بلوچستان کے ہمعصر تھے۔

سلطنت ہندوستان کی سیاسی صورتحال

دنیا میں جب سے تہذیب و تمدن کی ابتداء ہوئی ہے ۔ بلوچستان کا خطہ بوجہ اپنے جغرافیائی محل وقوع ہندوستان اور ایران کے سلطنتوں کے درمیان بطور بفر اسٹیٹ کے رہا ۔ ان دونوں سلطنتوں کے انقلابات بلوچستان پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں ۔ بہ ہر حال امیر سنجر کے دور میں ہندوستان میں مغلوں کی حکومت مضبوطی سے جڑ پکڑ چکی تھی ۔ اور اس پر جلال الدین اکبر مغل بادشاہ نہایت شان شوکت سے حکومت کر رہا تھا ۔ اور کئی ایک علاقے فتح کر کے ہندوستان کی مغل سلطنت کو وسعت دے ڈالی تھی ۔

سلطنت ایران کی سیاسی صورتحال

ایران میں شاہ طہماسپ اول ۵۲ سال حکومت کرنے کے بعد فوت ہوچکا تھا۔ اس کے چوتھے بیٹے اسماعیل ثانی کو تخت پر بٹھایا گیا جو باپ کے دور میں ۲۵ سال قید میں رہا تھا۔ اراکین دولت نے اسے قید سے نکال کر مسند حکمرانی پر بٹھایا۔

بلوچستان کی اقتصادی صورتحال کا جائزہ

امیر سنجر کمبرانی بلوچ کے دور حکمران (۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء) میں ہندوستان کی سلطنت پر جلال الدین اکبر کی طویل حکمرانی دور ایران میں طہماسپ اول صفوی کی طویل حکمرانی نے تمام اطراف میں امن و امان قائم کر رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے بلوچستان میں تجارتی کاروبار کی خوب چہل پہل رہی تھی اس کی وجہ سے بلوچستان کی حکومت کو مالی فائدہ پہنچا۔ کیونکہ اس دور دور میں ایک بین الاقوامی تجارتی راستہ بلوچستان سے گذر کر بندر تک جاتا تھا۔ یعنی مشرقی ایران کا مال سیستان سے نوشکی اور نوشکی سے قلات اسی طرح صوبہ کابل کے خطہ جنوبی قندھار کا مال شال کوٹ سے قلات آکر بذریعہ سونمیانی بندر دساور کو جاتا تھا یہ تھی ایک بین الاقوامی شاہراہ جو بلوچستان کے علاقوں سے گذر کر سونمیانی بندر پر ختم ہوتی تھی

امیر سنجر کمبرانی بلوچ کی وفات

امیر سنجر بہ عمر ۷۰ سال مورخہ ۲۱ نومبر ۱۵۸۱ء میں مختصر علالت

کے بعد اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ بوقت وفات امیر موصوف کی عمر ۷۰ سال تھی۔

امیر سنجر کا کردار

امیر سنجر ایک مدبر اور بردبار حکمران تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے مغل حکمرانوں کے ساتھ بلوچ قوم کے روابط کو برقرار رکھنے میں ہر ممکن کوشش کی۔ کیونکہ مغل بادشاہ ہمایوں کی کامیابی کے بعد مغل خاندان نے ہمیشہ بلوچ ملت کو اچھی نظروں سے دیکھا۔ اور ان کی حمایت کے خواہاں رہے۔ لہٰذا ہمایوں مغل بادشاہ کے جانشین بلوچستان کی حکومت کے (فاضل ریاست) کی سیاسی پوزیشن کو بحال رکھا۔ بلوچوں کے اندرونی معاملات میں کبھی بھی مغل حکومت نے مداخلت نہیں کی۔ لہٰذا اسی وجہ سے بلوچستان کی بلوچ حکومت ہندوستان کے مغل بادشاہوں کی ہمنوا اور حلیف رہی ہیں

چارٹ ۱ امیر سنجر کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران وہندوستان وحکمرانان سندھ

	نام حکمران سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
[illegible]	مغل گورنر	مغل خاندان	صفوی خاندان	امیر سنجر کمبرانی بلوچ سنہ ۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء

کیسو خان۔ ترسون خان میر سید محمد سید ابوالفضل اعتماد خانہ خواجہ سرا نواب فتح خان جنوبی سندھ میرزا محمد باقی ترخان ۱۵۶۵ء تا ۱۵۸۵ء	جلال الدین اکبر ۱۵۵۵ء تا ۱۶۰۵ء	طہماسپ اول ۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء شاہ اسماعیل ثانی ۱۵۷۶ء تا ۱۵۷۸ء	امیر سنجر کمبرانی بلوچ ۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء

چارٹ: امیر سنجر کمبرانی بلوچ کے ہم عصر امرائے خطہ مکران۔ خاران چاغی و لس بیلہ

نام امیر لسبیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ برادرہا بلوچستان
جام محمد رونجھا جدکال ۱۵۶۰ء تا ۱۵۸۰ء	ملک عالی خان نابینا سنجرانی ۱۵۷۵ء تا ۱۶۰۵	ملک دینار اول ۱۵۶۶ء تا ۱۶۰۷	ملک شاہ محمد درک زئی بلوچ ۱۵۶۵ء تا ۱۵۸۰ء	امیر سنجر کمبرانی بلوچ ۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء

امیر ملوک کمرانی بلوچ
۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء امیر بلوچستان

باب ہشتم

امیر ملوک کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء

امیر سنجر کی وفات کے بعد اس کے دو بیٹے تھے امیر ملوک و امیر کمبر بلوچ زعماء نے بلوچی دستور کے مطابق امیر سنجر کے بڑے بیٹے امیر ملوک کمبرانی بلوچ کو ۲۱ نومبر ۱۵۸۱ء میں بلوچستان کی مسند امارت پر بٹھایا اس وقت امیر ملوک کی عمر ۵۲ سال تھی دستار بندی کی رسومات سے فارغ ہونے کے بعد سارے امراء اپنے متعلقہ علاقوں کی طرف روانہ ہوئے

پسنی پر پرتگیزوں کا حملہ اور پسپائی

۱۵۸۲ء میں پرتگیزوں نے ایک اور شدید حملہ پسنی بندرگاہ پر کیا۔ مگر اُن کو منہ کھانا پڑی۔ اس دور میں ملک مظفر شاہ درک زئی مکران کے حاکم تھے اور پرتگیزوں کے اس حملے کے متعلق پہلے سے افواہیں گشت کر رہی تھیں۔ کہ وہ بلوچستان کی ساحلی بندرگاہوں پر حملہ کرنے والے ہیں۔ لہٰذا بلوچستان کے تمام بندرات کے باشندے چوکنا تھے۔ ملک مظفر شاہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ پسنی بندر میں موجود تھا۔ جب ۱۸ نومبر ۱۵۸۲ء کو پرتگیزی قزاقوں نے پسنی پر حملہ کیا تو ساحل کے قریب ریت کے ٹیلوں میں سید بلوچ لشکر کو مورچہ بند پایا ان پر بلوچ لشکر نے اس قدر شدید تیر برسائے کہ پرتگیزی

سراسیمگی کی حالت میں پسپا ہو کر سمندر کی طرف بھاگ گئے۔ اور مقتولین کو وہیں پر چھوڑ دیا۔ بلوچ لشکر نے انکے ہتھیاروں پر قبضہ کیا۔

ہندوستان کی سیاسی صورتحال

امیر ملوک کے دور حکمرانی (۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء) میں۔ ہندوستان میں مغل خاندان کے بادشاہ جلال الدین اکبر (۱۵۵۵ء تا ۱۶۰۵ء) کی حکمرانی کا ہر طرف ڈنکا بج رہا تھا۔ انہوں نے ہندوستان کے اکثر اہم علاقوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت کو وسعت دی۔ اور نہایت تدبر سے نظام سلطنت کو چلاتا رہا۔

بلوچستان کے کچھ علاقوں پر خراج عاید کرنا

ہندوستان کے مغل حکمران جلال الدین اکبر کی حکومت جب بہت زیادہ طاقتور ہوگئی تو اس کے عمال نے بلوچستان کے مندرجہ ذیل تین شہروں، شال، مستنگ۔ قلات بنجیرہ پر خراج عاید کیا۔ جس کی تفصیلاً آئین اکبری میں اس طرح بیان کی گئیں ہیں۔

اسمائے محال	تومان	دینار	گوسفند اسپ	خروار غلہ	سوار	پیادہ
قلات بنجیرہ	-	-	اسپ ۳۶ ارزق ۳۰	—	۵۰۰	۵۰۰
مستنج مستنگ	۱۰	۸۰۰۰	—	۴۰۰	۱۰۰	۵۰۰

شال	۲ ۱/۲	—	۹۳۰ گوسفند	۷۰۰	۱۰۰	۱۰۰

ایران کی سیاسی صورت حال

امیر ملوک کمبرانی بلوچ کی دورِ حکمرانی (۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء) میں ایران کی سیاسی صورتحال کی تفصیلات اس طرح ہیں۔ شاہ اسماعیل ثانی۔ ۱۵۷۶ء میں اپنے باپ طہماسپ اول (۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء) کی جگہ تخت نشین ہوا۔ وہ تخت نشینی سے پہلے اپنے باپ کے دورِ حکمرانی میں ۲۵ سال متواتر قید میں رہا تھا۔ لہٰذا اس طویل قید و بند کی وجہ سے اُس کی طبیعت میں چڑچڑا پن اور بے رحمی کے عنصر پیدا ہو گئے تھے۔ تخت نشین ہوتے ہی اس نے قزوین میں قیام پذیر آٹھ شہزادوں کی یا تو آنکھیں نکلوائیں یا اُن میں سے کچھ کو قتل کرا دیا۔ بعد میں اپنے بڑے بھائی محمد خدا بندہ اور اس کے بیٹے عباس کے قتل کے احکامات جاری کر دیئے۔ مگر اس دوران میں افیون کے زائد از ضرورت کھانے کی وجہ سے اُن کی موت واقع ہوئی اس طرح محمد خدا بندہ اور اس کے بیٹے عباس کی جان بچ گئی۔ محمد خدا بندہ طہماسپ اول کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

محمد خدا بندہ کی تخت نشینی ۱۵۷۸ء

اسماعیل ثانی کی موت کے بعد ۱۵۷۸ء میں محمد خدا بندہ

تخت نشین ہوا۔ مگر وہ سیاسی حالات کو درست کرنے میں
ناکام رہا۔ خراسان کے اُمرا نے اس کی حکومت کو مبارزت
کی دعوت دی۔ اور عباس کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ خانہ جنگی
کے دوران اس کے وزیر سلیمان مرزا کو قزلباش سرداروں نے مار دیا
اس سے محمد خدا بندہ کی حکومت کمزور ہو گئی۔ اسی اثناء میں ترکوں
نے سلطنت ایران پر چڑھائی کر دی تو خدا بندہ کے ساتھیوں نے
اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ مگر حمزہ
مرزا، ولی عہد کی جانبازی اور دلیری نے صورت حال کو تباہی
سے بچا لیا۔ اس نے ترک افواج کو پے در پے شکستیں دے
کر ان کی پیش قدمی کو روکے رکھا۔ ایک محاذ پر حمزہ مرزا
نے بیک وقت بیس ہزار ترکی فوجی مارے مگر آخر میں
حمزہ مرزا کو شکست سے دو چار ہونا پڑا جبکہ اس کے تین
ہزار سپاہیوں کو دلدل میں دھکیل دیا گیا۔ نیز اندرونی سازشوں
کی وجہ سے حمزہ مرزا کی کامیابیاں بے ثمر رہیں۔ اُسے بادشاہت
کے منصب سے ہٹانے کے لئے ۱۵۸۶ء میں اس کے اپنے معتمد
ساتھیوں نے قتل کر دیا۔

جیسے کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اُمرائے خراسان نے عباس
کی بادشاہت کا اعلان کر دیا تھا۔ لہٰذا ۱۵۸۶ء میں حمزہ مرزا کے قتل
کے بعد کوئی ایسا شہزادہ میدان سیاست میں نہیں تھا۔ جو عباس کا
مقابلہ کر سکے۔ لہٰذا ۱۵۸۶ء میں۔ عباس۔ ملقب بہ شاہ عباس
اول سلطنت ایران کے تخت پر بیٹھا۔

شمالی سندھ کے مغل گورنر

جب امیر ملوک کبرانی بلوچ (۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء) بلوچ برادری کی وفاقی حکومت کے مسند پر بیٹھا۔ تو ان کے دور حکمرانی میں۔ شمالی سندھ میں جس کا دارالخلافہ بکھر تھا۔ مندرجہ ذیل گورنر ہندوستان کی مغل حکومت کی طرف سے مقرر ہو کر آئے اور چلے گئے۔ ان کے اسما اور سنین گورنری اس طرح ہیں۔

۱۔ نواب صادق خان ۱۵۸۵ء ۲۔ نواب اسماعیل قلی خان۔ ۱۵۸۶ء ۳۔ نواب شیرو سلطان ۱۵۸۸ء ۴ نواب صادق خان بار دویم ۱۵۸۹ء مندرجہ بالا یہ گورنر امیر ملوک کبرانی بلوچ کے ہم عصر تھے۔

جنوبی سندھ کی سیاسی صورت حال

میرزا محمد باقی حکمران جنوبی سندھ ۱۵۸۵ء میں فوت ہوا۔ اُن کے میت کو میرزا عیسٰی خان ترخان اول کے مقبرے کے قریب مکلی میں دفن کیا گیا۔

میرزا محمد پائندہ ترخان کی مسند نشینی ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۰ء

میرزا محمد باقی ترخان کی وفات کے بعد اس کے ارکین دولت نے باہمی مشورہ کر کے میرزا کے دو بیٹوں مرزا ظفر اور میرزا محمد پائندہ ترخان میں سے میرزا محمد پائندہ ترخان کو باپ

کا جانشین بنایا۔ چونکہ مرزا محمد پائندہ کے مزاج میں دیوانگی اور بھولا پن غالب تھی۔ اس لئے اس کے بیٹے میرزا جانی بیگ کو اس کا قانونی مشیر مقرر کر کے کاروبار مملکت اس کے تحت رکھا۔ گویا بصورت دیگر میرزا جانی بیگ ہی اپنے دادا میرزا محمد باقی کی جگہ مسند امارت پہ بیٹھا اراکین دولت نے میرزا مظفر ترخان کو اس لئے جانشینی سے خارج کیا۔ کہ اس کی ماں جاریجہ قوم سے تھی۔ ترخانوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جاریجہ لوگ راجپوت ہیں۔ اور عموماً شر انگیز ہیں اگر میرزا مظفر کو جانشین بنایا گیا۔ تو یقیناً جاریجہ اس کی حکومت میں دخیل ہوں گے اور ترخانوں کو سندھ سے باہر نکال دیں گے جب کہ میرزا محمد پائندہ خالص نسلاً ترخان تھا۔ مخبوط الحواس ہونے کے باوجود اُسے مسند حکمرانی پر بٹھایا اور اور اس کے بیٹے میرزا جانی بیگ کو اس کا سربراہ مقرر کیا گیا۔

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام

اُمیر ملوک کمبرانی بلوچ کے دور حکمرانی میں ریکی اُستا ہی مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام رہا۔ کہتے ہیں اس نے اپنے دور میں روایتی ہتھیاروں میں بہت سی تبدیلیاں کیں۔ مختلف دھاتوں کی آمیزش سے مضبوط ہتھیار بنائے۔

مکران میں میدبلوچوں کی شورش

اُمیر جیبان ادرگانی کرد بلوچ کے تیرہ بیٹوں میں سے ایک بیٹے

کا نام (میدہ) تھا۔ میدکی اولاد مرور زمانہ کے ساتھ جب تعداد میں افزایش کی وجہ سے بڑھ گئی تو اس کی اولاد بلوچستان کی ساحلی علاقوں میں پھیل کر آباد ہو گئی اور ماہی گیری کے پیشے کو اختیار کیا۔ امیر ملوک کمبرانی بلوچ جب وفاقی حکومت بلوچستان کے امیر تھے تو ان کے دور میں خطہ مکران میں دُرک زئی نوحانی بلوچوں کی حکومت قائم تھی۔ امیر مظفر شاہ حاکم مکران تھے۔ انہوں نے ماہی گیروں کی آمدنی پہ ٹیکس بڑھا دیا۔ جس کی وجہ سے ماہی گیر ناراض ہو گئے۔ یہ سب قبیلہ مید بلوچ سے تعلق رکھتے تھے۔ میدوں نے زبردست شورش برپا کر دی۔ جس کی وجہ سے امیر مظفر نے وفاقی حکومت بلوچستان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ امیر ملوک کمبرانی بہ نفس نفیس ان کی امداد کے لئے چھ ہزار لشکر کے ساتھ بطرف تربت روانہ ہوا۔ تربت دارالخلافہ مکران پہنچ کر وہ اور امیر مکران امیر مظفر بطرف پسنی روانہ ہوئے۔ تربت اور پسنی کے درمیان مقام پیدارک میں مید بلوچوں کے لشکر سے ان کا آمنا سامنا ہوا۔ ایک شدید لڑائی مورخہ ۸ ستمبر ۱۵۹۰ء کو میدوں کے ساتھ لڑی گئی۔ مید شکست کھا کر مختلف سمتوں میں پراگندہ ہو گئے۔ اس لڑائی میں امیر ملوک امیر بلوچستان زخمی ہوا۔ تیسرے دن زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہوا۔ ان کی میت کو تربت سے نہایت احترام کے ساتھ سوراب لا کر نغار میں امرائے میروانی کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

آمیر ملوک کمبرانی بلوچ کا کردار

آمیر ملوک نے کل نو سال حکمرانی کی یعنی ۱۵۸۱ء سے لے کر ۱۵۹۰ء تک اس تمام دور حکمرانی میں وہ اپنے اجداد کی پالیسی پر کار بند رہا۔ اس کے دور میں بلوچستان میں امن اور سلامتی کا دور تھا۔ اس نے بلوچ ملت کے اتحاد و اتفاق کو ہر طرح سے قائم و دائم رکھا۔ چونکہ ہر طرف امن و امان تھا۔ اس نے تجارت کے فروغ کے لئے تجارتی قافلوں کو کافی مراعات دیں۔ جس کی وجہ سے بلوچستان میں بین الاقوامی تجارت بڑھ گئی۔ لوگ بہت آسودہ حال ہو گئے۔

چارٹ: آمیر ملوک کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان وحکمرانان سندھ۔

نام حکمران سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام آمیر بلوچ برادری بلوچستان
شمالی سندھ کے گورنر نواب صادق خان نواب اسماعیل قلی خان نواب شیر و سلطان نواب صادق خان بار دوم	جلال الدین اکبر ۱۵۵۵ء تا ۱۶۰۵ء	شاہ عباس اول ۱۵۸۸ء تا ۱۶۲۹ء	آمیر ملوک کمبرانی بلوچ ۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء

امیر کمبر ثانی کمبرانی بلوچ ۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۱ء امیر بلوچستان

جنوبی سندھ کے حکمران مرزا پائندہ نزخان ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۰ء			

چارٹ ہمعصر امیر ملوک کمبرانی بلوچ کے ہم عصر اُمرائے خطہ مکران۔ خطہ خاران۔ خطہ جاعی۔ خطہ لس بیلہ

نام امیر لسبیلہ بلوچستان	نام امیر جاعی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ بلیدی بلوچستان
جام اُلّن رونجھا جدگال ۱۵۸۰ء تا ۱۵۹۲ء	ملک عالی خان نابینا ۱۵۷۵ء تا ۱۶۰۵ء	ملک دینا راول نوشیروانی ۱۵۶۶ء تا ۱۶۰۷ء	ملک مظفر شاہ دریک زئی بلوچ ۱۵۸۰ء تا ۱۵۹۱ء	امیر ملوک کمبرانی بلوچ ۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء

امیر کمبر ثانی کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۱ء

امیر ملوک کمبرانی بلوچ مورخہ ۸ ستمبر ۱۵۹۰ء کو لاولد فوت ہوئے۔ بلوچی دستور کے مطابق ان کے چھوٹے بھائی امیر کمبر کو ۸ ستمبر ۱۵۹۰ء میں بہ عمر ساٹھ سال بلوچستان کی مسند حکمرانی پر بٹھایا گیا۔ امیر کمبر

امیر کمبر ثانی کے نام سے ملقب ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ امیر کمبر ثانی کو زراعت کا بہت شوق تھا۔ لہٰذا اس نے بلوچستان میں زراعت کو ترقی دینے کے لئے بہت سے اقدامات کئے۔ کاشتکاری کے ترقی کے لئے آبی وسائل کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے اس وسیلہ کے کھوج میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کیا

چشمہ قلات کی مزید احداثی

موجودہ چشمہ قلات کے بالکل قریب ایک کاریز احداث کیا۔ جس کے تین کنوئیں ہیں۔ ان تین کنوؤں کو ایک زیر زمین سرنگ سے ملا کر پانی کو چشمہ قلات میں ڈال دیا۔ اس کاریز کی کھدائی سے چشمہ قلات کے پانی کی مقدار بڑھ گئی یہ کاریز آج تک اسی حالت میں موجود ہے۔ پانی کی وافر مقدار حاصل ہونے کے بعد کافی اراضیات زیر کاشت آ گئیں۔

موضع چھپر میں بندات کی تعمیر

موضع چھپر موجودہ قلات کے شہر سے کوئی دس میل مغرب کی جانب واقع ہے۔ اس موضع میں آمیر کمبر ثانی کے قریب دو سو بندات تعمیر کروائے۔ تاکہ علاقہ میں بارش کا پانی ضائع نہ ہو جائے اور اس پانی کو کاشتکاری کے لئے استعمال کیا جا سکے۔

چشمہ دو۔ دران کی دوبارہ احداثی

اسی موضع چھپر میں ایک بہت بڑا چشمہ ہے جسے (دو۔ دران) کہتے

کئے ہیں۔ اس چشمے کو منگولوں کے ابتدائی دور اقتدار میں ڈھانپ دیا تھا صرف ایک سوراخ سے تھوڑا سا پانی باہر نکلتا تھا۔ امیر کمبر ثانی کے حکم سے چشمہ سے اوپر کے حصہ کو ہٹا کر چشمے کے تالاب کو صاف کر دیا گیا۔ جب سے کئی ایک چشمے پھوٹ پڑے اور پانی کی مقدار کوئی پچاس گنا بڑھ گئی۔

وادی سوراب میں کاریز سرخ کی احدائی۔

اسی طرح وادی سوراب میں امیر کمبر ثانی نے چشمہ سرخ کو احداث کیا اس وقت بھی وادی سوراب میں بڑا چشمہ یہی کاریز سرخ ہے۔

کاشتکاری کی ترقی کی مہم

امیر کمبر ثانی نے کل گیارہ سال حکمرانی کی۔ اپنے اس گیارہ سال دور حکمرانی میں اس نے کھیتی باڑی کو ترقی دینے کے لئے اپنی مہم کو باقاعدہ جاری رکھا۔ اور بلوچستان کے تمام خطوں کا دورہ کر کے علاقوں کے امراء کے ساتھ مل کر بندات تعمیر کروائے۔ کاریزیں نکلوائیں۔ جس سے کہ بلوچستان کے تمام علاقوں میں زراعت کو ترقی ملی۔ اور لوگ آسودہ حال ہو گئے۔

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام

امیر کمبر ثانی کمبرانی بلوچ (۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۰ء) کے دور حکمرانی میں اُستا۔ ریکی فوت ہو چکے تھے۔ اُس کے دو بیٹے تھے۔ رکام دشی اور مراد دلوش۔ رکام دشی بڑا بیٹا تھا۔ چنانچہ امیر موصوف

نے اُس کو اس کے باپ کا عہدہ دیا۔ اور مرکزی اسلحہ سازکارخانہ
اسے مدارالمہام مقرر کیا۔

ایران کی سیاسی صورت حال

جب اُمیر کمبر ثانی۔ مسند امارت بلوچستان پر بیٹھا۔ تو اس دور میں ایران
کی سیاسی صورتحال یہ تھی۔ ترکی سلطنت کی ایران پر یلغاریں جاری تھیں
عراق عجم لرستان اور خوزستان کے صوبوں پر ترکی قبضہ کر چکا تھا۔
دوسری طرف سے ازبک ایران پر حملے کر رہے تھے چنانچہ ایران
کے بادشاہ شاہ عباس نے مملکت ترکی سے صلح کر لی۔ تاکہ ازبکوں کی
یورشوں کا قلع قمع کر سکے چنانچہ اس نے ۱۵۹۷ میں بہ مقام ہرات ازبکوں
کو ایسی شکست فاش دی۔ کہ آئندہ کئی سالوں تک ایران ازبکوں
کے حملوں سے محفوظ رہا۔ ۱۵۹۸ء میں لندن سے شرلے برادران ایران
میں آئے۔ تاکہ حکومت برطانیہ اور حکومت ایران کے درمیان تجارتی
روابط قائم کریں۔ حکومت ایران کے شاہ عباس نے شرلے بھائیوں
کی خوب آؤ بھگت کی۔

ایرانی فوج کی تنظیم نو

شرلے بھائیوں کی تجویز پر شاہ عباس (۱۵۸۷ء تا ۱۶۲۹ء)
نے ایرانی فوج کی تنظیم نو کی تفنگچیوں کی ایک بڑی فوج بھرتی کی
گئی۔ جو ترکی فوج کے جناسری کی مانند تھی۔ اس فوج میں صرف
گورجستانی اور آرمنی نومسلم بھرتی کئے جاتے تھے۔

تشکیل قبیلہ شاہ ساون

ایرانی سلطنت میں قزلباش فوج بڑی زوردار تھی - وہ ہمیشہ سرکشی کرتی تھی۔ ان کی شورش پسندی کو ختم کرنے کے لئے شاہ عباس نے ایک اور فوج تشکیل دی - جس کا نام شاہ ساون (یعنی شاہ کے دوست) رکھا گیا۔ شاہ کی یہ پالیسی کامیاب ہوگئی۔ مختلف قبائل میں سے لوگ اس فوج میں بھرتی ہو گئے اور۔ اس طرح شاہ ساون کا قبیلہ وجود میں آیا۔ اور حکومت کو قزلباش فوج پر انحصار سے چھٹکارا ملا۔

ہندوستان کی سیاسی صورتحال

جب امیر کمبر ثانی بلوچستان کے امیر تھے۔ ان کے گیارہ سالہ دور حکمرانی ۱۵۹۰ء سے لے کر ۱۶۰۱ء تک - ہندوستان میں سلطنت مغلیہ پر جلال الدین اکبر، مغل، حکمرانی کر رہے تھے یہ ان کا آخری دور حکمرانی تھا۔ مغل حکمرانوں کے بارے میں ہندوستان کی تاریخ میں ایک روایت مشہور ہے کہ ظہیر الدین بابر نے ہندوستان فتح کیا - نصیر الدین ہمایوں نے اس پر قبضہ کیا۔ جلال الدین اکبر نے اس پر مغل سلطنت قائم کی - اکبر نے ہندوستان پر تقریباً پچاس سال تک حکمرانی کی - یعنی ۱۵۵۵ء سے لے کر ۱۶۰۵ء تک، اس نے اپنے اس طویل حکمرانی میں ایک نئی گنگا جمنی تہذیب کی بنیاد رکھی ایک نئے دین جسے دین الٰہی کہتے تھے کو فروغ دینے کی کوشش کی جس میں اسے کامیابی نہیں ہوئی - اکبر خود ایک عادل

اور بہادر بادشاہ تھا۔ خوش بختی فتح و کامرانی تو اس کے قدم چومتی تھی۔ اس نے دُور دراز فاصلے طے کر کے صرف تھوڑی سی فوج کے ساتھ بڑے بڑے جرار لشکروں کو شکست دے کر بھگا دیا امیر کمبر ثانی امیر بلوچستان اُن سے چار سال پہلے سنہ ۱۶۰۱ء میں فوت ہوئے۔

پرتگال اور اسپین کے عیسائی مبلغوں کی اکبر کے دربار میں آمد

اکبر کے عہد حکومت میں گوا۔ پرتگالی عیسائیوں کا اہم اڈا تھا۔ پرتگال اور اسپین کے سیاسی اتحاد ہو جانے کے بعد رومن کیتھولک عیسائی۔ جیسوٹ کہلاتے تھے۔ ان کا پہلا مشن سنہ ۱۵۸۳ء میں زیر سرکردگی اکیو واوا اور مونسرٹ۔ فتح پور سیکری پہنچ گیا اور اکبر کے درباری علماء کی مذہبی بحث و مباحثے میں شامل ہوئے لیکن بحث میں ناکام ہو کر واپس وطن لوٹے دوسرا مشن سنہ ۱۵۹۰ء میں آیا دو سال تک اکبر کے دربار میں رہا سنہ ۱۵۹۲ء میں ناکام لوٹا۔ تیسرا تبلیغی مشن سنہ ۱۵۹۵ء میں لاہور وارد ہوا۔ ان دنوں میں اکبر لاہور میں مستقل طور پر مقیم تھا۔ اور اس نے انہیں خاص رعایات عطا کیں۔ اس بات کی بھی اجازت ہوئی کہ اگر رعایا میں سے کوئی شخص عیسائی بننا چاہیئے۔ تو اکبر بادشاہ کو اعتراض نہ ہو گا۔ پادری جروم ایکسی اور ایمینوئل پن ہن بائیڈ اس مشن کے سرکردہ ممبران تھے۔

شمالی سندھ کے مغل گورنر

جب امیر کمبر ثانی بلوچستان کے امیر تھے۔ تو ان کی گیارہ سالہ دور حکمرانی (۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۱ء) میں مندرجہ ذیل مغل گورنر شمالی سندھ میں آئے۔

(۱) نواب امیر ابوالقاسم خان نمکین ۱۵۹۵ء (۲) نواب میرزا نور ولد خان اعظم ۱۵۹۶ء (۳) نواب امیر ابوالقاسم نمکین (بار دیگر) ۱۵۹۸ء (۴) نواب سعد خان ۱۶۰۰ء

جنوبی سندھ کی سیاسی صورت حال

امیر کمبر ثانی کے دور حکمرانی میں مرزا جانی بیگ بدستور جنوبی سندھ میں اپنے والد مرزا محمد پائندہ ترخان کی طرف سے حکومت کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔

میرزا مظفر اور جانی بیگ میں جنگ۔

مرزا مظفر، مرزا جانی بیگ کا چچا تھا۔ وہ اپنے بھائی مرزا محمد پائندہ کی حکومت پر راضی نہ تھا۔ چنانچہ اس کے اور مرزا جانی بیگ کے درمیان لڑائی ہوئی۔ مرزا مظفر نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔

جنوبی سندھ میں مغلوں کی دست اندازی

جنوبی سندھ کے ان واقعات کی جب اطلاع مغل بادشاہ اکبر کو ملی تو اس نے صادق محمد خان کو ایک جرار لشکر کے ساتھ جنوبی سندھ روانہ کر دیا۔ اس نے آتے ہی قلعہ سیوین کا محاصرہ کیا۔ مگر اس کو قلعہ فتح کرنے میں بہت دشواریاں پیش آئیں۔ اس اثنا میں اس کو مرزا جانی بیگ کے لشکر کے آنے کی خبر ملی۔ تو صادق محمد خان نے فرار ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔

تسخیر جنوبی سندھ کے لئے خان خانان کا تقرر

اکبر بادشاہ نے صادق خان کی بے نیل ومرام واپسی پر خان خانان عبدالرحیم ولد بیرم خان کو ۱۵۹۱ء میں فتح جنوبی سندھ کی مہم پر مامور کیا مرزا جانی بیگ نے اپنے مشیروں کی مشورت کے خلاف مغل نمائندہ سے لڑنے کا فیصلہ کیا۔ بعد میں دونوں فریقوں میں ہولناک جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود کہ مرزا جانی بیگ کے حالات ہر طرف سے نا مساعد تھے۔ مگر اس کی شجاعت و پامردی، عزم و استقلال میں فرق نہیں آیا نواب خانخانان نے دیکھا۔ کہ وہ مرزا جانی بیگ کو شکست نہیں دے سکتا ہے تب اس نے صلح کی راہ اختیار کر لی بعد میں فریقین کے درمیان صلح ہو گئی۔ اور مغل بادشاہ کے فرمان کے مطابق خان خانان نے دولت خان لودھی اور خواجہ مقیم کو جنوبی سندھ کے انتظام

کے رلئے اپنا نائب مقرر کر کے میرزا جانی بیگ کو اپنے ہمراہ لیا اور ہندوستان کے دارالخلافہ دہلی پہنچا۔ اور ۱۵۹۲ء کو مرزا جانی بیگ کو بادشاہ کے حضور میں پیش کیا۔ بادشاہ نے مرزا سے نہایت التفات آمیز برتاؤ کیا۔ کچھ دن بعد اُسے منصب (پنج ہزاری) سے سرفراز کیا۔

مرزا جانی بیگ کی وفات

مرزا جانی بیگ کوئی آٹھ سال تک اکبر کی ملازمت میں رہا۔ جب اکبر دکن کی مہم پر تھا۔ تو مرزا جانی بیگ اس کے ساتھ تھا وہیں پر ۱۶۰۰ء میں بیمار ہو کر فوت ہوا۔

طائفہ حمزہ زئی میروانی سے برآمدشدہ قبائل کی طائفہ بندی

اُمیر کمبر ثانی (۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۰ء) کے دور میں ایک اہم واقعہ قبیلہ میروانی کے طائفہ حمزہ زئی سے برآمدشدہ قبائل کی طائفہ بندی ہے۔ جنہوں نے اپنے سماجی۔ مالی۔ سیاسی حالات کے پیش نظر اپنے قبائل کی ازسرنو طائفہ بندی کی۔ تاکہ قبائلی نظام میں کوئی خلل پیدا نہ ہو جائے۔ لہٰذا ہم ان قبائل کے شجروں کے ساتھ ساتھ طائفوں کی بھی وضاحت کرتے جائیں گے۔

شجرہ طائفہ حمزہ زئی میروانی

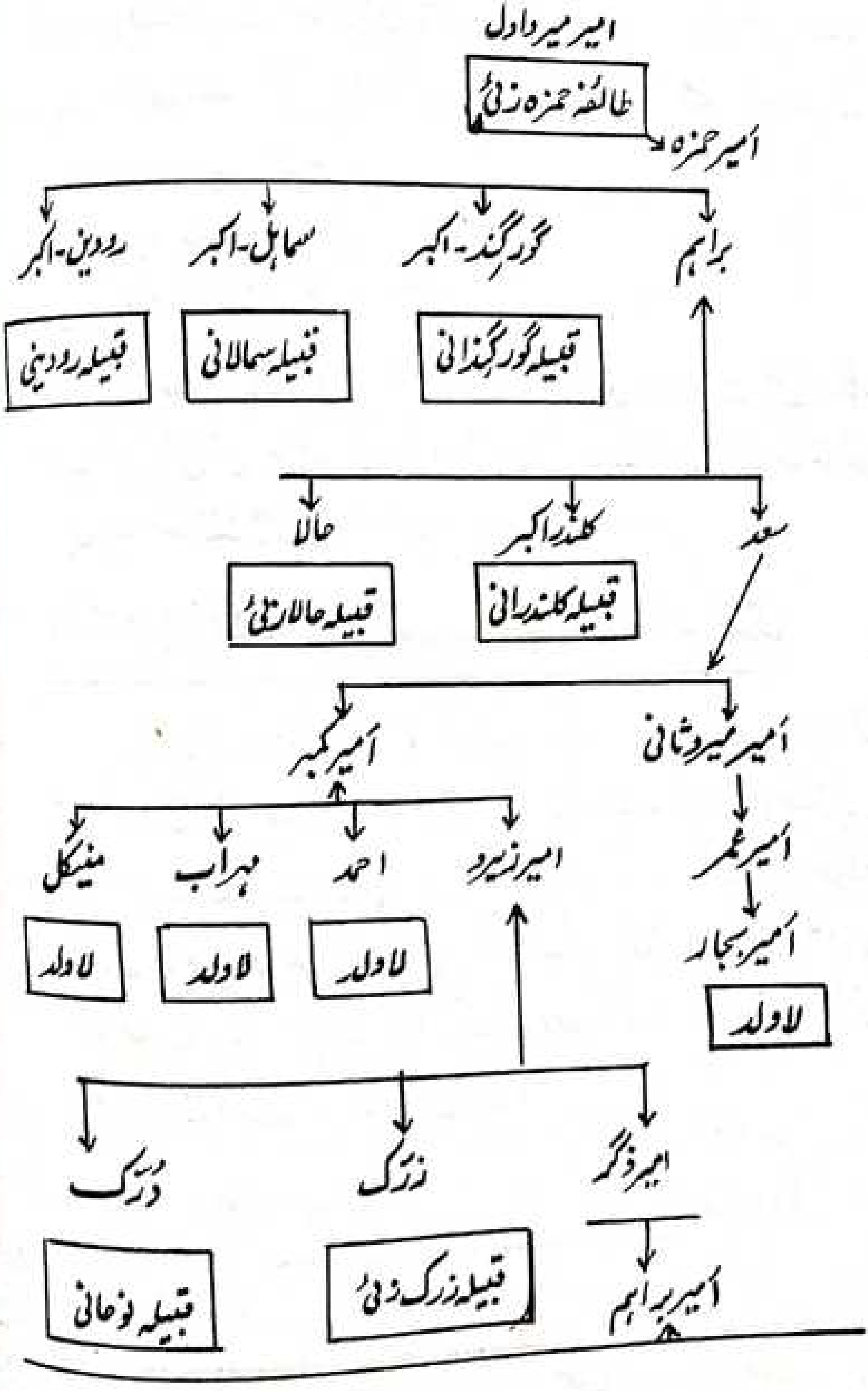

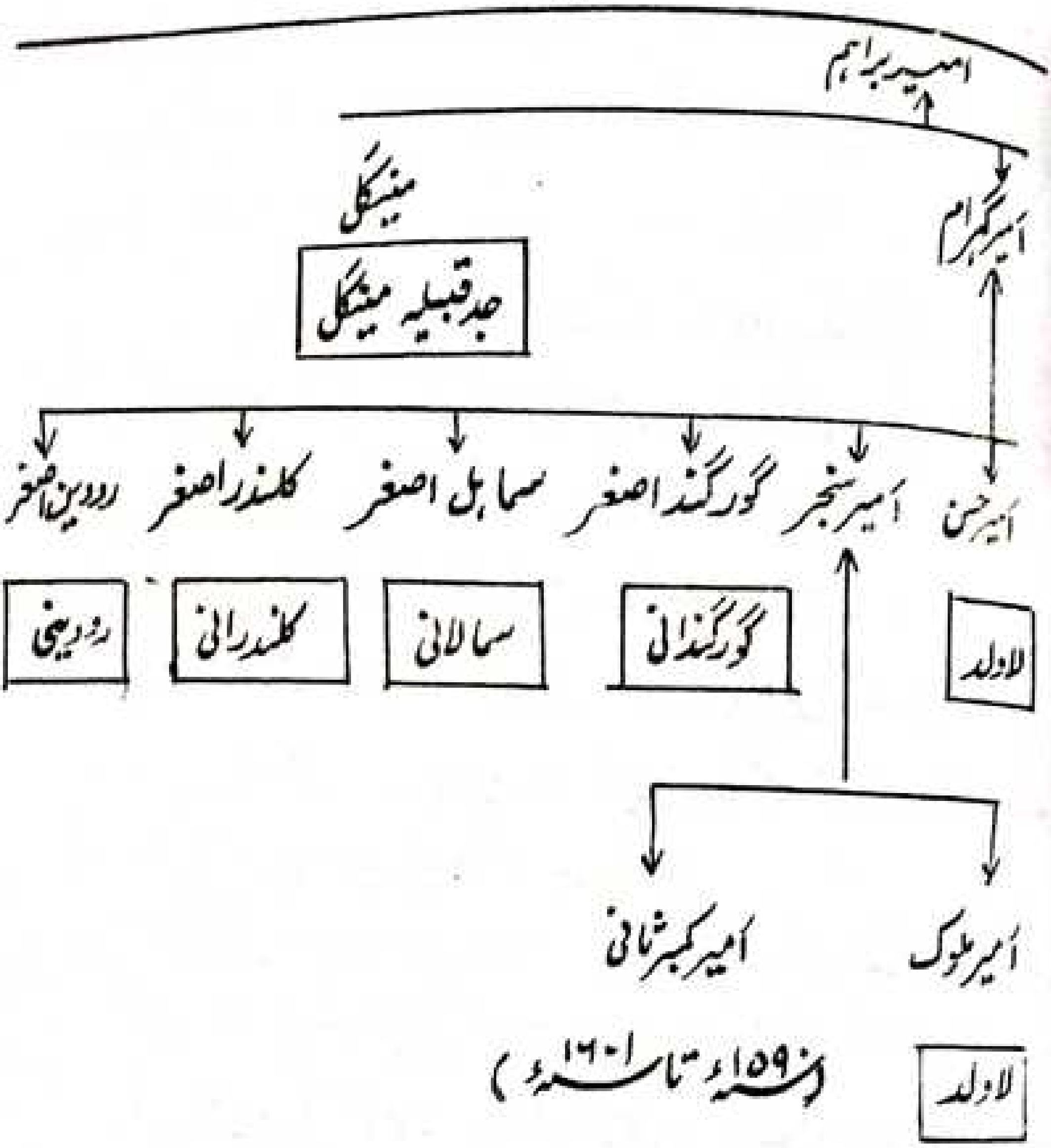

۱۔ مطابق شجرہ صفحہ ۲۲۱ گورگند اکبر اور گورگند اصغر کی اولاد یکجا ہو کر قبیلہ گورگندانی المعروف بہ قبیلہ گرگناڑی کو وجود میں لائی۔ اس میں قبائلی رواج کے مطابق باقاعدہ طائفہ بندی کی۔

۲۔ مطابق شجرہ صفحہ ۲۲۱ سمابل اکبر و سمابل اصغر کی اولاد آپس میں مل کر قبیلہ سمالانی کو تشکیل دیا۔ اُسمیں قبائلی رواج کے مطابق باقاعدہ باضابطہ طائفہ بندی کی

۳۔ مطابق شجرہ صفحہ ۲۲۱ کلندر اکبر اور کلندر اُصغر کی اولاد

نے مل کر قبیلہ کلندرانی کو جنم دیا۔ اور قبائلی دستور کے مطابق باقاعدہ اس میں طائفہ بندی کی۔

۴۔ رودین اکبر اور رودین اصغر کی اولاد نے مل کر رودینی قبیلہ کو وجود میں لائے اور اس میں قبائلی دستور کے مطابق طائفہ بندی کی

۵۔ امیر سنجر (۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء) جو بلوچستان کی وفاقی حکومت کا نواں امیر تھا۔ ان کی اولاد کی افزائش نسل کے بعد کمبرانی قبیلہ وجود میں آیا۔ چنانچہ اس قبیلے نے بھی قبائلی دستور کے مطابق اپنے قبیلہ کی طائفہ بندی کی۔

۶۔ مینگل کی اولاد مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ تعداد میں بڑھ گئی۔ اور قبیلہ مینگل کو وجود میں لایا گیا مینگل کے دو بیٹوں ذگر اور شاہی کی اولاد نے ذگر مینگل اور شاہی زئی مینگل کے دو بڑے گروہوں کو جنم دیا۔ عام طور پر قبیلہ کے افراد سب اپنے آپ کو مینگل ہی کہتے ہیں اور جنوبی سمت کے مینگل قبیلے کے سردار خاندان کے طائفہ کو شاہی زئی کہتے ہیں شمال سمت کے ذگر مینگل قبیلے کے سردار خاندان کے طائفے کو پائندزئی کہتے ہیں۔

امیر کمبر ثانی کی علالت اور انتقال

امیر کمبر ثانی آخری عمر میں درد قولنج کی بیماری میں مبتلا ہوئے بہت علاج کرایا۔ سندھ سے اطباء اور حکیم بلائے گئے۔ مگر

ان کی بیماری میں افاقہ نہیں ہوا۔ کلندرانی قبیلہ میں دو طائفوں کے درمیان ایک رشتے پر جھگڑا ہوا تھا۔ اُس کے تصفیہ کے لئے قلات سے تونک آئے۔ جو قبیلہ کلندرانی کے سردار کا صدر مقام ہے وہاں پر ان پر شدید درد قولنج کا دورہ آیا۔ جس کی وجہ سے وہ ۱۳ر اگست ۱۹۶۰ء میں بہ عمر ۱۷ سال اس دنیائے فانی سے رحلت کر گئے۔ چنانچہ اُن کے میّت کو عزت و احترام کے ساتھ سوراب لاکر بہ مقام نغار میردانی بلوچوں کے اُمرا کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

اُمیر کمبر ثانی کمبرانی کا کردار

اُمیر کمبر ثانی اپنے اجداد کی طرح مخلص، بہادر اور نڈر شخص تھے۔ وہ اُمیر بجار کی طرز حکومت کو زیادہ پسند کرتے تھے لہٰذا اپنے گیارہ سالہ دورِ حکومت میں ان کے نقش قدم پر چل کر حکومت کے نظام کو چلانے کی کوشش کی۔ ان کو کھیتی باڑی کو ترقی دینے کے لئے جنوں کی حد تک شوق تھا۔ چنانچہ انہوں نے سراوان جھالاوان میں مختلف مقامات پر چشمے کھدوائے کاریزیں احداث کروائیں۔ بند بنوائے اسی طرح خطہ مکران، خاران، چاغی اور لس بیلہ کے امرا نے بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے علاقوں میں آبی وسائل سے استفادہ کیا۔ جس کی وجہ سے زراعت میں کافی ترقی ہوئی۔

۔اُمیر کمبر ثانی ۔بلوچ قبائلی نظام کو ہر طرح سے مربوط اور مستحکم دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس کی ابتدا۔

اپنے گھرانے سے متعلق قبائل، کلندرانی، گورگندانی، سمالانی، رودینی، کمبرانی، منیگل۔ جو ان کی جد امیر کمبر اول کے نسل سے وجود میں آئے تھے۔ ان کی تنظیم نو کرکے قبیلوں میں طائفہ بندی کرکے ان کے نظام قبیلہ میں مستقل ربط پیدا کر دیا۔

چارٹ: امیر کمبر ثانی کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران، ہندوستان و حکمرانان سندھ

حکمرانان سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان مملکت ایران	نام امیر بلوچ براہوئی بلوچستان
شمالی سندھ کے گورنر ۱۔ امیر ابوالقاسم خان نمکین ۲۔ مرزا نوروز لد خان اعظم ۳۔ امیر ابوالقاسم خان نمکین ۴۔ نواب سعد خان	جلال الدین اکبر ۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء	شاہ عباس اول ۱۵۷۸ء تا ۱۶۲۹ء	امیر کمبر ثانی کمبرانی بلوچ ۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۱ء
جنوبی سندھ مرزا جانی بیگ ترخان			

امیر احمد اول کمبرانی بلوچ

سن ۱۶۰۱ء تا سن ۱۶۱۰ء امیر بلوچستان

۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۰ء			

چارٹ: ہم عصر امیر کمبر ثانی کمبرانی بلوچ - ہم عصر اُمرائے خطہ مکران، خاران، چاغی، لس بیلہ۔

نام امیر لس بیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	امیر بلوچ برادری بلوچستان
جام جلب رونجھا جدگال ۱۵۹۲ء تا ۱۶۰۱ء	ملک عالی خان نابینا سنجرانی ۱۵۷۵ء تا ۱۶۰۵ء	ملک دینار اول ۱۵۶۶ء تا ۱۶۰۷ء	ملک حسین ذکرگزیچ ۱۵۹۱ء تا ۱۶۰۰ء	امیر کمبر ثانی کمبرانی بلوچ ۱۵۹۱ء تا ۱۶۰۱ء

امیر احمد اول کمبرانی کی مسند نشینی ۱۶۰۱ء تا ۱۶۱۰ء

امیر کمبر ثانی کی وفات کے بعد اُن کے بڑے بیٹے امیر احمد اول کو بلوچ زعما نے مسند امارت بلوچستان پر ۳۱ اگست ۱۶۰۱ء میں بٹھایا۔ احمد اول مسند نشین ہوتے ہی بلوچستان کے تمام خطوں میں دورے کرکے قبائل کے سردار اور خطوں کے امراء سے ملکی معاملات کے متعلق صلاح و مشورہ کرتے رہے۔ جہاں کہیں کوئی جھگڑے کی صورت ہوتی۔ فریقین میں راضی نامہ کرا کر معاملہ کو رفع دفع کرتے۔ امیر احمد اول کے دور

حکمرانی میں ایک اہم قبائلی تنازعہ سردار محمد خان محمد حسنی اور سردار میر دوستین ہارونی کے درمیان اٹھ کھڑا ہوا۔ جسے امیر احمد اول نے نہایت مدبرانہ انداز سے بہت خوش اسلوبی کے ساتھ طے کیا۔ اور ان کے فیصلے سے دونوں فریق راضی ہوگئے۔ اس تنازعہ کی تفصیلات اس طرح ہیں۔

تنازعہ مابین سردار محمد حسنی و سردار ہارونی

اس تنازعہ کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے ہمیں ان دونوں قبیلوں کے شجرہ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ براخوئی کرد بلوچوں کی ابتدائی آٹھ قبیلے تھے۔ جو براخم ثانی کے آٹھ بیٹوں۔ کیکان، گرگ، ساروں، غز، مشکان، بولان، گرگیشکان، ارمیل۔ کی نسلوں سے عالم وجود میں آکر، کیکانی، گرگانی، عزداری، مشکانی، بولانی، گرگیشکانی، ارمیلی قبیلے کہلانے لگے۔ چنانچہ امیر میر و کلان کیکانی براخوئی کرد بلوچ سردار اعلیٰ (۱۱۹۵ء تا ۱۳۰۶ء) کے دور میں۔ ارمیلی قبیلے کا سردار امیر احمد ارمیلی براخوئی کرد بلوچ ان کے ہم عصر تھے۔ اور امیر احمد ارمیلی کے تین بیٹے محمد حسن، خواجہ، ہارون تولد ہوئے چونکہ محمد حسن امیر ارمیلی کے بڑے بیٹے تھے۔ امیر احمد اول (۱۶۰۰ء تا ۱۶۱۰ء) کے دور حکمرانی میں محمد حسنی کے سردار محمد خان نے یہ موقف اختیار کیا۔ کہ ہارون چونکہ ان کے جدامجد امیر احمد ارمیلی براخوئی کرد بلوچ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ لہٰذا وہ ایک جدا قبیلہ نہیں۔ مگر اس کے موقف کے خلاف ہارونی قبیلہ کا سردار میر دوستین ہارونی اپنے آپ کو ایک جدا قبیلہ کا سردار تصور کرتا تھا۔ لہٰذا اس مسئلہ پر ان دونوں قبیلوں میں یہ تنازعہ برپا ہوا۔ چونکہ یہ دونوں قبیلے علاقہ مشکے میں سکونت پذیر تھے

ان کے سرداروں نے قلات آکر۔ میر احمد اول حکمران بلوچستان کے سامنے استغاثہ پیش کیا۔ امیر بلوچستان نے مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کرکے یہ مسئلہ اس کے سامنے پیش کر دیا مجلس شوریٰ نے فریقین کا موقف سننے کے بعد یہ فیصلہ دیا۔ کہ امیر احمد ارمیلی براخوئی کرد بلوچ کے تین بیٹے۔ محمد حسن۔ خواجہ۔ ہارون کی نسلوں سے تین جدا قبیلے وجود میں آئے جو اپنے اجداد کے ناموں سے موسوم ہو کر محمد حسنی۔ خواجہ خیل ہارونی کہلانے لگے۔ اور جدا قبیلوں کی صورت اختیار کر گئے۔ لہٰذا یہ اسی طرح تین جدا قبیلے تصور ہوں گے کوئی قبیلہ رواج کے مطابق دوسرے قبیلے کا طائفہ شمار نہیں ہو سکتا ہے۔ چونکہ محمد حسنی اور ہارونی قبیلہ اس وقت بہ مقام مشکی ایک جا سکونت پذیر ہے۔ لہٰذا ان کے مقام سکونت جدا ہونے چاہئیں تاکہ آئندہ ان میں کوئی تصادم نہ ہو۔ امیر احمد اول حکمران بلوچستان نے وادی سوراب میں گرگٹ کا علاقہ، سردار میر دوستین اور اس کے قبیلہ ہارونی کو برائے رہائش تفویض کر دیا۔ چنانچہ فریقین نے یہ فیصلہ مجلس شوریٰ بلوچستان کا تسلیم کرکے سردار میر دوستین مع اپنے قبیلہ ہارونی موضع گرگٹ وادی سوراب میں منتقل ہو گیا۔ جو آج تک اسی مقام پر ہارونی قبیلہ رہائش پذیر ہے۔

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدار المہام

امیر احمد اول کمبرانی بلوچ (۱۶۶۶ء تا ۱۶۹۵ء) کے دور حکمرانی میں رکام دشتی کو ہی مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدار المہام بدستور رکھا گیا۔ کیونکہ وہ نہایت ہی تندہی سے اپنے فرائض کو انجام دے رہا تھا۔ امیر احمد اول رکام دشتی

کی کارکردگی سے خوش ہو کر اس کے بھائی (مراد - دلوش) کو اس کا نائب مدار المہام مقرر کیا -

ایران کی مملکت کی سیاسی صورتحال

امیر احمد اول کمبرانی بلوچ کے دور حکومت (۱۶۰۱ء تا ۱۶۱۰ء) میں ایرانی سلطنت پر بدستور شاہ عباس اول حکمرانی کر رہا تھا۔ اور اس کی حکومت کی شہرت بام عروج کو پہنچ چکی تھی جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ شاہ عباس کے دور حکمرانی میں برطانیہ کے دارالخلافہ لندن سے شیرے خاندان کے دو بھائی ایران وارد ہوئے تاکہ حکومت برطانیہ اور ایران کے درمیان تجارت کو فروغ دیں۔ ان دو بھائیوں انتھونی شیرے اور رابرٹ شیرے کو شاہ عباس نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ انتھونی شیرے کو ایرانی حکومت کی طرف سے سفیر مقرر کر کے یورپ کے مختلف ممالک بھیجا گیا اور رابرٹ شیرے کو شاہ عباس نے ایرانی افواج کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کیا۔ رابرٹ شیرے نے ایرانی افواج کے سپہ سالار کی حیثیت سے ترکی سلطنت کے ساتھ جنگوں میں بہت کامیابیاں حاصل کیں۔ شاہ عباس اول کے دور میں ایران نے زندگی کے ہر پہلو میں نمایاں ترقی کی۔ جو شاہ عباس کی فراست۔ تدبر۔ حوصلہ مندی رعایا پروری کا نتیجہ تھا۔

مملکت ہندوستان کی سیاسی صورت حال

امیر احمد اول کمبرانی بلوچ کے دور حکمرانی (۱۶۰۱ء تا ۱۶۱۰ء) میں

ہندوستان کا نامور مغل بادشاہ جلال الدین اکبر فوت ہو چکا تھا ۔ اس کی جگہ پر اس کے بیٹے نورالدین جہانگیر ۱۲ مئی ۱۶۰۵ء میں تخت سلطنت ہندوستان پر جلوس کیا تھا۔ ان کے دور میں بھی ہندوستان کی سلطنت عروج پر رہی ۔ اور نورالدین جہانگیر باپ کی طرح نہایت دبدبہ اور شان کے ساتھ حکومت کرتا رہا ہے ۔ ۔ان کی حکومت کے چھٹے سال امیر احمد اول کمبرانی بلوچ کیرتھر کی پہاڑی سلسلوں میں جدگال باغیوں کی سرزنش کرتے ہوئے جنگ میں کام آیا۔

کیرتھر کی پہاڑی سلسلوں میں جدگالوں سے جنگ

امیر احمد اول کمبرانی کے بلوچستان میں دور حکمرانی میں شمالی سندھ میں نواب قاضی خان ۱۶۰۸ء میں گورنری کے منصب پر بکھر آئے انہی کے دور گورنری میں ۱۶۱۰ء میں سندھ کے کچھ قبائل۔ سمہ سومرہ۔ داریجوں نے بغاوت کی۔ جب گورنر نے ان کی سرزنش کی یہ شکست کھا کر پراگندہ ہو گئے ۔ تو یہ سندھ سے متصل بلوچستان کے کیرتھر پہاڑی سلسلوں میں روپوش ہو گئے تو شمالی سندھ کے گورنر نواب قاضی خان نے امیر بلوچستان امیر احمد اول کمبرانی سے ان مفسد بھگوڑوں کی گرفتاری کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر احمد اپنے بڑے بیٹے امیر سوری کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ علاقہ کچھی مقام کوٹڑو میں ان مفسدوں کے ساتھ ان کی مڈبھیڑ ہوئی ۔ ۱۰ ارجولائی ۱۶۱۰ء میں ایک شدید جنگ کے بعد سمہ۔ سومرہ داریجہ سرغنہ سارے مارے گئے۔ ان کے اکثر بیشتر ساتھی بھی تہ تیغ کر دیئے گئے۔ مگر اس لڑائی میں امیر بلوچستان امیر احمد اول فتح

کے باوجود خود بھی کام آئے۔ ان کی شہادت کے بعد اعلیٰ کمان ان کے بڑے فرزند امیر سوری نے سنبھالی۔ اور ان تمام سرغنوں کے سر انہوں نے بکھر میں گورنر نواب قاضی خان کے پاس بھجوائے

امیر احمد اول کمبرانی بلوچ کے فرزند۔

امیر احمد اول خود اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔ مگران کے چھ بیٹے تولد ہوئے امیر سوری سب سے بڑا بیٹا تھا۔ ان کے بعد دوسرا بیٹا امیر قیصر تیسرا امیر بٹے۔ چوتھا۔ امیر مرزا پانچواں امیر سنجر چھٹا امیر تنگوئی، چنانچہ امیر احمد اول کی جنگ میں شہادت کے بعد بلوچ مجلس شوریٰ نے اُن کے بڑے بیٹے امیر سوری کو مسند امارت بلوچستان پر بٹھایا۔

امیر احمد اول کی شہادت ۷ر جولائی ۱۶۱۰ء میں

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ امیر احمد اول جدگال مفرور باغیوں سے جو بلوچستان کے سندھ سے متصل پہاڑی سلسلہ کیر تھر میں روپوش ہو گئے تھے۔ سرزنش کرنے اور ملک بدر کرنے کے دوران۔ ایک جنگ میں ۷ر جولائی ۱۶۱۰ء میں کام آئے۔ انہوں نے کل ۹ سال بلوچستان پر حکمرانی کی اور ۶۳ سال کی عمر میں جدگال باغیوں سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی شہادت کے بعد بلوچستان کی حکومت کے مجلس شوریٰ نے اُن کے بڑے بیٹے امیر سوری کو مسند امارت بلوچستان پر بٹھایا۔

شمالی سندھ کے مغل گورنر

جب اَمیر احمد اول (سنہ ۱۶۰۰ء تا سنہ ۱۶۱۰ء) بلوچستان کا حکمران بنا۔ تو اُن کے دور حکمرانی میں شمالی سندھ کے مندرجہ ذیل گورنر آئے اور گئے۔

۱۔ نواب بقرا بیگ سنہ ۱۶۰۵ء انہی کے دور گورنری میں جلال الدین اکبر مغل بادشاہ نے وفات پائی اور اُس کا بیٹا جہانگیر تخت سلطنت پر بیٹھا۔

۲۔ نواب سردار خان سنہ ۱۶۰۶ء میں لبطور گورنر آئے۔ لبعد میں مہم قندھار میں مارے گئے

۳۔ نواب قاضی خان سنہ ۱۶۰۸ء میں آئے۔ انہی کے دور گورنری میں سنہ ۱۶۱۰ء میں سمہ، سومرہ، داریجہ جدگال قبائل نے شورش برپا کی۔ جب گورنر نے ان کی سرکوبی کی تو وہ شکست کھا کر سندھ سے متصل بلوچستان کے سلسلہ سلسلہ کوہ کا تیر (کیرتھر) کی پہاڑوں میں روپوش ہو گئے تو سندھ کے گورنر نواب قاضی خان کی استدعا پر اَمیر احمد اول کیرتھر کی پہاڑی سلسلوں میں جدگال باغی قبائل کو نکالنے کی مہم کے دوران جنگ میں کام آئے۔ اس جنگ میں امیر موصوف کا بڑا بیٹا اَمیر سوری بھی موجود تھا۔ جس نے لبعد میں باغیوں کو شکست دے کر ان کے سرغنوں کو قتل کر کے اُن کے سر نواب قاضی خان گورنر شمالی سندھ کے پاس بھجوائے

جنوبی سندھ کے مغل گورنر

جنوبی سندھ میں مرزا جانی بیگ ترخان کی اختتام حکومت کے

بعد بادشاہ اکبر نے دولت خان لودھی کو جنوبی سندھ کا گورنر بنا کر ٹھٹھہ بھیجا۔ دولت خان لودھی ۱۶۰۰ء سے لے کر ۱۶۰۳ء تک جنوبی سندھ کا گورنر رہا۔ پھر مرزا شاہ رخ بن میرزا ابراہیم وفائی کو بادشاہ نے جنوبی سندھ کا گورنر مقرر کیا۔ مرزا شاہ رخ ۱۶۰۷ء میں وفات پائی اکبر بادشاہ نے حکومت ٹھٹھہ میرزا جانی بیگ کے حق میں بحال کر دی۔ تو میرزا جانی بیگ نے خسرو چرکس کو اپنے طرف سے گورنر بنا کر ٹھٹھہ بھیجا پھر خسرو چرکس نے اجمیر میں وفات پائی۔

چارٹ: امیر احمد اول کبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران ہندوستان۔ حکمرانان سندھ

حکمرانان سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان سلطنت ایران	نام امیر بلوچ برادرکا بلوچستان
شمالی سندھ کے گورنر ۱۶۰۵ء نواب بیغزابیگ ۱۶۰۷ء سردار خان ۱۶۰۷ء نواب قاضی خان ۱۶۱۱ء	نورالدین جہانگیر ۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء	شاہ عباس اول ۱۵۸۸ء تا ۱۶۲۹ء	امیر احمد اول کبرانی بلوچ ۱۶۰۱ء تا ۱۶۱۰ء
جنوبی سندھ کے گورنر			

سنہ ۱۶۰۰ء دولت خان لودھی سنہ ۱۶۰۰ء میرزا شاہ رخ خسرو چرکش میرزا غازی سنہ ۱۶۱۲ء			اس سن میں اکبر فوت ہو چکا تھا

چارٹ: امیر احمد اول کمبرانی بلوچ کے ہم عصر اُمرائے خطہ مکران خاران چاغی اور لس بیلہ

نام امیر لسبیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	امیر بلوچستان براہوئی بلوچستان
جام سخیرہ نجھا سنہ ۱۶۰۰ء تا سنہ ۱۶۱۰ء	ملک سنجر سوم سنہ ۱۶۰۵ء تا ۱۶۳۹ء	میر محمد نوشیروانی بلوچ سنہ ۱۶۰۵ء تا سنہ ۱۶۳۹ء	ملک فرخ ملک زادہ بلوچ سنہ ۱۶۰۰ء تا سنہ ۱۶۱۵ء	امیر احمد اول کمبرانی بلوچ سنہ ۱۶۰۰ء تا سنہ ۱۶۱۰ء

باب نہم

امیر سوری کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۶۱۱ء تا ۱۶۱۸ء

۱۷/ جولائی ۱۶۱۱ء میں امیر احمد اول کمبرانی بلوچ نے جب یہ مہم کورڈو حد گال باغیوں سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا تو ان کی تجہیز و تکفین کے بعد مجلس شوریٰ کے اراکین نے ان کے بڑے بیٹے امیر سوری کو ان کی جگہ مسند امارتِ بلوچستان پر بٹھایا۔ ان کی میت کو کورڈو سے سوراب میں بمقام نغار میروانی افراد کے قبرستان میں نہایت احترام سے دفن کیا۔

نمائشی جنگی مشقیں

امیر سوری کمبرانی نے اپنے دور حکمرانی میں بلوچ قومی فوج جو کہ تمام بلوچ قبائل کی مردم شماری کرنے کے بعد امیر میرو ثانی کے دور حکمرانی (۱۵۲۱ء تا ۱۵۷۰ء) میں تشکیل دی گئی تھی اور امیر سوری کے دور میں بھی یہی فوج موجود تھی۔ یہ فوج بلوچستان کے دفاع کی ذمہ دار تھی۔ لہٰذا اس مستقل فوج کی جنگی استعداد کو بڑھانے کے لئے جنگی مشقوں کا ایک طریقہ امیر سوری نے وضع کیا۔ جس کی تفصیل اس طرح ہیں۔

امیر سوری کمبرانی بلوچ

۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء امیر بلوچستان

سال میں چار مرتبہ ہر تین مہینے کے پہلے ہفتے میں بلوچستان کے تمام شہروں اور قصبوں میں جہاں پہ قومی فوج کے جوان اور افسر رہتے تھے۔ لوگوں کے سامنے فوجی مشقیں کرتے تھے اُس زمانے میں تمام دنیا میں روایتی ہتھیار۔ تلوار۔ نیزہ، تیرکمان، توڑے دار بندوق، فلاخن ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا بلوچ قومی فوج کے جوان اور افسر، شمشیر بازی، نیزہ بازی، تیر کمان سے نشانہ بازی، توڑے دار بندوق کو ایک تھوڑے وقفے میں بارود سے بھر کر فائر کرنا۔ فلاخن بازی (فلاخن رسی) کے پھندے میں پتھر رکھ کر پھینکنے کے عمل کو کہتے ہیں۔ بلوچی زبان میں فلاخن کو پیرامپ کہتے ہیں لہٰذ پورا ایک ہفتہ فوجی مشقوں کا مظاہرہ ہوتا تھا۔ اول آنے والوں کو مقامی شہری جو انعامات دیا کرتے تھے۔ ان مشقوں کے اجراء سے کئی ایک فائدے ہوتے۔

۱۔ لوگوں کے لئے تفریح کا ایک سلسلہ شروع ہوتا

۲۔ ان کے مشقوں کے دیکھنے سے ہر ایک آدمی جنگی ہتھیار کے استعمال کی جانکاری حاصل کر لیا کرتا تھا۔

۳۔ لوگوں میں فن سیکھنے کا شوق پیدا ہو جاتا تھا

۴۔ لوگوں میں اپنے ملک کے دفاع کا شعور پیدا ہوتا تھا۔ لہٰذا یہ سلسلہ تقریباً امیر احمد ثالث ملقب بہ احمد کبیر (۱۶۶۶ء تا ۱۶۹۵ء) کے دور تک جاری و ساری رہا۔

قبیلہ جتک کے سردار کو رکن دربار نامزد کرنا

بلوچ برادری کے قیام حکومت کے دوران جسے امیر میرو ثانی نے سنہ ۱۶۰۰ء میں تشکیل دیا تھا۔ اس دور میں قبیلہ جتک کا سردار امیر بانزو ثانی تھا۔ انہوں نے اس حکومت کی تشکیل میں نمایاں خدمات سرانجام دی تھیں۔ لہٰذا امیر سوری نے بلوچ برادری کے دربار میں بانزو جتک کو اپنا مصاحب منتخب کیا۔ امیر سوری کے دور (سنہ ۱۶۱۰ء تا سنہ ۱۶۱۸ء) حکمرانی میں امیر نندو جتک قبیلے کا سردار تھا۔ اور انہیں امیر موصوف نے باضابطہ طور پر رکن دربار مقرر کیا۔ جتک قبیلے کا تاریخی پس منظر اس طرح ہے۔ امیر میرو بزرگ کیکانی براخوئی کرد بلوچ تمام گروہ قبائل براخوئی کرد بلوچ کا سردار اعلیٰ تھا۔ ان کے دور (سنہ ۱۲۹۵ء تا سنہ ۱۳۰۰ء) میں قبیلہ مشکانی براخوئی کرد بلوچ کے امیر اسماعیل تھے۔

(ا)، امیر اسماعیل کے تین بیٹے ہوئے ہیں۔ جن کے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ زہری ۲۔ پرکان ۳۔ نفار

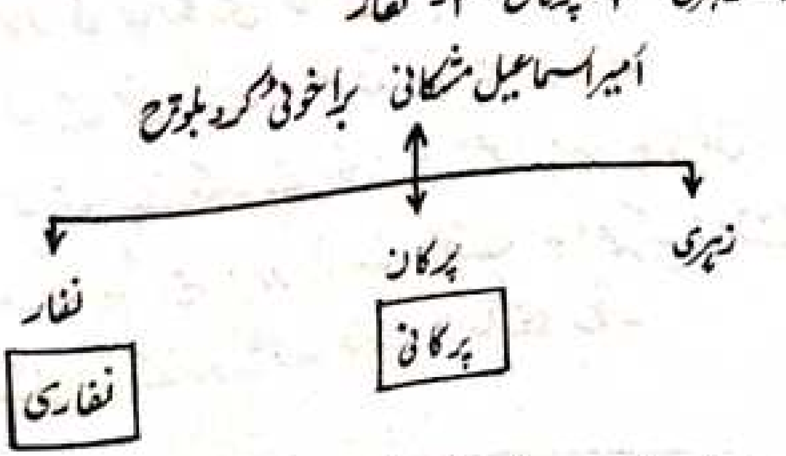

(ا)، زہری امیر اسماعیل کا بڑا بیٹا تھا۔ جس علاقے میں انہوں نے سکونت

اختیار کی۔ وہ علاقہ انہیں کے نام کے مناسبت سے آج تک زہری موسوم ہو کر علاقہ زہری کہلاتا ہے۔

(iii) امیر زہری کے تیرہ بیٹے ہوئے۔ جن کے اسماء اس طرح ہیں
۱۔ دینار ۲۔ چتال ۳۔ ستار ۴۔ دینہ ۵۔ شاہول ۶۔ تراپس ۷۔ نتھو ۸۔ لوٹ ۹۔ ساسول ۱۰۔ موسیٰ ۱۱۔ ڈاہو ۱۲۔ باجو ۱۳۔ جتک

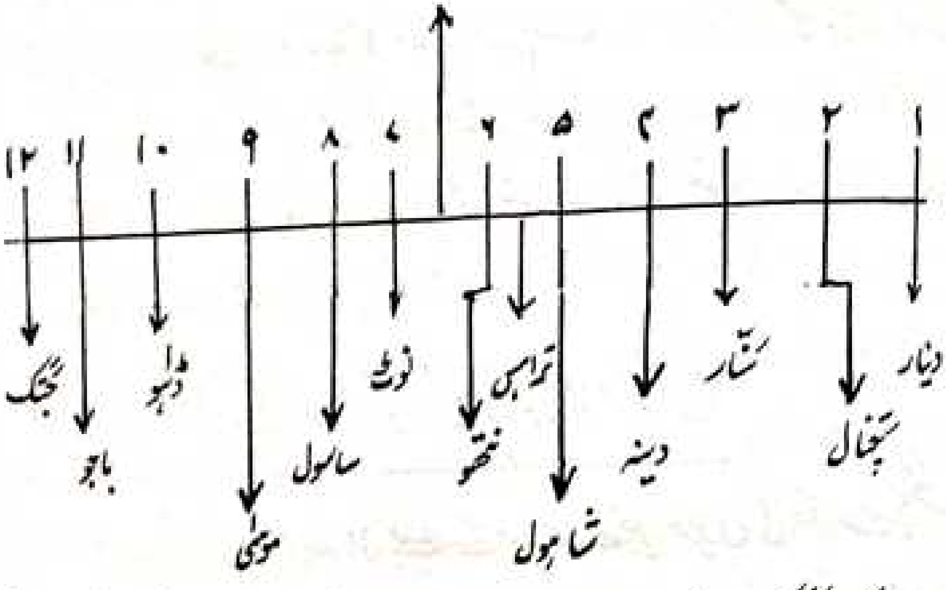

امیر جتک۔ امیر زہری کا تیرواں بیٹا تھا۔ امیر جتک کے پانچ بیٹے ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں ۱۔ بانزو ۲۔ آدم ۳۔ احمد ۴۔ الیا ۵۔ بادار

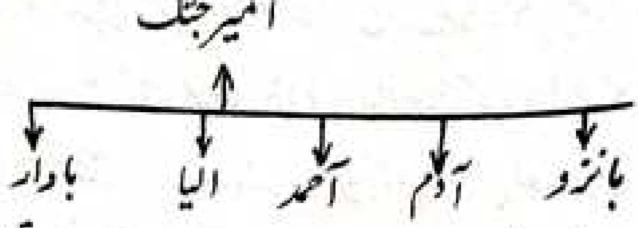

بانزو۔ امیر جتک کا بڑا بیٹا تھا۔ لہٰذا اس قبیلے کی سرداری اسی

کے گھرانے میں رہی ۔ امیر بانزو اول، امیر بہرام کیکانی براخوئی کرد بلوچ (۱۲۶۳ء تا ۱۳۲۲ء) کے ہم عصر تھے اور امیر بانزو ثانی ۔ امیر میرو ثانی کیکانی براخوئی کرد بلوچ (۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۲ء) کے ہم دور تھے۔ جنہوں نے بلوچ برادری کی حکومت کی تشکیل میں امیر میرو ثانی کے ساتھ مل کر نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اور جب امیر سوری بلوچ برادری کی مسند امارت پر بیٹھے تو جتک قبیلے کا سردار امیر نندو تھے۔ جن کو امیر سوری نے بلوچ برادری کے دربار میں بطور رکن مقرر کیا تھا۔ علاقہ سراوان تحصیل زہری میں مقام سرآف قبیلہ جتک کا صدر مقام ہے۔ اور علاقہ کچھی میں دامان کوہ علاقہ راہوجو اور کنبی بھی قبیلہ جتک کی ملکیت ہے ہر دور اور ہر وقت میں قبیلہ جتک نے بلوچ برادری کی حکومت کے تحفظ اور دفاع کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں ۔

قبیلہ پندرانی کے سردار کو رکن دربار نامزد کرنا

جتک قبیلہ کی طرح پندرانی قبیلے کے سردار نے بھی بلوچوں کی حکومت کی تشکیل کے دوران امیر میرو ثانی کے ساتھ مل کر نمایاں خدمات سرانجام دی تھیں لہٰذا پندرانی قبیلے کی ان گذشتہ خدمات کے صلہ میں امیر سوری امیر بلوچستان نے اپنے ہم عصر سردار پندرانی میر سرگل کو دربار میں اپنا مصاحب منتخب کیا ۔ پندرانی قبیلہ کا تاریخی پس منظر اس طرح ہے ۔ امیر میرو بزرگ کیکانی براخوئی کرد بلوچ تمام گروہ قبائل براخوئی کرد بلوچ کا سردار اعلیٰ تھے ۔ ان کے دور (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۷ء) میں امیر بلال عزداری براخوئی کرد بلوچ قبیلہ عزداری کا امیر تھا ۔ امیر بلال عزداری کے تین بیٹے

ہوئے ہیں۔

امیر بلال غزداری

بہادر — مراد — اومر

بہادر کی اولاد بوجہ سکونت وادی پنڈران پندرانی قبیلہ کے نام سے موسوم ہوئی

مراد کی اولاد بوجہ سکونت نیچارہ۔ نیچاری قبیلہ کے نام سے موسوم ہوئی

اومرانی قبیلہ

امیر بہادر۔ قبیلہ پندرانی کا جدامجد ہے۔ ان کے چھ بیٹے تولد ہوئے ۱۔ سومر ۲۔ علی ۳۔ جوگی ۴۔ جمعہ ۵۔ خوشداد ۶۔ کناری۔ امیر سومر۔ امیر بہادر کا سب سے بڑا تھا۔ لہٰذا قبیلہ پندرانی کی سرداری اسی خاندان میں رہی اور سردار خاندان اپنے جد سومر کے نام سے موسوم ہو کر سومرزئی کہلانے لگا۔ سومر۔ امیر براہم کیکانی براخوئی کرد بلوچ (۱۳۳۳ء تا ۱۳۹۷ء) کا ہم عصر تھا۔ سردار محمود اول پندرانی۔ امیر میروثانی (۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۰ء) کا ہمعصر تھا۔ انہوں نے بلوچ برادری کی حکومت کی تشکیل میں امیر میروثانی کو جانی و مالی ہر قسم کی امداد دے کر نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ لہٰذا امیر سوری (۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء) امیر بلوچستان نے اپنے ہم عصر سردار پندرانی میر سرگل دویم پندرانی کو ان کے اجداد کے صمیمانہ خدمات کے پیش نظر۔ اپنے دربار میں اپنا مصاحب منتخب کیا۔

مرکز اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام

امیر سوری کے دور حکومت میں بھی رگام وشی بدستور مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کے منصب مدارالمہامی پہ فائز رہا۔

ایران کی سیاسی صورتحال

امیر سوری کے بلوچستان پہ دور حکمرانی میں شاہ عباس اول بدستور سلطنت ایران کی بادشاہت پر فائز تھا اور اس دور (۱۶۱۰ء سے لے کر ۱۶۱۹ء) میں وہ ایران میں لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی پالیسی اختیار کئے ہوئے تھا کہ لوگ مشہد میں امام رضا کے مزار کو قومی زیارت گاہ قرار دے کر اس کی زیارت گاہ پہ حاضری دیں اور خود اصفہان سے مشہد تک کی آٹھ سو میل کا فاصلہ پیدل طے کر کے امام رضا کا روضہ پہ حاضری دی تھی۔ مزار کے شیعوں کی صفائی کی یہ پالیسی انہوں نے اہل تشیع میں اتحاد برقرار رکھنے کی خاطر اختیار کی۔ چنانچہ اس پالیسی سے اہل تشیع میں اتحاد بڑھ گیا۔

مملکت ہندوستان کی سیاسی صورتحال

امیر سوری کہرانی بلوچ کے دور (۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء) حکمرانی میں سلطنت ہندوستان پہ نورالدین جہانگیر مغل بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس دور میں ہندوستان میں چند اہم واقعات وقوع پذیر ہوئے

جن کا تذکرہ یہاں کیا جائے گا۔ جہانگیر بادشاہ نے ۱۶۱۱ء میں شیر افگن والی بنگال کی بیوہ مشہور زمانہ خاتون نورجہاں سے شادی کی۔ ۱۶۱۲ء میں نورجہاں کی والدہ نے عطر گلاب ایجاد کرکے بادشاہ کو پیش کیا۔ بادشاہ نے اس عطر کو بہت پسند کیا اس کا نام (عطر جہانگیری) رکھا ۱۶۱۶ء میں طاعون کی وباء پنجاب سے پھیلنے لگی۔ جو تمام ہندوستان میں پھیل گئی۔ روزانہ ہزاروں لوگ مرنے لگے۔ یہ وباء ہندوستان میں سات سال تک رہی۔ کبھی سال دب جاتی تھی، کسی سال زور پکڑتی تھی۔ یہ بیماری چوہوں سے پیدا ہوئی۔ پہلے چوہے کونے کھدروں سے نکل کر چکر کھا کر مر جاتے تھے پھر یہ وباء گھر والوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی تھی۔ مریض تین چار دن کے بعد مرجاتے تھے اسی دور میں ۱۶۱۷ء میں شہزادہ اورنگ زیب کی ولادت ہوئی ۱۶۱۸ء میں جہانگیر بادشاہ نے سیر و تفریح کے لئے کشمیر جانے کا ارادہ کیا۔ موسم بہار قریب تھا۔ اس لئے بادشاہ کو کشمیر جانے کی عجلت تھی۔ اس نے لاہور کے باغوں اور عمارتوں کی سیر بھی نہیں کی اور لاہور سے کوچ کر دیا۔ کشمیر پہنچنے پہ دریا کے کنارے شاہانہ جشن منعقد کیا۔

جنوبی سندھ کے مغل گورنر عہد جہانگیر میں

(۱) جنوبی سندھ میں میرزا غازی بیگ ترخان ۱۶۰۰ء سے لے کر ۱۶۱۲ء تک گورنر رہا

۲۔ میرزا عبدالعلی ترخان ۱۶۱۲ء

۳۔ میرزا رستم قندھاری از ۱۶۱۳ء تا ۱۶۱۴ء)

۴۔ تاج خان تاش بیگ ۱۶۱۲ء۔
۵۔ ارسلان بیگ شمشیر خان اوزبک از ۱۶۱۲ء تا ۱۶۱۶ء
۶۔ میر عبدالرزاق مظفر خان معموری از ۱۶۱۶ء تا ۱۶۱۹ء۔

شمالی سندھ کے مغل گورنر

۱۔ نواب بازید خان ۱۶۱۱ء
۲۔ نواب ہوشیار خان ۱۶۱۸ء (یہ نواب خان جہان کا خواجہ سرا تھا۔) چونکہ جہانگیر مغل بادشاہ نے بکھر کا علاقہ شمالی سندھ نورجہان بیگم کو جاگیر میں دے رکھا تھا۔ لہٰذا ہوشیار خان نورجہان بیگم کی طرف سے بکھر کا حاکم مقرر ہوا۔ امیر سوری کمبرانی بلوچ کے دور حکمرانی میں شمالی سندھ کی یہ سیاسی صورتحال تھی۔

مغل بادشاہ کی خلعت امیر سوری کمبرانی۔ امیر بلوچستان کیلئے

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے امیر احمد اول کی دور حکمرانی میں سندھ کے جدگال قبائل، سمہ، سومرا، دریجہ اور شمالی سندھ کے گورنر نواب قاضی خان کے دور حکمرانی میں ۱۶۱۰ء میں بغاوت کی شکست کے بعد یہ تمام قبائل بلوچستان کے پہاڑی سلسلہ کاتیر (کھیرتر) میں منتشر ہو کر روپوش ہو گئے اور گورنر شمالی سندھ نواب قاضی خان نے امیر بلوچستان احمد سے ان کی سرزنش کی درخواست کی۔ امیر موصوف نے ان شرپسندوں کا خاتمہ کر کے ان کے سرغنوں کے سر گورنر شمالی سندھ کو بھجوائے۔ چنانچہ گورنر شمالی سندھ نے ہندوستان کے مغل بادشاہ کو امیر بلوچستان کے اس دوستانہ تعاون کے بارے میں مطلع کیا۔

بادشاہ جہانگیر نے نواب قاضی خان گورنر شمالی سندھ کو امیر بلوچستان کے لئے ایک خلعت فاخرہ اور ۲ لاکھ روپے نقد بطور مہمانی بھجوانے کا امر فرمایا۔ چنانچہ نواب قاضی خان گورنر شمالی سندھ نے اپنے ایک معتبر کارندہ میران بیگ بخشی کے ساتھ ایک خلعت فاخرہ مبلغ دو لاکھ روپے بطور مہمانی اور شکریے کا خط مغل بادشاہ جہانگیر کی طرف سے قلات روانہ کر دیا۔ امیر سوری امیر بلوچستان نے ہندوستان کے حکمران کے وفد کو خوش آمدید کہا اور چند دن مہمان رکھنے کے بعد ۱۲ جولائی ۱۶۱۱ء کو وفد کو رخصت کیا

چشمہ قلات سے متصل ذیلی کاریز میں سرنگوں کی احداث کا دستور

چشمہ قلات سے متصل تین کنوؤں پر مشتمل ایک کاریز امیر کمبر دوئم امیر بلوچستان نے ۱۵۹۰ء میں احداث کروایا تھا۔ تاکہ چشمہ قلات کی مقدار آب بڑھ جائے۔ چنانچہ امیر سوری ۱۶۱۸ء میں چشمہ قلات کے سلسلہ آب کی مقدار کو بڑھانے کے لئے ایک اور طریقہ ایجاد کیا۔ وہ طریقہ یہ تھا کہ کاریز کے کنوؤں کے درمیان جو پشتے تھے ان کے اندر شمالاً جنوباً قد آدم سے دوگنا بلند سرنگیں کھدوائیں۔ جس سے کہ پانی کے مزید چشمے برآمد ہوئے۔ اور مقدار آب بڑھ گئی۔ یہ سرنگیں آج تک ان کے نام سے موسوم ہیں۔ لہٰذا یہ ایک دستور بن گیا۔ کہ امیر سوری کے بعد جو بھی امیر بلوچستان بنا۔ انہوں نے اپنے نام سے کاریز کے پشتے میں ایک سرنگ کھدوائی۔ جو آج تک ان امیروں کے نام سے موسوم ہیں چنانچہ یہ سلسلہ امیر نصیر خان ثانی امیر بلوچستان کے دور حکومت ۱۸۵۷ء

تا ۱۵۸۰ء) تک جاری رہا۔

لس بیلہ میں رونجھا قبیلہ کی بجائے گنگا قبیلہ کا برسراقتدار آنا۔

اُمیر سوری کمبرانی بلوچ - اُمیر بلوچستان کے دورِ حکومت (۱۶۰۰ء تا ۱۶۱۹ء) میں لس بیلہ کے علاقہ میں رونجھا قبیلہ کی جگہ گنگا یا گنگو قبیلہ برسراقتدار آیا۔ یہ اپنی نوعیت کا اہم واقعہ ہے۔ جس کی تفصیلات اس طرح ہیں۔ اُمیر شارو گنگا کا چچا اور خسر، سردار باہُو اپنے قبیلے کا ایک مدبر امیر تھا۔ جسے جام اُلّن رونجھا (۱۵۸۰ء تا ۱۵۹۲ء) نے اپنے دربار میں مصاحب مقرر کیا تھا۔ الّن کے بعد اس کا بیٹا جام جلب (۱۵۹۲ء تا ۱۶۰۱ء) مسند پر بیٹھا تب بھی سردار باہو کے تعلقات اُمیر سے خوشگوار رہے۔ جب جام سفر (۱۶۰۱ء تا ۱۶۰۹ء) حکمران بنا تو اس کے تعلقات میں سردار باہُو گنگا کے ساتھ بعض سیاسی امور پر اختلافات پیدا ہو گئے۔ جن کی بنا پر جام سفر نے اُمیر باہُو گنگا کو قتل کرا دیا۔ اس کے قتل کے واقعہ سے تمام گنگا قبیلہ نے مشتعل ہو کر اُمیر سفر رونجھا امیر سبیلہ سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا چنانچہ ۱۰ اکتوبر ۱۶۰۹ء میں انہوں نے دربار میں موقع پا کر سفر رونجھا کا کام تمام کر دیا۔ اسی دن اس کی جگہ اپنے سردار جام شارو کو مسند بیلہ پر بٹھایا۔ اس طرح رونجھا قبیلہ سے منصب حکمرانی گنگا قبیلہ میں منتقل ہو گئی۔ رواج کے مطابق اُمیر سوری نے بحیثیت امیر بلوچستان گنگا قبیلے کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

وفات امیر سوری امیر بلوچستان

امیر سوری امیر بلوچستان تپ محرقہ میں مبتلا ہو گئے۔ کافی علاج

کیا گیا۔ مگر افاقہ نہیں ہوا۔ مرض جان لیوا ثابت ہوا۔ ۲۵ رجون ۱۶۱۸ء کو اس دارِ فانی سے لاولد رحلت کر گئے۔ بوقت وفات ان کی عمر ۵۲ سال تھی۔ انہوں نے کل آٹھ سال حکمرانی کی۔ یعنی ۲۷ رجولائی ۱۶۱۰ء سے لے کر ۲۵ رجون ۱۶۱۸ء تک

چارٹ، امیر سوری کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران ہندوستان و حکمرانان سندھ

حکمرانان سندھ	نام سلطان مملکت ہندوستان	نام سلطان سلطنت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
شمالی سندھ کے گورنر نواب بازید خان نواب ہوشیار خان (۱) جنوبی سندھ کے گورنر میرزا غازی بیگ ترخان	نورالدین جہانگیر ۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء	شاہ عباس اول ۱۵۸۷ء تا ۱۶۲۹ء	امیر سوری کمبرانی بلوچ ۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء
۲ میرزا عبدالعلی ترخان ۳ میرزا رستم قندھاری ۴ تاش خان تاش بیگ،			

۵ ارسلان بیگ شمشیر خان آوزبک			
۶ امیر عبدالرزاق مظفر خان معموری			

چارٹ : امیر سوری کمبرانی بلوچ کے ہم عصر امرائے خطہ مکران خاران چاغی اور لس بیلہ

نام امیر لسبیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	امیر بلوچ برازی بلوچستان
گنگا خاندان جام شارو گنگا جدگال ۱۶۰۹ء تا ۱۶۳۸ء	امیر سنجر سوئم سنجرانی بلوچ سنہ ۱۶۰۵ء تا سنہ ۱۶۳۹ء	امیر للہ نوشیروانی بلوچ سنہ ۱۶۰۷ء تا سنہ ۱۶۲۹ء	ملک بہادر درک زئی بلوچ سنہ ۱۶۱۲ء تا سنہ ۱۶۱۷ء	امیر سوری کمبرانی بلوچ سنہ ۱۶۱۰ء تا سنہ ۱۶۱۸ء

امیر قیصر کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی سنہ ۱۶۱۸ء تا سنہ ۱۶۲۹ء

چونکہ امیر سوری لاولد فوت ہوئے۔ لہٰذا ان کی جگہ ان کے دوسرے بھائی امیر قیصر کو جو عمر کے لحاظ سے اپنے دیگر بھائیوں سے بڑے تھے اراکین دربار حکومت بلوچستان نے مورخہ ۲۵ جون سنہ ۱۶۱۸ء کو مسند

امیر قیصر کمرانی بلوچ

۱۶۱۸ء تا ۱۶۲۹ء امیر بلوچستان

امارت بلوچستان پر بٹھایا۔ مسند نشینی کے وقت امیر قیصر کی عمر ۵۰ سال تھی۔ جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے امیر احمد اول کمبرانی بلوچ کے چھ فرزند تھے۔ جن کے نام بہ ترتیب عمر اس طرح ہیں۔ امیر سوری امیر قیصر، امیر بٹے، امیر مرزا، امیر سنجر، امیر تنگو،

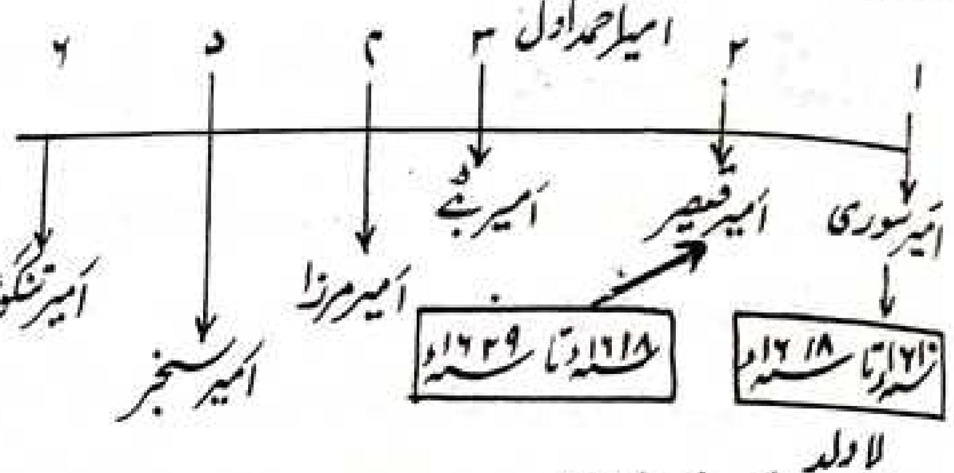

امیر قیصر کا حکومتی طریقہ کار

امیر قیصر نے جب مسند حکمرانی پر جلوس کیا تو انہوں نے لوگوں کی دادرسی کو سہل بنانے کے لئے یہ طریق کار اختیار کیا کہ وہ مسلسل بلوچستان کے مختلف علاقوں میں دورہ کر کے موقع پر ہی لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ تاکہ لوگوں کو حکومت کے دارالخلافہ میں اپنی دادرسی کے لئے آنا نہ پڑے۔ اس طریق کار سے ایک یہ فائدہ بھی ہوا کہ ان کو ہر علاقے کے دیکھنے کا موقع ملتا تھا۔ اور لوگوں سے رابطہ قائم رہتا تھا۔ صلاح مشورے میں آسانی ہوتی تھی

طائفہ شیخ حسینی اور مردان شہی کو سیاہ کمب سوراب میں بسانا

طائفہ شیخ حسینی اور مردان شہی دونوں محمد حسنی ارمیلی بہ اخوئی کرد

بلوچ کے طائفے تھے جو بیتان کے علاقے میں بود و باش رکھتے تھے
امیر قیصر کی دور حکمرانی میں وہاں قحط پڑ گیا۔ لہٰذا یہ دونوں طائفے
بلوچستان وارد ہوئے۔ چنانچہ امیر قیصر نے ان دونوں طائفوں کو
کمب سوراب میں اراضیات دے کر بسایا

سلطنت ایران اور ہندوستان کے درمیان قضیہ قندہار

بابر کے زمانے سے ایران کے صفوی حکمرانوں اور ہندوستان
کے مغل حکمرانوں کے مابین گہری دوستی چلی آتی تھی۔ چنانچہ ایرانی
شہنشاہ تہماسپ نے ہندوستان میں ہمایوں کی سلطنت بحال کرنے کے
لئے اسے بارہ ہزار فوج دی تھی۔ سولہویں صدی کے آخر سے قندہار
پر فوقیت حاصل کرنے کے خیال سے دونوں ملکوں کے تعلقات خوشگوار
نہ رہے اور فوجی کارروائیوں اور چال بازیوں سے ہر ملک نے اس
کلیدی شہر پر قابض ہونے کی مسلسل کوشش کی۔ قندھار فوجی اور
تجارتی نقطہ نگاہ سے اہم مقام تھا۔ بابر نے ۱۵۲۲ء میں قندہار
پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن ہمایوں کی وفات کے بعد ۱۵۵۸ء میں یہ شہر مغلوں
کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ ۱۵۹۶ء میں اکبر نے قندھار پر دوبارہ
قبضہ کر لیا۔ شاہ عباس صفوی نے خراسان کے سرداروں کو اکسا کر
قندھار پر حملہ کروایا۔ ۱۶۰۷ء میں جہانگیر نے مرزا غازی کی کمان میں
ایک بڑی فوج بھیج دی۔ ایرانی افواج پسپا ہو کر خراسان بھاگ گئیں
شاہ عباس کی اصلی چال یہ تھی کہ امن و امان اور برادرانہ
فضا کی بدولت مغل قندھار کے دفاعی استحکام سے غافل ہو جائیں

اور ایرانی فوج مناسب وقت پر لبس اس اہم شہر پر آسانی سے قبضہ جمائے۔

۱۶۲۱ء میں جب شاہ عباس صفوی کو معلوم ہوا کہ ہندوستان کی ملکی سیاست تخت کی وارث کے سوال پر الجھ چکی ہے۔ نورجہاں نے شہزادہ خرم کی بجائے شہریار کی سرپرستی شروع کر دی ہے۔ تو شاہ عباس نے اس نزاع سے فائدہ اٹھا کر قندھار کی تسخیر کے لیے ایک زبردست فوج بھیج دی۔ جہانگیر ان دنوں کشمیر میں تھا اس نے شہزادہ خرم کو قندہار جانے کا حکم دیا۔ شہزادہ خرم کو یہ شک گذرا۔ کہ نورجہاں اسے کہیں ہندوستان سے باہر بھیج کر اپنے داماد شہریار کو ولی عہد بنا سکے۔ چنانچہ شہزادہ خرم نے بادشاہ کے احکام ماننے کی بجائے بغاوت کا علم بلند کیا۔ قندہار کو ایرانی فوج نے ۴۵ دن کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ اور شاہ عباس نے جہانگیر کو خط لکھ کر اپنی روش کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جوابی خط میں جہانگیر نے شاہ عباس پر بے وفائی اور ریاکاری کا الزام لگایا۔ جہانگیر خرم کی بغاوت کے پیش نظر قندھار کی بازیابی کے لئے فوج نہ بھیج سکا۔ اور قندہار ایرانیوں کے قبضہ ہی میں رہا۔

ہندوستان میں انگریزوں کے سفیر کی آمد

جہانگیر کے دور حکومت میں پہلی بار ۱۶۰۸ء میں انگریزوں کے بادشاہ جیمز اول نے ہاکنز کو مغلیہ دربار میں بطور سفیر بھیجا۔ وہ تین سال تک آگرہ کے شاہی دربار میں مقیم رہا۔ پرتگیز مبلغین نے ہاکنز

کی خوب مخالفت کی۔ ہاکنز اپنے مشن میں ناکام رہا۔ انگریزوں کے لئے تجارتی مراعات حاصل نہ کر سکا۔

انگریزوں کا دوسرا مشن

چنانچہ ۱۶۱۵ء میں انگریزوں کے بادشاہ جیمز اوّل نے سر ٹامس راؤ کو مغلیہ دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ سر ٹامس راؤ درباری اداب سے واقف تھا۔ اور عالم آدمی تھا۔ وہ ۱۶۱۸ء تک ہندوستان میں مقیم رہا اور اپنے مشن میں کامیاب رہا۔ جہانگیر نے ایک فرمان کی رو سے ٹامس راؤ کو اجازت دی۔ کہ انگریز بندگاہ سورت میں اپنی تجارتی کوٹھی کھولیں ان کے ساتھ انگریز پادری (ایڈورڈ ٹیری) بھی تھا۔

نورالدین جہانگیر مغل بادشاہ کی وفات

۱۶۲۶ء میں جہانگیر بادشاہ کشمیر میں موسم گرما بسر کر کے واپس آ رہا تھا۔ کہ اسے دمہ کی تکلیف ہو گئی۔ علاج سے آفاقہ نہیں ہوا۔ بلکہ بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ اور راجوڑی کے قریب ۲۹ اکتوبر ۱۶۲۶ء کو انہوں نے وفات پائی۔ انہیں لاہور میں دفنایا گیا۔ ان کا عالیشان مقبرہ شاہجہاں کے عہد میں نورجہاں نے تعمیر کروایا

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدالمہام

امیر قیصر کمبرانی بلوچ کے دور ۱۶۱۸ء تا ۱۶۲۹ء حکمرانی میں

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام رگام وشی فوت ہو چکا تھا کیونکہ رگام وشی لاولد تھا۔ لہٰذا امیر قیصر نے اس کے بھائی مراد ذوش کے بیٹے علی توکل کو یہ عہدہ دیا اور علی توکل مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام مقرر ہوا۔

چشمہ قلات میں سرنگ بنام امیر قیصر احداث کیا گیا

امیر قیصر اپنے دور حکومت میں اپنے بھائی امیر سوری کے دستور کو بحال رکھتے ہوئے چشمہ قلات کے ذیلی کاریز کے پشتے میں اپنے نام سے ایک سرنگ کا اضافہ کیا۔ اس سرنگ کی کھدائی میں تقریباً پورے دو سال لگے۔ اس سرنگ کی کھدائی ۱۶۲۰ء میں شروع ہوئی۔ اور ۱۶۲۲ء میں مکمل ہوئی۔ اس سرنگ کی کھدائی سے نئے چشمے پھوٹ پڑے

قبیلہ قمبرانی میں چار نئے طائفوں کا وجود میں آنا

امیر احمد اول کمبرانی بلوچ کے چار بیٹوں امیر بٹے، امیر مرزا امیر سنجر، امیر عکو کی اولادوں سے چار نئے طائفے قبیلہ قمبرانی میں وجود میں آئے۔ جنکی تفصیل اس طرح ہے۔

ا۔ امیر بٹے کا بیٹا صوبا امیر بٹے کی اولاد اس کے بیٹے صوبا کے نام سے موسوم ہو کر صوبازئی کہلانے لگی۔

اا۔ امیر مرزا کا بیٹا ابوالخیر۔ ابوالخیر کا بیٹا خوشحال امیر مرزا کی اولاد اس کے پوتے خوشحال کے نام سے موسوم ہو کر خوشحال زئی کے نام سے شہرت پا گئے۔

۱۶- امیر سنجر کا بیٹا باران، امیر سنجر کی اولاد اس کے بیٹے باران کے نام سے موسوم ہو کر باران زئی کہلانے لگی۔

۱۷- تنگو کا بیٹا بلو، چنانچہ تنگو کی اولاد اس کے بیٹے بلو کے نام سے موسوم ہو کر بلوزئی کہلانے لگی۔

امیر احمد اول کمبرانی

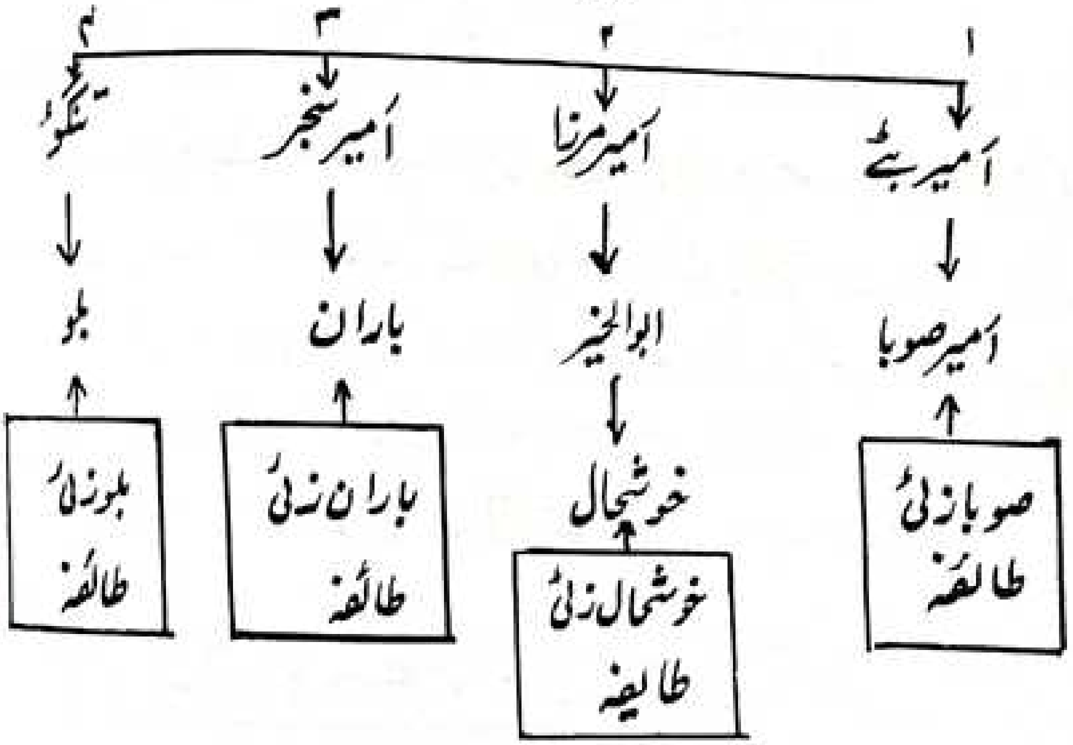

شمالی سندھ کے مغل گورنر

امیر قیصر کمبرانی بلوچ کے دور حکمرانی میں (۱۶۱۸ء تا ۱۶۲۹ء) شمالی سندھ میں یہ گورنر مغل بادشاہ کے طرف سے آتے رہے۔

۱- نواب میرزا علی محمد بیگ ۱۶۲۱ء تا ۱۶۲۸ء

۲- محمد علی فوجدار۔ ۱۶۲۸ء

۳- میرزا حسینی ۱۶۲۹ء

جنوبی سندھ کے مغل گورنر

امیر قیصر کمبرانی بلوچ کے دور حکمرانی میں جنوبی سندھ میں مندرجہ ذیل گورنر مغل بادشاہ ہند کی طرف سے آئے۔

۱۔ مرزا شاہ بیگ ارغون خان دوران ۱۶۱۱ء میں ٹھٹھہ کا گورنر مقرر ہوا۔ لیکن اپنی بعض ناگوار باتوں کی وجہ سے مغل حکومت کی نظروں سے گر گیا۔ پکا شرابی تھا۔ نشے کو تیز کرنے کے لئے بھنگ، افیون کوکنار شراب میں ملا کر پیتا تھا۔

۲۔ سید بایزید بخاری، مصطفیٰ خان ۱۶۱۹ء سے لے کر ۱۶۲۵ء تک ٹھٹھہ میں گورنر رہا۔ یہیں پر وفات پائی۔

۳۔ شریف الملک ۱۶۲۵ء سے لے کر ۱۶۲۷ء تک گورنر رہا۔ یہ شہزادہ شہریار کا ملازم تھا۔ اسکے نائب کی حیثیت سے ٹھٹھہ کا صوبیدار مقرر ہو کر آیا۔

۴۔ مرزا ابو سعید کو ۱۶۲۷ء میں فرمان حکومت ٹھٹھہ ملا۔ مگر اسی دوران جہانگیر نے وفات پائی۔ اور شاہ جہاں نے تخت نشین ہونے کے بعد اپنے اُمرا میں سے کسی کو ٹھٹھہ کا صوبیدار بنا کر بھیجا۔

امیر قیصر کمبرانی کی وفات

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ امیر سوری اپنے دور حکمرانی میں بلوچ قومی فوج کی فوجی صلاحیت کو بڑھانے کے لئے نمائشی

جنگی مشقوں کا رواج قائم کر چکا تھا۔ لہٰذا ان کی وفات کے بعد ہر امیر بلوچستان کے دور حکمرانی میں سال میں چار دفعہ ان جنگی مشقوں کی نمائش ہوتی تھی۔ امیر قیصر کمبرانی نے خضدار میں ایک بڑے جنگی مشق کی نمائش کا اہتمام کیا تھا۔ جس میں ہر فن جنگ میں انہوں نے خود بھی حصہ لیا۔ نمائش کے آخری دن مورخہ ۲۸ رمئی ۱۶۲۹ء کو وہ خود نیزہ بازی کے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے گھوڑے سے گر کر شدید زخمی ہوئے۔ زخم اس قدر شدید تھے۔ جس سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ بوقت وفات ان کی عمر ۶۱ سال تھی۔

امیر قیصر کمبرانی بلوچ کی کردار

امیر قیصر ایک بلند ہمت شخص تھے۔ ان کو اپنے بھائی امیر سوری سے بہت محبت تھی۔ انہوں نے ان کے نقش قدم پر چل کر پورے گیارہ سال حکمرانی کی۔ انہوں نے امیر سوری کی روایت کو بحال رکھتے ہوئے چشمہ قلات کے ذیلی کاریز میں باقاعدہ ایک سرنگ اپنے نام سے کھدوائی۔ باہر سے آئے ہوئے چند ایک بلوچ قبائل کو بلوچستان کے مختلف خطوں میں بسایا۔ بلوچستان میں انہی کے دور حکمرانی میں خطہ قندھار کی ملکیت پر دو بڑی سلطنتوں، ایران اور ہندوستان کے بادشاہوں کے درمیان تنازعہ برپا ہوا۔ امیر قیصر کمبرانی اتنا مدبر، دور اندیش اور سیاست مدار تھا کہ اس جھگڑے میں جو کئی برسوں تک جاری رہا۔ اپنی غیر جانبداری کو برقرار رکھا اور دونوں سلطنتوں کے حکمرانوں کو یہی تاثر دیا کہ وہ اور اس کی قوم ان کی ہمنوا

ب-

چارٹ: امیر قیصر کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان، حکمرانان سندھ

حکمرانان سندھ	نام سلطان سلطنت ہندوستان	نام سلطان سلطنت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
شمالی سندھ کے گورنر ۱- نواب میرزا علی محمد بیگ ۲- محمد علی فوجدار ۳ میرزا حسینی **جنوبی سندھ کے گورنر** ۱- شاہ بیگ ارغون خان دوران ۲- سید بایزید بخاری ۳ شریف الملک ۴- مرزا ابو سعید	نورالدین جہانگیر ۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء	شاہ عباس اول ۱۵۷۸ء تا ۱۶۲۹ء	امیر قیصر کمبرانی بلوچ ۱۶۱۸ء تا ۱۶۲۹ء

چارٹ: امیر قیصر کمبرانی بلوچ کے ہم عصر امرائے خطہ مکران، خاران - چاغی - لس بیلہ

نام امیر لسبیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ برلوری بلوچستان
جام شارو گنگا جدگال سنہ ۱۶۰۹ء تا سنہ ۱۶۲۸ء	ملک سنجر سوم سنجرانی بلوچ سنہ ۱۶۰۵ء تا سنہ ۱۶۳۱ء	میر لعلہ نوشیروانی بلوچ سنہ ۱۶۰۷ء تا سنہ ۱۶۲۹ء	ملک مرزا گورگ زئی بلوچ سنہ ۱۶۱۷ء تا سنہ ۱۶۲۳ء ابوسعید بلیدی سنہ ۱۶۲۳ء تا سنہ ۱۶۳۸ء	امیر قیصر کمبرانی بلوچ سنہ ۱۶۱۸ء تا سنہ ۱۶۲۹ء

مکران کی امارت پر بلیدی امیروں کا قبضہ سنہ ۱۶۲۳ء میں

بلیدی امرائے نے مکران کی امارت پر ۲۸ مارچ سنہ ۱۶۲۳ء میں قبضہ کیا جس کی تفصیلات اس طرح ہیں

مکران میں رندوں کی حکمرانی تھی۔ جب ان کے امیر شیہک رند بلوچ نے مکران کی امارت ترک کی اور سنہ ۱۴۸۵ء میں توران

پر حملہ کر کے جلب چھٹا جدگال کو شکست دے کر خود قابض ہو گیا تو اُن کے جانے کے بعد مکران میں سیاسی خلا پیدا ہو گیا۔ ملک سعید دزک زئی بلوچ نے تمام بلوچ قبائل کے عمائدین کو اپنا ہمنوا بنا کر ۱۴۸۶ء میں مکران کی امارت پر قبضہ کر کے اپنی حکمرانی کی بنا ڈالی۔ اس طرح سیاسی خلا پُر ہو گیا۔ ملک خاندان نے ۱۴۸۶ء سے لے کر ۱۶۲۳ء تک کل ایک سو چھتیس (۱۳۶) سال حکمرانی کی۔ جیسے کہ ایشیائی ملکوں میں دستور ہوتا ہے۔ ملک مرزا کے والد ملک بہادر نے اپنے دور حکمرانی (۱۶۱۲ء تا ۱۶۱۷ء) میں ابوسعید کو اپنا مصاحب اور مشیر مقرر کیا تھا۔ ملک مرزا جب ۱۶۱۷ء میں اپنے باپ کی جگہ مسند امارت پر بیٹھا۔ تو اس نے ابوسعید سے اس کی بیٹی کا رشتہ طلب کیا۔ چونکہ ابو سعید پہلے سے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے بھتیجے سے کر چکا تھا۔ لہٰذا اس نے معذرت کی۔ اس بنا پر حاکم مکران ملک مرزا ابوسعید سے ناراض ہوگیا۔ اور اس کو جان سے مارنے کی تدابیر سوچنے لگا۔ چونکہ ابوسعید ملک مرزا کا درباری مصاحب تھا۔ اس کو پتہ چلا کہ حکمران مکران اس کے بارے میں اچھے ارادے نہیں رکھتا چونکہ وہ درباری مصاحب ہونے کی حیثیت سے ملک مرزا کی خانہ داری اُمور سے بھی واقف تھا۔ ابوسعید نے اپنے ایک معتمد کے ذریعے سے ملک مرزا کو زہر دے کر مروا دیا اور خود مکران کی امارت پر قبضہ کر کے بلیدی خاندان کی حکمرانی کی بنیاد رکھی اور تمام امراء کو انعامات سے نواز کر اپنا طرفدار بنایا امیر

قیصر کے دورِ حکمرانی میں یہ ایک اہم سیاسی واقعہ ہے

خطوں میں خاندانی تبدیلی کے بارے میں مرکزی حکومت کی پالیسی

چونکہ بلوچستان کی حکومت بلوچ برادری کی اپنی حکومت تھی اور اس میں تمام خطے کے بلوچ برابری کی بنیاد پر مل کر اس حکومت کا تشکیل دیا کرتے تھے۔ لہٰذا جب بھی کسی خطہ میں وہاں کے بلوچ اپنی مرضی سے جس نئے خاندان کو حکمرانی کا منصب حوالہ کر دیتے تھے۔ مرکزی امیر اسی نئے نظام کو فوراً تسلیم کر لیتا تھا اور اس نئے خاندان کے امیر کو اس خطے کا حکمران تصور کرتا تھا

بلوچستان میں مہدوی تحریک کی ابتداء

امیر قیصر کمبرانی بلوچ (۱۶۱۵ء تا ۱۶۲۹ء) کے دورِ حکمرانی میں ملک مرزا وتک زئی بلوچ کو ابوسعید بلیدی بلوچ نے سازش کے ذریعے زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ اور مکران کی حکمرانی پر خود قابض ہو گیا۔ ابوسعید بلیدی وادی بلیدہ مکران کا باشندہ تھا۔ اور بلوچ قبیلہ بلیدی کا سردار تھا۔ مکران میں حکمرانی وتک زئی بلوچ کر رہے تھے۔ جو ملقب بہ ملک تھے۔ انہی ملکوں کی دور حکمرانی میں ہندوستان سے سید محمد جونپوری مہدوی فرقہ کے امام شہر فرہ رفرح (ولایت ہلمند سیستان میں وارد ہوا۔ امیر ابوسعید حضرت امام محمد جونپوری کے دعویٰ کا حال سن کر غائبانہ معتقد ہو چکا تھا۔ آپ کی فراہ میں آمد کا حال سنکر ہلمند سیستان میں آ کر شہر فراہ پہنچا

امیر احمد ثانی کمبرانی بلوچ

سنہ ۱۶۲۹ء تا سنہ ۱۶۳۷ء امیر بلوچستان

اور امام کے ہاتھ پر بیعت کر کے تصدیق مہدویت کی۔ بعد میں مکران آکر مہدوی تحریک کی تبلیغ شروع کردی۔

اگرچہ تاریخی کتابوں میں یہ بات واضح نہیں ہے کہ مکران میں کس ملک حکمران کے دور حکمرانی میں سید محمد جونپوری شہر فراہ ولایت ہلمند سیستان پہنچا۔ روایت یہی ہے کہ مکران میں ملک خاندان کے دسواں حکمران ملک فرخ (۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۰ء) کے دورِ حکمرانی میں حضرت سید محمد جونپوری شہر فراہ میں آئے۔ اور ابوسعید بلیدہ سے روانہ ہوکر فراہ پہنچا اور حضرت سید محمد جونپوری کے ہاتھوں بیعت کرکے مکران کو لوٹ آیا۔ اور یہاں اس نے مہدوی فرقہ کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کردیا اور (۳۴) سال بعد خود ابوسعید آخری ملک حکمران ملک مرزا کی حکمرانی کا تختہ الٹ کر خود مکران کی امارت پر قبضہ کرکے مکران کے سیاہ وسفید کا مالک بن گیا۔ تحریکِ مہدویت کا تو اس نے بہت پہلے پرچار شروع کیا تھا۔ اب جبکہ وہ مکران کا حاکم بھی خود بنا تو پورے مکران میں اس نے اس مسلک کو پھیلا دیا۔ لہٰذا اس تحریک کی تفصیلات اگلے باب میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کی جائیں گی

امیر احمد ثانی کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۶۲۹ء تا ۱۶۳۷ء

امیر قیصر کی وفات کے بعد بلوچ برادری کی مجلس شوریٰ کے ارکین نے امیر قیصر کے اکلوتے بیٹے احمد کو مسند امارت بلوچستان پر بٹھایا ان کی دور حکمرانی میں مکران میں ابوسعید بلیدی نے ذرک نئی بلوچ

المعروف بہ ملک خاندان کی حکمرانی کو ختم کرکے بلیدی بلوچ خاندان
کی حکمرانی بنیاد ڈالی اور نہایت انہماک اور تندہی سے مہدوی تحریک
کی تبلیغ کا آغاز کیا۔ جو بلوچستان کی تاریخ میں ایک اہم واقع ہے
لہٰذا امیر احمد ثانی کمبرانی بلوچ کی دور حکمرانی کے دیگر واقعات سے
پہلے ہم مہدوی تحریک کے بانی ہندوستان میں ان کی تحریک کی حمایت
اور مخالفت کی۔ تفصیلات بانی موصوف کی فراہ میں آمد اور ابوسعید
بلیدی بلوچ کی ان کے ہاتھوں بیعت اور پھر ابوسعید بلیدی بلوچ کی
مکران حکومت پر قبضہ اور مہدوی تحریک کی بلوچستان میں آغاز کی تفصیلات
نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کریں گے۔

باب دہم

علامہ مولائیؒ شیدائیؒ کا تعارف

چونکہ بلوچستان میں مہدوی تحریک کی تفصیلات ہم میر رحیم داد خان شاوانی مولائی شیدائیؒ فیلو سندھ یونیورسٹی کی کتاب "حکایات ذکر یان بلوچستان میں مہدوی تحریک" کے حوالے سے بیان کر رہے ہیں۔ لہٰذا قارئین گرامی کی معلومات کے لئے علامہ مولائی شیدائیؒ کا تعارف ضروری ہے۔

علامہ مولائیؒ شیدائیؒ کا آبائی وطن و علمی کارگزاریاں

میر رحیم داد خان شاوانی بلوچ المعروف بہ مولائیؒ شیدائیؒ کے والد گرامی کا نام میر شیر محمد خان ہے ان کا آبائی مسکن موضع کھڈ کوچہ تحصیل مستونگ تھا۔ قبیلہ شاوانی میں ان کا طائفہ سوری نئی ہے یعنی مولانا موصوف سوری نئی شاوانی ہیں۔ جب ۱۸۳۹ء میں انگریزوں کی سامراجی طاقت نے بلوچستان کو فتح کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس وقت کے بلوچستان کے مجاہد حکمران امیر محراب خان ثانیؒ نے بلوچستان کے پایۂ تخت قلات میں بلوچستان کی آزادی کا دفاع کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ تو اس کے بعد سارے بلوچستان میں بے یقینی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ جس کی وجہ سے

مولانا شیدائیؔ صاحب کے بزرگوں کو مجبوراً بلوچستان کو خیرباد کہنا پڑا اور سندھ میں جاکر سکونت اختیار کرنا پڑی۔ اس ہجرت سے علامہ شیدائیؔ صاحب کو ضرور ایک فائدہ ہوا کہ ۱۸۴۳ء میں جب سندھ کی فتح کے بعد انگریزوں نے اپنی انگریزی طرز تعلیم کی بنیاد ڈالی تھی۔ سندھ میں ہر جگہ اسکول کھولے گئے تھے۔ لہٰذا مولانا شیدائیؔ صاحب کو حسب منشاء علم حاصل کرنے کے مواقع مل گئے۔ اور انہوں نے اپنی علمی شوق کی پیاس بجھائی۔ ان کو بچپن سے بلوچستان کی تاریخ کی حقائق معلوم کرنے کا شوق دامن گیر رہتا تھا مگر ان کے دور میں بلوچستان کی تاریخ کے بارے میں کوئی مستند کتاب دستیاب نہ تھی۔ مولانا شیدائیؔ صاحب کا کہنا ہے کہ پہلی بار ۱۸۷۷ء میں مسٹر اے ڈبلیو ہیوز فیلو آف جغرافیکل سوسائٹی لندن نے انگریزی حکومت کے ایماء پہ اپنی کتاب (دی کنٹری آف بلوچستان) شائع کی اس کے بعد رائے بہادر ہیتو رام نے جو کہ بلوچستان میں پولیٹیکل ایجنسی کے محکمہ میں اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ انگریزوں کے کہنے پر تاریخ بلوچستان مرتب کی۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۸۹۱ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ رائے بہادر ہیتو رام نے آخوند محمد صدیق کی تاریخ خوانین بلوچ جو فارسی میں تھی سے استفادہ کیا تھا۔ مولانا شیدائیؔ صاحب کہتے ہیں ان کے دور میں بلوچستان کے ادوار کی تاریخ کے متعلق مواد بہت ہی کم تھا ۱۹۳۱ء میں جب حضرت جنت مکان میر اعظم خان اپنے بھائی میر محمود خان ثانی کی وفات کے بعد ریاست قلات بلوچستان کے تخت پہ بیٹھے۔ ۱۹۳۲ء میں ان کی تاج پوشی ہوئی۔ اسی دوران

مولوی دین محمد کھوکھر نے یادگار تاجپوشی قلات بلوچستان کی کتاب شائع کی اس میں احمد زئی شاہی خاندان کا مختصر ذکر ملتا ہے۔ اگرچہ ۱۹۰۸ء میں حکومت برطانیہ نے بلوچستان کے ہر ضلع کے بارے میں گزیٹیئر شائع کیے تھے۔ مگر ان کتابوں کا دستیاب ہونا بھی مشکل تھا۔ ان مشکلات کے باوجود حضرت مولانا شیدائی نے ریاست قلات بلوچستان کی تاریخ لکھی اور اس کے ساتھ ہی کتاب "حکایت ذکریاں بلوچستان میں مہدوی تحریک" بھی تحریر فرمائی۔ جس کے حوالے سے میں اپنی کتاب تاریخ بلوچ و بلوچستان جلد چہارم میں بلوچستان میں تحریک مہدی کے بارے میں تفصیلات بیان کر رہا ہوں۔ کیونکہ مولانا موصوف کو سندھی زبان پر عبور حاصل تھا۔ انہوں نے سندھ اور بلوچستان کے مختلف تاریخی موضوعات پر سندھی زبان میں جامع کتابیں لکھی ہیں۔ لہٰذا ان کی ان علمی خدمات کے پیش نظر حکومت سندھ نے مولانا شیدائی کو فیلو شپ سندھ یونیورسٹی کے اعلیٰ اعزاز سے نوازا۔ ہم نے مولانا موصوف کے تعارف نامہ کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے اب ہم حقائق ذکریاں بلوچستان میں مہدوی تحریک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ کہ یہ تحریک کب اور کیسے بلوچستان میں پھیلی اور مکران کے لوگ اس طرح اس تحریک سے متاثر ہو کر مہدوی فرقہ میں شامل ہوگئے اور بعد میں اس تحریک کے علماء نے کیوں اس کی اصلی مذہبی ہیئت بدل ڈالی۔ اس مذہبی فرقے کے بارے میں یہ ایسے سوالات ہیں جن کے جوابات تاریخ کے اوجھل صفحات سے ڈھونڈ کر نکالنا ہر مورخ کا فرض ہے۔ اس مذہبی فرقے کی صحیح صورتحال قارئین گرامی کے سامنے ظاہر اور ہویدا ہو جائے

بانی تحریک مہدوی کا شجرہ

حضرت سید محمد جونپور کے باشندے تھے اور نسلاً سید تھے ان کے شجرہ کو مورخین نے اس طرح بیان کیا ہے " سید محمد بن عبداللہ بن عثمان بن سید خضر بن سید موسیٰ بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن عبداللہ بن سید یوسف، بن سید یحییٰ بن سید جلال الدینؒ بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ، بن سید موسیٰ کاظم

بانی تحریک مہدوی کی ولادت

حضرت سید محمد کی ولادت شہر جونپور میں یکم مئی ۱۴۴۳ء میں ہوئی۔

بانی تحریک مہدوی کی تعلیم و تربیت

حضرت سید محمد جونپوری نے نامی گرامی عالم و مشائخ حضرت شیخ دانیال کے مدرسے میں تعلیم پائی۔ سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور بارہ سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فارغ ہو گئے۔ آپ کے تجرد علمی اور خداداد ذہانت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے علماء آپ سے اپنی مشکلات کا حل حاصل کرتے تھے۔ جون پور کے تمام علماء نے مل کر آپ کو " اسد العلماء" کا خطاب دیا۔ شیخ دانیال نے اپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور تلقین پا کر آپ کی مہدویت کی تصدیق کی۔

بانی تحریک مہدوی کی سعادت حج حاصل کرنا۔

سید محمد جونپوری بغرض حج جونپور سے نکل کر وسط ہند، مالوہ

دکن ہوتے ہوئے کعبتہ اللہ پہنچے۔ راستے کے تمام مقامات پر ٹھہرتے ہوئے وعظ و بیان کا سلسلہ جاری رکھا۔ سلاطین۔ اُمراء علماء صوفیاء اور عوام آپ کے معتقد ہوئے اور تائب ہو کر تارک الدنیا ہوتے رہے۔ حرم کعبہ سے واپس ہو کر گجرات پہنچے۔ چاپانیر۔ احمد آباد اور پٹن میں قیام کرتے ہوئے بڑلی تشریف لائے

بانی تحریک مہدوی کا اعلان مہدویت

حضرت سید محمد نے بہ مقام بڑلی ۸ر اگست ۱۴۹۹ء میں اپنے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اس دور میں سلطنت ہندوستان پر لودھی خاندان کی حکمرانی تھی۔ اور سکندر لودھی کا دور (۱۴۸۹ء تا ۱۵۱۷ء) حکمرانی تھا

بانی تحریک مہدی کا سلاطین امراء و علما کو خطوط لکھنا

حضرت سید محمد جونپوری نے مہدی موعود ہونے کے دعویٰ کے بعد سلاطین علماء اور اُمرا کو اس مضمون کا خط روانہ فرمایا۔

خط کا متن یہ ہے۔

"میں سید محمد، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ میں اس دعویٰ کے وقت ہوش میں ہوں۔ ہوشیار کرنے کا محتاج نہیں ہوں۔ مجھے اللہ کے سوائے کوئی حاجت نہیں ہے تم پر لازم ہے۔ کہ میرے اس دعویٰ کی تحقیق کرو۔ اگر بندے کو جھوٹا اور مفتری علی اللہ پاؤ تو قتل کردو۔ اگر تم میرے کام سے روگردان ہو گئے تو تمہارا جھٹلانا ثابت ہوگا۔ کیونکہ تم حق بات کی دریافت

پر قادر ہو۔ اگر تم مجھے جھوٹ پر چھوڑ دو گے۔ تو بھی ماخوذ ہو گے۔ دونوں صورتوں میں تمہاری گردن پہ وبال ہو گا۔"

لہٰذا اس مضمون کا خط تمام سلاطین اُمرا، علماء کو روانہ کرنے کے بعد آپ چار مہینے تک بڑلی میں قیام پذیر رہے۔

گجرات کے علماء کا رویہ

گجرات کے علماء مہدویت کے بارے میں سید موصوف سے بحث مباحثہ کرتے رہے اور آپ کے علم و زہد سے متاثر ہو کر اکثر لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر تصدیق کر لی۔ حضرت سید محمد بڑلی سے روانہ ہو کر شہر جالور پہنچے۔ جہاں سینکڑوں علماء اُمرا آپکی مہدویت کی تصدیق کرتے ہوئے آپ کی جماعت میں شریک ہو گئے اور حاکم جالور زبدۃ الملک نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ آج تک یہ خاندان ریاست پالن پور میں حکمران ہے۔

سندھ میں مہدوی تحریک کا آغاز

حضرت سید محمد، جالور سے ناگور اور جیسلمیر ہوتے ہوئے سندھ کے مشہور شہر نصر پور پہنچے اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ آپ پہلے شہر ٹھٹھہ میں تشریف فرما ہوئے۔ مگر یہ بات غلط ہے بلکہ آپ نصر پور سے ہو کر ٹھٹھہ تشریف لے گئے تھے اُس زمانے میں یہ شہر نصر پور دریائے سندھ کے ساحل پر نہایت آباد اور بارونق مشہور شہر تھا۔ انیسویں صدی میں جب دریائے سندھ نے اپنا رخ

بدل دیا۔ تو یہ شہر اُجڑ گیا۔ نصر پور سے آپ سندھ کے دارالسلطنت ٹھٹھہ پہنچے۔ یہاں آپ نے اٹھارہ مہینے قیام فرما کر خلق خدا کو خدا کی طرف دعوت دی۔ سندھ کے بڑے بڑے علماء مشائخ اور امراء نے آپ کی تصدیق مہدویت کی۔

سندھ میں بعض علماء کی مخالفت

سندھ میں علمائے ظاہر نے جب دیکھا کہ حضرت سید محمد کی تعلیمات سے ان کی دوکانداری سرد پڑ رہی ہے تو انہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ستانا شروع کر دیا۔ جیسا کہ ہر زمانے میں اللہ والوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ حضرت سید محمد اور اُن کی جماعت کے کے خلاف طرح طرح کی گمراہ کُن باتیں مشہور کی گئیں۔ اور ان غریبوں پر بازار بند کر دیا گیا۔ اس طرح حضرت سید محمد کے رفقا۔ اور معتقدین میں سے چوراسی افراد فاقوں سے شہید ہو گئے۔

حکمرانِ سندھ کے احکام قتل ۱۵۵۵ء تا ۱۶۰۲ء

اس دور میں سندھ میں سمہ خاندان کی حکمرانی تھی جام نظام الدین عرف جام نندا حکمران سندھ تھا علماء نے حکمران کو ایسا بھڑکایا کہ اس نے سید موصوف کو معہ اُن کے مریدوں کے قتل کر دینے کا حکم جاری کیا۔ مگر دریا خان حکومت سندھ کا وزیر تھا۔ اور حضرت سید محمد کے مریدانِ خاص کے سلک میں منسلک ہو چکا تھا۔ چنانچہ بادشاہ سے عرض و معروض کر کے قتل کے حکم کو منسوخ کرا دیا۔ سید صاحب

کے سندھ سے اخراج پر اکتفا ہوا۔ حضرت سید محمد اپنے نو سو معتقدین کے
ساتھ سندھ سے بجانب سیستان براستہ گرم سیل روانہ ہوئے

ولایت ہلمند کے شہر فراہ میں قیام

جب حضرت سید محمد صاحب سندھ سے روانہ ہوئے تو براہ گرم سیل سیستان کی ولایت ہلمند کے شہر فراہ پہنچے اور یہیں پر قیام فرمایا۔ یہاں وہ غالباً ۸ رفروری ۱۶۰۱ء میں آئے۔ اس دور میں مکران میں ورکنڈ بلوچ المعروف بہ ملک خاندان کی حکمرانی تھی اور ملک خاندان کا دوسرا حکمران ملک فرخ (۱۶۰۰ء تا ۱۶۱۰ء) مکران میں حکمران تھا اور بلوچستان کی وفاقی حکومت بلوچ برادری کے مسند امارت پر آمیر احمد اول کبرانی بلوچ (۱۶۰۱ء تا ۱۶۱۰ء) متمکن تھے۔ ابو سعید بلیدی فرادی بلیدہ میں سکونت پذیر تھا۔ چونکہ وہ حضرت سید محمد جونپوری کے دعویٰ مہدویت کا حال سنکر غائبانہ معتقد ہو چکا تھا۔ اُن کی ولایت ہلمند میں آنے کی خبر سن کر اپنے چند معتمد ساتھیوں کے ساتھ ۱۸ر اگست ۱۶۰۱ء کو ابو سعید بطرف فراہ روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچکر حضرت سید محمد جونپوری کے ہاتھ پر بیعت کر کے تصدیق مہدویت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود نے ابو سعید کے حق میں دعا فرمائی اور بشارت دی کہ اس کی سات پشتیں حکومت کریں گی۔ فراہ میں چند مدت قیام کرنے کے بعد حضرت سید محمد جونپوری سے مہدوی فرقہ کی احکامات اور طریقہ تبلیغ سیکھنے کے بعد ابو سعید بلیدی اپنی جماعت کے ساتھ روانہ

ہو کر ۲ رجنوری ۱۶۰۲ء میں مکران پہنچا اور اپنے مسکن بلیدہ میں جا کر ایک بہت بڑے مدرسے کی ابتدا کی۔ جہاں سے اس نے فرقہ مہدوی کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ بعد میں بلیدہ مہدوی تحریک کا ایک بڑا گڑھ شمار ہونے لگا۔

ایران کی سیاسی صورت حال

اس دور میں جب حضرت سید محمد جونپوری فراہ تشریف لائے تو سلطنت ایران پر صفوی خاندان کی حکمرانی تھی۔ اور تخت پر شاہ عباس اول متمکن تھا (۱۵۸۹ء تا ۱۶۲۹ء)

ہندوستان کی سیاسی صورتحال

اس دور میں ہندوستان کی سلطنت پر مغل خاندان قابض ہو چکا تھا۔ اور نورالدین جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء) ہندوستان کا فرمانروا تھا۔

بلوچستان میں مسلک مہدویہ کی اشاعت

جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ابو سعید بلیدی بلوچ کے ہاتھوں مکران میں مہدوی تبلیغ کا ۲ رجنوری ۱۶۰۲ء میں آغاز ہوا۔ ابو سعید بلیدی سیاست دان، تجربہ کار اور ایک بہادر شخص تھا۔ وہ فراہ میں حضرت سید محمد جونپوری کے ہاتھ بعیت کرنے کے بعد جب مکران آیا تو اپنے مسکن بلیدہ میں اس نے ایک بہت بڑے مدرسے کی بنیاد رکھی۔ اور یہاں سے کل ۲۱ سال یعنی ۱۶۰۲ء سے لیکر ۱۶۲۳ء تک

وہ مذہب مہدویت کا پرچار کرتا رہا۔ ۱۶۲۳ء میں مکران کی ...
اُسے ملی۔

ابوسعید بلیدی کا حکمران مکران ہونا ۱۶۲۳ء تا ۱۶۳۸ء

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے ملک خاندان کے آخری ...
ملک مرزا نے ابوسعید بلیدی کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ چونکہ اسی لڑکی ...
رشتہ ابوسعید اپنے بھتیجے سے پہلے کر چکا تھا لہٰذا اس نے رشتہ ...
دینے سے اس بنا پر معذوری ظاہر کی اس انکار پر ملک مرزا ...
کے خلاف ہو گیا۔ اس کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ تاکہ اسے ...
مار کر اس کی بیٹی سے وہ جبراً رشتہ کر سکے۔ جو بلوچی روایات
کے سراسر خلاف تھا۔ لہٰذا ابوسعید بلیدی نے اپنے کسی معتمد کے
ذریعے سے ملک مرزا کو زہر دے کر ہلاک کرا دیا ۲۸ مارچ ...
کو خود مسندِ امارت مکران پر بیٹھ کر اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا۔ اس
طرح حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی
اور ابوسعید بلیدی کے خاندان نے سات پشتوں تک مکران پر
حکومت کی۔

تحریک مہدویت کا سارے مکران میں پھیل جانا

چنانچہ جب ابوسعید بلیدی ۲۶ مارچ ۱۶۲۳ء میں بلیدی ...
کی حکومت مکران میں قائم کی تو انہوں نے نہایت زور و شور سے
مہدویت کی تبلیغ کو جاری ساری رکھا۔ مکران کی آبادی کی

اکثریت فرقہ مہدویت میں شامل ہو گئی۔ حتیٰ کہ توران سطح مرتفع قلات کے علاقہ جھالاوان کے قبیلہ ساجدی، بزنجو، میروانی کے کچھ طائفے بھی اس فرقے میں شامل ہو گئے۔ مکران میں بلیدی بلوچوں کی حکمرانی کو ہم مہدوی فرقہ کی حکمرانی بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ بلیدی بلوچوں نے ۱۶۲۳ء میں مکران میں برسراقتدار آ کر اپنی حکومت قائم کر لی۔ ان کے امیر سب مہدوی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور اس خاندان کی حکومت ۱۷۳۳ء تک رہی۔ یعنی بلیدیوں نے کل ۱۱۰ سال مکران پر حکمرانی کی اور اس عرصہ میں مکران میں فرقہ مہدویت کا بول بالا رہا۔

مہدوی فرقہ کی ابتدائی صورت

روایات یہ کہتی ہیں۔ کہ فرقہ مہدوی کی ابتدائی صورت یہ نہ تھی جو موجودہ دور میں مکران میں ذکری فرقہ کی ہے بلکہ ابتدا میں مہدوی فرقہ کے مذہبی عقائد یہ تھے

۱۔ مہدوی فرقہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے تھے۔

۲۔ مہدوی فرقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو مانتے تھے اور اس کی پابندی کرتے تھے۔

۳۔ سید محمد جونپوری کو مہدی موعود سمجھتے تھے۔

۴۔ مہدوی فرقہ اس بات کا قائل تھا۔ کہ سید محمد جونپوری انتقال کر گئے ہیں۔

۵۔ مہدوی فرقہ کے لوگ نماز کی فرضیت کے قائل تھے۔

۶۔ مہدوی فرقہ کے لوگ حج کو فرض سمجھتے تھے۔
۷۔ مہدوی فرقہ کے لوگ شرعی وضو کے قائل تھے۔

مکران میں بلیدی بلوچوں کے دور حکومت میں اسی مہدوی فرقہ کے عقائد کی پابندی کی جاتی تھی۔ اسی وجہ سے اس فرقہ کے خلاف کوئی خاص ردِعمل ظہور پذیر نہیں ہوا۔

بلیدیوں کا طریقہ تبلیغ

بلیدی بلوچ حسن سلوک اور بھائی چارے کے فضا میں مہدوی فرقہ کے عقائد کی تبلیغ کرتے تھے۔ جبرِ اقرار سے کام نہیں لیتے تھے انسان اُس عقیدے کو اپناتا ہے جس کا وہ دل سے قائل ہو جائے۔ پھر اس کا ورغلانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ بلیدیوں کے بلدرانہ سلوک کی وجہ سے ان کے ایک سو دس سالہ دور حکمرانی میں مہدوی فرقہ کے خلاف کوئی ردعمل نہیں ہوا۔ نہ مکران کے کسی حصے سے اس مذہب کے خلاف کوئی آواز بلند ہوئی مہدوی وغیر مہدوی بلوچ بھائیوں کی طرح پُرامن طور پر مکران میں زندگی بسر کر رہے تھے

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام

اب میں دوبارہ امیر احمد ثانی کمبرانی بلوچ کے دور حکومت کے واقعات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ان کے دورِ ۱۶۲۷ء تا ۱۶۳۶ء حکمرانی میں اُستا علی توکل بدستور مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا قلات میں مدارالمہام رہا کہتے ہیں کہ علی توکل نے تلوار بنانے

ہی نام پیدا کیا تھا۔

چشمہ قلات کے ذیلی کاریز میں سرنگ کا اضافہ

امیر سوری کمبرانی بلوچ نے اپنے دور (۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء) حکمرانی میں ایک رواج رکھا۔ کہ چشمہ قلات کے ذیلی کاریز کے پشتے میں ایک کاریز کھدوائی۔ اس سے ان کا مقصد چشمہ قلات کے پانی کی مقدار کو بڑھانا تھا۔ لہٰذا ان کے بعد ان کے جتنے بھی جانشین آئے۔ انہوں نے اپنے دور حکمرانی میں اسی کاریز کے پشتے میں اپنے نام سے سرنگیں کھدوائیں چنانچہ امیر احمد ثانی کمبرانی نے بھی اپنے دور میں (۱۶۲۹ء تا ۱۶۳۶ء) ایک سرنگ کھدوائی۔ ان سرنگوں کے اضافگی کے ساتھ ساتھ چشمہ قلات کے پانی کی مقدار پر بھی نمایاں اثر پڑتا رہا۔ پانی کی مقدار بڑھتی گئی۔

ہندوستان کی سیاسی صورتحال

امیر احمد ثانی کمبرانی بلوچ کے دور (۱۶۲۹ء تا ۱۶۳۶ء) حکمرانی میں ہندوستان کے سلطنت پر شہاب الدین شاہجہان حکمرانی کر رہا تھا۔ وہ ۴ رفروری ۱۶۲۸ء میں اپنے باپ کی جگہ تخت دہلی پر بیٹھا۔ تخت نشین ہوتے ہی شاہجہان کو اس بات کا شوق پیدا ہوا۔ کہ وہ اپنے آبائی وطن یعنی تیمور کے پایہ تخت سمرقند پر قبضہ کرے۔ اور اپنی سلطنت کی حدود وسط ایشیا میں ماوراالنہر تک پھیلائے۔ مگر اس کوشش میں ان کی تمام کاوشیں بے نتیجہ

ثابت ہوئیں۔ کافی روپیہ خرچ ہوا۔ ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں لیکن اُن کا وسط ایشیا کی تسخیر کے خواب پورا نہ ہو سکا بلکہ وہ ایک انچ زمین بھی حاصل نہ کر سکے

پرتگیزوں کے خلاف کارروائی

۱۶۳۲ء میں شاہ جہاں کے حکم سے بنگال کے گورنر قاسم خان نے ہگلی کے پرتگیزوں کے خلاف سخت کارروائی کی۔ چندہ ماہ کے محاصرے کے بعد پرتگیزوں کو شکست ہوئی۔ اُن کی کثیر تعداد ماری گئی اور باقی گرفتار ہوئے۔ اکبر اور جہانگیر کے زمانے سے پرتگیزوں کو جو مراعات حاصل تھیں۔ وہ تمام منسوخ کر دی گئیں۔ اور ہگلی پر مغلیہ فوج کا قبضہ ہو گیا۔ پرتگیزوں نے تجارتی مراعات سے ناجائز فائدہ اٹھایا تھا وہ مقامی تاجروں پر ناجائز ٹیکس عائد کر کے ان کو تنگ کرتے تھے نیز لوگوں کو اغوا کر کے دوسرے ملکوں میں بطور غلام بیچ ڈالتے تھے۔ اور لوگوں کو زبردستی عیسائی بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ شاہ جہاں نے برہم ہو کر بنگال سے پرتگیزوں کا صفایا کرا دیا۔

ایران کی سیاسی صورتحال

امیر احمد ثانی کی حکمرانی کے دور حکمرانی میں جب شاہ ایران شاہ عباس اول مرض الموت میں مبتلا ہوا۔ تو فوت ہونے سے پہلے اس نے اپنے بڑے بیٹے صفی مرزا کے بیٹے سام مرزا کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ چنانچہ اُن کی وفات کے بعد ۱۶۲۹ء سام مرزا نے

میں شاہ صفی کے لقب سے سلطنت ایران کے تخت پر جلوس کیا اور کل تیرہ سال یعنی ۱۶۲۹ء سے لے کر ۱۶۴۲ء تک حکمرانی کرتا رہا۔

قندھار پر دوبارہ مغل بادشاہ

شاہ عباس اول ایران کے بادشاہ نے اپنے دور حکمرانی میں قندہار پر قبضہ کیا تھا۔ اُس کے بیالیس سالہ دور (۱۵۸۷ء تا ۱۶۲۹ء) حکمرانی میں قندہار، ایران کا حصہ رہا۔ مگر جب شاہ عباس فوت ہوا اس کا پوتا شاہ صفی اس کا جانشین بنا چونکہ قندھار کے گورنر علی مردان سے شاہ صفی نے اچھا سلوک نہیں کیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ بادشاہ سے ناراض تھا۔ اس موقع سے ازبک امیر امام کلی فائدہ اٹھاتے ہوئے قندھار پر حملہ آور ہوا قندھار کے گورنر نے حواس باختہ ہو کر شہر خالی کر دیا اور اپنی افواج کے ساتھ دہلی کا رخ کیا اور مغل بادشاہ کی ملازمت اختیار کی۔ اس دوران شاہ جہاں بادشاہ ہند نے ۱۶۳۰ء میں قندھار پر حملہ کر کے ازبکوں کو نکال دیا۔ اور قندھار کی ولایت کو سلطنت ہندوستان میں شامل کر دیا۔ بعد کے واقعات مناسب موقع پر بیان کیئے جائیں گے۔

شاہ صفی (۱۶۲۹ء تا ۱۶۴۲ء) کے دور حکمرانی میں ترکی کے ساتھ جنگوں کا ایک مسلسل سلسلہ شروع ہوا۔ اس دور میں سلطنت ترکی پر مراد چہارم کی حکمرانی تھی۔ لہٰذا ۱۶۳۰ء میں ترکی فوجوں نے ہمدان پر قبضہ کیا پھر ۱۶۳۵ء میں ترکی حکومت نے ایری وان اور تبریز پر قبضہ کیا۔ ۱۶۳۸ء میں ترکوں نے بغداد فتح کیا۔ بعد میں

ایران اور ترکیہ حکومت میں صلح ہو گئی۔ بغداد ترکی حکومت کے حوالے کر دی گئی اور ایریوان ۔ ایرانی حکومت کو عہد نامے کی رو سے ملا۔

قادر ڈنا گنگا کی بغاوت و سرکوبی

جام پنو ، گنگا (۱۶۲۸ء تا ۱۶۴۹ء) امیر لس بیلہ تھا۔ اس کی دور امارت میں اس کا بھائی قادر ڈنا اس سے کسی خانگی معاملہ میں ناراض ہوا۔ اور علم بغاوت بلند کر کے جاموٹوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ ساروُنہ میں داخل ہوا اور یہاں سے اپنے بھائی کو حراساں کرنے لگا چونکہ قادر ڈنا کی یہ روش بلوچ برادری کی حکومت کے اصولوں کے خلاف تھی۔ لہٰذا امیر احمد ثانی ایک بڑے لشکر کے ساتھ ساروُنہ آیا۔ پہلے تو قبائلی دستور کے مطابق قادر ڈنا کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ اپنے بھائی جام پنو ، امیر لس بیلہ سے راضی نامہ کرے۔ مگر مصالحت کی ان کوششوں کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ لہٰذا امیر احمد ثانی نے اس کے کیمپ پر حملہ کیا۔ ایک شدید جنگ کے بعد قادر ڈنا مارا گیا۔ اور اس کا لشکر پراگندہ ہو گیا اور اس فساد کا اس طرح خاتمہ ہوا۔ جام پنو ، گنگا نے قلات آ کر امیر احمد ثانی کے اس تعاون کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا دس گھوڑے اور دس حبشی غلام ان کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیے اور چند دن قیام کے بعد واپس بیلہ چلا گیا۔

اجرائے چندہ مالی

جب امیر میرو میروانی بلوچ نے ۱۲۱۰ء میں بلوچ برادری

کی حکومت کو تشکیل کی تھی۔ تو اس حکومت کو چلانے کے لئے ہر قسم کے قوانین بلوچی رواج کے مطابق بنائے گئے تھے اور ہر قبیلہ کے سردار کو اپنے علاقہ میں امور انتظامیہ کے چلانے کے اختیارات دیئے گئے تھے لہٰذا علاقوں میں سردار قبیلوں کے فوجداری اور دیوانی معاملات کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ ان فیصلوں کے دوران سردار قبیلہ کو عدالتی اخراجات کرنے پڑتے تھے۔ اس بارے میں کوئی قانون وضع نہیں کیا گیا تھا۔ کہ عدالتی اخراجات کہاں سے پورے کئے جائیں گے۔ لہٰذا سربراہان قبائل نے امیر احمد ثانی حکمرانِ امیر بلوچستان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ ان اخراجات کو برداشت کرنے کے لئے کوئی صورت نکالی جائے۔ چنانچہ امیر موصوف نے بلوچستان کے مجلس شوریٰ کو طلب کیا اور عدالتی اخراجات کے مسائل کو ان کے سامنے برائے تصفیہ پیش کیا مجلس شوریٰ بہت غور و خوض کے بعد متفقہ طور پر اس نتیجے پر پہنچی کہ سربراہان قبائل کا مطالبہ جائز ہے لہٰذا ہر قبیلہ کا شادی شدہ فرد سالانہ اپنے قبیلے کے سردار کو مبلغ پانچ روپے یا اس کے عوض جنس ادا کرے اور سردار قبیلہ اس جمع شدہ رقم سے عدالتی اخراجات برداشت کرے۔ اور اس کا باقاعدہ حساب رکھے۔ لہٰذا اس چندہ کو مالی کا نام دیا گیا۔ اور اس فیصلے کے بعد تمام قبائل کے شادی شدہ افراد یہ رقم مالی سردار کے پاس جمع کراتے تھے۔ دیوانی اور فوجداری مقدمات کی سماعت کے دوران اسی جمع شدہ رقم سے سرداران قبائل عدالتی اخراجات برداشت کرتے تھے۔ لہٰذا آئندہ کے لئے اس مسئلہ کا حل نکالا گیا۔

وفات میر احمد ثانی کمبرانی بلوچ

امیر احمد ثانی کمبرانی کو پتے کی تکلیف تھی۔ انہوں نے اپنے دار
حکمرانی میں کئی ایک حکیموں سے علاج کروایا۔ مگر ان کو خاطر خواہ افاق
نہیں ہوا۔ چنانچہ اس بیماری کے ایک شدید دورہ کے دوران ان کی موت
واقع ہوئی۔ چنانچہ امیر احمد ثانی کمبرانی ۲۷ اپریل ۱۶۳۷ء میں اس
دار فانی سے بہ عمر ۵۱ سال کوچ کر گئے بلوچ مجلس شوریٰ کے
اراکین نے ان کے بڑے بیٹے امیر التازہ کو ان کی جگہ پر تخت
امارت پر بٹھایا۔ لہٰذا امیر التازہ ملقب بہ امیر التازہ اول۔ مسند
حکمرانی پر بیٹھا۔

چارٹ: امیر احمد ثانی کمبرانی بلوچ کے ہمعصر سلاطین مملکت
ایران و ہندوستان و حکمرانان سندھ۔

نام حکمرانان سندھ	نام سلطان سلطنت ہندوستان	نام سلطان سلطنت ایران	نام امیر بلوچ براہوئی بلوچستان
شمالی سندھ گورنر ۱۔ نواب عزت خان فوجدار ۱۶۳۱ء ۲۔ سید محمد فوجدار	شہاب الدین شاہ جہان ۱۶۲۷ء تا ۱۶۵۸ء	شاہ صفی ۱۶۲۹ء تا ۱۶۴۲ء	امیر احمد ثانی کمبرانی بلوچ ۱۶۲۹ء تا ۱۶۳۷ء

			۲- نواب اسد خان سنہ ۱۶۳۲ء ۲- نواب محمد یوسف خان سنہ ۱۶۳۵ء
			جنوبی سندھ گورنر سنہ ۱۶۳۶ء ۱- میرزا عیسیٰ ترخان ثانی سنہ ۱۶۲۷ء تا سنہ ۱۶۲۸ء ۲- میر ابوالبقا امیر خان سنہ ۱۶۲۹ء تا سنہ ۱۶۳۱ء ۳- یوسف محمد خان تاشقندی سنہ ۱۶۳۱ء تا سنہ ۱۶۳۵ء

چارٹ: امیر احمد ثانی کمبرانی بلوچ کے ہم عصر امرائے خطہ مکران، خاران۔ چاغی۔ لس بیلہ۔

نام امیر بلوچ برادری بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر لس بیلہ بلوچستان

جام پنو گنگا جدگال ۱۶۲۳ء تا ۱۶۲۸ء	ملک سنجر سوئم سنجرانی بلوچ ۱۶۰۵ء تا ۱۶۳۸ء	امیر فیروز نوشیروانی بلوچ ۱۶۲۹ء تا ۱۶۲۹ء	بلیدی خاندان ابوسعید بلیدی بلوچ ۱۶۲۳ء تا ۱۶۳۸ء	امیر احمد ... بلوچ ۱۹۲۹ ... ۱۹۳۰ء

امیر احمد ثانی کمبرانی بلوچ کا کردار

امیر احمد ثانی ۴۳ سال کی عمر میں مسند حکمرانی پر بیٹھے اور انہوں
کل اٹھ سال تک حکمرانی کی ان کی زندگی کے واقعات سے ظاہر ہو
ہے کہ وہ ایک بہادر حوصلہ مند، بردبار نوجوان تھے۔ اُن کے والد بز
قیصر کے دور (۱۶۱۸ء تا ۱۶۲۹ء) حکمرانی میں مکران کی امارت پر
بلیدی بلوچ امیر ابوسعید ملک خاندان کے آخری حکمران ملک مرزا
کو جان سے مار کر قابض ہو گیا تھا۔ اور ابوسعید بلیدی خود فرقہ ذکری
کے ماننے والوں میں سے تھا۔ چنانچہ اس نے بطور حکمران مکران کے سارے
علاقے میں اس تحریک کو پھیلایا۔ مگر امیر احمد ثانی چونکہ متعصب شخص
نہ تھا۔ اور اسلام کے ان اصولوں پر کہ ہر ایک کو مذہب کی آزادی
ہے انہوں نے اس تحریک کی مکران میں کوئی مخالفت نہیں کی۔ اپنے
تدبر، بردباری اور سیاست مداری کا ثبوت دیا۔ امیر موصوف میں انتظامی
صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی۔ جس کے ہم دو مثالیں پیش کر سکتے ہیں
ایک تو قادر ڈنا گنگا امیر لس بیلہ جام پنوں گنگا کے بھائی کی بغاوت

امیر الغاز اول کمرانی بلوچ
۱۶۳۷ء تا ۱۶۴۷ء امیر بلوچستان

یا فوری طور پر تدارک اور قلع قمع اور اخراجات عدلیہ کے لئے فوری طور پر انتظام کرنا۔ انہوں نے قادر ڈنا گنگا کو پہلے تو بھائی بندی کی حیثیت سے سمجھا دیا کہ وہ فساد برپا کرنے سے باز آجائے جب اس نے نہیں مانا تو بلا تردد امیر موصوف نے اس کے کیمپ پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اور ملک کو مزید تباہی سے نجات دلائی جب علاقوں کے قبائلی سرداروں کے اخراجات عدلیہ کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا تو امیر احمد ثانی بالکل نہیں گھبرائے انہوں نے مجلس شوریٰ کے اراکین کو طلب کر کے ان کے سامنے یہ معاملہ برائے تصفیہ رکھ دیا۔ چنانچہ چندہ کی صورت میں ایک ٹیکس لگایا گیا۔ جو بلوچ ملت کا ہر فرد ادا کر سکتا تھا ان ایام اس چندے کو مالی کا نام دیا گیا۔ اور ہر قبیلہ میں اس چندے سے وافر رقم جمع ہونے لگی کہ قبائلی سرداروں کے عدالتی اخراجات صحیح طور پر پورے ہوئے۔ اور لوگوں کو انصاف ملنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ ان کو اپنے اسلاف کی عزت داری اتنی عزیز تھی کہ مسند حکمرانی پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے چشمہ قلات کے ذیلی کاریز میں ایک پشتہ اپنے نام سے کھدوایا گویا میر سوری مرحوم کے اس عمل کو سنت کا درجہ دے کر دوام بخشا اور ہر جانشین کے لئے اس عمل کو ضروری قرار دیا

امیر اتازادل کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۶۳۷ء تا ۱۶۴۲ء

امیر اتازادل کمبرانی بلوچ اپنے والد گرامی امیر احمد ثانی کی رحلت کے بعد، ۲ اپریل ۱۶۳۷ء میں مسند حکمرانی بلوچستان پر بیٹھا

مسند نشینی کے وقت امیر موصوف کی عمر ۳۲ سال تھی۔ گویا عالم شباب میں مسند حکمرانی پر بیٹھا۔ اسے اپنے جد امجد امیر کمبر ثانی (۱۶۹۰ء ۱۶۰۱ء) کی طرح کاشتکاری اور وسیلہ آب کے ذرائع کا دریافت کرنے کا انتہائی شوق تھا۔ وہ تمام علاقوں کا دورہ کرتے جہاں کہیں انہیں زیر زمین پانی کے ذخیرہ کا پتہ چلتا تھا وہاں اس کی اجرائی کا مناسب بندوبست کرتے اور پانی کو نکالنے کی کوشش کرتے تھے۔

چشمہ قلات کی ذیلی کاریز میں سرنگ کی احداثی

امیر الثاز اول کمبرانی نے حکمران ہوتے ہی چشمہ قلات کے ذیلی کاریز میں ایک سرنگ احداث کرنے کا حکم دیا اور اپنے نام سے منسوب کیا۔ گویا یہ چوتھی سرنگ تھی۔ جو ذیلی کاریز کے پشتے میں احداث کی گئی۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ آج کے دور میں اسی ذیلی کاریز کے اندر جتنی بھی سرنگیں احداث ہوئی ہیں۔ وہ حکمرانوں کے نام سے منسوب ہیں۔ جنہوں نے ان کو اپنے دور حکمرانی میں احداث کیا تھا۔

خضدار کی ندی سے آبی نالوں کی احداثی

خضدار کی ندی میں وافر مقدار میں پانی موجود ہے۔ چنانچہ امیر الثاز کمبرانی نے اسی ندی سے کئی ایک نالے احداث کر کے پانی کو بنجر زمینوں تک پہنچا دیا۔ اور اس کام کے تکمیل کے سلسلے میں دو سال تک خضدار میں قیام کیا۔ ان نالوں کی احداث سے کاشتکاری میں کافی ترقی ہوئی۔

وادی قلات میں کاریزوں کی احداث

امیر اتاز اول کمبرانی نے اپنے دور حکمرانی میں موضع کوہنگ قلات میں کاریز ملادارو، کاریز یوسف، کاریز عثمان احداث کروائے جن جن کاریگروں کو ان کاریزات کی احداث کے کام سپرد کیئے گئے تھے۔ کاریزات کے برآمد ہونے کے بعد انہی کے نام سے ان کاریزوں کو منسوب کیا گیا۔ جو آج تک انہی کاریگروں کے نام سے منسوب ہیں

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام

امیر اتاز اول کمبرانی کے دور حکمرانی میں مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارلمہام علی توکل تھا۔ چونکہ وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہا تھا اور امیر موصوف اس کے کام سے خوش تھا۔ لہٰذا اسے بدستور اسی عہدے پر رکھا۔

قندھار پر سلطنت ایران کا دوبارہ قبضہ

۱۶۴۹ء میں جب مغلیہ فوج وسط ایشیا میں مصروف پیکار تھی۔ اور بلخ سے اُسے پسپا ہوئی تو شاہ عباس ثانی نے قندھار پر قبضہ کرنے کی ٹھانی ایرانی فوج نے آگے بڑھ کر بُست پر قبضہ کر لیا جو قندھار کے نواح میں واقع مشہور درہ تھا۔ اس پر شاہجہاں نے اورنگ زیب کو قندھار کی حفاظت کا حکم دیا، اورنگزیب قندھار کی جانب روانہ ہوا۔ لیکن اس کی آمد سے پہلے قندھار

کی فوجی گورنر دولت خان نے حوصلہ ہار کر قندہار ایرانیوں کے حوالے کر اورنگ زیب نے قندہار کو دوبارہ حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن قندہار فتح نہ ہو سکا۔ ایرانی توپ خانے سے مغلوں کو کافی نقصان پہنچا۔ اب خدشہ یہ تھا۔ کہ ایرانی اور ازبک حکمران مل کر مغلوں پر ہلہ نہ بول دیں۔ پس وقتی طور پر قندہار کی تسخیر ملتوی کر گئی۔ شاہ جہاں نے اورنگ زیب کو دکن کا وائسرائے بنا کر دکن بھیج دیا

ہندوستان کی سیاسی صورت حال

ہندوستان کی سیاسی صورت حال یہی تھی جو اوپر قندہار کے تسخیر کے سلسلہ میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ہندوستان کی سلطنت کو ہر جگہ ہزیمت اٹھانی پڑی اور قندھار بدستور سلطنت ایران کے قبضہ میں رہا۔

ایران کی سیاسی صورت حال

امیر التاز اول کمبرانی بلوچ کے دور حکمرانی (۱۶۳۷ء تا [illegible]) میں شاہ صفی (۱۶۲۹ء تا ۱۶۴۲ء) کی جگہ شاہ عباس ثانی سلطنت ایران کے تخت پر بیٹھا تھا۔ ان کے دور میں ایران بہت خوشحال اور فارغ البال تھا۔ اور اس نے اپنی زیر کمان فوجیں لے کر قندہار کو دوبارہ فتح کیا اور مغل فوج کو شکست فاش دی۔ شاہ عباس ثانی نے کئی ایک عمارات بنوائیں۔ خاص کر مشہد کا " صحن کہنہ " کی عمارت

بہت مشہور ہے۔

بلوچستان میں اراضیات خشکابہ کا تعین حق مالکانہ

امیر التازئی اول کے دور حکومت میں خشکابہ اراضیات کے حق مالکانہ پر مالک اور کاشتکاروں کے درمیان ایک جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا کہ اراضی کی آمدن سے مالک کو کتنا حصہ اور کاشتکار کو کتنا حصہ ملنا چاہیئے۔ تاکہ مالک اور کاشتکار کا یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے کوئی ایسا حل تلاش کیا جائے کہ فریقین کے درمیان انصاف ہو اور ہر فریق کو اس کا جائز حق مل جائے۔ لہٰذا یہ مسئلہ حکومت بلوچستان کے مجلس شوریٰ میں پیش کیا گیا۔ شوریٰ کے ماہرین نے خشکابہ بندات کے آبادکاری کے چھ حصص مقرر کر دیئے ایک حصہ آب۔ ایک حصہ دیکھ بھال بند۔ ایک حصہ تخم۔ ایک حصہ ہل، ایک حصہ نگرانی۔ ایک حصہ حق مالکانہ چونکہ بندات کی کاشت میں، پانی دینا۔ بندوں کی دیکھ بھال، تخم ریزی ہل چلانا فصل کی نگرانی۔ یہ پانچ کام کاشتکار کرتا ہے۔ اس اعتبار سے پیداوار کی تقسیم میں پانچ حصص کاشتکار کو ملنا چاہئیں۔ اور ایک حصہ حق مالکانہ مالک کو ملنا چاہیئے۔ اسی فیصلے کے مطابق آج تک تمام بلوچستان میں خشکابہ بندات کی پیداوار حصص اسی تناسب سے مالک اور کاشتکار پر تقسیم ہوتی ہیں۔ اس فیصلہ سے دونوں فریق مطمئن ہوئے اور آج بھی مطمئن ہیں۔

مکران میں تحریک مہدوی کی صورت حال

اُمیر سوری کمبرانی بلوچ (۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء) امیر بلوچستان خطا کران کے درک زئی بلوچ المعروف بہ ملک خاندان کے دسویں حکمران ملک فرخ (۱۶۲۰ء تا ۱۶۱۳ء) کے دور میں ابوسعید بلیدی بلوچ۔ فراہ جا کر سیّد محمد جونپوری کے ہاتھ بیعت کر کے تصدیق مہدویت کا شرف حاصل کر کے مکران آیا۔ اور اس تحریک کی تبلیغ کی ابتداء کی جب تک یہ تحریک اپنی اصلی صورت میں تھی۔ جس کی تفصیلات بیان کی جا چکی ہیں۔ تو مختلف اسلامی مذہبی فرقوں میں کوئی تصادم پیدا نہیں ہوا۔ لیکن بعد میں اس تحریک کے علمبرداروں نے تحریک کی ضابطوں میں نمایاں تبدیلیاں لائیں۔ اور جبراً لوگوں کو تحریک مہدویت میں شامل کرنے کو ششیں کیں۔ جس کی بناء پرستی فرقہ اور مہدوی فرقہ میں مخاصمت کی آگ بھڑک اٹھی اور فرقوں میں جنگوں کی صورت اختیار کی لہٰذا آئندہ ابواب میں ملکی تاریخ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مکران میں تحریک مہدویت کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے گا۔ تاکہ قارئین کو تحریک مہدویت کی نشوونما کی صحیح صورت حال معلوم ہو سکے۔ اُمیر اتاز اول کمبرانی کے دور حکمرانی (۱۶۳۷ء تا ۱۶۴۷ء) میں مکران میں شیخ شکراللہ اُمیر تھا۔ جو ابوسعید بلیدی کا بیٹا تھا۔ اس نے دس سال حکمرانی اور پیشوائی کی۔ یعنی ۱۶۳۹ء سے ۱۶۴۹ء تک۔

مکران میں بلیدی اُمرا کی دو حیثیتیں

ابوسعید بلیدی بلوچ کی مکران کی مسند امارت پر آنے کے بعد دو حیثیتیں تھیں۔ ایک حیثیت تو یہ تھی۔ کہ وہ امیر مکران

تھا۔ اور دوسری حیثیت اس کی مذہبی تھی۔ کیونکہ جب اُس نے سید محمد جونپوری کے ہاتھ بیعت کی تو تحریک مہدویت کے اصول کے مطابق تحریک کی پیشوائی کا عہدہ بھی اُسے ہی کو ملا۔ لہٰذا ابوسعید بلیدی کے بعد اس کے جانشین سب شئے کے لقب سے ملقب ہوئے۔ شئے بلوچی زبان میں شیخ کا ہم معنی لفظ ہے جو پیشوائے فرقہ مذہبی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اورماڑہ میں سنگر قبیلہ کی بغاوت کو فرو کرنا

سنگر قبیلہ مید قبیلہ کی طرح بلوچستان کے تمام ساحلی علاقے میں پھیلا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ ایران کی سرحد کے قریب بھی سنگر قبیلے کے لوگ رہتے ہیں۔ چنانچہ امیر اتاز اول کمبرانی بلوچ کے دور (۱۶۳۶ء تا ۱۶۶۶ء) حکمرانی میں ان دونوں قبیلوں میں ایک رشتہ کے ٹوٹنے کی وجہ سے قبائلی چشمک بھڑک اٹھی۔ چونکہ دونوں قبیلے ایک ساتھ رہتے ہیں۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر ایک دوسرے پر حملہ کرتے رہے اور کشت و خون کا ایک لامتناہی سلسلہ ان کے درمیان شروع ہوا۔ چنانچہ سنگر قبیلہ کا ایک کہدا یعنی معتبر ملا پیر محمد نے اورماڑہ کے قریب مقام میانہ پر مید قبیلہ پر ایک بڑے حملے کی تیاری شروع کی۔ جس کے متعلق امیر بلوچستان کو اطلاع دی گئی۔ چنانچہ امیر اتاز اول پانچ ہزار نفری کے ایک لشکر کے ساتھ قلات سے خضدار اور خضدار سے جھاؤ اور جھاؤ سے میانہ پر ۸ / فروری ۱۶۶۹ء کو حملہ آور ہوا ایک شدید جنگ کے بعد سنگر قبیلہ

کو شکست ہوئی۔ ملا پیر محمد اور اس کا بھائی رحمان (رہائی خان) جنگ میں مارے گئے۔ دیگر سنگر جو تہ تیغ ہونے سے بچ نکلے۔ منتشر ہو کر ادھر ادھر میں پراگندہ ہو گئے۔ اس طرح سنگر اور رمید قبیلے کا یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہوا۔ اور ان قبیلوں کے درمیان امن قائم ہوا۔

امیر التاز اول کی وفات

جیسے کہ امیر سوری کمبرانی بلوچ نے اپنے دور ۱۶۱۱ء تا ۱۶۱۸ء حکمرانی میں بلوچ قومی فوج کی جنگی قابلیت کو بڑھانے کے لئے جنگی مشقوں کے سال میں چار دفعہ مقابلوں کا انعقاد کا ایک سلسلہ رکھا تھا لہٰذا ان کے بعد ان کے تمام جانشینوں نے ان مشقوں کے سلسلے کو جاری رکھا۔ امیر التاز اول ۲۷ مارچ ۱۶۲۷ء میں قلات میں اپنی جنگی مشقوں میں حصہ لے رہے تھے۔ چوگان بازی کے دوران گھوڑے سے گر کر ہلاک ہوئے لہٰذا ان کی میت کو نہایت احترام کے ساتھ قلات سے سوراب کے مقام لغار میں میروانی امراء کے قبرستان میں دفنایا گیا۔ چونکہ امیر التاز اول لاولد تھے۔ لہٰذا بلوچ شوریٰ نے اس کے چھوٹے بھائی امیر کیچی کمبرانی کو مسند حکومت بلوچستان پر بٹھایا۔ امیر التاز اول بہ عمر ۴۲ سال انتقال کر گئے۔ امیر التاز اول کی ایک بیٹی بنام بی بی توبے تھی۔

امیر التاز اول کا کردار

امیر التاز اول ایک مدبر۔ معاملہ فہم۔ اور خاموش طبع انسان

تھا۔ انہیں کھیتی باڑی سے بڑا شغف تھا۔ چنانچہ انہوں نے خضدار قلات میں بہت سی کاریزیں احداث کروائیں۔ خشکابہ اراضیات کی آمدن میں مالک اور کاشتکار کے درمیان ایسا ابدی تصفیہ کرایا کہ آج تک بلوچستان میں وہی طریقۂ تقسیم مروج ہے۔ جنگی فنون میں اسے نیزہ بازی سے نہایت شوق تھا۔ بلکہ وہ ماہر نیزہ بازی سمجھا جاتا تھا۔ جنگی مشقوں میں بلوچی قومی فوج کے نوجوانوں کو نیزہ بازی سکھایا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی موت بھی دوران نیزہ بازی واقع ہوئی۔

چارٹ: امیر التازاول کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران، و ہندوستان و حکمرانان سندھ۔

حکمرانان سندھ	نام سلطان سلطنت ہند	نام سلطان سلطنت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
مغلائی سندھ کے گورنر نواب محمد خان ۱۶۳۵ء نواب شاہ قلی خان میرزا سید جاوان سنہ ۱۶۳۶ء مرزا التفات بیگ سنہ [illegible]ء میرزا یار خان سنہ ۱۶۴۱ء	شہاب الدین شاہجہاں سنہ ۱۶۲۷ء تا سنہ ۱۶۵۸ء	شاہ عباس دوئم سنہ ۱۶۴۲ء تا سنہ ۱۶۶۷ء	امیر التازاول کمبرانی بلوچ سنہ ۱۶۳۷ء تا سنہ ۱۶۴۷ء

نواب سعادت خان سنہ ۱۶۴۲ تا سنہ ۱۶۴۴ء			
خواجہ لطیف سنہ ۱۶۴۵ء تا سنہ ۱۶۴۹ء			
جنوبی سندھ کے گورنر دولت خان خواجہ خان (سنہ ۱۶۳۵ء تا سنہ ۱۶۴۰ء) غیرت خان - خواجہ کامگار سنہ ۱۶۴۰ء شاد خان سنہ ۱۶۴۰ء تا ۱۶۴۲ء میر ابوالبقا خان سنہ ۱۶۴۲ء تا سنہ ۱۶۴۷ء			

چارٹ: امیر اتانہ ادل کمبرانی بلوچ کے ہم عصر امرائے خطہ مکران خاران - چاغی - لس بیلہ

نام امیر لس بیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
گنگا جدگال	سنجرانی بلوچ	نوشیروانی بلوچ	بلیدی بلوچ	امیر اتانہ ادل

بام پتو گنگا ۱۶۲۸ء تا ۱۶۷۸ء	اَمیر ملک جنید خان ۱۶۳۹ء تا ۱۶۶۷ء	اَمیر فیروز نوشیروانی ۱۶۲۹ء تا ۱۶۷۹ء	شے شکراللہ ۱۶۳۹ء تا ۱۶۲۸ء	کمبرانی بوتج ۱۶۳۷ء تا ۱۶۴۷ء

باب یازدہم

۱۱۔ امیر کیچی کمبرانی بلوچ کی مسند نشینی ۱۶۴۷ء تا ۱۶۵۶ء

امیر التاز اول کمبرانی بلوچ کی وفات کے بعد ان کے بھائی امیر کیچی کمبرانی بلوچ بلوچستان کی مسند امارت پر بیٹھے کیونکہ امیر التاز اولاد تھے۔ امیر کیچی جب مسند امارت پر بیٹھے تو ان کی عمر ۴۱ سال تھی۔

قلات میں فن سپاہ گری کی درسگاہ کا قیام

اگرچہ امیر سوری نے اپنے دور (۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء) حکمرانی میں بلوچ قومی فوج میں نمائشی جنگی مشقوں کے انعقاد کا رواج رکھا تھا۔ اس کے بعد ان کے جانشینوں نے اسی رواج کی پیروی کرتے ہوئے جنگی مشقیں جاری رکھیں۔ مگر امیر کیچی نے اپنے دور (۱۶۴۷ء تا ۱۶۵۶ء) میں فن سپاہ گری کی ایک باقاعدہ درسگاہ شہر قلات میں قائم کی۔ جہاں بلوچ قوم کے افراد آکر فن سپاہ گری سیکھتے تھے۔ مشقوں کا انعقاد اور فن سپاہ گری کی درسگاہ کے قیام سے ضرور یہ فائدہ ہوا کہ بلوچ قوم کے افراد کی جنگی استعداد بہت زیادہ بڑھ گئی۔ ہر فرد ماہر سے ماہر تر بنتا گیا۔

امیر کیچی کمبرانی بلوچ

۱۶۴۳ء تا ۱۶۵۶ء امیر بلوچستان

ذمی فوج کا تاریخی پس منظر

قدیم زمانے نہ تو کوئی باقاعدہ فوجی جماعت تھی اور نہ اس فن کی باقاعدہ تعلیم ہر قوم کے مردوں کی ساری آبادی بوقت ضرورت میدان جنگ میں آجاتی تھی۔ یہی حال روم و یونان کی سلطنت کا تھا۔ اس دور میں شہری اور دیہی آبادی کے مجموعے کے نام فوج ہوا کرتا تھا۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل مصر میں باقاعدہ فوج کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے بعد بابل اور ایران میں بھی باقاعدہ فوج کا سراغ ملنا شروع ہوتا ہے۔ سکندر اعظم کی فتوحات نے باقاعدہ مستقل فوج کی ضرورت کا احساس پیدا کیا۔ اور بعد میں حکومت روم نے بھی اپنی مستقل فوج قائم کر لی۔ لیکن فوجوں کی یہ صورت اور اجتماع ہنگامی صورتحال میں وجود میں آتی تھی۔ اس لئے ان افواج کو ہم غیر مستقل فوج کا درجہ دیتے ہیں۔ کیونکہ ہنگامی صورت حال کے ختم ہو جانے پر یہی فوجی لوگ منتشر ہو کر اپنے دیگر اصلی دھندوں میں لگ جاتے۔ گویا فن سپاہ گری ان کا قومی فریضہ تھا۔ کہ بحیثیت افراد قوم وہ فن سپاہ گری کے ماہر ہوں۔ تاکہ بوقت ضرورت اپنے ملک کا دفاع دشمن سے باآسانی کر سکیں۔ نپولین فرانس کے بادشاہ کے وقت سے مستقل فوج کا سلسلہ شروع ہوا۔ پرانے ادوار میں سلطنتوں کے بادشاہ امراء کو جاگیریں دیا کرتے تھے۔ جس کے بدلے میں ان کو مقررہ تعداد میں پیدل یا سوار فوج رکھنی پڑتی تھی۔ اس رواج کو جاگیرداری نظام کہتے تھے اور انگلستان

میں اس کو " فیوڈل سسٹم " کہتے تھے۔ بعد از ان پنولین کے دور میں تنخواہ دار فوج کا انتظام تمام ہو گیا۔ جس طرح کہ آج کل کے دور میں دنیا کے ہر ملک کی تنخواہ دار فوج ہے۔ اور فوج کا محکمہ ایک جدا محکمہ ہے موجودہ دور میں ہر ملک کے اس محکمہ کا خرچ ان کے دیگر محکمہ جات کے اخراجات سے کئی سو گنا زیادہ ہے تاکہ ہر ملک دشمن سے اپنا دفاع احسن طریقے سے کر سکے

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام:

امیر کیچی جب ۲۰، مارچ ۱۶۴۰ء کو مسند حکمران بلوچستان پر بیٹھا تو مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام استاعلی ترکل فوت ہو چکا تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ دلدار، زنگی، دلشاد، یہ تینوں بھائی بڑے اسلحہ سازی میں ماہر مانے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ مختلف دھاتوں کی آمیزش سے نہایت مضبوط قسم کی تلواریں، بھالے، بندوقیں اور خنجر وغیرہ بناتے تھے۔ چنانچہ امیر کیچی نے اُستا دلدار کو مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا ڈائریکٹر اور اس کے دونوں بھائیوں زنگی اور دلشاد کو اس کے ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدوں پر فائز کیا۔

چشمہ قلات کے ذیلی کاریز میں سرنگ کی اصلاتی

امیر کیچی نے اپنی مسند نشینی کے دوسرے سال ۱۶۴۹ء میں موسم بہار ماہ مارچ میں خاندانی روایت کے مطابق چشمہ قلات کے ذیلی کاریز میں ایک سرنگ اپنے نام سے منسوب کر کے اس پر کام

شروع کر دیا۔ اس کی تکمیل پر تقریباً سوا سال لگ گئے۔ یہ چشمہ تھانہ کے ذیلی کاریز کے پشتے ہیں پانچواں نمبور یا سرنگ تھی۔

ہندوستان کی سیاسی صورتحال

جب امیر کیچی کمبرانی بلوچ ۱۶۲۸ء تا ۱۶۵۶ء مسند امارت بلوچستان پر بیٹھا تو شہاب الدین شاہ جہاں بدستور سلطنت ہندوستان کے مسند حکمرانی پر براجمان تھا۔ اور اس کی حکومت کی شان و شوکت دنیا میں دوبالا ہو رہی تھی۔ شاہ جہاں نے کل تیس سال حکمرانی کی ۱۶۲۸ء سے لے کر ۱۶۵۸ء تک جب ستمبر ۱۶۵۷ء میں شاہ جہاں سخت بیمار ہوا تو اس کے چاروں بیٹوں نے یہ سنا کر بادشاہ صاحب فراش ہے۔ اور اس کے بچنے کی امید کم ہے۔ تو ہر ایک شہزادے نے تخت کا وارث بننے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ بہرحال شاہ جہاں کے بیٹوں کی لڑائی امیر کیچی کمبرانی کی وفات کے بعد ہوئی۔ لہٰذا ان کے دور میں ہم شاہ جہاں کے چار بیٹوں کے صرف حالات بیان کریں گے شاہ جہاں کے چاروں بیٹے سگے بھائی تھے جو ممتاز محل کے بطن سے تھے۔ جن کے نام اس طرح ہیں دارا شکوہ شاہ شجاع اورنگ زیب مراد بخش

دارا شکوہ

دارا شکوہ شاہ جہاں کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اور شاہ جہاں کا چہیتا بیٹا تھا۔ پنجاب کا گورنر تھا خود آگرے میں رہتا تھا اس کے نائب اس کی جگہ پنجاب کا نظام حکومت چلاتے تھے۔ مگر خود

اور مغرور تھا۔ مذہبی خیالات میں آزاد خیالی کا حامی تھا۔ ہندوازم، ویدانت اور تصوف میں بہت دلچسپی لیتا تھا۔ وہ الحاد کے قریب تر ہو چکا تھا۔ سنی مسلمان اسے مرتد کہتے تھے۔

شاہ شجاع

شاہ جہاں کے دوسرے بیٹے کا نام شاہ شجاع تھا۔ یہ بنگال کا گورنر تھا۔ عیش کوش اور تن آسان تھا۔ جرأت اور شجاعت میں بابر کی طرح تھا۔ مذہبی لحاظ سے شیعہ عقائد رکھتا تھا۔ شاہجہاں کے درباری جو شیعہ تھے۔ سب شاہ شجاع کے حامی اور طرفدار تھے

اورنگ زیب

شاہ جہاں کا تیسرا بیٹا اورنگ زیب تھا۔ اس نے ابتدائے شباب میں فوجی کارناموں اور انتظامی صلاحیتوں کی بدولت کافی شہرت حاصل کر لی تھی۔ وہ مختلف صوبوں میں گورنر رہا تھا۔ بعد میں شاہ جہاں نے اُسے دکن کا وائسرائے بنایا۔ شاہ جہاں کی بیماری کے دنوں میں وہ دکن میں وائسرائے تھا۔ اس کے زہد و تقویٰ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت اس کی شیدائی تھی وہ سنی عقائد رکھتا تھا۔

مراد بخش

شاہ جہاں کا سب سے چھوٹا بیٹا مراد بخش تھا۔ یہ گجرات کا گورنر تھا۔ اور فنون سپہ گری میں یکتا تھا۔ شیر کی مانند

بہادر تھا۔ لیکن سیاست سے بالکل اَن جان اور بے بہرہ تھا۔
شاہ جہاں فن تعمیر کا شہزادہ کہلاتا ہے اس نے اپنے اس
تیس سالہ دورِ حکمرانی میں ہندوستان کے ان مقامات پر کئی ایک
ایک عمارتیں تعمیر کیں۔

(i) تاج محل جو شہر آگرہ میں ہے اسے شاہ جہاں نے تعمیر کروایا
کہتے ہیں کہ اس کی تعمیر پہ صرف سترہ برس صرف ہوئے اس
پر تین کروڑ روپے کا خرچہ آیا۔ یہ عمارت دنیا کی ہفت عجائبات
میں شمار ہوتی ہے۔ شاہ جہاں اور اس کی محبوب بیگم ممتاز محل
اسی مقبرے میں دفن ہیں

(ii) آگرہ قلعہ کی موتی مسجد، آگرہ قلعہ میں شیش محل اور انگوری
باغ شاہ جہاں کے عہد کے ہیں۔

(iii) لال قلعہ جسے قلعہ معلیٰ بھی کہتے ہیں جلال الدین اکبر کا تعمیر
کردہ بتایا جاتا ہے۔ اس میں بعد ازاں جہانگیر نے اضافے کیے
مولانا اسمٰعیل میرٹھی نے لال قلعہ پہ جو نظم لکھی اس سے
بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار یہ ہیں۔

اورنگ سیہ رنگ جو قائم ہے لب بام
اشعار میں ثبت اس پہ جہانگیر کا ہے نام
شاعر کا قلم اس کی بقا لکھتا ہے مادام
پر صاف نظر آتا ہے کچھ اور ہے انجام

فرسودگیٔ دہر نے شق اسکو کیا ہے
آئندہ کی نسلوں کو سبق خوب دیا ہے

دہلی کی جامع مسجد بھی شاہ جہاں نے بنوائی جس میں سفید و سرخ پتھر استعمال ہوا ہے۔

(۱۷) لاہور کے قلعہ میں نولکھا برج۔ مثمن برج۔ شیش محل چہل ستون والا دیوان عام۔ لاہور کا شالیمار باغ بھی شاہ جہاں نے بنوایا۔

(۷) ٹھٹھہ میں شاہ جہاں نے دو عالیشان مسجدیں بنوائیں۔ جن میں چمکدار اور رنگدار روغنی اینٹیں لگی ہوئی ہیں۔

(۷) کشمیر کے باغات نشاط باغ شاہ جہاں کے دور کا مشہور ترین باغ ہے۔

شاہ جہانی دور کے غیر ملکی سیاح

شاہ جہاں کے عہد میں غیر ملکی سیاح کافی تعداد میں آئے مگر دو فرانسیسی سیاح برنیئر (BERNIER) اور ٹریورنیئر (TRAVERNIER) ایک ساتھ ۱۶۵۵ء میں ہندوستان پہنچے۔ برنیئر (BERNIER) طبیب بھی تھا۔ اس نے جنگ تخت نشینی کے دور کا مشاہدہ کیا وہ دارا کا حامی تھا۔ اسی عہد میں اٹلی کا سیاح منوچی (MANUCCI) بھی برصغیر میں وارد ہوا۔ یہ تین سیاح شاہ جہانی دور کے مشہور ترین سیاح ہیں۔

سلطنت ایران کی سیاسی صورتحال

امیر کیچی کمبرانی بلوچ کے دور (۱۶۲۷ء تا ۱۶۵۶ء) حکمرانی میں

سلطنت ایران کے تخت پر عباس ثانی بدستور متمکن تھا۔ اِن کے دور میں ایک ازبک شہزادہ اپنے ملک سے نکل کر ایران پہنچا۔ اور شاہ عباس کے پاس پناہ گزین ہوا۔ شاہ نے نہایت فراخدلی اور فیاضی سے اُسے اپنی پناہ میں رکھا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد ازبک حکمران ندر محمد نے شاہ ایران سے پناہ کی درخواست کی۔ لہٰذا شاہ نے ان کو بھی خوش آمد کہا۔ اور اپنے ملک میں پناہ دی۔ ایک فوج اس کے کمک کے لئے اُسے دی گئی۔ تاکہ وہ اپنے چھینے ہوئے حقوق دوبارہ حاصل کر سکے۔ ایران کے صفوی خاندان کے بادشاہوں کی یہ عجیب خصوصیت تھی۔ کہ وہ اپنے پناہ گزینوں اور خارجہ سیاحوں کے ساتھ نہایت فراخدلی اور اولوالعزمی کا سلوک کرتے تھے

قدیم زمانے میں علم کا معیار

دنیا کی تاریخ کے مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں قدریں بدلتی رہتی ہیں۔ حالات تبدیل ہوتے رہے ہیں مثال کے طور پر آج کل کے دور میں ہم ہر اس آدمی کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں۔ جو لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ اور کسی یونیورسٹی سے ڈگری یافتہ ہو۔ گویا کسی شخص کے تعلیم یافتہ ہونے کے لئے کم ازکم بی اے تک تعلیم لازمی ہے یہ ہمارے موجودہ دور کے تعلیم کا معیار ہے مگر زمانہ قدیم میں تعلیم کے ایسے ادارے نہیں ہوتے تھے۔ جو آج کل کے زمانے کے ہیں۔ اس دور کے علم اور اس کے جاننے والے کا معیار موجودہ دور سے بالکل مختلف ہوا کرتا تھا۔ مثلاً جیسے تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ دور قدیم میں علم کا معیار

یہ ہوتا تھا علم کے معنی جاننے کے ہیں۔ کہ آدمی اپنے گردوپیش کے ہر قسم کے حالات سے باخبر ہو۔ فنِ سپاہ گری میں ماہر ہو۔ اپنی ثقافت اور رواج کے مطابق اپنی سماجی زندگی میں آداب قومی کی تمام رسومات سے واقف ہو۔ اس کے ساتھ لکھنا پڑھنا بھی جانتا ہو تو وہ شخص عالم فاضل سمجھا جاتا تھا۔ اس دور میں اس قسم کے شخص کو تعلیم یافتہ کہتے تھے زمانۂ قدیم میں ایران، برصغیر، ہندوستان مرکزی ایشیاء میں لکھنا پڑھنا دو زبانوں میں ہوتا تھا۔ عربی اور فارسی اس دور میں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا۔ کہ ہر آدمی خوا مخواہ پڑھنا لکھنا جانے۔ اگر وہ اپنی ثقافتی رسومات سے باخبر تھا۔ فن سپاہ گری کا ماہر تھا۔ گردوپیش کے حالات پر مجلس میں بات کر سکتا تھا۔ اس دور میں وہ تعلیم یافتہ سمجھا جاتا تھا۔

چودھویں صدی سے لے کر سولہویں صدی عیسوی تک یورپ میں علوم فنون کا احیاء ہوا۔ جو بعد میں یورپ کی جدید سائنسی ترقی کا باعث بنا جسے تاریخ میں یورپ کا نشاۃ ثانیہ کہتے ہیں۔ یورپی ممالک نے جب سائنس میں ترقی کی تو اس کی چند اقوام اسپینی پرتگیزی انگریز۔ فرانسی اور ولندیزیوں کو ایشیاء کے ممالک پر قبضہ کرنے نوآبادیاں قائم کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ تاکہ وہ ان نوآبادیوں کے ذریعے سے اپنی معاشی حالت کو بہتر بنائیں۔ چنانچہ ان یورپین اقوام کی آمد کا ایشیائی ممالک میں انیسویں صدی کے آغاز سے سلسلہ شروع ہوا۔ اور ان کا ایشیا کے جن ممالک کے باشندوں سے واسطہ پڑا سب کو اپنی کتابوں میں وحشی اور نیم وحشی انسان قرار دیا۔ اور ان کے مقابلے میں اپنے آپ کو مہذب اور متمدن ظاہر کیا۔ حالانکہ ان کی یہ رائے سراسر غلط تھی۔ انہوں نے ایشیائی باشندوں

ان کی ثقافت اور تمدن کے معیار پہ پرکھنے کی کوشش نہیں کی جو اپنی ثقافت اور تمدن کے معیار کے مطابق بالکل مہذب، متمدن، باشعور، باعلم، جانکار اور تعلیم یافتہ تھے۔ لہٰذا اس دور کے بلوچوں کی بھی یہی صورت حال تھی کہ وہ اپنی ثقافت و اپنی تہذیب و تمدن کے لحاظ سے بالکل مہذب، متمدن، باشعور، باعلم اور ہر چیز سے باخبر تھے۔ نہ وہ پورے وحشی تھے اور نہ ہی نیم وحشی تھے۔ یہ صرف یورپی اقوام کا ایک غلط پروپیگنڈا تھا کہ ایشیائی ممالک کے لوگوں میں یہ احساس کمتری پیدا کی جائے کہ وہ یورپی ممالک کے لوگوں کی نسبت بہت زیادہ پسماندہ اور غیر متمدن ہیں

قلات کے فن حرب کی درسگاہ کی اہم خدمت

جب امیر میرو ثانی میروانی بلوچ نے سنہ ۱۲۱۰ء میں بلوچستان میں بلوچ برادری کی حکومت کی تشکیل کی تو انہوں نے بلوچ مجلس شوریٰ کے مشورہ سے بلوچوں کی قومی فوج کو ترتیب دیا۔ جو بلوچستان میں تمام بلوچ قبائل کے جنگی افراد سے تشکیل پا کر وجود میں آتی تھی۔ اس فوج کی تشکیل کی ضرورت اس واسطے پیش آئی کہ بوقت ضرورت دشمن سے ملک کا دفاع کیا جا سکے لہٰذا اس قومی فوج کے دستور کے مطابق اس فوج کا چوتھا حصہ سال میں باری باری تین ماہ کے لئے بلوچستان کے دارالحکومت (قلات یا خضدار) میں آکر فوج اور لیویز کی خدمات سرانجام دیتا تھا۔ جب امیر کیچی امیر بلوچستان بنے تو ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ امیر میرو ثانی کے دور (سنہ ۱۲۱۰ء تا سنہ ۱۲۳۰ء) سے لے کر ان کے دور تک (۱۶۲۷ء تا سنہ ۱۶۵۶ء) تقریباً سوا دو سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے اگرچہ ان کے دور میں بھی جنگی ہتھیار وہی روایتی ہتھیار

تھے۔ جو امیر میرو کے زمانے میں بھی استعمال ہوتے تھے مگر اس لیے عرصہ میں جنگ کے نئے طور طریقے ایجاد ہوئے تھے۔ ان کا سیکھنا بلوچ قومی فوج کے لیے ضروری تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی حکمرانی کے دو سال بعد ۱۶۴۹ء میں قلات میں فنِ حرب کی درسگاہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ جس میں بلوچ ماہرینِ فنِ حرب کے استادوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ وہ قلات میں رہ کر اس درسگاہ کے انتظام کو چلاتے تھے۔ اور اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بلوچ قومی فوج کا وہ چہارم حصہ جو تین ماہ کے لئے قلات دارالخلافہ بلوچستان میں آ کر فوج اور ریویز کی خدمات کو سرانجام دیتا تھا وہ باقاعدہ اسی درسگاہ میں بھی تربیت حاصل کرتا تھا گویا پورے سال میں تمام بلوچ قومی فوج جس کی تعداد تیس ہزار تھی اسی مدرسے سے فنِ حرب کے جدید کمالات سیکھتی تھی۔ اس فنِ حرب کے درسگاہ کی وجہ سے آئندہ ادوار میں بلوچوں کی قومی فوج اپنی شجاعت بہادری کی دھاک میدانِ کارزار میں بٹھاتی رہی اور بین الاقوامی جنگوں میں ان کی جنگی صلاحیت کا چرچا ہونے لگا اور وہ جس محاذِ جنگ پر جاتے تھے اس محاذ کو فتح کرکے واپس آتے تھے۔

وفاتِ امیر کیچی کمبرانی بلوچ

امیر کیچی کمبرانی بلوچ مرض چیچک میں مبتلا ہوئے اور دس دن بعد مورخہ ۱۸ر فروری ۱۶۵۶ء کو فوت ہوئے۔ نو سال بلوچستان پر حکمرانی کرنے کے بعد وہ بعمر پچاس اس دارِ فانی سے کوچ

کر گئے۔

امیر کیچی کمبرانی کا کردار

امیر کیچی ایک دوراندیش حاکم اور مدبر سیاستدان تھے۔ وہ جنگی مشقوں کا انتہائی طور پر شوقین تھے اسی شوق کی بنا پر انہوں نے قلات میں فنونِ حرب کی ایک درسگاہ قائم کی تھی۔ اپنے دورِ حکمرانی میں جہاں بھی جاتے تھے وہاں فوجی میلوں کا اہتمام کراتے تھے۔ جس میں شمشیر زنی، نیزہ بازی اور دیگر فنِ حرب کے مقابلے ہوتے تھے گھوڑ دوڑ کے مقابلے کراتا تھا۔ خود بھی گھوڑ دوڑ میں حصہ لیتا تھا۔

چارٹ، امیر کیچی کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران و ہندوستان و حکمرانان سندھ۔

نام حکمرانان سندھ	نام سلطان سلطنت ہندستان	نام سلطان سلطنت ایران	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
شمالی سندھ ۱۔ نواب خواجگی سنہ ۱۶۵۰ء ۲۔ شیخ احمد سنہ ۱۶۵۲ء ۳۔ مرزا لعل بیگ سنہ ۱۶۵۵ء ۴۔ خواجہ عبدالواحد سنہ ۱۶۵۶ء	شہاب الدین شاہ جہاں سنہ ۱۶۲۷ء تا سنہ ۱۶۵۸ء	شاہ عباس دومؒ سنہ ۱۶۴۲ء تا سنہ ۱۶۶۷ء	امیر کیچی کمبرانی بلوچ سنہ ۱۶۴۷ء تا سنہ ۱۶۵۶ء

جنوبی سندھ			
۱- عالمگیر سنہ ۱۶۲۹ء ۲- سعید خان بہادر ظفر جنگ سنہ ۱۶۵۰ء	۳- جعفر خان عمدۃ الملک سنہ ۱۶۵۰ء ۴- مغل خان سنہ ۱۶۵۰ء	۵- سردار خان شاہجہان سنہ ۵۱-۱۶۵۲ء ۶- ظفر خان احسن سنہ ۵۲ سنہ ۱۶۵۶ء	

چارٹ: امیر کیچی کمبرانی بلوچ کے ہم عصر امرائے خطہ مکران، خاران چاغی لسبیلہ۔

نام امیر لس بیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ براوری بلوچستان
گنگا جدگال	سنجرانی بلوچ	نوشیروانی بلوچ	بلیدی بلوچ	امیر کیچی کمبرانی بلوچ
جام بکا جور گنگا جدگال سنہ ۱۶۲۷ء تا سنہ ۱۶۵۶ء	امیر ملک جنید خان سنہ ۱۶۳۸ء تا سنہ ۱۶۶۶ء	میر دینار دوم سنہ ۱۶۲۹ء تا سنہ ۱۶۶۶ء	شئے قاسم سنہ ۱۶۲۸ء تا سنہ ۱۶۵۶ء	سنہ ۱۶۲۷ء تا سنہ ۱۶۵۶ء

امیر التاز ثانی کمرانی بلوچ

۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء ۔ امیر بلوچستان

مکران میں فرقہ مہدوی کی صورت حال

جب حکومت بلوچستان کی مسند پر امیر کیچی کمبرانی بلوچ بیٹھا۔ تو اس کے دور حکمرانی (۱۶۳۹ء تا ۱۶۵۶ء) کے عرصہ میں مکران کے منصب امارت پر شے قاسم بلیدی بلوچ بیٹھا تھا۔ جو بلیدی خاندان کا تیسرا حکمران تھا اور شے شکراللہ کا بیٹا تھا۔ انہوں نے مکران میں آٹھ سال حکمرانی اور فرقہ مہدوی کی پیشوائی کی یعنی ۱۶۴۸ء سے لے کر ۱۶۵۶ء تک ان کے دور میں بھی فرقہ مہدوی اپنی اصلی حالت پر قائم رہا اور مہدوی فرقے کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ساری تھا۔ ان کے دور میں جنوبی جھالاوان کے ساجدی سنگر میروانی بزنجو قبائل کے بعض افراد مہدوی فرقہ میں شامل ہوگئے۔ چونکہ مکران میں بلیدی بلوچوں کی حکمرانی میں جبراً کسی کو مہدوی فرقہ میں شامل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ لہذا اس فرقہ کی تبلیغ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔ جو لوگ اپنی مرضی سے اس فرقہ میں شامل ہوتے تھے۔ ان کو ہی شامل کیا جاتا تھا۔

امیر التاز دویم کی مسند نشینی ۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء

امیر کیچی کمبرانی بلوچ کی وفات کے بعد اراکین بلوچ مجلس شوریٰ نے ان کے بڑے بیٹے امیر التاز دویم کو مسند امارت بلوچستان پر بٹھایا۔ امیر التاز ملقب بہ التاز دویم بعمر ۴۳ سال ۱۸ فروری ۱۶۵۶ء کو مسند حکمرانی بلوچستان پر بیٹھے۔

امیر الтاز دویم کے خاندان کے افراد

امیر التاز دویم کمبرانی بلوچ کے خاندان کے افراد یہ تھے ان کے چھوٹے بھائی کا نام مراد علی تھا۔ جنکی اولاد بعد میں طائفہ التازئی کے نام سے مشہور ہو گئی۔ امیر یحیٰی کمبرانی نے اپنے دور حکمرانی نے در ۱۶۲۰ء تا ۱۶۷۵ء میں اپنے بڑے بیٹے امیر التاز دویم کی شادی اپنی بھتیجی بی بی توبلے دختر امیر التاز اول کمبرانی سے مورخہ ۱۸ رجون ۱۶۵۵ء میں کرائی تھی اس رشتے سے امیر التاز دویم کی تین اولاد پیدا ہوئیں دو لڑکے اور ایک لڑکی۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ احمد اور کمبر لڑکی کا نام بی بی بیبو تھا

مرکزی اسلحہ ساز کارخانے کا مدارالمہام

امیر التاز دویم کے دور حکمرانی میں بھی مرکزی اسلحہ ساز کارخانہ کا مدارالمہام استادلدار ولد علی توکل تھا۔ اور اس کے دو بھائی زنگی اور دلشاد بدستور سابق اس کے بطور اسسٹنٹ کے باقاعدگی سے کام کر رہے تھے۔

چشمہ قلات کے ذیلی کاریز میں سرنگ کی احداثی

چشمہ قلات کے ذیلی کاریز کے پشتوں میں سرنگ لگانے کا رواج سنہ ۱۶۱۰ء میں امیر سوری کمبرانی نے ڈالا تھا۔ ان کا مقصد ان پشتوں میں سرنگ لگانے سے چشمہ قلات کے پانی کی مقدار کو بڑھانا تھا۔ لہٰذا اجداد کی سنت کو برقرار رکھتے ہوئے امیر التاز دویم نے مسند امارت

پر بیٹھتے ہی ١٦٥٦ء میں ذیلی کاریز میں چھٹی سرنگ کی احداث کا کام شروع کیا۔ اور یہ کام سوا سال میں مکمل ہوا

فن حرب کے درسگاہ کی صورتحال

امیر کیچی کمبرانی (١٦٤٢ء تا ١٦٥٦ء) امیر بلوچستان نے اپنے دور حکمرانی میں فن حرب کے ایک درسگاہ کی بنیاد قلات میں رکھی تھی۔ جو اعلیٰ پیمانے پر بلوچ قومی فوج کے افراد کو فن حرب سکھا رہی تھی۔ امیر کیچی کی وفات کے بعد جب ان کا بڑا بیٹا امیر التاز دویم امیر بلوچستان بنا تو انہوں نے اس درسگاہ کے معیار کو بلند رکھنے کی خاطر اپنے چھوٹے بھائی امیر مراد علی کو اس کا نگرانِ اعلیٰ بنایا

مکران میں فرقہ مہدوی کی صورتحال

امیر التاز دویم کمبرانی بلوچ کے دورِ حکمرانی (١٦٥٦ء تا ١٦٦٦ء) میں خطہ مکران میں بلیدی بلوچوں کی حکمرانی تھی۔ امیر مکران شے زہری تھا جو بلیدی خاندان کا چوتھا حکمران تھا۔ نیز فرقہ مہدوی کا چوتھا امام بھی تھا۔ چونکہ مکران میں بلیدی بلوچوں کے امیر کی دو حیثیتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک امیر مکران کی حیثیت سے اور ایک مہدوی فرقہ کے امام کی حیثیت سے شے زہری امیر مکران کے دور حکومت (١٦٥٦ء تا ١٦٦٥ء) میں مہدوی فرقہ بدستور اپنی اصلی حالت میں تھا۔ اور اس کی تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔

ہندوستان کی سیاسی صورتحال

امیر اتاز دویم کمبرانی بلازح (۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء) کی مسند نشینی کے دوسرے سال ستمبر ۱۶۵۷ء میں ہندوستان کا مغل بادشاہ شاہ جہاں سخت بیمار ہوا۔ اس کے چاروں بیٹوں نے جب یہ سنا کہ بادشاہ صاحب فراش ہے اور اس کے بچنے کی امید کم ہے۔ ہر ایک شہزادے نے تخت کا وارث بننے کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دی اور اپنے فوجی ذرائع سے ایک دوسرے کو ختم کرنے کے درپے ہوئے۔ چاروں بھائی سگے تھے اور ممتاز محل کے بطن سے تھے۔ مغلیہ خاندان میں ولی عہد مقرر کرنے کا دستور نہ تھا۔ لہٰذا ہر بادشاہ کی موت کے بعد شہزادے بزورِ شمشیر ایک دوسرے کا خاتمہ کرا کر فتح یاب شہزادہ بادشاہ بن جاتا تھا۔ مگر شاہ جہان کے بیٹوں نے تخت نشینی کی یہ جنگ بادشاہ کی زندگی میں ہی اس کی بیماری کے ایام ہی شروع کی اور جولائی ۱۶۵۸ء میں تخت کے دعویداروں داراشکوہ شجاع، مرادبخش اور اورنگ زیب میں صرف اورنگ زیب بچا جس نے باپ کو جو صحت یاب ہو چکا تھا۔ آگرہ کے قلعے میں نظر بند کر دیا اور خود بادشاہ بنا۔ شاہ جہان معزولی کے بعد آٹھ سال تک زندہ رہا اور اپنے بیٹے اورنگ زیب کی قید میں ۱۶۶۶ء میں وفات پائی۔

جنگ تخت نشینی کا آغاز

شاہ جہاں کے صاحب فراش ہوتے ہی شجاع اور مراد بخش نے اپنے اپنے صوبوں میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ دارا شکوہ اسی

دوران نائب سلطنت بن چکا تھا۔ سرکاری خزانہ سمیت سلطنت کے تمام وسائل اس کے قبضے میں تھے۔ ان بھائیوں میں صرف اورنگ زیب نے اپنی بادشاہت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ وہ نہایت تدبر اور احتیاط سے شاطرانہ چالیں چل رہا تھا۔ تاکہ اپنا راستہ صاف کر سکے

(iii) اسی دوران اورنگ زیب نے دانشمندی سے کام لے کر مراد سے سمجھوتہ کر لیا۔ دونوں بھائیوں کی فوج کا اتحاد ہو گیا۔ اور دونوں بھائیوں کی متحدہ فوجیں آگرہ کی جانب روانہ ہوئیں۔

(iv) اسی دوران شجاع کو فروری ۱۶۵۸ء میں دارا شکوہ کی افواج نے شکست فاش دی۔

(v) اب دارا شکوہ نے ایک زبردست فوج مراد اور اورنگزیب کے خلاف بھیجی۔ اپریل ۱۶۵۸ء میں دھرمت کے مقام پر دارا کی فوجوں کو شکست ہوئی۔ اب دارا خود مراد اور اورنگ زیب کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔

(vi) شاہجہاں صحت یاب ہو چکا تھا۔ دارا شکوہ کو چاہیئے تھا۔ کہ باپ کو ساتھ لے جاتا۔ تاکہ اس کی شکل دیکھتے ہی مراد اور اورنگزیب لڑنے سے باز رہتے۔ لیکن دارا اپنے بھائیوں کو کچل دینے پر تلا ہوا تھا۔ نیز اس نے جلد بازی سے کام لے کر بنگال سے اپنے فتحمند بیٹے سلیمان شکوہ کی فوج کا انتظار بھی نہیں کیا۔ اورنگ زیب اور مراد کے مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہو۔ ۲۹ مئی ۱۶۵۸ء میں ساموگڑھ کے مقام پر دارا شکوہ کی فوج سے مراد اور اورنگزیب کی فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ دارا کو شکست ہوئی۔ اور ساموگڑھ سے

بھاگا۔ اور آگرہ جانے کی بجائے دہلی بھاگ گیا۔ وہاں سے لاہور، ملتان
ٹھٹھہ، کاٹھیا واڑ۔ سورت چلا گیا۔ جہاں سے اس نے ایک اور فوج تیار
کی۔

۷۔ مراد کا انجام

سامو گڑھ میں دارا شکوہ کی شکست کے فوراً بعد اورنگ زیب کے
حکم سے ایک محفل طعام کے بعد مراد کو نشے کی حالت میں سازش
کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اُسے گجرات کے
دیوان کے قتل کی پاداش میں موت کی سزا دی گئی۔

(vi) اورنگ زیب اور مراد کی افواج نے آگے بڑھ کر جون ۱۶۵۸ء
میں آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اورنگ زیب کے حکم سے شاہجہان
کو آگرہ کے اندر شاہی محل میں نظر بند کر دیا گیا۔ جہاں وہ آٹھ برس
اپنی موت تک (۱۶۶۶ء) اسی حالت میں رہا۔

(vii) سورت پر قبضہ کے بعد دارا شکوہ اپنے حامیوں کی اس رائے
کو نہ مانے کہ دکن جا کر۔ مزید مہلت ملنے پر اورنگ زیب کو تنگ
کیا جائے۔ اس کے برعکس دارا شکوہ نے اپنے تعاقب میں
آنے والی فوج کا سامنا کیا اور اجمیر کے قریب مارچ ۱۶۵۹ء
میں پھر شکست کھائی۔ اس کے بعد وہ سندھ بھاگ گیا۔ موجودہ بلوچستان
کا خطہ کچھی جو اس زمانے میں سندھ کا حصہ تھا۔ قبیلہ بنی کے
سردار ملک جیند خان بارزئی عرف بختیار خان کے پاس بمقام
سیوی چلا گیا۔ وہ سیوی اس لئے گیا کہ شاہ جہان کے دور حکمرانی

میں ملک جنید خان کے خلاف اپنے لوگوں کی فریاد پر بادشاہ نے ایسے ہاتھیوں کے پاؤں کے نیچے روندنے کی سزا دی تھی۔ مگر دارا شکوہ کی سفارش پر بادشاہ نے اُسے معاف کر دیا۔ لہٰذا دارا یہ سمجھتے ہوئے اس کے پاس گیا کہ اس نے ملک پر احسان کیا ہے۔ لہٰذا ملک اسے اورنگ زیب کے دام تزویر سے چھٹکارا دلا دے گا۔ مگر دارا کو بجائے چھٹکارا دلانے کے ملک جنید خان عرف بختیار خان نے اورنگ زیب سے خفیہ طور پر ساز باز کر کے اس کی فوجوں کے حوالے کر دیا۔ اس واقعے کی تفصیلات اگلے باب میں تفصیل سے بیان کی جائیں گی۔ چنانچہ دارا شکوہ کو جب قیدی حالت میں آگرہ لایا گیا تو اورنگ زیب نے دارا کو مرتد ہونے کے الزام میں قتل کرا دیا۔

(viii) سلیمان شکوہ انجام

اپنے والد دارا کی ساموگڑھ میں شکست کی خبر سن کر سلیمان شکوہ بغیر لڑائی کے گڑھوال کی جانب بھاگ گیا۔ اس علاقے کے سردار نے دسمبر ۱۶۶۰ء میں اسے گرفتار کر کے اورنگ زیب کے حوالے کر دیا۔ سلیمان شکوہ کو اورنگ زیب نے گوالیار کے قلعے میں قید کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ وہیں پر فوت ہوا۔

(ix) دارا شکوہ کے قتل کرنے کے بعد اورنگ زیب نے جون ۱۶۵۹ء میں تاجپوشی کی رسم ادا کی۔

(۷) سپہر شکوہ کا انجام

داراشکوہ کے قتل کے بعد اس کا ایک خورد سال بیٹا بہ نام سپہر شکوہ زندہ بچ گیا۔ اسے اورنگ زیب نے پرورش کرکے اپنی لڑکی اُس سے بیاہ دی۔

ایران کی سیاسی صورتحال

اُمیر التاز دویم کمبرانی بلوچ کے دور ۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء عرصہ میں ایران کی سلطنت پر شاہ عباس ثانی حکمرانی کر رہا تھا یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ سلطنت روس کی سرحد مغرب میں آراراٹ سے لے کر مشرق میں قلات نادری اور سَرخس تک مملکت ایران سے متصل ہے۔ لیکن گذشتہ ڈھائی سو سالوں سے ان کے درمیان کوئی سیاسی روابط قائم نہیں ہوئے۔ روس کا حکمران الیکسی ملقب بہ گرانڈ ڈیوک آف ماسکوی کی طرف سے پہلی بار ایران کو ایک سفارتی وفد بھیجا گیا۔ جو دو سفیروں اور آٹھ سو عملہ کے آدمیوں پر مشتمل تھا۔ ایران کے صفوی حکمران نے اپنے روایتی مہمان نوازی کے مطابق ان کی خاطر خواہ آؤ بھگت کی۔ لیکن بعد میں یہ امر ظاہر ہوا۔ کہ یہ تمام سوداگر تھے وہ سفیر کے بھیس میں ایران میں داخل ہو گئے۔ تاکہ کسٹم ڈیوٹی ان کو ادا نہ کرنا پڑے۔ شاہ عباس ان کے اس دوغلاپن سے بہت ناراض ہوئے۔ ان کو بغیر رسمی جواب کے ملک سے نکال دیا گیا۔ گرانڈ ڈیوک نے اس توہین کا بدلہ لینے

کے لئے جنوبی روس کے کاسک کو اشتعال دلایا۔ کہ وہ علاقہ مازندران پر حملہ کر کے اُسے تاخت و تاراج کریں۔ پہلے تو روسیوں کو کامیابی ہوئی۔ انہوں نے مازندران کے صدر مقام فرہ آباد کو جلا ڈالا۔ پھر وہ جزیرہ نما میان کلان میں مورچہ بند ہو گئے۔ مگر ایرانیوں نے ان کو وہاں سے بھگا دیا۔ ایران کے خلاف روسی حکومت کا یہ پہلا جارحیت کا واقعہ تھا۔

قبیلہ بنی افغان کا تاریخی پس منظر

اُمیر التاز دویم کمبرانی بلوچ کے دور حکمرانی (۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء) میں ایک افغان قبیلہ موسوم بہ پنی کا سردار خیل یا سردار طائفہ سیوی میں حاکم بنتا ہے۔ لہٰذا اس قبیلے کے تاریخی پس منظر کا بیان کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ قبیلہ پنی غرغشت افغان کا ایک قبیلہ ہے۔ کہتے ہیں۔ ضلع لورالائی میں موسیٰ خیل اور ایسوٹ قبیلے۔ بھی پنی قبیلہ کے طائفے ہیں۔ جو مرور زمانہ تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ بارو خان پنی نے ۱۴۷۰ء میں قبیلہ مرزی کاکڑ کے سردار کا منظور نظر بن کر اس کی بیٹی سے شادی کی۔ جب سبی میں ارغون عملداری ختم ہو گئی۔ تو قبیلہ پنی کی سیاسی طاقت اور اہمیت بڑھ گئی۔ پنی قبیلہ کے سردار نے ۱۵۷۶ء میں سبی کا قلعہ اور اس کے مضافات پر قبضہ کیا۔

باروزئی خاندان میدان سیاست میں

قبیلہ پنی کے سردار خاندان کو باروزئی کہتے ہیں۔ ان کے جدِ اعلیٰ

کا نام باردخان تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی اولاد اس کے نام سے موسوم ہو کر باروزئی کہلانے لگی۔ باروخان کا دوئم فرزند جلیند خان ملقب بہ نواب بختیار نے اپنے خاندان جو چار بھائی ۱۔ صادق خان ۲۔ جلیند خان ۳۔ خلیل خان ۴۔ محبت خان پر مشتمل تھا۔ ان کے شجرہ اور دور کے سیاسی حالات وواقعات کو اپنے ایک ملازم ملا فاضل شیخ سے لکھوایا ہے۔ یہ قلمی نسخہ اب بھی اسی اصلی حالت میں موجود ہے۔ یہ کتاب نظم نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کتابچے کے وہ تمام سیاسی واقعات جو ابیر اتاز دوئم کمبرانی بلوچ کی حکمرانی بلوچ برادری بلوچستان کے دور میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ بیان کریں گے۔

علاقہ سیوی و بالائی سندھ کا باروزئی سردار کو پٹے پہ دیا جانا

ہندوستان میں مغل دورِ حکمرانی میں بعض دفعہ بعض علاقوں میں قبائلی امراء کی سیاسی حیثیت کو دیکھ کر ان علاقوں کا انتظامیہ پٹے پہ ان امراء کو دیا جاتا تھا۔ اور وہ علاقے کی انتظامیہ کو پٹے پہ چلاتے تھے لہٰذا شاہ جہان مغل بادشاہ ہندوستان کے دور ۱۶۲۷ء تا ۱۶۵۸ء حکمرانی میں ان کے بڑے اور چہیتے بیٹے دارا شکوہ کے قبیلہ پنی کے سردار خیل خاندان باروزئی کے امیر ملک جلیند خان کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔ انہی کی سفارش پہ شاہجہان بادشاہ نے شہر سیوی علاقہ کچھی جو اس دور میں سندھ کا حصہ تھا۔ اور بالائی سندھ تا حد شکارپور کی انتظامیہ کو ملک جلیند خان باروزئی کو پٹے پہ دیا اور وہ اس طرح ان تمام علاقوں کا حاکم بنا اور مغل حکومت کی طرف

سے ان علاقوں کی انتظامیہ کو چلاتا رہا

ملک جنید خان اور مزری قبیلہ کا جھگڑا

سبی میں قبیلہ مزری کا کرٹ ملک جنید خان کے ظلم وستم سے تنگ آکر ان کے چند آدمی جنید خان کے ظلم سے نالاں شاہ جہان مغل بادشاہ کے حضور میں پیش ہو گئے۔ جنید خان پر جرم ثابت ہو گیا۔ لہٰذا بادشاہ نے حکم دیا کہ جنید خان کو پابہ جولان دہلی میں حاضر کیا جائے۔ جب جنید خان دہلی میں بادشاہ کے حضور میں پیش ہوا۔ تو حکم ہوا کہ جنید خان کو ہاتھی کے پاؤں تلے روندھوایا جائے۔ چونکہ دارا شکوہ کے ملک جنید خان کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ وہ آگے بڑھا اور بادشاہ کے حضور سے جنید خان کے لئے معافی کا خواستگوار ہوا۔ شاہجہان نے جو دارا شکوہ کو بہت چاہتا تھا جنید خان کو معاف کر دیا۔ جنید خان دارا شکوہ کا ممنون ہو کر سیوی واپس آیا۔ دارا شکوہ کے ہندوستان میں ان تمام پہاڑی علاقوں کے امراء کے ساتھ نہایت دوستانہ تعلقات تھے، جن میں سے ایک ملک جنید خان حاکم سیوی بھی تھا

امیر التاز دویم کمبرانی کے دور میں بلوچستان کے خطوں کا امرا

جب امیر التاز دویم کمبرانی ۱۸ر فروری ۱۶۵۶ء کو مسند امارت بلوچستان پر بیٹھا۔ تو بلوچ برادری کے خطہ مکران، خاران، چاغی اور لس بیلہ کے امرا یہ تھے۔ مکران میں خاندان بلیدی بلوچ برسراقتدار تھے شئے زہری ولد شئے قاسم امیر مکران تھا۔ خاران میں میر

دینار دوم نوشیروانی امیر تھا - چاغی میں ملک جنید خان کی حکمرانی تھی۔ لس بیلہ میں گنگا یا گنگوئو خاندان کا جام آرا دین منصب امارت پر فائز تھا۔

وفات امیر التاز دوم کمبرانی بلوچ

چونکہ سنجرانی قبیلہ کے اجداد نے ۱۴۰۹ء میں ہلمند کے علاقے پر حملہ کر کے وہاں سے سربندی قبیلہ کے افراد کو نکل جانے پہ مجبور کیا تھا۔ چنانچہ ان کی املاک پر سنجرانی قابض ہو گئے۔
- لہٰذا اس وقت سے انکی سنجرانیوں سے دشمنی چلی آتی تھی۔ لہٰذا ملک جنید خان سنجرانی کی چاغی میں دور امارت کے دوران میربارک سربندی ایک بڑے لشکر کے ساتھ۔ چار برٹھاب کے مقام سے علاقہ چاغی پر حملہ آور ہوا - علاقے میں لوٹ مار مچاتا ہوا - خاران میں داخل ہو کر نیمرغ تحصیل قلات کی حدود میں داخل ہوا - امیر التاز دوم نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ نیمرغ پہنچ کر اُسے شکست دی۔ وہ دوبارہ علاقہ خاران میں داخل ہوا۔ امیر موصوف نے اس کے تعاقب کو جاری رکھا۔ نوشکی کے علاقہ ڈاک میں اس کے ساتھ ایک زبردست لڑائی ہوئی۔ جس میں میر بارک اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ کچھ بھاگ گئے۔ امیر التاز دوم خود بھی زخمی ہوا - چنانچہ پانچویں دن زخموں کی تاب نہ لا کر بہ مقام خاران مورخہ ۲۶ رجنوری ۱۶۶۶ء فوت ہوئے۔ اُن کا بڑا بیٹا امیر احمد ان کے ساتھ تھا لہٰذا میت کو لیکر، خاران سے سوراب

پہنچے اور بہ مقام نغاڑ۔ میروانی امرا کے قبرستان میں انہیں حکمرانی اعزازات کے ساتھ دفنایا گیا بوقت وفات ان کی عمر ۴۴ سال تھی

امیر الناز دوئم کمبرانی کا کردار

امیر الناز دوئم ایک با اصول حکمران تھے۔ ان کی حکمرانی کے دوران ان کے بھائی علی مراد کے اپنے خشکابہ کے کاشتکاروں سے حصص شرح بٹائی پر جھگڑا ہوا۔ معاملہ امیر الناز کی عدالت میں پیش ہوا۔ امیر موصوف نے رواج کے مطابق ہر ایک کا حصہ دیا۔ اور انصاف کے معاملے میں بھائی کی قطعی طور پر طرفداری نہیں کی۔ وہ فن حرب کا ماہر تھا۔ اپنے دس سالہ دور (۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء) حکمرانی میں اپنے والد کے قائم کردہ فن سپاہ گری کی درسگاہ میں باقاعدہ نوآموز افراد کو فنِ حرب کی تربیت دیتا تھا۔ وہ مہمان نواز اور فیاض تھے۔ ان کے دربار سے کوئی فرد خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا۔ مہمان نوازی کا یہ حال تھا کہ اگر آدھی رات کو کوئی مہمان ان کے دربار میں وارد ہوتا تھا وہ خود اس کے مہمان نوازی کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے بڑے بیٹے امیر احمد کی تربیت کا خاص اہتمام کیا۔ اور اپنی زیر نگرانی زندگی کے ہر پہلو کی اونچ نیچ سے ان کو روشناس کرایا۔ فنِ سپاہ گری کا ان کو ماہر بنا دیا۔ امیر الناز دوئم صبر و تحمل کے مجسم پیکر تھے۔ دشمن کو کبھی نہیں بخشتے تھے۔ امیر بارک سربندی کا اس وقت تک تعاقب جاری رکھا۔ جب تک کہ اس کا خاتمہ نہیں ہوا۔ لہٰذا ان کی وفات کے بعد اراکین مجلس شوریٰ حکومت بلوچستان نے ان کے بڑے بیٹے امیر احمد کو ۲۲/

جنوری سنہ ۱۶۶۶ء میں ۳۶ عمر سال بلوچستان کی مسند حکمرانی پر بٹھایا جس کی تفصیلات جلد پنجم میں تفصیل سے بیان کی جائیں گی

چارٹ ہم عصر حکمرانان

اُمیر التازہ دویم کمبرانی بلوچ کے ہم عصر سلاطین مملکت ایران وہندوستان و حکمرانان سندھ

نام اُمیر بلوچ برادری بلوچستان	نام سلطان سلطنت ایران۔	نام سلطان سلطنت ہندوستان	سندھ کے حکمران
اُمیر التازہ دویم کمبرانی بلوچ سنہ ۱۶۵۶ء تا سنہ ۱۶۶۶	شاہ عباس دویم سنہ ۱۶۴۲ء تا سنہ ۱۶۶۷ء	محی الدین اورنگ زیب سنہ ۱۶۵۸ء تا سنہ ۱۷۰۷ء	شمالی سندھ کے گورنر ۱۔ شیخ احمد سنہ ۱۶۵۷ء ۲۔ خواجہ محمد شریف سنہ ۱۶۵۸ء ۳۔ باقر خان سنہ ۱۶۵۹ء ۴۔ عبداللہ خان سنہ ۱۶۶۰ء ۵۔ خنجر خان سنہ ۱۶۶۰ء ۶۔ شیخ ابراہیم سنہ ۱۶۶۱ء ۷۔ نواب غضنفر خان سنہ ۱۶۶۳

جنوبی سندھ کے گورنر			
۱۔ قادر بیگ ازبک ۱۶۵۶ء تا ۱۶۵۹ء ۲۔ لشکر خان یادگار ۱۶۵۹ء تا ۱۶۶۳ء ۳۔ غضنفر خان بن الہ وردی خان ۱۶۶۳ء تا ۱۶۶۶ء			

چارٹ : امیر التازدویم کمبرانی بلوچ کے ہم عصر امرائے خطہ مکران ۔ خاران ۔ چاغی ۔ لس بیلہ ۔

نام امیر لس بیلہ بلوچستان	نام امیر چاغی بلوچستان	نام امیر خاران بلوچستان	نام امیر مکران بلوچستان	نام امیر بلوچ برادری بلوچستان
کنگا جدگال جام آرا رین ۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء	سنجرانی بلوچ ملک جیند خان ۱۶۳۸ء تا ۱۶۶۷ء	نوشیروانی بلوچ میر دینار دویم ۱۶۴۹ء تا ۱۶۷۶ء	بلیدی بلوچ شے زہری ۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۵ء	امیر التازدویم کمبرانی بلوچ ۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء

باب دوازدہم

تتمہ تاریخ بلوچ و بلوچستان جلد چہارم

زیر نظر کتاب تاریخ بلوچ و بلوچستان کی جلد چہارم ہے جو بلوچوں کے امیر میرو ثانی میروانی بلوچ کے دور (۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۰ء) سے شروع ہو کر امیر اتازدیم کمبرانی بلوچ کے دور حکومت (۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء) تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ بلوچوں کی بلوچستان میں چوتھے دور کی حکومت ہے۔ جو ڈھائی سو سال کی تاریخ کو محیط ہے اس عرصہ میں بلوچ برادری کی حکومت پر اُنیس بلوچ حکمران فائز ہو کر اپنی صمیمانہ خدمات سے بلوچوں کی تاریخ کو جلا بخشتے رہے۔

یہ تعجب کی بات ہے۔ کہ بلوچستان کے اس ڈھائی سو سالہ تاریخ پر کسی مورخ نے تفصیل سے روشنی ڈالنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ حالانکہ تاریخ نویسی کے سلسلے میں سب سے پہلے ہمارے اپنے بلوچ مورخ اخوند محمد صدیق ملازئی بلوچ جو میر نصیر خان ثانی (۱۸۴۱ء تا ۱۸۵۷ء) امیر بلوچستان المعروف بہ خان قلات کے ابتدائی دور میں ان کے وزیر تھے۔ قلم جولانی فرمائی ہے۔ انہوں نے اپنی تاریخ کی کتاب کا نام (اخبار الابرار) رکھا ہے۔ جو انہوں ۱۸۵۷ء میں لکھی ہے۔ وہ اس ڈھائی سو سالہ

ور کی تاریخی واقعات کو اس مختصر انداز میں بیان کرتے ہیں کہ یہ
ان کی انتہائی طور پر مختصر نویسی کا نمونہ نظر آتی ہے" چنانچہ قلات میں
سیوا نام ایک ہندو تھا۔ بعد میں اس پر مغل نے قبضہ کیا۔ چونکہ مغل
کو اپنے وطن میں جنگ و جدل کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر قلات پر میروانی
نے قبضہ کیا ۔ اور میر عمر میروانی

سند قلات پر متمکن ہوا۔ چاکر بلوچ رند کا سردار اور گہرام لاشاری مکران
سے قلات آئے پھر میروانی اور شیہک چاکر بلوچ کے والد کے درمیان
جنگ ہوئی۔ بلوچ کا لشکر غالب آیا۔ اور عمر مارا گیا اقوام بلوچ
نے دو سال قلات میں گزارے۔ موسم سرما میں کچھی اور سیوی
کی طرف مال چرائی کے لئے جانے تھے۔ اور موسم گرما میں قلات
واپس آتے تھے۔ پھر شیہک و چاکر رند اور گہرام نے آپس میں
کچھی پر قبضہ کرنے کا مشورہ کیا۔ چنانچہ چاکر رند شیہک والد چاکر بولان
کے راستے علاقہ ڈھاڈر میں وارد ہوئے۔ گہرام لاشاری مولہ کے
راستے گنجابہ میں داخل ہوا۔ چاکر نے قلات چھوڑنے پر سند بلوچ
جو کہ رند تھا کو قلات کا حاکم مقرر کیا۔ عمر میروانی کا لڑکا صغیر سن
تھا۔ اس کا نام بجار تھا۔ بجار کو اس کی والدہ اٹھا کر مستونگ
لے گئی۔ خواجہ خیل اقوام میں رہنے لگی۔ جب بجار بڑا ہوا۔ اس
کے ذہن میں اپنے والد کے خون کا بدلہ لینے کا جذبہ پیدا ہوا جانے
کی اجازت چاہی۔ چونکہ خواجہ خیل کمزور تھے۔ اس کی بھرپور حمایت کی
طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اسے جانے کی اجازت دے دی۔ ایک

گھوڑا ۔ اور ہتھیار اور کچھ نقد روپیہ بطور امداد کے اس کو دے دیا ۔ گروہ قبائل براخوئی بلوچ جو پہاڑوں میں پراگندہ تھے ۔میر بجار کے پاس جمع ہو گئے ۔ اور گروہ قبائل رند بلوچ مندو کے پاس اکٹھے ہو گئے ۔ انکے درمیان لڑائی ہوئی ۔ رند بلوچوں کو شکست ہوئی ۔ مندو مارا گیا ۔ میر بجار نے مندو کے مارے جانے کے بعد قلات پر قبضہ کیا ۔ پھر حکومت کو چھوڑ کر صحرا نشینی اختیار کی اور فوت ہوا ۔ اب کا کوئی حاکم نہیں رہا ۔ مغل آیا ۔ قلات پر قبضہ کیا ۔ مغل حاکم نے قلات کے شہر کے باشندوں سے جو دہوار تھے ۔ یہ عہدو پیمان کیا ۔ کہ وہ ایک دوسرے کو تلوار ، بندوق ۔ نیزہ ۔ خنجر ۔ زہر ۔ پتھر ، لکڑی جوتے سے نہیں ماریں گے ۔ تاکہ ان کی دوستی آپس میں بحال رہے ۔ پس مغل حاکم نے لوگوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا ۔ آخر کار دہوار لوگوں نے اجناس ارزن کے موٹی روٹیاں پکا کر دھوپ میں مزید سکھا کر جب مغل حاکم کے سلام کے لئے گئے ۔ ہر ایک کی بغل میں ارزن کی ایک روٹی تھی ۔ سب نے اس پر حملہ کر کے روٹیوں سے اسے مارنا شروع کر دیا ۔ اور وہ مر گیا ۔ کیونکہ عہدو پیمان کے مطابق دوسرے ہتھیاروں سے اسے مار نہیں سکتے تھے ۔ اس طرح مغل حاکم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد اپنے معتبر میر ابراہیم (جو کمبرانی ، احمدزئی ، میروانی کا جدامجد ہے ۔) اس کے پاس گئے کہ مغل حاکم ہم دہواروں پر ظلم کرتا تھا ۔ اس کو ہم نے جان سے مار دیا ۔ اب آپ اپنے بیٹوں سے ایک بیٹا ہمارے حوالہ کریں ۔ تاکہ اسے ہم لے جا کر قلات میں اپنا حاکم بنائیں ۔ میر ابراہیم نے

اپنا پوتا - میر حسن اُن کے ہمراہ کر دیا - اُنہوں نے میر حسن کو لا کر قلات کی حاکمی کی مسند پر بٹھایا - میر حسن ولد میر گہرام پوتا میر ابراہیم سے لیکر میر احمد تک جس نے باروزئیوں سے لڑائیاں لڑی ہیں کے حالات اس طرح مرقوم ہیں۔"

لہٰذا اخوند محمد صدیق پہلے بلوچ مورخ ہیں - جو بلوچستان میں امیر بلوچستان المعروف بہ خان قلات کے خاندان کی تاریخ کو ضبط تحریر میں لائے ہیں - یہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ کن وجوہات کی بنا پر آخوند موصوف نے میر حسن سے لے کر میر احمد کی حکمرانی کے درمیان جتنے بھی حکمرانان بلوچستان گزرے ہیں ان کے ادوار کے تاریخی واقعات کو قلمبند نہیں کیا ہے - حالانکہ امیران بلوچستان کے شجرہ کو بیان کرتے وقت وہ ان تمام امراء کے نام بھی نسب نامہ میں تحریر کرتے ہیں - وہ یوں نسب نامہ کو بیان کرتے ہیں - چونکہ دور حکمرانی میر نصیر خان ثانی کی ہے - لہٰذا نسب نامہ اُن سے شروع ہوتا ہے۔

"میر نصیر خان غفراللہ ابن میر مہراب خان شہید ابن میر محمود خان ابن میر محمد نصیر خان، ابن میر عبداللہ خان ابن میر مہراب خان ابن میر احمد ابن میر التاز ابن میر کیچی ابن میر سوڈو ابن میر احمد ابن میر کمبر ابن میر ملوک ابن میر سنجر ابن میر حسن ابن گہرام ابن ابراہیم ابن میر زنگ ابن میر زہرا ابن میر کمبر ابن سعد ابن عمر ابن حمزہ"

اگر ہم یہ دلیل پیش کریں - کہ اخوند محمد صدیق کو ان امراء کی زندگی کے حالات معلوم نہ تھے - لہٰذا انہوں نے ان کے دور کے

واقعات کو قلمبند نہیں کیا۔ تو ہماری یہ دلیل اس بنا پر غلط ثابت ہوتی ہے۔ کہ اخوند محمد صدیق کے خاندان کئی پشتوں سے امیر بلوچستان المعروف بہ خان قلات کے دربار میں وزارت کے عہدہ پر رہ کر خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ تو ان حکمرانان بلوچستان کے دورِ حکمرانی کے حالات ان سے کیسے پوشیدہ رہ سکتے تھے۔ جو ناقابل یقین بات ہے جبکہ وہ نسب نامہ میں ان سب حکمرانان کے نام بھی تحریر کرتا ہے۔

ہماری دوسری دلیل یہ ہو سکتی ہے کہ قدیم زمانے میں تحریر کی زبان فارسی تھی۔ اور فارسی زبان میں یہ وصف موجود ہے کہ واقعات اس زبان میں نہایت مختصر انداز میں بیان کئے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا آخوند محمد صدیق نے اس مختصر نویسی کی وجہ سے امیر حسن اور امیر احمد کے درمیانی دور میں اُن تمام حکمرانان بلوچستان کی تاریخی واقعات کے تحریر سے صرف نظر کیا ہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی۔ جس کی بنا پر ڈھائی سو سالہ طویل عرصہ کے تاریخی واقعات کو نظر انداز کیا جائے۔

چونکہ آخوند محمد صدیق نے اپنی کتاب (اخبار ابرار) میر نصیر خان ثانی کے دور (۱۸۴۱ء تا ۱۸۵۷ء) حکومت میں لکھی ہے لہٰذا امیر بلوچستان المعروف بہ خان قلات کے نسب نامے کو نصیر خان ثانی سے شروع کرتا ہے۔ اور حمزہ پر ختم کرتا ہے۔ مگر اس نسب نامے میں کئی ایک حکمرانوں کے نام چھوڑ گیا ہے۔ ہماری دوسری دلیل کہ اخوند محمد صدیق طبعاً مختصر نویس واقعہ نگار رہے ہیں۔ غلط نہیں۔ لہٰذا انکی اس مختصر نویسی کے رحجان کی وجہ سے میر حسن سے میر احمد کے

درمیان کے ڈھائی سو سالہ تاریخی واقعات ضبط تحریر میں نہ آ سکے۔

۱۔ اخوند محمد صدیق کے نسب نامہ میں امیر سعد کا نام آتا ہے کمبر کے علاوہ ان کا ایک اور بیٹا بھی تھا۔ جس کا نام امیر میرو تھا۔ اور سعد کا بڑا بیٹا تھا۔ لہٰذا اس کی تشریح اس طرح ہو سکتی ہے۔

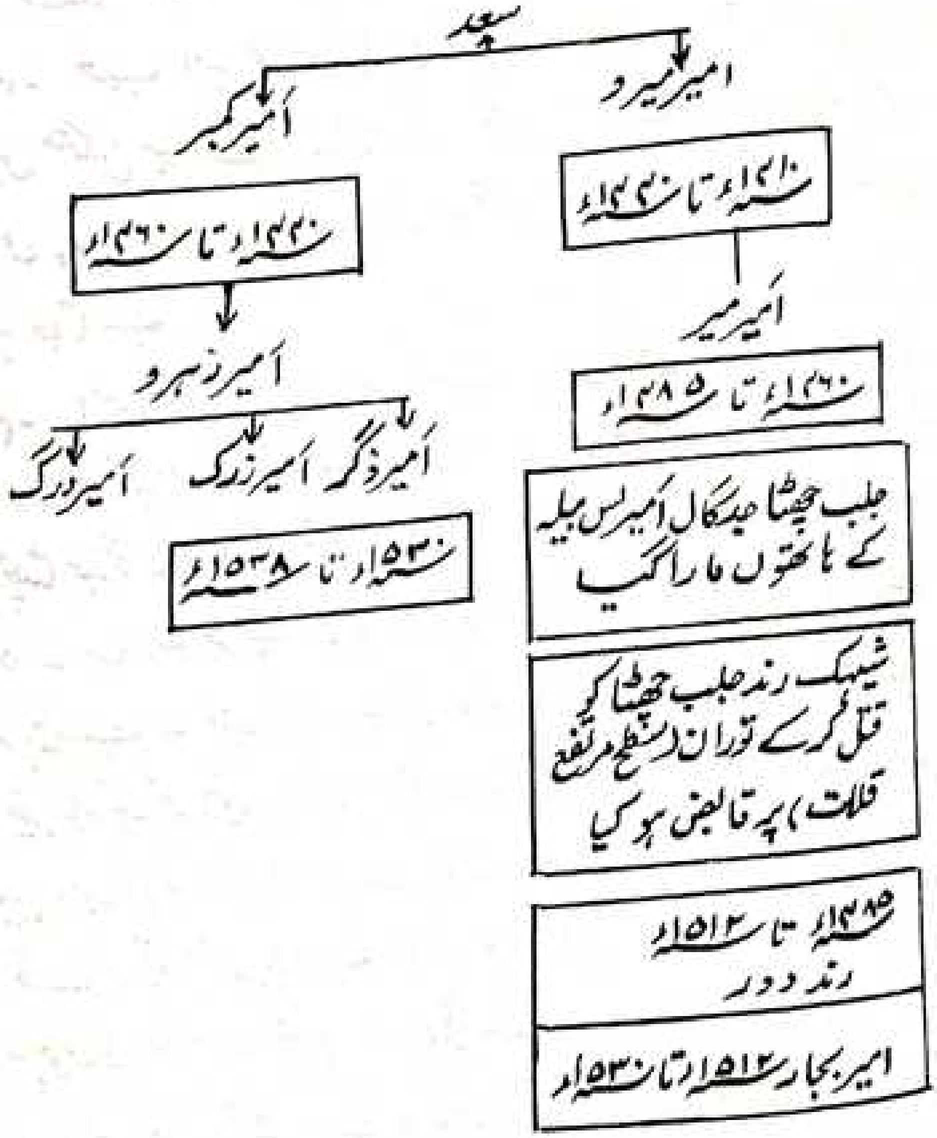

۱۔ امیر میرو میروانی بلوچ بلوچستان میں بلوچوں کی چوتھی حکمرانی کی بنیاد گذار ہیں۔ انہوں نے اس کی بنیاد ۱۱۷۰ء میں رکھی اور

اس نے ۳۰ سال تک حکمرانی کی تھی۔ یعنی ۱۴۴۰ء میں فوت ہوئے۔

۲۔ ان کا اکلوتا بیٹا عمر صغیر سن تھا۔ لہٰذا ان کے بلوغ تک امیر کمبر امیر عمر کا چچا بطور سربراہ حکمرانی کرتا رہا۔ یعنی ۱۴۴۰ء سے لے کر ۱۴۶۰ء تک

۳۔ جب امیر عمر سن بلوغ کو پہنچا وہ مسند امارت پر ۱۴۶۰ء میں متمکن ہوئے ۱۴۸۵ء تک حکمرانی کرتے رہے۔ جبکہ اسی دوران اس پر امیر لس بیلہ جلب چھٹا جدگال حملہ کر کے اس کے تخت پر قابض ہو جاتا ہے۔

۴۔ اسی دوران میں امیر شیہک رند۔ ان کا بیٹا امیر چاکر اور امیر گہرام لاشاری توران (سطح مرتفع قلات) پر حملہ کر کے جلب چھٹا جدگال کو مار کر مرکزی بلوچستان کی حکومت پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

۵۔ سارے بلوچستان پر امیر چاکر رند کا ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء قبضہ رہتا ہے۔ جب امیر چاکر رند بلوچ ۱۵۱۲ء کو بلوچستان کو خیرباد کہہ کر پنجاب چلا جاتا ہے۔ تو امیر بجار میروانی بلوچ قلات میں امیر چاکر رند بلوچ کے نمائندہ میر سندو سے لڑ کر قلات کے تخت پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اس طرح بلوچستان میں دوبارہ میروانی بلوچوں کی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔

۶۔ میر بجار ۱۵۱۲ء سے لے کر ۱۵۳۰ء تک حکمرانی کرتا رہا۔ وہ خانہ نشین ہو کر حج پر چلا گیا اور جانے سے پیشتر بلوچستان کی حکومت اپنے چچا زاد بھائی امیر ذگر کے سپرد کرتا ہے۔

۷۔ امیر ذگر ۱۵۳۰ء سے لے کر ۱۵۳۹ء تک حکمرانی کرتا رہا۔ بلاّ اخذ

محمد صدیق کو چاہیئے تھا کہ امیر بجار کے بعد امیر ذگر سے لے کر امیر اتاز ودیم (جو امیر احمد ثالث ملقب بہ احمد کبیر کا والد تھا) تک کے تاریخی واقعات کو ضبط تحریر میں لاتا۔ یہ دور تقریباً ڈھائی سو سال کے عرصے کو محیط ہے مگر آخوند موصوف نے ایسا نہیں کیا اور امیر احمد ولد امیر اتاز ودیم سے بلوچستان کے تاریخی واقعات کو قلم بند کیا۔ جو بلوچ اور بلوچستان کی تاریخ میں ایک بڑے سقم کا باعث بنا۔

چنانچہ بعد میں جب ۱۸۹۳ء میں انگریزوں نے آخری آزاد امیر بلوچستان میر خداداد خان احمدزئی کو تخت سے معزول کر کے خود حکومت بلوچستان پر قبضہ کیا۔ تو انگریزوں کے کہنے پر ان کا ایک ہندو ملازم رائے بہادر لالہ ہتو رام نے تسخیر بلوچستان کے تمام سیاسی واقعات ۱۸۳۹ء سے لے کر ۱۸۹۳ء تک کے رپورتاژ کو تاریخ بلوچستان کے نام سے پہلی دفعہ ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔ لہٰذا اس کتاب کے مصنف نے بھی بلوچستان جس پر امیر بلوچستان المعروف بہ خان قلات کی حکومت رہی ہے۔ اخوند محمد صدیق کی تاریخ (اخبار ابرار) کے حوالے سے اسی تاریخ کو من وعن سے بیان کیا ہے اور بلوچستان کی یہ تاریخ جو انگریزوں کی زیر سرپرستی میں چھاپی گئی ہے۔ اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ بلوچستان کی اس تاریخ کے مصنف لالہ ہتو رام نے حتی المقدور یہ کوشش کی ہے کہ براہوئی زبان بولنے والے باشندگان بلوچستان نسلاً بلوچ نہیں ہیں لہٰذا اس نے بلوچی بولنے والے اور براہوئی بولنے والے لوگوں کو اپنے طور سے بغیر تحقیق براہوئی زبان کی آڑ لے کر الگ الگ نسلیں ظاہر کی ہیں اور آج بھی بلوچ دشمن عناصر اسی حربے کو بلوچ قوم میں تفریق کے

لئے استعمال کر رہے ہیں۔

اس نظریہ کا موجد ہینری پوٹنجر ہے۔ جو نسلاً انگریز ہے جو ۱۸۱۰ء میں بلوچستان وارد ہوا۔ یہ پہلا یورپین اور پہلا انگریز فرد ہے جو ایرانی سوداگر کے بھیس میں بلوچستان کے سیاسی، سماجی، اقتصادی حالات معلوم کرنے کے لئے ملک میں آیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دنیا کے بین الاقوامی سیاسی حالات کیا تھے۔ جس کی بنا پر ہینری پوٹنجر کو بلوچستان آنا پڑا تواریخی دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ جب کبھی دنیا میں کوئی سیاسی بین الاقوامی واقعہ ظہور پذیر ہو جائے تو تمام دنیا کے ممالک اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

جب فرانس میں نپولین بونا پارٹ مشہور فرانسیسی جنرل جو جزیرہ کارسیکا میں پیدا ہوا۔ پیرس اور برائن کی فوجی اسکولوں میں تعلیم پائی۔ انقلاب فرانس کے دوران ۱۷۹۳ء میں تولون کے محاصرے میں پہلی کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد اٹلی میں جمہوری فوج کے کمانڈر کی حیثیت سے پے در پے فتوحات حاصل کیں۔ اور فرانس کا فوجی ہیرو بنا ۱۷۹۸ء میں مصر میں برطانیہ کے خلاف ایک مہم کا کمانڈر ہو کر گیا۔ اور ۱۷۹۹ء کے موسم خزاں میں فرانس کی حکومت کا تختہ الٹ کر خود قونصل اول بن گیا۔ ملک میں امن قائم کیا۔ مالی نظام کی اصلاح کی۔ عدالتوں کو نیا ضابطہ دیا۔ فرانسیسی قوانین کی باقاعدہ ضابطہ بندی کے کام کی نگرانی کی۔ اس نے ۱۸ مئی ۱۸۰۴ء میں اپنے شہنشاہ ہونے کا اعلان کیا۔ ۱۸۰۵ء میں حکومت آسٹریا ۱۸۰۶ء میں حکومت جرمنی کو شکست دی۔ یورپ کا مرد آہن بن کر ابھرا۔ سلطنت ہندوستان

کو حاصل کرنے کے لئے سلطنت روس کے بادشاہ زار کے ساتھ دوستانہ روابط قائم کئے۔ برصغیر ہندوستان کے یہ علاقہ اس دور میں انگریزوں کے تسلط سے باہر تھے۔ پنجاب میں سکھوں کی سندھ میں ٹالپر بلوچ خاندان بلوچستان میں احمدزئی بلوچ خاندان اور افغانستان میں سدوزئی افغان خاندان کی حکمرانیاں تھیں۔ انگریزوں کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں یہ علاقے فرانسیسیوں کے زیر اثر نہ آئیں۔ لہٰذا انگریزوں نے اپنے فوجی افسروں کو مختلف بھیسوں میں ان علاقوں کی سماجی سیاسی اقتصادی حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ اسی پالیسی کے تحت ہنیری پوٹنجر جو انگریزی فوج میں ملازم تھا۔ سندھ اور بلوچستان کے حالات معلوم کرنے کے لئے ۱۸۱۰ء میں بندرگاہ سونمیانی کے راستے بلوچستان میں داخل ہوا۔ لہٰذا ہم اپنے اس باب میں اس کی کتاب "سفرنامہ سندھ و بلوچستان باب اول کے کچھ اقتباسات بلوچ قوم کے بارے میں تحریر کریں گے۔ "بلوچستان کی آبادی تمام تر بلوچ ہے جن کی قومیت کی صحیح حالت تاریخ کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اور ان کی قومی تاریخ بھی دیگر وحشی قبائل کی طرح عجیب و غریب تخیلی۔ قصہ کہانیوں کا امتزاج ہے۔ یہ دو بڑے گروہوں میں منقسم ہیں۔ میں نے جو ان دو اعلیٰ طبقوں میں نمایاں فرق دیکھا۔ وہ اُن کی زبان ہے" (سفرنامہ سندھ و بلوچستان" صفحہ ۵۲)

دوسرا اقتباس۔

• اگرچہ مجموعی آبادی بلا شرکت غیرے بلوچ کہلاتی ہے۔ جو ان دو گروہوں میں سے ایک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ گویا زبان

کے لحاظ سے یہ دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ چونکہ ان کو جداگانہ طور پر جانچنا ضروری ہے۔ لہٰذا ان میں ہمیشہ امتیاز کو برقرار رکھنے کی خاطر ان کو بلوچ یا براہوئی لکھوں گا"۔ گویا بلوچ نسل کو دو حصوں میں یعنی بلوچ اور براہوئی نسلوں میں تقسیم کرنے کا سہرا ہنری پوٹنجر انگریز کے سر باندھا جاتا ہے۔ بعد کے ادوار کے انگریز سیاح اور ۱۸۹۳ء میں منیخ جرنیل کے بعد انگریز حاکموں نے اس نظریہ کا چرچا کر کے اسے خوب شہرت دی۔

یہ بلوچ اور بلوچستان کی تاریخ کے متعلق ابتدائی کتابیں جن کا میں نے اوپر بیان کیا بعد کے ادوار میں بلوچ اور غیر بلوچ مورخین نے انہی کے حوالوں سے بلوچ قوم اور بلوچستان کی تاریخ لکھی۔ لہٰذا بلوچ تاریخ میں واقعات کا رخنہ یا خلا بدستور رہا۔ کسی مورخ نے اسے پُر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ تاریخی خلا یا رخنہ کو پُر کرنے کے لئے کافی تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ایک وقت طلب کام ہے لہٰذا اس وقت سے بچنے کے لئے کسی مورخ نے تحقیق کی کاوش نہیں کی بلوچ تاریخ میں یہ خلا بدستور سابق رہا ہے۔

انگریزوں کے تاریخ دانوں نے پہلے تو بلوچ نسل کو زبان کی بنیاد پر دو نسلوں میں منقسم کر دیا۔ پھر بلوچی زبان کو آریائی خاندان کی زبانوں کے گروہ میں شامل کر دیا۔ اور براخوئی زبان کو دراوڑی خاندان کی زبانوں کی ایک زبان قرار دیا۔ بلوچ قومی مسئلہ کو مزید الجھایا۔ زبان کو کسی نسل کی بنیاد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ زبان سے سماجی تعلقات ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر زبان نسل کا ثبوت نہیں۔ مثلاً موجودہ وقت میں بلوچ نسل

یہ لوگ پانچ زبانوں میں بات کرتے ہیں ۱- بلوچی ۲- کوردگالی
(براہوئی) ۳- سندھی ۴- سرائیکی ۵- پنجابی - لہٰذا میں نے بلوچ تاریخ
کو لکھتے وقت حتی المقدور یہی کوشش کی ہے۔ کہ بلوچ تاریخ کے تمام
تاریخی خلا یا رخنے مستند حوالوں سے پُر کیے جائیں - تاکہ بلوچ تاریخ
ایک مکمل درخشاں صورت سے قارئین گرامی کے سامنے پیش کی جاسکے
ہماری تحقیق کی رُو سے بہ حوالہ تاریخ مردوخ اور تاریخ کوردگال
نامک بلوچ ملت نسلاً کُرد ہے جس کی تفصیلات اس طرح ہیں -
سلطنت قدیم ایران جو فارس و مادستان کہلاتا تھا - اس پر سب
سے پہلے ایرانی خاندان پیش دادیاں نے ۲۱۰۰ سال قبل از مسیح اپنی
حکومت قائم کرلی اور ۸۵۴ سال قبل از مسیح تک ان کی حکومت رہی -
ان کے زوال کے وقت ایران میں کرد قوم کے لوگ عروج پر تھے
امیر کیقباد ماد کرد تمام کرد قوم کا سردار اعلیٰ تھا - اس نے سلطنت
ایران میں اس سیاسی خلا کو پُر کرکے اپنی حکومت کا اعلان کیا اور
ایران میں شہر ھمدان جس کا قدیم نام (اکباتان ہے) اپنا دارالخلافہ قرار
دیا - چنانچہ اس دور میں سلطنت فارس و مادستان اور سلطنت ہند کے
درمیان ایک اور سلطنت بنام توران وجود رکھتی تھی جو ان پانچ خطوں
سُغدستان (مرکزی ایشیاء کے ممالک ازبکستان، تاجکستان، کرغیزستان)
کابلستان و زابلستان (موجودہ افغانستان) توران و مکران (موجودہ
بلوچستان) پر مشتمل تھی - سلطنت توران پیش دادیوں کی سلطنت کی طرح
ایک پرانی اور ان کی ایک اہم عصر سلطنت تھی - جس کا آخری بادشاہ
افراسیاب تھا - اور دارالخلافہ بلخ تھا - چنانچہ سلطنت فارس و مادستان

پر توران کے بادشاہ افراسیاب نے کیقباد ماد کرد کے قبضہ کو
تصور کر کے مبارزت کی دعوت دی۔ جس کے نتیجے میں دونوں
میں لڑائی ہوئی۔ کیقباد ماد کرد اپنی تمام کرد افواج کے ساتھ زابلستان
پہنچا۔ یہاں اس نے اپنا جنگی پلان تیار کیا۔ چونکہ اسے شمال میں سلطنت
توران کے دارالخلافہ بلخ پر حملہ کرنا تھا۔ تو سلطنت توران کے یہ علاقے
زابلستان، توران، مکران جنوب میں رہ جاتے تھے۔ لہٰذا ان علاقوں کی
تسخیر بھی بلخ کے ساتھ ایک وقت میں عمل میں لانا ضروری تھا۔ اس لئے
امیر کیقباد ماد کرد کو جنگی حکمت عملی کی ضرورت پڑی انہوں نے اپنی قوم کے تین
بڑے گروہ قبائل زنگنہ کرد قبیلہ کو زابلستان براخوئی کرد قبیلہ کو توران
(سطح مرتفع قلات) اور گالی کرد قبیلہ کو مکران کی تسخیر کی ذمہ داری سپرد
کی اور کیقباد خود بطرف بلخ روانہ ہوا۔ پروگرام کے مطابق کردوں نے
ہر مقام پر تورانیوں پر ایک ساتھ حملہ کیا۔ کردوں کا پلہ بھاری رہا۔ افراسیاب
بادشاہ توران جنگ میں مارا گیا۔ ساری سلطنت توران پر امیر کیقباد
ماد کرد کا قبضہ ہو گیا۔ مفتوحہ علاقوں میں امیر موصوف نے اپنے کرد قبائل کو
بسایا۔ زابلستان چونکہ زنگنہ کردوں نے فتح کیا۔ یہ علاقہ ان کے امیر
امیر برسان کو دیا گیا۔ توران کو براخوئی کردوں نے فتح کیا تھا۔ لہٰذا
یہ خطہ امیر کیکان کے حوالے کر دیا۔ مکران اور گالی کردوں نے
فتح کیا تھا۔ یہ علاقہ ان کے امیر، امیر لیوسان کو تفویض ہوا۔ لہٰذا
یہ سارے کرد قبائل خطہ بلوچستان میں ۳۸۵ سال قبل از مسیح سے
رہ رہے ہیں۔ اور آج بھی اسی خطہ پر قابض ہیں۔

لفظ بلوچ کی تشریح

اب میں لفظ بلوچ کی تشریح کرنا چاہوں گا کہ کرد ملت کی ان قبائلی افواج زنگنہ۔ براخوئی آدرگانی کا فوجی نشانی مرغے کی کلغی تھی قدیم کردی زبان و فارسی زبان میں مرغے کی کلغی کو بلوچ کہتے ہیں لہٰذا ان مفتوحہ علاقوں میں جب یہ کرد قبائل نے مستقلاً سکونت اختیار کی اور اپنی امارتیں قائم کیں۔ تو یہ کرد بلوچ کہلانے لگے۔یعنی وہ کرد جن کا فوجی نشان (بلوچ) ہے۔ یعنی مرغے کی کلغی ہے لہٰذا اس تین ہزار سال کے عرصے میں لفظ کرد غائب ہو گیا اور بلوچ ان لوگوں پر چپاں رہ گیا۔ اور مرور زمانہ میں لفظ بلوچ نے ان کردوں کی قومیت کی صورت دھار لی اور آج تک یہ لوگ اپنے کو بجائے کرد کہنے کے بلوچ کہتے ہیں۔ بہر صورت یہ لوگ لفظ بلوچ کو فنا ہونے سے بچانے کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگاتے رہے ہیں۔ اس کے بچاؤ کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ گویا اس طرح کرد ملت کے لوگوں نے خطہ زابلستان، توران، مکران میں بود و باش کرنے کے بعد بلوچ ملت کی تشکیل اختیار کی۔ کرد ملت کے ایک بہت بڑا حصہ نے بلوچ کے نام سے موسوم ہو کر ایک نئی ملت کو جنم دیا

براہوئی زبان کی تشریح

براہوئی زبان کا اصلی نام کوردگالی یا کردی ہے۔ چنانچہ ہمارے اس دلائل کی تائید میں موجودہ دور میں جنوبی بلوچستان کے خطہ کولواہ لس بیلہ جھلاوان، جنوبی سندھ میں براخوئی زبان کو کوردگالی یا کردی کہتے

ہیں۔ شمالی بلوچستان میں یہ زبان بنام غلط العام اسم براہوئی اس زبان
ہوئی کہ بلوچوں کے قبائلی گروہ براخوئی کے اکثر و بیشتر قبیلے اس زبان
بات کرتے ہیں۔ لہذا براخوئی کے نام کی مناسبت سے کوردگالی زبان
براخوئی زبان کے نام سے موسوم ہو کر شہرت پا گئی۔

بحوالہ تاریخ کوردگال نامک کوردگالی زبان (براہوئی زبان)
تورانی زبانوں کے خاندان سے ہے نہ کہ دراوڑی خاندان سے۔ اگر
اگر صحیح معنوں میں کورگالی زبان پہ تحقیق کرتے تو اسے خاندان دراوڑ
کی ایک زبان نہ کہتے۔ بحوالہ تاریخ مردوخ جب سلطنت توران تقریباً
۱۵۰۰ سال قبل از مسیح وجود میں آیا تو یہ سلطنت سغدستان، کابل
زابلستان توران و مکران کے خطوں پر مشتمل تھا۔ اس سلطنت کا بنیاد گزار
آبتین توران خاندان کا پہلا بادشاہ تھا اور جمشید پیشدادی کا بیٹا تھا
چونکہ سلطنت توران کا جنوبی حصہ خطہ توران اور خطہ مکران تھے خطہ توران
اپنی جغرافیائی ساخت کی وجہ سے بالکل قدرتی قلعہ تھا۔ اور سیاسی اہمیت
کا حامل تھا۔ کیونکہ اس کی مشرقی سرحد سلطنت ہندوستان سے متصل
تھی۔ اور اس کے مغرب میں سلطنت ایران تھی اور ان دو سلطنتوں کی
طرف سے ہر وقت حملے کا خطرہ رہتا تھا۔ چنانچہ آبتین بادشاہ توران
نے خطہ سغدستان سے بائیس ترک قبائل کو مستقلاً لے جا کر جنوب
میں خطہ توران میں ۱۵۰۰ سال قبل از مسیح بسا یا۔ یعنی بائیس ترک
قبائل سلطنت توران کی تشکیل کے ساتھ ہی خطہ توران میں بسائے
گئے۔ ان بائیس قبائل کے اسما اس طرح ہیں۔

۱۔ کُرگادی ۲۔ گنذارچی ۳۔ ننگا ساری ۴۔ مُحارک ۵۔

...یداک ۶۔ سامی خان ۷۔ سور خان ۸۔ سورچن ۹۔ منڈغار ۱۰۔ ...ای ماک ۱۱۔ یُرتگاساری ۱۲ میمو خبندک ۱۳۔ جوگ مان ۱۴ ایوناک ۱۵۔ جنفاک ۱۶۔ بزنجک ۱۷۔ اُیاتزن ۱۸۔ کوکان ۱۹۔ زنگولدک ۲۰۔ ...عزنن ۲۱۔ کلداشش ۲۲۔ گبہک۔

لہٰذا یہ بائیس ترک قبائل آبتین ۔ فریدون۔ تور ، زارشم ، لیچک اور افراسیاب کے دور حکمرانی تک خطہ توران میں سلطنت توران کی انتہائی جنوبی سرحدات کی حفاظت کرتے رہے۔ جب کیقباد ماد کردنے سلطنت فارس و مادستان میں ۸۵۴ سال قبل از مسیح پیشدادی خاندان کے زوال کے بعد اپنی سلطنت قائم کردی تھی تو سلطنت توران کے آخری بادشاہ اُفراسیاب نے اس کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔ جس کے نتیجے میں ان دونوں سلطنتوں میں لڑائی ہوئی۔ افراسیاب جنگ میں مارا گیا۔ تورانی سلطنت پر کیقباد ماد کرد قابض ہو گیا۔ اس مہم میں براخوئی کردوں نے خطہ توران فتح کیا تھا۔ لہٰذا ان بائیس ترک قبائل کے افراد نے براخوئی کردوں کی بالادستی تسلیم کرلی کیونکہ وہ اس خطے میں تقریباً چھ سو سالوں (۱۵۰۰ ق۔م ۸۵۴ ق۔م) سے آباد چلے آرہے تھے۔ ان کے لئے کہیں اور منتقل ہونا ناممکن تھا۔ لعد میں جب براخوئی کردوں نے اس خطہ میں مستقلاً اپنی امارت قائم کرلی تو دونوں قومیں کرد اور تورانی ترک آپس میں مدغم ہو گئے اس ادغام کے بعد براخوئی کردوں نے اپنی بلوچی زبان کو چھوڑ کر ان کی زبان جو (تورک) کہلاتی تھی اپنائی لہٰذا (تورک) زبان موجودہ دور میں براہوئی زبان یا کوردگالی زبان کی شکل میں موجود ہے

براخوئی کردوں اور تورانی ترکوں کے ادغام سے دو نئے صورت حال پیدا ہوئی۔

۱۔ براخوئی کرد بلوچوں کے قبائل اکثر و بیشتر افراد دو لسانی بن گئے یعنی دو زبانوں میں باتیں کرنے لگے بلوچی اور کوردگالی آج بھی بولی جاتی ہے۔ ۲۔ دوئم کہ اس ادغام سے براخوئی کردوں نے تورک زبان کو تو اپنایا۔ مگر اپنی زبان بلوچی کے تمام الفاظ تورک زبان میں شامل کر دیئے جس کے نتیجے میں بلوچی زبان سے متاثر شدہ تورک زبان وجود میں آئی گو کہ دونوں

زبان نسل کے لحاظ سے زبان کے جدا خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر ان کے تقریباً اسی فیصد الفاظ مشترک ہیں۔ وہ اس ادغام کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا تاریخ کی محققین اگر محنت کر کے باریک بینی سے بلوچستان کی تاریخ گتھیوں کی سلجھانے کی کوشش کرتے۔ تو وہ بلوچ ملت اور بلوچستان کی تاریخ کے بارے میں غلط آرا کے مرتکب ہوتے۔

بلوچستان کی تاریخی کتب میں تذکرہ بہت کم ہے اس کی وجہ

بلوچستان کی تاریخ کی ایک اہم پہلو یہ ہے۔ جسے ہم بلوچ اور غیر بلوچ قارئین گرامی کی معلومات کے لئے تشریحات کے ساتھ بیان کریں گے۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ خطہ بلوچستان کے مشرق میں ہندوستان اور مغرب میں ایران کی دو قدیم عظیم سلطنتیں دنیا کے عالم وجود میں آنے کے ساتھ ہی وجود میں آئی ہیں۔ "ہر کمالے را زوالے" کے مصداق پر دونوں مملکتوں میں بادشاہیاں قائم ہوتی رہی ہیں۔ معراج عروج

پہنچ کر پھر زوال پذیر ہوتی رہی ہیں۔ اور پھر اُن کی جگہ نئی سلطنتیں جنم لے کر عروج و زوال کے مدارج کو طے کر کے فنا ہو گئی ہیں۔ جیسے کہ ان سلطنتوں کی سرزمین پر انسان رہتے تھے۔ لہٰذا اس سے پیشتر کہ ہم اس امر کی وضاحت کریں۔ کہ خطہ بلوچستان کے تاریخی حالات کا بہت کم تذکرہ ہندوستان اور ایران کے متعلق مستند تاریخی کتابوں میں ملتا ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔ ان وجوہات کے بیان سے پہلے ہمیں خود موضوع تاریخ کے ارتقا کی طرف توجہ کرنا پڑے گا۔ کہ تاریخ نویسی کا سلسلہ کن ارتقائی مدارج سے گزر کر اپنی موجودہ شکل میں وجود میں آگئی ہے۔

تاریخ کے لفظی معنی کیا ہیں

تاریخ عربی زبان کی ایک مصدر ہے۔ جس کے لغوی معنی کسی واقعے یا حادثے کے تحریر کا دن مقرر کرنا ہے۔ اس کے اصطلاحی معنی ہیں عہد ماضی کے حالات واقعات اور حادثات کے بیان کو تاریخ کہتے ہیں۔ تاریخ انسانوں اور حیوانوں کی بھی ہو سکتی ہے۔ نباتات اور جمادات کی بھی مگر عام طور پر تاریخ کا اطلاق انسانی زندگی سے متعلق واقعات ہی پر ہوتا ہے۔ فلسفہ ادب، مصوری۔ سائنس، سیاسیات، معاشیات غرض جملہ علوم و فنون کے ارتقاء کے احوال کو بھی تاریخ ہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ غرضیکہ علم تاریخ سے مراد۔ انسانی معاشرے اور تہذیب و تمدن کے ارتقاء کا تذکرہ ہے۔ اگرچہ انسانی معاشر کی سب سے قدیم تاریخ تو وہ پتھر، ہڈی اور لکڑی کے ہزاروں

سال پرانے ٹکڑے ہیں۔ جن کو انسان نے سب سے پہلے آلات اور اوزار کے طور پر استعمال کیا۔

تاریخ کی ابتداء کیسے ہوئی

انسانی تاریخ اگرچہ بہت پرانی ہے مگر یہ تاریخ دراصل فن تحریر کی ایجاد سے شروع ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے وہ تحریریں، جو وادی دجلہ و فرات اور مصر کے قدیم کھنڈروں اور عمارتوں میں کتبوں اور دیواروں پہ لکھی ہوئی ملتی ہیں۔ انسانی معاشرے کی سب سے پرانی تاریخیں ہیں۔ انسانی معاشرے کی یہ تحریریں کم و بیش چھ ہزار سات ہزار برس پرانی ہیں۔ ان تحریروں سے انسان کی قدیم طرز معاشرت رسوم و رواج عقائد و اوہام، سیاسی، معاشی کوائف وغیرہ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ بعض کتبوں پہ بادشاہوں کے نام ان کی بادشاہت کی مدت اور ان کے دوسرے اہم واقعات بھی سن وار لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فن "تاریخ" نویسی کی داغ بیل آب سے ہزاروں برس پیشتر مشرق قریب میں پڑ چکی تھی

دنیا کا پہلا مورخ

کہتے ہیں ہیرو ڈوٹس (۴۸۴ ق۔م تا ۴۲۵ ق م) پہلا مورخ ہے۔ جس نے اپنے وطن یونان اور مشرق قریب کے متعدد ملکوں کے طرز بودوباش، عادات و اطوار اور اہم واقعات کی باقاعدہ تاریخ مرتب کی۔ چنانچہ دنیائے تاریخ میں ہیرو ڈوٹس کو بابائے تاریخ بھی کہتے

ہیں۔

ہیروڈوٹس کے بعد یونانی عالم توسی ڈی ڈیس (۴۷۱ ق-م تا ۴۰۰ ق م) نے اپنے محققانہ انداز نظر اور فلسفیانہ انداز فکر سے فن تاریخ کو ترقی دی۔ اس فن نے بدھ مت کے زمانے میں چین اور ہندوستان میں بھی بہت فروغ پایا۔

قرون وسطیٰ کے مسلمان مورخین

قرون وسطیٰ میں مسلمان مورخین نے تاریخ نویسی کے فن کو اپنی تحقیق اور جستجو سے بام عروج تک پہنچا دیا۔ ان کتابوں میں جو عرب۔ ایران ہندوستان میں لکھی گئیں ہیں۔ معلومات کا نہایت بیش بہا خزانہ موجود ہے ان مسلمان مورخین میں علامہ ابن خلدون کا نام سرفہرست ہے۔ ابن خلدون نے نہ صرف واقعات کی تدوین بڑی احتیاط اور سلیقے سے کی۔ بلکہ اپنے شہرۂ آفاق مقدمات میں فلسفہ تاریخ کی بنیاد رکھی۔ فلسفہ تاریخ میں ان قوانین و محرکات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ جس کے تحت انسانی معاشرہ ترقی کرکے روبہ انحطاط ہوتا ہے

تاریخ کی ترتیب میں کارآمد مواد

تاریخ کی ترتیب میں سفرناموں افراد کی خودنوشت سوانح حیات۔ سکول کتبوں، دستاویزوں اور مصنوعات وغیرہ سے بڑی مدد ملتی ہے۔

پرانی تاریخ نویسی کا دستور

تاریخ نویسی کا پرانا دستور اور طور طریقہ یہ تھا کہ عام طور پر بادشاہوں کی جنگی مہموں کا تذکرہ ہوتا تھا۔ یا ان کے محل اور دربار کے حالات بیان کیے جاتے تھے۔ عام لوگوں کی معاشرتی زندگی پر چنداں توجہ نہیں کی جاتی تھی۔ یہ پرانی تاریخ نویسی کا رجحان و دستور تھا۔

موجودہ دور کی تاریخ نویسی کا رجحان

مگر موجودہ دور میں تاریخ نویسی کے اصول یکسر بدل گئے ہیں موجودہ دور کے مورخین ملک کے جغرافیائی، معاشی معاشرتی حالات پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اور درباری سازشوں، جنگوں، مہموں اور حکمرانوں کے نجی حالات کو فقط ضمنی طور پر بیان کر دیتے ہیں۔

قدیم تاریخ نویسی کا یہ دستور کہ بادشاہوں کے حالات کے بیان کو اولیت دی جاتی تھی۔ تو بلوچستان کے کوہستانی اور صحرائی علاقوں کے باسیوں کی معاشرتی حالات کے تذکرے کا مورخ کیونکر مصیبت مول لیتا جس کے نتیجے میں قدیم ادوار کے تمام تاریخی کتابوں میں خواہ ایران میں لکھی گئی ہیں یا ہندوستان میں، بلوچستان کی تاریخی حالات کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے گو کہ اس دور میں بھی بلوچستان میں انسان بستے تھے ان کا ایک قبائلی نظام تھا۔ قبائلی نظام کے سماجی اور معاشرتی پہلو بھی تھے لوگوں کی اپنی ایک زبان بھی تھی وہ ایک نظام کے تحت زندگی بسر کر رہے تھے۔ چونکہ تاریخ نویسی میں بادشاہوں کا تذکرہ ہوتا تھا۔ لہٰذا

ان ڈگروں کا تذکرہ اس واسطے نہ ہوسکا جب کسی بادشاہ کا بلوچستان سے واسطہ پڑتا تب مورخ بادشاہ کے اس واسطے کی مناسبت سے تاریخ میں بلوچستان کا تذکرہ کیا کرتے۔ جیسے کہ شاہنامہ میں فردوسی قدیم توران اور ایران کی مملکتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خطہ توران یعنی قدیم بلوچستان ان دونوں سلطنتوں کی افواج کا میدان کارزار ہوا کرتا تھا۔ ان دونوں ملکوں میں جب لڑائی چھڑ جاتی تھی۔ توران کی افواج قدیم بلوچستان کی وادیوں صحراؤں میں ایک دوسرے کے ساتھ نبرد آزما ہوتے تھے اسی طرح تزک بابری میں بابر بادشاہ (۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء) جبکہ ہندوستان کی فتح کی تیاری کر رہا ہوتا ہے تو اسے اس کے امیر مہدی کو کاتاش کا مراسلہ بلوچستان سے موصول ہوتا ہے۔ کہ بلوچوں نے بلوچستان میں کچھ جگہوں پر لوٹ مار مچا رکھی ہے۔ ہنگامے برپا کر رہے ہیں یہ اطلاع پاتے ہی بادشاہ یعنی بابر بلوچوں کی تنبیہ کے لئے امیر چین تیمور سلطان کا انتخاب کر کے اسے بلوچستان روانہ کرتا ہے۔ مہدی کو کاتاش اطلاع بادشاہ کو ان کی مہم ہندوستان کی مناسبت سے دیتا ہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ بلوچستان کے باشندوں کی یہ شورش بادشاہ کی مہم میں باعث رکاوٹ بنے لہٰذا پھر ایک بادشاہ کے مہم کی مناسبت سے بلوچستان اور بلوچوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اطلاع دہندہ شورشیوں کی تفصیلات سے صرف نظر کرتا ہے۔ یہ نہیں بتاتا کہ یہ باوج بلوچستان کے کس خطے کے لوگ تھے۔ ان کے قبیلے کا کیا نام تھا۔ ان کا سرغنہ کون تھا۔ ان کی تعداد کتنی تھی وغیرہ

اسی طرح جب مغل بادشاہ ہمایوں (۱۵۳۰ء تا ۱۵۵۶ء) شیر شاہ سوری سے شکست کھانے کے بعد ایران کی طرف راہ فرار اختیار

کرتا ہے تو اتفاق طور پر اس کا گذر بلوچستان کے خطہ چاغی سے ہوتا ہے اور وہاں کا بلوچ امیر ملک خطی سنجرانی بلوچ اپنی حفاظت میں اسے ایران کی سرحد تک پہنچاتا ہے۔ چونکہ تذکرہ ہمایوں بادشاہ کا ہے۔ فرار کی مناسبت سے آتا ہے اور لوگ ملک خطی سے آشنا ہو جاتے ہیں۔

فردوسی شاہنامہ میں ھخامنشی خاندان بادشاہ ایران کی جنگی کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے بلوچوں کے افواج کا بھی تذکرہ کرتا ہے۔ پھر یہاں بادشاہ کی فوجوں کی مناسبت سے بلوچ فوجیوں کا بھی تذکرہ ہوتا ہے اگر بلوچ ھخامنشی فوج میں نہ ہوتے تو فردوسی کبھی ان کا تذکرہ نہ کرتا۔ ان مثالوں کے بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ دور قدیم میں تاریخ نویسی عام طور پر بادشاہوں کی جنگی مہموں کا تذکرہ ہوتا تھا۔ یا ان کے محل اور دربار سے متعلق امراء کے کردار کا بیان ہوتا تو ایسی صورتحال میں بلوچستان میں بلوچ باسیوں کا تذکرہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا

قدیم دور میں تمام دنیا میں ذرائع آمدورفت گھوڑے اور اونٹ ہوا کرتے تھے۔ لوگ ان پر سوار ہو کر مسافت طے کرتے تھے۔ گھوڑا چونکہ رفتار میں اونٹ سے تیز تھا۔ لہٰذا آمدورفت کے لئے گھوڑے کا استعمال زیادہ ہوتا تھا۔ بادشاہ اور حاکم ان علاقوں میں آنا جانا یا ان پر قبضہ کرنا پسند کرتے تھے۔ جو زیادہ شاداب اور زرخیز ہوا کرتے تھے چونکہ اس لحاظ سے بلوچستان ان شاداب علاقوں کے زمرے میں نہیں آتا تھا بیشتر بادشاہوں کا اتنا گذر نہیں ہوتا تھا۔ ان وجوہ کی بناء پر بھی بلوچستان کا بہت کم تذکرہ تاریخی کتابوں میں آیا ہے۔ چنانچہ ہمارے مندرجہ بالا دعویٰ کے تائید میں جب سکندر اعظم یونان کا بادشاہ ہندوستان کی مہم کو سر کرنے

کے بعد ۳۲۶ سال قبل از مسیح جنوبی بلوچستان سے گزر کر بابل چلا گیا تو یونانی مورخین نے سکندر اعظم اس سفر کی مناسبت سے جنوبی بلوچستان کے خطوں اور ان میں رہائش کرنے والے قبائل کا تذکرہ کیا۔ اگر سکندر یونانی کا یہاں سے گزر نہ ہوتا تو جنوبی بلوچستان کے علاقوں اور ان کے باشندوں کا بالکل تذکرہ نہ ہوتا۔

بلوچستان کی فاضل ریاست ہونے کی وجہ

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ زمانہ قدیم میں رسل و رسائل کے ذریعے اونٹ اور گھوڑے ہوتے تھے اور اس زمانے کے بادشاہ صرف ان علاقوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے تھے جو سرسبز زرخیز اور شاداب ہوا کرتے تھے۔ جبکہ خطہ بلوچستان ان اوصاف کا حامل نہ تھا۔ ایک صورت سے یہ اس کی اور اس کے باشندوں کی خوش قسمتی تھی کہ اس کی اس بے بضاعتی کی وجہ سے اس کی آزادی محفوظ رہی اس کے مشرق میں ہندوستان کی عظیم سلطنت اور مغرب میں ایران کی باجبروت مملکت کے بادشاہوں نے صرف اس بات پہ اکتفا کیا ہے کہ بلوچستان کی بلوچ ملت اور ان کا حکمران ان دیو ہیکل سلطنتوں کے اولوالعزم حکمرانوں کا صرف ہمنوائی کا دم بھریں۔ اگر کبھی ان سلطنتوں سے کوئی راندہ درگاہ بھولا بھٹکا کسی طرح خطہ بلوچستان میں داخل ہو جائے تو حکمران بلوچستان اسے پابہ جولاں کر کے متعلقہ سلطنت کے اولامر کے حوالہ کر دیں۔ لہٰذا بلوچ ملت اور اس کے حکمران اس قدر سمجھدار تھے کہ جب اتنی چھوٹی سی خدمت کے بدلے ان کی آزادی بحال رہتی ہے تو انہیں اس خدمت

گذاری ہیں کوئی جھجک محسوس نہیں ہونی چاہیے تھی بلکہ ایسی صورتحال سے نمٹنے کے لئے انہیں اوران کے امیر کو ہمہ وقت مستعد رہنا چاہیئے تھا۔ بلوچستان کا حکمران اور اس کی بلوچ ملت ان دونوں ہمنوا سلطنتوں کے فیاضانہ داد و دہش سے فیض حاصل کرتے رہے ہیں۔

تاریخی ادوار میں قدریں بدلتی ہیں

جیسے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ تاریخ عالم کے ہر دور میں قدریں بدلتی ہیں۔ اس کی ایک تاریخی مثال قدیم دور میں سلطنت مغلیہ ہندوستان اور صفوی سلطنت ایران کے درمیان قندھار پر قبضہ کی طویل داستان کشمکش ہے قدیم دور میں قندھار تجارتی اور سیاسی اہمیت کا حامل تھا تجارتی شاہراہوں کے سنگم پر واقع تھا۔ جس حکومت کے قبضہ میں یہ شہر چلا جاتا۔ اسی حکومت کا بین الاقوامی تجارت پر کنٹرول رہتا اس کی سیاسی اہمیت تجارتی اہمیت سے بھی زیادہ تھی۔ اس شہر کے قبضے کے بعد مرکزی ایشیا کے تمام ممالک کی سیاست پر اسی حکومت کا اثر اور کنٹرول رہتا۔ لہذا اس دور قدیم میں یہ دو وجوہات تھیں۔ جن کے بناء پر مغلیہ سلطنت ہندوستان اور صفوی سلطنت ایران ہمیشہ سر دھڑ کی بازی لگا کر اس شہر پر اپنے قبضہ کو بحال رکھنا چاہتے تھے آج کل کے دور میں قندھار شہر وجود رکھتا ہے اور اس وقت افغانستان کے ملک کا اہم شہر ہے مگر اس کی وہ اہمیت جو تاریخی ادوار میں تھی۔ یکسر بدل گئی۔ اب اس وقت قندھار شہر اپنی تجارتی اور سیاسی اہمیت دونوں کھو چکا ہے۔ لہذا ہمارا یہ کہنا بالکل درست

ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں قدریں بدلتی رہتی ہیں اگر ایک دور میں ایک جگہ کو کوئی اہمیت حاصل ہے تو ممکن ہے دوسرے دور میں اس کی اہمیت ختم ہو جائے۔ جیسے کہ قندھار کے شہر کی مثال ہے۔

موجودہ دور کا ایک غلط نظریہ

موجودہ دور میں باشعور، تعلیم یافتہ باہوش وعقل۔ اور دانشمند لوگوں میں ایک غلط نظریہ پایا جاتا ہے کہ اگر کسی ملک کی تاریخ کے بارے میں کسی نئی حقیقت کا انکشاف کیا جائے تو اسے وہ حضرات اس واسطے نہیں مانتے۔ کہ دیگر پرانی تاریخی کتابوں میں اُس کا تذکرہ نہیں آیا ہے لہٰذا یہ امر بھی اپنی جگہ حقیقت ہے۔ کہ دنیا میں زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ ہر تاریخی کتاب کا مصنف اپنے استعداد اور وسیلوں سے حاصل کئے ہوئے تاریخی مواد کے جمع کرنے کے بعد تاریخ کی کتاب کو لکھتا ہے۔ مصنف آخر کار انسان ہے۔ فرشتہ نہیں۔ یہ اس کے بس کی بات نہیں کہ وہ تمام دنیا کے گذشتہ تواریخی مواد کو جمع کر کے پھر اپنی کتاب کو لکھے۔ لہٰذا ہر تاریخی کتب کے آخر میں اُن تاریخی کتابوں کی فہرست منسلک ہوتی ہے۔ جس سے کہ تاریخ کے مصنف نے اپنی کتاب لکھتے وقت استفادہ کیا ہے۔ لہٰذا ہر کتاب کی کتابیات دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں لہٰذا ہم اپنے اسی دعویٰ کے ثبوت میں نیچے کچھ اہم اور پرانی مستند تاریخوں کے نام لکھتے ہیں۔ جن کے کتابیات ایک دوسرے سے مختلف ہوں تو ان کے نام یہ ہیں

۱- بابر نامہ ۲- تاریخی معصومی ۳- تاریخ مظہر شاہجہانی ۴- تزک جہاں نامہ ۵- ماثر الامرا ۶- تاریخ فرشتہ ۷- تاریخ شیر شاہی ۸- منتخب اللباب ۹- تاریخ الخلفا ۱۰- تاریخ جہاں گشا ۱۱- تاریخ جہاں گشامی نادری ۱۲- تاریخ خطیب ۱۳- تاریخ طبری ۱۴- تاریخ آرائے عباس ۱۵- تاریخ گزیدہ ۱۶- تاریخ مبارک شاہی ۱۷- تاریخ معزی ۱۸- تاریخ وصاف ۱۹- روضۃ الصفا ۲۰- تاریخ ابن خلدون

اگر ہم ان مندرجہ بالا تاریخی کتابوں کی کتابیات کا جائزہ لیں۔ تو سب کی فہرست کتابیات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور کسی کتاب کی کتابیات کی فہرست کو ہم مکمل نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کتابیات میں دنیا کے تمام تاریخی کتابوں کا نام درج نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی دانشور اپنی علمی تحقیق کی رو سے کسی ایسے تاریخی واقعہ کا انکشاف کرتا ہے۔ اور اس میں باقاعدہ تاریخی حوالے دیتا ہے۔ تو ہمیں تاریخ کے اس عالم کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس نے تاریخ کی ایک گمشدہ کڑی کو دریافت کرکے اس گم شدہ پہلو سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ نا کہ ہم اس کے انکشاف کو اس بنا پر رد کریں۔ کہ پرانی مستند تاریخی کتابوں میں اس کا تذکرہ نہیں آیا ہے۔ بنا بریں انکشافات سرے ہی سے غلط ہے۔

باب سیزدہم

اس باب میں خطہ مکران کے تاریخی پس منظر کا بیان کیا جائے گا رسلطنت فارس و مادستان کے ۴۵۸ سال قبل از مسیح قیام سے لیکر امیر میرو ثانی میروانی بلوچ کی تشکیل بلوچ برادری سنہ ۱۴۱۰ء تک مکران کے مختلف ادوار میں حکمران کون تھے۔

بلوچستان کے قدیم خطے

مکران اس لحاظ سے بہت اہم خطہ ہے کہ وہ قدیم بلوچستان کا ایک حصہ ہے۔ قدیم بلوچستان دو خطوں توران و مکران پر مشتمل رہا ہے۔ توران موجودہ سطح مرتفع قلات ہے جسے آج کل ہم سراوان ، جھالاوان، لسبیلہ کہتے ہیں۔ یہ تینوں علاقے اسی سطح مرتفع قلات کے پہاڑی سلسلوں میں واقع ہیں۔ جب ۴۲۱ سال قبل از مسیح فارس اور مادستان میں امیر کیقباد مادکرد نے اپنی بادشاہت کی تشکیل کی۔ تو اس دور میں ہندوستان اور فارس مادستان کے درمیان ایک اور سلطنت توران کے نام سے وجود رکھتا تھا۔ جس کا دارلخلافہ بلخ تھا۔ اور بادشاہ افراسیاب تھا۔ افراسیاب نے فارس اور مادستان پر مادکرد بادشاہ کیقباد کی بالادستی کو نہیں مانا۔ جس کے نتیجے میں ان دونوں سلطنتوں میں لڑائی ہوئی۔ امیر کیقباد نے اپنی کرد افواج کے ساتھ زابلستان پہنچ کر جنگی پلان تیار کیا

جس کی رو سے وہ خود شمال کی طرف بلخ بمر زنگنہ کرد خط زابلستان براہوئی کرد، خطہ توران اور گانی کرد خطہ مکران پر حملہ کریں گے لہٰذا اسی جنگی پلان کے مطابق لڑائی ہوئی۔ افراسیاب بادشاہ توران کو بڑی شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ خود لڑائی میں مارا گیا۔ توران کی سلطنت پر امیر کیقباد ماد کرد بادشاہ فارس و مادستان قابض ہوگیا۔ بعدازاں اس مفتوحہ سلطنت کے خطوں کو اس نے اپنے کرد قبائل میں تقسیم کرکے ان کو بسایا۔ زابلستان۔ امیر برسان امیر زنگنہ کرد کو ملا۔ توران امیر کیکان براہوئی کرد کے حصے میں آیا۔ مکران امیر بوسان آدرگانی کرد کو تفویض ہوا۔ یہ کرد قبائل یہاں ۴۸۵ سال قبل از مسیح مستقل طور پر آباد ہو گئے، اور ان کی نسلیں آج بھی انہی خطوں میں آباد ہیں اور بلوچ کہلاتی ہیں۔

سلطنت فارس و مادستان ۴۸۵ ق م تا ۵۵۰ ق م۔

ماد کرد بادشاہ کیقباد کی خاندانی حکمرانی سلطنت فارس و مادستان پر ۵۵۰ سال قبل از مسیح تک رہی۔ لہٰذا یہ دور ۳۰۴ سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ اس دور میں زنگنہ کرد زابلستان براہوئی کرد توران (سطح مرتفع قلات)، ادرگانی کرد مکران کی امارتوں پر باقاعدہ حکومت کرتے رہے

سلطنت فارس و مادستان ۵۵۰ ق م تا ۳۳۰ ق م

ماد کرد خاندان کے زوال کے بعد سلطنت فارس و مادستان پر خاندانی ھخامنشی کی حکمرانی کی ۵۵۰ سال قبل از مسیح ابتداء ہوئی اور یہ خاندان

٣٣٠ سال قبل از مسیح تک حکومت کرتا رہا۔ اس دور میں بھی جب زنگنہ کرد زابلستان براخوئی کرد توران اور رکانی کرد مکران میں بدستور اپنی امارتوں پر حکومت کرتے رہے کیونکہ ہخامنشی خاندان کے پہلے حکمران کورش اعظم کی والدہ کرد بادشاہ کی لڑکی تھی

فارس وماد ستان پر سکندر یونانی کا حملہ

جب ٣٣٠ سال قبل از مسیح مقدونیا یونان کے بادشاہ سکندر نے فارس وماد ستان پر حملہ کیا۔ ساری سلطنت پر یونانی قابض ہو گئے۔ تو زابلستان میں زنگنہ کردوں توران میں براخوئی کردوں، مکران میں ادرکانی کردوں کی امارتوں کا سقوط بھی عمل میں آیا۔

فارس وماد ستان پر آشکانی خاندان کی حکمرانی

جب خاندان آشکانی کے امیر تیرداد اول نے سلطنت فارس وماد ستان سے یونانیوں کو نکال کر اپنے خاندان کی بنیاد ٢۴٧ سال قبل از مسیح رکھی تو ١٧١ سال قبل از مسیح مہرداد اول نے جو خاندان آشکانی کا چھٹا بادشاہ تھا۔ خطہ توران خطہ مکران ودیگر تمام شمال مغربی علاقے جو یونانیوں نے سلطنت ہندوستان کو تاوان جنگ میں دیئے تھے۔ واپس لے لئے اس طرح آشکانی حکمرانوں کی کمک سے مکران میں ادرکانی کردوں اور توران میں براخوئی کردوں کی دوبارہ امارتیں قائم ہو گئیں۔

فارس وماد ستان پر ساسانی خاندان کی حکمرانی

جب ساسانی خاندان کا امیر اردشیر اول نے ۲۲۶ء میں سلطنت فارس و مادستان پر قبضہ کیا تو زابلستان میں زنگنہ کرد توران میں براخوئی کرد، مکران میں اورگانی کرد بدستور سابق اپنی امارتوں میں حکومت کرتے تھے۔ شاہ پور اول ساسانی کے دور (۲۴۱ء تا ۲۷۲ء) حکومت میں زرتشتی دین میں ایک مصلح پیدا ہوا۔ جس کا نام مانی تھا۔ اس کی اصلاح کردہ دین کو عروج حاصل ہوا۔ شاہ پور بادشاہ اور اس کا ولی عہد ہُرمز دونوں نے اس اصلاح شدہ دین کو قبول کیا۔ چنانچہ زابلستان کے زنگنہ کردوں توران کے براخوئی کردوں مکران کے اورگانی کردوں نے بھی یہ مذہب اختیار کیا۔ ہرمز کی وفات کے بعد اس کا بھائی تخت سلطنت پر پہنچا۔ انکو اس مذہب سے سخت نفرت تھی۔ جس نے مانی کو قتل کیا۔ اس کے پیروکاروں کو سزائیں دیں۔ اپنے دور حکمرانی (۲۷۳ء تا ۲۷۶ء) میں زابلستان کی حکومت زنگنہ کردوں توران کی حکومت براخوئی کردوں اور مکران کی حکومت اورگانی کردوں سے جنگ کرکے حاصل کی۔ گویا ان کرد بلوچوں کو اسی واسطے اپنی امارتوں سے ہاتھ دھونے پڑے۔ اس واقعہ کے بعد۔ زابلستان کے زنگنہ کرد توران کے براخوئی کرد۔ مکران کے اورگانی کرد دوبارہ اپنی امارتوں میں اپنی قبائلی زندگی گزارتے رہے۔ اور مرکزی حکومت کی طرف سے ان علاقوں میں باقاعدہ والی آتے رہے۔

خطہ مکران پر اسلامی افواج کا قبضہ

حضرت عمرؓ اسلامی خلیفہ دومؓ کے دور حکمرانی (۶۳۴ء تا ۶۴۴ء) میں حکم بن عمرو تغلبی نے خطہ مکران فتح کیا۔

کرد بلوچوں کا من حیث القوم مسلمان ہونا

مکران کی فتح کے بعد زابلستان کے زنگنہ کرد بلوچ توران کے براہوئی کرد بلوچ مکران کے آدرگانی کرد بلوچ نے من حیث القوم بلوچ اسلامی افواج کی مشرقی ہائی کمان کے سپہ سالار ابو موسٰی الشعری کی معرفت مذہب اسلام قبول کیا

بنی اُمیہ کے دور حکمرانی میں توران کا فتح ہونا۔

جب بنی امیہ خاندان کی حکمرانی کی ابتداء ہوئی اور امیر معاویہ پہلا خلیفہ خاندان بنی اُمیہ مسند خلافت پر بیٹھا توان کے دور (۶۶۱ء تا ۷۴۹ء) میں بلوچستان کا دوسرا خطہ توران فتح ہوا۔ بنی امیہ خاندان کے تمام دور (۶۶۱ء تا ۷۵۰ء) میں انتظامی لحاظ سے خطہ مکران وخطہ توران (سطح مرتفع قلات) کی انتظامیہ اور صوبہ یا ولایت سیستان کے ساتھ منسلک کر دیئے گئے۔ لہٰذا والی سیستان، والی مکہ ووالی توران بھی ہوا کرتا تھا

دور خلافت بنی عباس

بنی عباس کے ادوار خلافت میں مطیع اللہ تیئسویں خلیفہ کے دور (۹۷۵ء تا ۹۹۱ء) تک خطہ مکران وخطہ توران کی انتظامیہ ولایت سیستان سے منسلک رہی۔

خوارج کی سکونت سیستان توران مکران میں

چونکہ فرقہ خوارج کو خاندان بنی امیہ سے نہایت نفرت تھی لہٰذا بنی امیہ کے نوے سالہ دور حکمرانی میں اُس نے جب بھی موقع کرنا مناسب سمجھا۔ ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ بنی امیہ کے خلفاء کے جابرانہ پالیسی کی وجہ سے خوارج نے عربی علاقوں کو چھوڑ کر عجم کے ریگستانی علاقوں، سیستان، توران۔ مکران میں منتقل ہو کر بودوباش اختیار کی اور ایک طاقتور جماعت کی حیثیت سے اُبھری

مکران میں قیام حکومت خوارج

عباسی خلیفہ طایع باللہ (۹۷۴ء تا ۹۹۱ء) جو خاندان بنی عباس کا چوبیسواں خلیفہ تھا۔ اس کے دور میں خوارج نے مکران اور توران (سطح مرتفع قلات) میں اپنی امارتیں بلوچوں کی کمک سے قائم کیں۔ مکران میں عیسٰی بن مدان خوارج امیر نے ۹۵۱ء میں اپنی خارجی امارت قائم کی۔ اس کی سات پشتیں اس امارت پر ۱۱۸۳ء تک حکومت کرتی رہیں۔ چنانچہ غیاث الدین غوری نے جب تخت غزنوی پر قبضہ کیا تو اپنے دور حکمرانی (۱۱۵۰ء تا ۱۲۰۳ء) میں مکران کے آخری خوارج حکمران حسن بن جارود (۱۱۶۳ء تا ۱۱۸۳ء) پر ۱۱۸۳ء میں حملہ کر کے اس کی امارت کا خاتمہ کر دیا۔

کرمان پر سلجوق ترکوں کا قبضہ

عمادالدین کاورد سلجوق نے ۱۰۴۱ء میں کرمان پر قبضہ کر کے اپنی خاندانی حکومت قائم کر لی بعد میں سلجوق حکمرانوں نے مکران پر بھی

قبضہ کر لیا۔ اپنی طرف سے والی وہاں بھیجتے رہے۔ چنانچہ غز قوم نے سلطان سنجر کو شکست دینے کے بعد کرمان پر حملہ کر کے توران شاہ سلجوق حکمران کرمان کو مار کر غز سردار ملک دینار کرمان کی بادشاہت پر قبضہ کیا اور ۱۱۸۶ء میں کرمان میں اپنی حکمرانی کا اعلان کیا۔ کرمان پر غز ترک ۱۱۹۶ء سے لے کر ۱۲۰۰ء تک قابض رہے چنانچہ اس دور میں مکران بھی ان کے تسلط میں رہا

مکران پر خوارزم شاہ کا قبضہ

علاؤالدین خوارزم شاہ نے کرمان کے غزوں پر ۱۲۰۳ء میں حملہ کر کے ان کو شکست دی۔ اور مکران پر بھی قبضہ کیا۔ علاؤالدین خوارزم شاہ نے براق حاجب کو حاکم مکران مقرر کیا۔ علاؤالدین کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین خوارزم شاہ کے دور میں بھی براق حاجب مکران کا والی رہا۔

خوارزم شاہ پر چنگیز تاتاری کا حملہ

چونکہ چنگیز خان تاتاری اور علاؤالدین خوارزم شاہ کے درمیان سخت دشمنی تھی۔ چنگیز خان سے آخیر دم تک لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا جلال الدین بھی تاتاریوں سے تادم مرگ برسرپیکار رہا۔ ایران اور دیگر متصل علاقہ جات وکرمان پر چنگیز کی خان تاتاری کا قبضہ ہوگیا

مکران پر چنگیز خان کا قبضہ

جب براق حاجب نے چنگیز خان کے غلبہ کو دیکھا۔ تو اس نے ... کی اطاعت قبول کرلی۔ چنگیز خان نے اسے منصب حکمرانی مکران دوبارہ سونپا۔ براق حاجب کی موت کے بعد اس کا بھائی ... کی جگہ مسند نشین ہوا۔

ہلاکو خان کا سلطنت ایران کا بادشاہ ہونا۔

منگو جب خاقان سلطنت منگول منتخب ہوا تو اس نے اپنے چھوٹے بھائی ہلاکو خان کو سلطنت ایران کی حکومت ۱۲۵۱ء میں دے دی اس دور میں مکران میں بلوچوں کا امیر ابراہیم ہوت تھا۔ سلطنت اسلامی پر منگولوں کے قبضہ کے بعد بنی عباس کی پنج صد سالہ نظام حکومت (۷۵۰ء تا ۱۲۵۸ء) کا تار پود یکسر بکھر چکا تھا۔ چنانچہ تاتاری اس وسیع سلطنت پر اپنے خانہ بدوشانہ رنگ ڈھنگ میں حکومت کر رہے تھے۔ جہاں کہیں مقامی لوگ ان کی طرفداری اور ہمنوائی کرتے وہ ان علاقوں کا نظام ... انہی کے سپرد کرتے چنانچہ مکران میں میر ابراہیم ہوت بلوچ نے اسی ... پالیسی کے تحت تاتاریوں سے مکران کی حکومت حاصل کرلی۔

مکران میں ہوت بلوچوں کی حکمرانی

سردار میر ابراہیم ہوت بلوچ کو ہلاکو خان تاتاری نے ۱۲۵۱ء میں مکران کی حکومت حوالہ کردی۔ اس کے بعد اس کے خاندان کے پانچ افراد نے یکے بعد دیگرے مسند امارت مکران پہ بیٹھ کر نظام حکومت کو چلایا جن کے نام اس طرح ہیں۔ میر شادین ہوت (۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۲ء)

میر دوستین ہوت ۱۲۸۲ء تا ۱۲۹۳ء میر شاہداد ہوت ۱۲۹۳ء تا ۱۳۰۸ء میر علی ہوت ۱۳۰۸ء تا ۱۳۱۹ء۔ میر مہران ہوت ۱۳۱۹ء تا ۱۳۳۰ء اگلے صفحہ پر ان حکمرانوں کا چارٹ دیا جاتا ہے۔ تاکہ قارئین گرامی پر صورتحال زیادہ واضح ہو جائے

چارٹ: نام ہوت بلوچ امیر مکران ان کے ہم عصر تاتاری بادشاہ (ال خان) خاندان سلطنت ایران نام امرائے کیکانی براخوئی کرد بلوچ خطہ توران (سطح مرتفع قلات)

نمبر شمار	نام ہوت بلوچ حکمران مکران	نام بادشاہ (ال خان) خاندان تاتاری ایران	نام امیر کیکانی براخوئی کرد بلوچ توران
۱۔	میر ابراہیم ہوت بلوچ ۱۲۵۱ء تا ۱۲۶۵ء	۱۔ ہلاکو خان ۱۲۵۱ء تا ۱۲۶۵ء ۱۴ سال	امیر سنجر
۲۔	میر شادین ہوت بلوچ ۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۲ء	۲۔ آباگا خان ۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۱ء ۱۶ سال	ایضاً
۳۔	امیر دوستین ہوت بلوچ ۱۲۸۲ء تا ۱۲۹۳ء	۳۔ احمد ۱۲۸۱ء تا ۱۲۸۴ء ۳ سال	ایضاً

		۴ - ارغون ۱۲۸۴ء تا ۱۲۹۱ء ۷ سال	ایضاً
۴-	میر شاہداد ہوت بلوچ ۱۲۹۳ء تا ۱۳۰۸ء	۵- گیخاتو ۱۲۹۱ء تا ۱۲۹۵ء ۴ سال ۶ - بیدو - ۱۲۹۵ء ۷ - غازان ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء ۹ سال	امیر میرو اول کیکانی براہوئی کرد بلوچ
۵-	میر عیسیٰ ہوت بلوچ ۱۳۰۸ء تا ۱۳۱۹ء	۸ - الجایتو ۱۳۰۴ء تا ۱۳۱۶ء ۱۲ سال	امیر میرو اول
۶-	میر بہران ہوت بلوچ ۱۳۱۹ء تا ۱۳۳۵ء	۹ - ابو سعید ۱۳۱۶ء تا ۱۳۳۵ء ۹ سال	امیر حمزہ

ایران کے (ال خان) خاندان کا زوال حکمران ابوسعید لاولد فوت ہوا۔ جس کی وجہ سے سلطنت ایران میں پھر طوائف الملوکی اور خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو گئی، شریف الدین مظفر جسے ابوسعید نے (میبُد) کرمان کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اتنا طاقتور ہو گیا کہ اس نے کرمان پر قبضہ کرکے قرب وجوار کے تمام علاقوں کو فتح کر لیا۔ چنانچہ مکران بھی اس کے تسلط میں آ گیا۔ میر جلال خان رند شریف الدین مظفر کی طرفداری میں امیر مکران میر مہران ہوت سے لڑا مہران ہوت ملک اور اپنی مسند کا دفاع کرتے ہوئے میدان جنگ میں کام آیا۔ شریف الدین مظفر نے اس امداد کے بدلے مکران کی حکمرانی کے منصب پر امیر جلال خان رند کو بٹھایا۔ اس طرح ہوت بلوچوں کے بعد مکران کی مسند حکمرانی پر رند بلوچ آئے۔

مکران میں رند بلوچوں کی حکمرانی

ہوت بلوچوں کے زوال کے بعد مکران میں رند بلوچوں نے مکران کے مسند حکمرانی پر قبضہ کیا۔ جس کی تفصیلات اوپر بیان کی جا چکی ہیں۔ رند بلوچ بھی ہوت بلوچوں کی طرح اورگانی کرد بلوچ ہیں۔ انہوں نے ۸۵ سال قبل از مسیح امیر کیقباد ماد کرد بادشاہ سلطنت فارس و مادستان کی سربراہی میں خطہ مکران کو فتح کرکے یہاں مستقل بودوباش اختیار کی۔ ان کے امیر کا نام میر جلال خان تھا۔ لہٰذا شریف الدین مظفر امیر کرمان نے مکران کی مسند امارت میر جلال خان کو ۱۳۳۵ء میں سپرد کردی۔ اس طرح مکران میں رند بلوچوں کی حکمرانی کی ابتدا ہوئی

امیر جلال خان رند کے بعد اس کا بیٹا میر رند مسند امارت پر بیٹھا اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ خان رند کو مسند امارت ملی - میر رند، مسند امارت پر بیٹھا - ان کے دور میں کرمان کا بادشاہ شاہ منصور تھا مبارز الدین نے آٹھ سال ۱۳۴۸ء سے لے کر ۱۳۵۹ء تک حکمرانی کی کر سیاست کے افق پر ۱۳۶۳ء میں امیر تیمور نمودار ہوئے اور انہوں نے وسط ایشیا ایران کی سلطنت پر قابض ہو کر ۱۳۸۳ء میں کرمان و مکران کے علاقے بھی فتح کیئے۔ اُمیر مکران اُمیر عبداللہ رند بھی اُمیر تیمور کی بالادستی تسلیم کر کے اپنی منصب امارت پر فائز رہا۔

چارٹ ، رند بلوچ اُمیر مکران اور اُن کے ہم عصر کرمان کے مظفری خاندان کے اُمیر و امرائے کیکانی براخوئی کرد بلوچ توران

نمبر شمار	نام رند بلوچ حکمران مکران	نام اُمیر مظفری خاندان کرمان	نام اُمیر کیکانی براخوئی کرد بلوچ توران
۱-	امیر جلال خان رند بلوچ ۱۳۳۵ء تا ۱۳۴۸ء	۱- شرف الدین مظفر ۱۳۳۵ء تا ۱۳۴۶ء ۱۱ سال	اُمیر حمزہ
۲-	میر رند - رند بلوچ ۱۳۴۸ء تا ۱۳۷۱ء	۲- مبارز الدین محمد ۱۳۴۶ء تا ۱۳۵۹ء ۱۳ سال	اُمیر براہیم

		۳۔ شاہ شجاع ۱۳۵۹ء تا ۱۳۶۹ء ۱۰ سال	امیر بہرام
۲۔	میر عبداللہ خان رند بلوچ ۱۳۷۱ء تا ۱۴۰۸ء	۴۔ سلطان محمد ۱۳۶۹ء تا ۱۳۸۰ء ۱۱ سال ۵۔ شاہ منصور ۱۳۸۰ء تا ۱۳۸۹ء ۸ سال	امیر سعد

وسط ایشیاء کے سیاسی افق پر امیر تیمور ۱۳۶۲ء میں نمودار ہوا۔ وسط ایشیاء کے تمام حکومتوں کو اپنے زیر نگیں لایا۔ ساری سلطنت ایران پر قابض ہو گیا ۱۳۸۳ء میں سیستان فتح کیا۔ مکران بھی اُس کے زیر نگیں آیا۔ شاہ منصور حکمران کرمان اس سے لڑتے ہوئے میدان جنگ میں ۱۳۸۸ء میں مارا گیا پھر مکران کے رند امیر امیر عبداللہ خان نے امیر تیمور کی بالادستی تسلیم کر لی۔ امیر تیمور نے اس کے بدلے میں مکران پر اُس کی حکمرانی کی توثیق کی۔ اسے خلعت سے نوازا

چارٹ: رند بلوچ حکمران اور اُن کے ہم عصر تیموری خاندان بادشاہ سلطنت ایران و اُمرائے کیکانی براخوئی کرد بلوچ توران

نمبر شمار	نام رند بلوچ حکمران مکران	نام بادشاہ تیموری خاندان سلطنت ایران	امیر امیر کیکانی براخوئی کرد بلوچ
٣-	میر عبداللہ خان رند بلوچ ١٣٧١ء تا ١٤٠٨ء	١- امیر تیمور ١٣٦٣ء تا ١٤٠٥ء ٤٢ سال	امیر سعد
٤-	میر شاہداد رند بلوچ ١٤٠٨ء تا ١٤٢٨ء	٢- خلیل سلطان ١٤٠٥ء تا ١٤٠٩ء ٤ سال ٣- شاہ رخ ١٤٠٩ء تا ١٤٤٧ء ٣٨ سال	امیر میرو ثانی

تیمور لنگ کے دور اقتدار میں (١٣٦٣ء تا ١٤٠٥ء) امیر میرو ثانی میروانی بلوچ نے قدیم خطہ توران (سطح مرتفع قلات) میں اپنی حکومت کے قیام کی جدوجہد شروع کی۔ اور پانچ سال بعد ١٤١٠ء میں ان کی حکومت استوار بنیادوں پر قائم ہو گئی۔ اور انہوں

نے مندرجہ ذیل بلوچ خطوں توران (سراوان ۔ جھالاوان) مکران خاران چاغی ۔ لس بیلہ پر مشتمل بلوچ برادری کی حکومت کی تشکیل کی ۔ ان تمام علاقوں کے امراء حکومت کے مجلس مشاورت کے مستقل رکن تھے امیر میرو میروانی بلوچ ۔ ان کا میر مجلس تھا ۔ کیونکہ بلوچ برادری کی تجویز انہی کی تھی ۔

چارٹ ۱ رند بلوچ حکمران مکران اور ان کے عصر تیموری خاندان بادشاہ سلطنت ایران ۔ و امیر بلوچ برادری حکومت بلوچستان

نمبر شمار	نام رند بلوچ حکمران مکران	نام بادشاہ تیموری خاندان سلطنت ایران	نام امیر بلوچ برادری حکومت بلوچستان
۴ ۔	میر شاہداد رند بلوچ ۱۴۰۹ء تا ۱۴۴۸ء	۳ ۔ شاہ رخ ۱۴۰۹ء تا ۱۴۴۷ء ۳۸ سال	۱ ۔ امیر میرو میروانی بلوچ ۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۰ء
۵ ۔	میر شیہک رند بلوچ ۱۴۴۸ء تا ۱۴۸۵ء	۴ ۔ الغ بیگ ۱۴۴۷ء تا ۱۴۴۹ء ۲ سال ۵ ۔ عبداللطیف ۱۴۴۹ء تا ۱۴۵۲ء ۳ سال	۲ ۔ امیر کمبر میروانی بلوچ ۱۴۴۰ء تا ۱۴۶۰ء

		۶۔ ابوسعید ۱۴۵۲ء تا ۱۴۶۶ء ۱۵ سال	
۵۔	میر شیہک رند بلوچ ۱۴۴۸ء تا ۱۴۸۵ء	۶۔ ابوسعید ۱۴۵۲ء تا ۱۴۶۷ء ۱۵ سال ۷۔ سلطان حسین ۱۴۶۶ء تا ۱۴۶۹ء ۲ سال	امیر عمر میروانی براہوئی ۱۴۶۰ء تا ۱۴۸۵ء
		ترکمن خاندان	
		۱۔ اوزن حسن آق قونیلو ۱۴۶۹ء تا ۱۴۷۸ء ۹ سال ۲۔ یعقوب آق قونیلو ۱۴۷۸ء تا ۱۴۸۵ء ۷ سال	

امیر عمر میروانی کے دور حکمرانی میں (۱۴۶۰ء تا ۱۴۸۵ء) امیر لس بیلہ جلب چھٹا کا بھائی کسی خانگی معاملہ پہ اپنے بھائی سے ناراض ہو کر امیر عمر میروانی کے پاس چلا گیا۔ جلب چھٹا کو یہ خطرہ محسوس

ہوا۔ کہ کہیں عمر اُسے اس کی جگہ امیر لس بیلہ مقرر نہ کر دے۔ اس نے اپنے کچھ مشیروں کے ساتھ امیر عمر کے قتل کی رازدارانہ انداز میں سازش کی ۲۹ر جنوری ۱۴۸۵ء میں وادی سوراب میں امیر عمر کی رہائش گاہ قلعہ نغار پہ حملہ کیا۔ چونکہ یہ حملہ اچانک تھا۔ حلب کو غلبہ حاصل رہا اور امیر عمر اسی حملے کے دوران کام آئے۔ سارے توران پر حلب چھٹا۔ امیر لس بیلہ کا قبضہ ہو گیا۔ امیر عمر کی بیگم بی بی مہناز دوران جنگ خفیہ طور پر اپنے صغیر سن بیٹے میر بجار کے ساتھ چند معتمد طرفداروں کی پناہ میں مستونگ اپنے والد ملک مبارک خواجہ خیل کے پاس پہنچ گئی۔ جو قبیلہ خواجہ خیل کرد بلوچ کا سردار تھا۔

امیر عمر میروانی کی شہادت کے تقریباً پندرہ روز بعد ۱۵ر فروری ۱۴۸۵ء میں امیر شیہک رند امیر مکران مع اپنے فرزند امیر چاکر و امیر گہرام لاشاری کے براستہ تھکے۔ وادی سوراب میں قلعہ نغار پہ حملہ آور ہوا۔ ۲۰ر فروری ۱۴۸۵ء میں قلعہ پہ دھاوا بول کر قلعہ کو فتح کیا۔ حلب چھٹا امیر لس بیلہ جنگ میں مارا گیا۔ سارے توران پر رندوں کا قبضہ ہو گیا۔ پھر دو سال بعد امیر شیہک رند اور امیر گہرام لاشاری نے ۸ر جنوری ۱۴۸۶ء میں خطہ کچھی پر قبضہ کیا۔ بعد میں امیر چاکر رند اور امیر گہرام لاشاری میں اقتدار کی کشمکش شروع ہو گئی۔ جو تقریباً ۲۵ سال تک جاری رہی۔ آخر ان جنگوں سے رند اور لاشار کی سیاسی قوت ختم ہو گئی۔ رند بطرف پنجاب اور لاشار بطرف سندھ منتقل ہو گئے یہ انتقال کا عمل ۱۵۱۲ء میں واقع ہوا۔

۲۳ر دسمبر ۱۵۱۲ء میں امیر بجار ولد امیر عمر میروانی نے قلات

دارالخلافہ بلوچستان فتح کرکے دوبارہ میروانی بلوچوں کی حکومت بحال کردی۔

مکران کی امارت پر ملک خاندان کا قبضہ

مکران کی امارات کو جب امیر شیہک رند بلوچ نے چھوڑ کر زران پر اپنے رندوں کے ساتھ ۱۸۵ء میں حملہ کرکے قابض ہوگیا۔ تو مکران کے مسند پر امیر ملک سعید نے ۱۸۶ء میں قبضہ کرکے اپنی حکمرانی کا اعلان کیا۔ امیر ملک سعید زنگنہ کرد بلوچ ہیں۔ امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے بیٹے امیر ناران کے چوتھے بیٹے درزک کی اولاد سے ہیں۔ جو درزک زئی قبیلہ کہلاتا ہے جس کے اجداد نے علاقہ مکران میں بود و باش اختیار کیا۔ اور ملک کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اسی قبیلہ کے سردار امیر ملک سعید نے طرفدار بلوچ قبائل کو جمع کرکے ۲۱ جنوری ۱۲۸۷ء میں کیچ دارالخلافہ مکران فتح کیا۔ فتح کے بعد اپنی امارت کا اعلان کیا۔

شجرۂ ڈرک زئی

ملقب بہ ملک

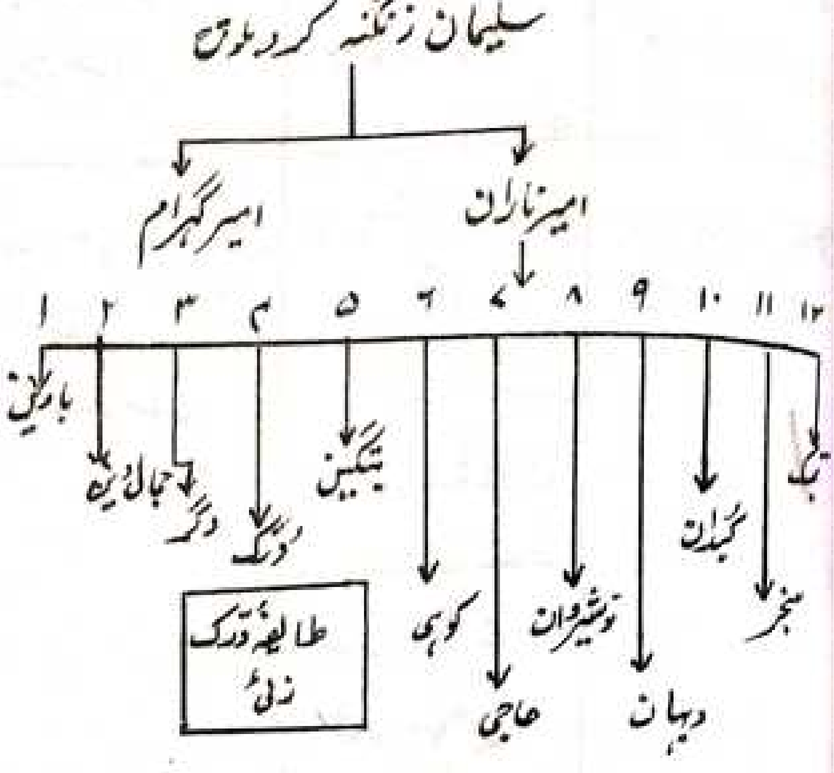

(۱) طائفہ ڈرک زئی الملقب بہ ملک چوتھا بیٹا امیر ناران، ڈرک کی اولاد مکران میں ملک خاندان کی حکمرانی کے دوران میر بجار میروانی بلوچ دوبارہ توران کے مسند پہ قابض ہو چکا تھا۔ طائفہ ڈرک زئی ملقب بہ ملک خاندان کا پہلا امیر ملک سعید تھا۔ جس نے اپنی امارت کی بنیاد ۸۰۲ء میں مکران میں رکھی۔ اور ۱۵۲۰ء تک حکمرانی کرتا رہا اور اس خاندان کے اُمرا بلوچ برادری کی حکومت میں شامل تھے اور ملک سعید کے بعد اس کے خاندان نے گیارہ پشتوں تک خطہ مکران پر حکومت کی اگلے صفحہ پر ملک خاندان مکران کے امیران کے ہم عصر بلوچ برادری

کے امیر بادشاہان ایران کے نام دیئے جائیں گے۔

	نام درک زئی ملک حکمران مکران	نام بادشاہ ترکمن خاندان ایران	نام امیر بلوچ برادری حکومت بلوچستان
۱	ملک سعید درک زئی بلوچ ۱۴۸۶ء تا ۱۵۲۰ء ۳۴ سال	۳- رستم شاہ آق قوینلو ترکمن ۱۴۸۵ء تا ۱۴۹۶ء (دو سال بادشاہ کری) صفوی خاندان ۱- شاہ اسماعیل ۱۴۹۹ء تا ۱۵۲۴ء ۲۵ سال	۳- امیر بجار میرانی بلوچ ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء ۱۸ سال
۲-	ملک ضیاء الدین ۱۵۲۰ء تا ۱۵۳۲ء ۱۲ سال	۲- طہماسپ اول ۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء ۵۲ سال	۴- امیر ڈگر میروانی بلوچ ۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۸ء ۸ سال
۳-	ملک بدر ۱۵۳۲ء تا ۱۵۲۰ء ۸ سال		۵- امیر براہیم ۱۵۳۸ء تا ۱۵۴۷ء ۹ سال

۴	ملک نازک ۱۵۲۰ء تا ۱۵۲۷ء ۷ سال		۶- امیر گہرام ۱۵۲۷ء تا ۱۵۲۹ء ۲ سال
۵-	ملک دینار ۱۵۲۷ء تا ۱۵۵۳ء		۷- امیر حسن ۱۵۲۹ء تا ۱۵۶۹ء ۲۰ سال
۶-	ملک جلال الدین ۱۵۵۳ء تا ۱۵۶۵ء ۱۲ سال		۸- امیر سنجر ۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء ۱۲ سال
۷-	ملک شاہ محمد ۱۵۶۵ء تا ۱۵۸۰ء ۱۵ سال		
۸-	ملک مظفر ۱۵۸۰ء تا ۱۵۹۱ء ۱۱ سال	۳- شاہ اسماعیل ثانی ۱۵۷۶ء تا ۱۵۷۸ء ۲ سال	۹- امیر ملوک ۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء ۹ سال
۹-	ملک حسین ۱۵۹۱ء تا ۱۶۰۰ء ۹ سال	۴- شاہ عباس اول ۱۵۷۸ء تا ۱۶۲۹ء ۵۱ سال	۱۰- امیر کمبر ثانی ۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۱ء ۱۱ سال
۱۰-	ملک فرخ ۱۶۰۰ء تا ۱۶۱۴ء ۱۴ سال		۱۱- امیر احمد اول ۱۶۰۱ء تا ۱۶۱۰ء ۹ سال

١١-	ملک بہادر ١٦١٤ء تا ١٦١٧ء ٣ سال		١٢- امیر سوری ١٦١٠ء تا ١٦١٨ء ٨ سال
١٢-	ملک مرزا ١٦١٧ء تا ١٦٢٣ء ٦ سال		١٣- امیر قیصر ١٦١٨ء تا ١٦٢٩ء ١١ سال

ملک خاندان دزک زئی بلوچ نے ١٤٨٥ء سے لیکر ١٦٢٣ء تک حکمرانی کی۔ گویا ١٣٨ سال مکران میں برسراقتدار رہے ملک خاندان کا آخری حکمران ملک مرزا تھا۔ کسی مخاصمت کی بنا پر بلیدی بلوچوں نے اسے قتل کرکے مکران کی امارت پر قبضہ کیا۔

بلیدی بلوچوں نے ١٦٢٣ء سے لے کر ١٧٣٣ء تک۔ یعنی کل ١١٠ سال مکران میں حکومت کی بلیدی دور حکومت میں بھی خطہ مکران بلوچ برادری کی حکومت میں شامل رہا ہے

بلیدی امیر حکومت بلوچستان کی مجلس مشاورت کے باقاعدہ رکن رہے ہیں، چونکہ تاریخ بلوچ و بلوچستان جلد چہارم امیر میر وشانی میروانی بلوچ کی حکمرانی سے لے کر ایرانتاز دومیم کمبرانی بلوچ کی حکمرانی تک ہے لہٰذا چارٹ حکمرانان خاندان بلیدی مکران کے اُمرا کا نام بھی امیر التاز کمبرانی کے دور تک ہوگا۔

نمبر شمار	نام بلیدی بلوچ حکمران مکران	نام بادشاہ صفوی خاندان سلطنت ایران	نام امیر بلوچ براہوی حکومت بلوچستان
۱-	ابو سعید سنہ ۱۶۲۳ء تا سنہ ۱۶۳۸ء ۱۵ سال	۵- شاہ صفی سنہ ۱۶۲۹ء تا سنہ ۱۶۴۲ء ۱۳ سال	۱۴- امیر احمد ثانی سنہ ۱۶۲۹ء تا سنہ ۱۶۳۷ء ۸ سال
۲-	شے شکر اللہ سنہ ۱۶۳۸ء تا سنہ ۱۶۴۸ء ۱۰ سال	۶- شاہ عباس ثانی سنہ ۱۶۴۲ء تا سنہ ۱۶۶۷ء ۲۵ سال	۱۵- امیر اتا زاول سنہ ۱۶۳۷ء تا سنہ ۱۶۴۷ء ۱۰ سال
۳-	شے قاسم سنہ ۱۶۴۸ء تا سنہ ۱۶۵۶ء	۶- شاہ عباس ثانی سنہ ۱۶۴۲ء تا سنہ ۱۶۶۶ء	۱۶- امیر یحیی سنہ ۱۶۴۷ء تا سنہ ۱۶۵۶ء ۹ سال
۴-	شے زہری ۸ سال سنہ ۱۶۵۶ء تا سنہ ۱۶۶۵ء ۹ سال		۱۷- امیر اتا ز ثانی سنہ ۱۶۵۶ء تا سنہ ۱۶۶۶ء ۱۰ سال

خطۂ خاران،

خطہ خاران کا تاریخی پس منظر بیان کیا جائے تو اس طرح ہوگا۔

کہ سلطنت فارس و مادستان پر کیقباد مادکرکے ۸۵۴ سال قبل از مسیح قیام حکمرانی سے لے کر امیر میرو ثانی میروانی بلوچ کی تشکیل ۱۴۱۰ء تک خاران کے مختلف ادوار میں حکمران کون تھے۔

بلوچ برادری

امیر کیقباد مادکرد نے ۸۵۴ سال قبل از مسیح جب فارس و مادستان میں اپنی حکومت کی تشکیل کی تو اس سلطنت کے دور حکومت سے لے کر امیر تیمور کے دور حکومت (۱۳۶۵ء تا ۱۴۰۴ء) تک خطہ خاران کی انتظامیہ قدیم سیستان سے منسلک رہی ہے۔ نکودری قوم افغانستان کے جنوبی علاقے میں بود و باش رکھتے تھے۔ جب امیر تیمور اپنی مملکت کو تشکیل دینے میں کامیاب ہوا۔ نکودری امیر تومن کے تعلقات تیمور سے خراب ہوئے امیر تیمور نے اپنے بیٹے میران شاہ کو ان کی سرزنش کے لئے بھیجا۔ نکودری جب اس صورتحال سے معلوم ہوئے۔ تو مکران کی طرف فرار ہونے کا منصوبہ بنایا مگر میران شاہ نے اس قدر شتاب سے حملہ کیا۔ کہ اس کی افواج نے امیر تومن نکودری اور اس کے قبائلی لشکر کو خاران میں گھیر لیا۔ ان سے صلح کی کوشش کی گئی۔ مگر نکودری اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہے۔ آخر کار لڑائی میں تہ تیغ کر دیئے گئے۔ ان کا امیر تومن مارا گیا۔

پیرک زئی بلوچ حکمرانان خاران

گزن خان (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) کی دور حکمرانی میں امیر پیرک تاتاری قافلوں کو جو خاران سے دوران سفر گزرتے تھے۔ خوراک اور پانی مہیا کرتا تھا۔ جس کے عوض تاتاری اہلکاروں نے خوش

دیدائے اس خطہ کی امارت سونپ دی۔ پیرک۔ امیر گہرام ولد میر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے ساتویں بیٹے احمد کا بیٹا تھا نیچے بجرہ ملاخط ہوا۔

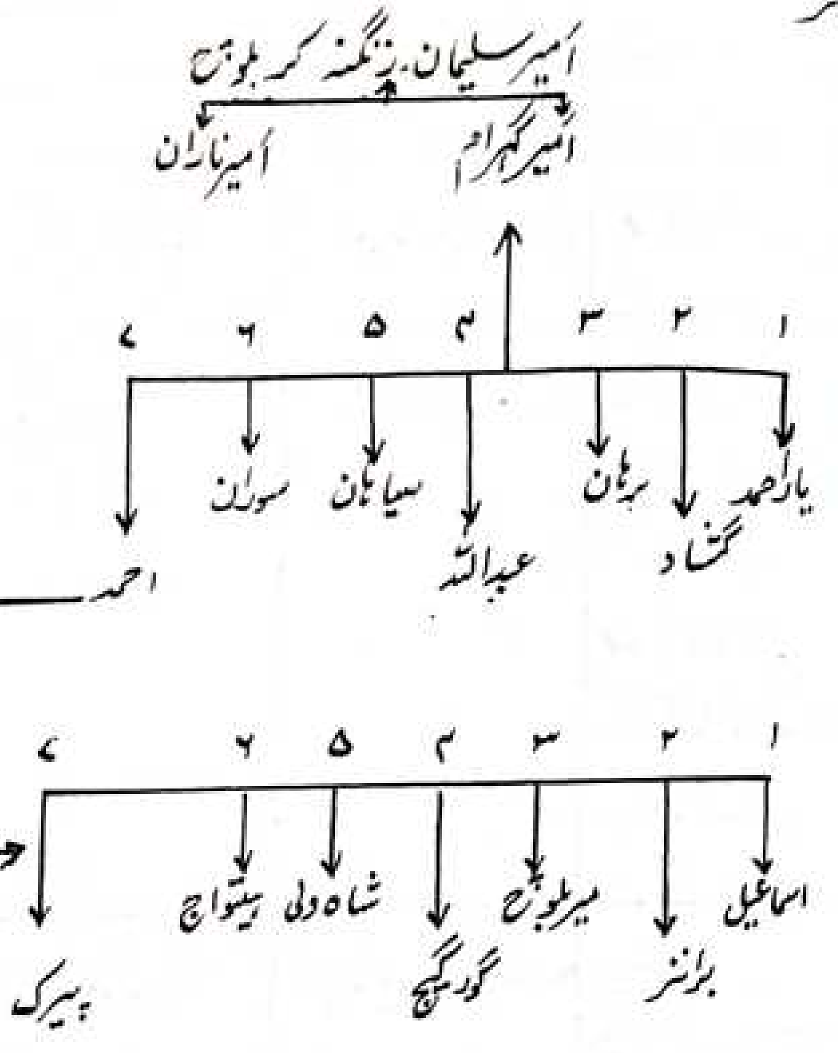

امیر پیرک گگزن تاتاری بادشاہ (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) اور امیر میرد اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ امیر توران (سطح مرتفع قلات) کا ہم عصر ہے۔ پیرک کے بعد اس کی چار پشتوں نے خاران کی امارت پر حکمرانی کی۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ مراد پیرک زئی شاہو پیرک زئی۔ جنگان پیرک زئی۔ براہم پیرک زئی۔ امیر پیرک

کا خاندانی چارٹ اس طرح بنتا ہے۔ اس میں ہم اُن کے ہم عصر ایران توران کیکانی براخوئی کرد بلوچ اور بادشاہان (ال خان) خاندان سلطنت ایران کے ناموں کا اندراج کریں گے۔

نمبر شمار	نام امیر خطہ خاران	نام امیر توران کیکانی برخوئی کرد بلوچ	نام بادشاہ (ال خان) خاندان سلطنت ایران
۱	پیرک	اُمیر میر داول	۱- گزن سنہ ۱۲۹۵ء تا سنہ ۱۳۰۴ء ۹ سال ۲- ابجے تو سنہ ۱۳۰۴ء تا سنہ ۱۳۱۶ء ۱۲ سال
۲	میر مراد پیرک زئی	اُمیر حمزہ	ابو سعید سنہ ۱۳۱۶ء تا سنہ ۱۳۳۵ء ۱۹ سال
۳-	میر شاہو پیرک زئی	اُمیر براہیم	نوشیروان سنہ ۱۳۳۵ء تا سنہ ۱۳۴۴ء ۹ سال

۴	میر جنگاں پیرک زئی	امیر بہرام	ایران میں خانہ جنگی کی کیفیت سنہ ۱۳۴۴ء تا سنہ ۱۳۶۳ء ۱۹ سال
۵-	میر براہیم پیرک زئی	امیر سعد	تیمور لنگ سنہ ۱۳۶۳ء تا سنہ ۱۴۰۴ء

میر محمد نوشیروانی بیسیمہ میں ندی نوشیروان پشتی جوگرک ندی کی ایک شاخ ہے) کے کنارے پر رہتا تھا۔ خاران کے امیر براہم پیرک زئی سے میر محمد نوشیروانی کا رابطے قائم ہوئے امیر براہم نے اُسے اپنی لڑکی کا رشتہ دیا۔ بعد میں جب میر براہم پیرک زئی لاولد فوت ہوئے۔ تو اس رشتہ کی وجہ سے میر محمد نوشیروانی نے امارت خاران پر قبضہ کیا۔ میر محمد نوشیروانی نے خاران میں نوشیروانی اُمرا کی امارت کی بنیاد رکھی۔ جو اُمیر میرو ثانی (سنہ ۱۴۱۰ء تا سنہ ۱۴۴۴ء) کا ہم عصر تھا۔ لہٰذا اَب ہم اُمیر خاران اور اُن کے ہم عصر اُمیر بلوچ برادری کی حکومت میروانی بلوچ اُمرا کی تفصیلات چارٹ میں بیان کریں گے۔

نام امیر خط خاران از خاندان نوشیروانی	نام امیر حکومت بلوچ برادری بلوچستان میرانی بلوچ	نام بادشاہ خاندان تیمور لنگ ایران
۱۔ میر محمد نوشیروانی سنہ ۱۴۳۸ء تا ۱۴۴۵ء ۹ سال	۱۔ امیر میرو ثانی سنہ ۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۰ء ۳۰ سال	۲۔ خلیل سلطان سنہ ۱۴۰۴ء تا ۱۴۰۹ء ۵ سال ۳۔ شاہ رخ سنہ ۱۴۰۹ء تا ۱۴۴۷ء ۳۸ سال
۲۔ میر نوشیروان نوشیروانی سنہ ۱۴۴۵ء تا ۱۴۷۷ء ۳۲ سال	۵۔ امیر کمبر سنہ ۱۴۴۰ء تا ۱۴۶۰ء ۲۰ سال	۴۔ الغ بیگ سنہ ۱۴۴۷ء تا ۱۴۴۹ء ۲ سال ۵۔ عبدالطیف سنہ ۱۴۴۹ء تا ۱۴۵۲ء ۳ سال ۶۔ ابوسعید سنہ ۱۴۵۲ء تا ۱۴۶۷ء ۱۵ سال

نام امیر خطہ خاران از خاندان نوشیروانی	نام امیر حکومت بلوچ برادری بلوچستان میروانی بلوچ	نام بادشاہ خاندان تیمور لنگ ایران
۲- میر عباس نوشیروانی ۱۴۷۷ء تا ۱۵۲۲ء ۴۵ سال	۳- امیر عمر ۱۴۶۰ء تا ۱۴۸۵ء ۲۵ سال	۷- سلطان حسین ۱۴۶۷ء تا ۱۴۶۹ء ۲ سال ترکمن خاندان ۱- اوزن حسن آق قوینلی ۱۴۶۹ء تا ۱۴۷۸ء ۹ سال ۲- یعقوب آق قوینلی ۱۴۷۸ء تا ۱۴۸۵ء ۷ سال
۲- میر عباس نوشیروانی ۱۴۷۷ء تا ۱۵۲۲ء ۴۵ سال	امیر چاکر رند ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء ۲۷ سال	۳- رستم شاہ آق قوینلی ۱۴۸۵ء تا ۱۴۹۷ء ۱۲ سال
۳- میر دوستین نوشیروانی ۱۵۲۲ء تا ۱۵۶۶ء ۴۴ سال براھو عبدگال جنگ میں شریک تھا	۴- امیر بجار ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء ۱۸ سال	خاندان صفوی حکمران ایران ۱- شاہ اسماعیل ۱۴۹۹ء تا ۱۵۲۴ء ۲۵ سال

۴- میر دوستین نوشیروانی ۱۵۲۲ء تا ۱۵۶۶ء ۴۴ سال	۵- امیر ذگر ۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۸ء ۸ سال	۲- طہماسپ اول ۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء ۵۲ سال
	۶- امیر براہم ۱۵۳۸ء تا ۱۵۴۷ء ۹ سال	
۵- ملک دینار اول ۱۵۶۶ء تا ۱۶۰۷ء ۴۲ سال	۷- امیر گہرام ۱۵۴۷ء تا ۱۵۴۹ء ۲ سال	
	۸- امیر حسن ۱۵۴۹ء تا ۱۵۶۹ء ۲۰ سال	
	۹- امیر سنجر ۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء ۱۲ سال	

نام امیر خطہ خاران	نام امیر حکومت بلوچ برادری بلوچستان میرانی بلوچ	نام بادشاہ خاندان صفوی ایران
۵- ملک دینار نوشیروانی ۱۵۶۶ء تا ۱۶۰۷ء ۴۱ سال	۹- امیر سنجر ۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء ۱۲ سال	شاہ اسماعیل ثانی ۱۵۷۶ء تا ۱۵۷۸ء ۲ سال

۵۔ ملک دینار نوشیروانی ۱۵۶۰ء تا ۱۶۰۱ء ۴۱ سال	۱۰۔ امیر ملوک ۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء ۹ سال	۴۔ شاہ عباس اول ۱۵۷۸ء تا ۱۶۲۹ء ۵۱ سال
″	۱۱۔ امیر کمبر اول ۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۱ء ۱۱ سال	
″	۱۲۔ امیر احمد اول ۱۶۰۱ء تا ۱۶۱۰ء ۹ سال	
۶۔ میر لتہ نوشیروانی ۱۶۰۷ء تا ۱۶۲۹ء ۲۲ سال	۱۳۔ امیر سوری ۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء ۸ سال	
″	۱۴۔ امیر قیصر ۱۶۱۸ء تا ۱۶۲۹ء ۱۱ سال	
۷۔ میر فیروز نوشیروانی ۱۶۰۸ء تا ۱۶۲۹ء ۲۱ سال	۱۵۔ امیر احمد دوئم ۱۶۲۹ء تا ۱۶۳۷ء ۸ سال	۵۔ شاہ صفی ۱۶۲۹ء تا ۱۶۴۲ء ۱۳ سال
۷ ایضاً	۱۶۔ امیر التاز اول ۱۶۳۷ء تا ۱۶۴۷ء ۱۰ سال	۶ شاہ عباس دوئم ۱۶۴۲ء تا ۱۶۶۶ء ۲۴ سال

۔۷ ایضاً ۱۸۔ میر دینار دویم نوشیروانی ۱۶۴۹ء تا ۱۶۷۶ء ۲۷ سال	۱۶۔ امیر اتانز اول ۱۶۳۷ء تا ۱۶۴۷ء ۱۰ سال ۱۷۔ امیر سیمی ۱۶۴۷ء تا ۱۶۵۶ء ۹ سال ۱۸۔ امیر اتانز دویم ۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء ۱۰ سال	۶ شاہ عباس دویم ۱۶۴۲ء تا ۱۶۶۶ء ۲۵ سال

خطہ خاران کے امیر میر دینار دویم نوشیروانی تک چارٹ اسمائے ہم عصر اُمرا مرتب کیا گیا۔ جو امیر اتانز دویم کمبرانی بلوچ حکمران بلوچ برادری بلوچستان کے ہم عصر تھے۔

خطہ چاغی

خطہ چاغی کا تاریخی پس منظر اس طرح بیان کیا جائے گا کہ سلطنت فارس و مارستان پر امیر کیقباد مادکرد کے ۸۵۰ سال قبل از مسیح قیام حکومت سے لے کر امیر میرو ثانی میروانی بلوچ کی تشکیل حکومت بلوچ برادری ۱۴۱۰ء تک چاغی کے مختلف ادوار میں حکمران کون تھے۔

جب امیر کیقباد ماد کرد نے ۸۵۵ھ سال قبل از مسیح دفارس و مادستان میں اپنی حکومت کی تشکیل کی توان کی سلطنت کے دور حکومت سے لے کر امیر تیمور کے دورِ حکومت (۱۳۶۵ء تا ۱۴۰۴ء) تک خطہ چاغی کی انتظامیہ قدیم سیستان (زابلستان) سے منسلک رہی ہے۔ اس دور کے بعد علاقہ چاغی کی امارت کے منصب پر قبیلہ سنجرانی کے امیر فائز رہے ہیں۔ قبیلہ سنجرانی زنگنہ کرد بلوچ ہیں جن کے شجرہ کی تفصیل اس طرح ہے۔ امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ امیر میرواول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے ہم عصر تھے۔ سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے بارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹا سنجر ہے۔ جو قبیلہ سنجرانی کا جد امجد ہے۔ قبیلہ سنجرانی کا شجرہ ذیل میں ملاحظہ ہو

امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ

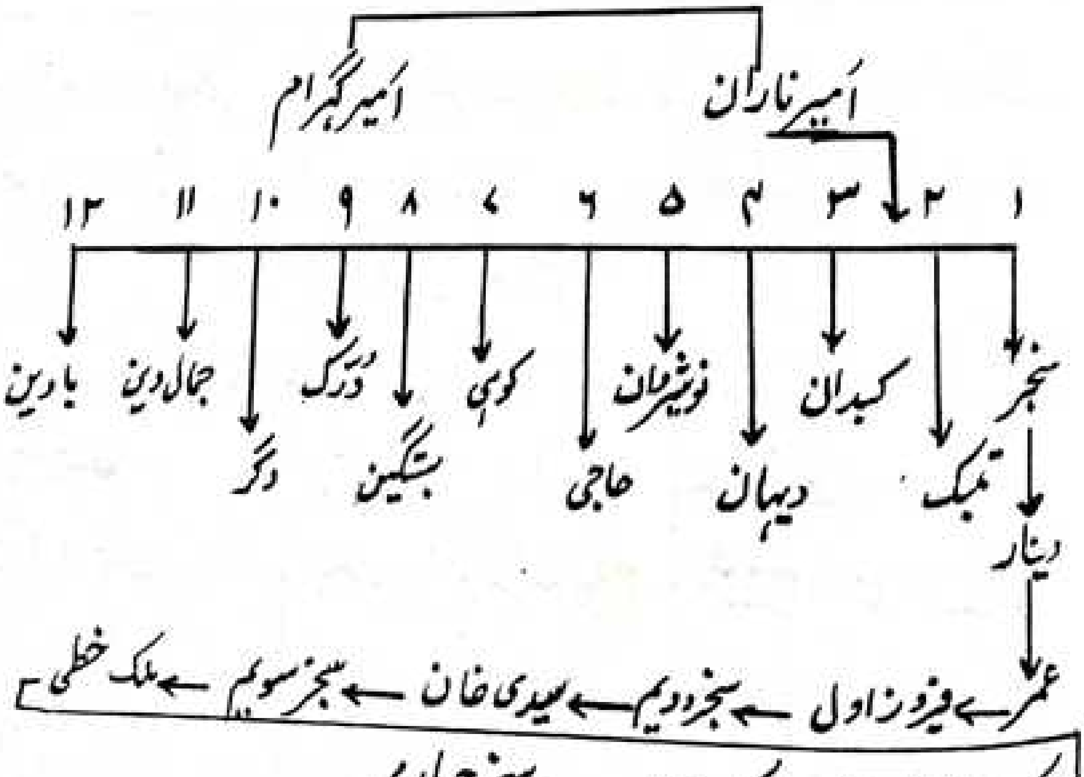

اسمائے شجرہ تا دور امیر اتازدویم کمبرانی بلوچ۔ حکمران حکومت بلوچ برادری۔ بلوچستان

ابھی قبیلہ سنجرانی بلوچ کے اُمرا جو خطہ چاغی کے منصب امارت پر رہے ہیں۔ اُن کے اور اُن کے ہم عصر اُمرائے کیکانی براخوئی کرد بلوچ۔ خطہ توران و نام بادشاہان سلطنت ایران جو ان کے ہمعصر رہے ہیں۔ نیچے دیئے ہوئے چارٹ میں بیان کریں گے۔ تاکہ اس تاریخ کے قارئین گرامی کو ہر نقطہ کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے۔

نام اُمیر خطہ چاغی قبیلہ سنجرانی	نام اُمیر حکومت بلوچ برادری بلوچستان میردانی بلوچ	نام بادشاہ (ال خان) خاندان سلطنت ایران
اُمیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ	امیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ	۷۔ گُزَن سنہ ۱۲۹۵ء تا سنہ ۱۳۰۴ء ۹ سال ۸۔ الجیٹو سنہ ۱۳۰۴ء تا سنہ ۱۳۱۶ء ۱۲ سال

امیر ناران جد اعلیٰ گروہ قبائل نارولی	امیر حمزہ جد قبیلہ میرانی بلوچ	۹ - ابو سعید ۱۳۱۶ء تا ۱۳۳۵ء ۱۹ سال
امیر سنجر جد سنجرانی قبیلہ	امیر براہم	۱۰ - نوشیروان ۱۳۳۵ء تا ۱۳۴۴ء ۹ سال
امیر دینار سنجرانی	امیر بہرام	ایران میں خانہ جنگی کی کیفیت ۱۳۴۴ء تا ۱۳۶۳ء ۱۹ سال
امیر عمر سنجرانی	امیر سعد	نام بادشاہ خاندان تیمور لنگ سلطنت ایران
ایضاً	ایضاً	۱ - تیمور لنگ ۱۳۶۳ء تا ۱۴۰۴ء ۴۱ سال

نام امیر خطہ جاغی قبیلہ سنجرانی	نام امیر حکومت بلوچ برادری بلوچستان میروانی بلوچ	نام بادشاہ خاندان تیمور لنگ سلطنت ایران
۱۔ فیروز اول سنجرانی ۱۳۸۷ء تا ۱۴۲۲ء ۳۵ سال	۱۔ امیر میرو ثانی ۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۰ء ۳۰ سال	۲۔ خلیل سلطان ۱۴۰۴ء تا ۱۴۰۹ء ۵ سال ۳۔ شاہ رخ ۱۴۰۹ء تا ۱۴۴۷ء ۳۸ سال
۱۔ سنجر اول ۱۴۲۲ء تا ۱۴۶۵ء ۴۳ سال	۲۔ امیر کمبر ۱۴۴۰ء تا ۱۴۶۰ء ۲۰ سال	۴۔ الغ بیگ ۱۴۴۷ء تا ۱۴۴۹ء ۲ سال ۵۔ عبداللطیف ۱۴۴۹ء تا ۱۴۵۲ء ۳ سال ۶۔ ابو سعید ۱۴۵۲ء تا ۱۴۶۷ء ۱۵ سال

۲- سنجر اول ۱۴۴۱ء تا ۱۴۸۵ء ۴۴ سال	۳- اُمیر عمر ۱۴۶۰ء تا ۱۴۸۵ء ۲۵ سال	۷- سلطان حسین ۱۴۶۷ء تا ۱۴۶۹ء ۲ سال **ترکمن خاندان** ۱- اُزن حسن آق قونیلو ۱۴۶۹ء تا ۱۴۷۸ء ۹ سال ۲- یعقوب آق قونیلی ۱۴۷۸ء تا ۱۴۸۵ء ۷ سال
نام اُمیر خط چاغی قبیلہ سنجرانی	نام آمیر حکومت بلوچ برادری بلوچستان میروانی بلوچ	ترکمن خاندان ایران
۲- سیدی خان ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۵ء ۳۰ سال	آمیر چاکر رند، رند دور ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء ۲۷ سال	۳- رستم شاہ آق قونیلی ۱۴۸۵ء تا ۱۴۹۷ء ۱۲ سال

۴۔ سنجر دوئم ۱۵۱۵ء تا ۱۵۴۰ء ۲۵ سال	۴۔ امیر بجار میروانی بلوچ ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء ۱۸ سال	خاندان صفوی بادشاہ آن سلطنت ایران ۱۔ شاہ اسماعیل ۱۴۹۹ء تا ۱۵۲۴ء ۲۵ سال
۴۔ سنجر دوئم ۱۵۱۵ء تا ۱۵۴۰ء ۲۵ سال ۵۔ ملک خلجی ۱۵۴۰ء تا ۱۵۷۵ء ۳۵ سال ہمایوں مغل بادشاہ ملک خلجی کے دور حکمرانی میں خط چاغی آیا	۵۔ امیر ذگر ۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۸ء ۸ سال ۶۔ امیر براہم ۱۵۳۸ء تا ۱۵۴۷ء ۹ سال ۷۔ امیر گہرام ۱۵۴۷ء تا ۱۵۴۹ء ۲ سال ۸۔ امیر حسن ۱۵۴۹ء تا ۱۵۶۹ء ۲۰ سال ۹۔ امیر سنجر ۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء ۱۲ سال	۲۔ طہماسپ اول ۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء ۵۲ سال

جب چاغی کے منصب امارت پر ملک خطی سنجرانی فائز تھا تو ان کے دور امارت (سنہ ۱۵۴۰ء تا سنہ ۱۵۸۵ء) میں ایک بڑا تاریخی اور سیاسی واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ ہندوستان کے مغل خاندان کے دوسرے بادشاہ ہمایوں مغل کو شیر شاہ سوری نے شکست دی۔ سلطنت ہندوستان پر قبضہ کیا۔ مغل بادشاہ ہمایوں راہِ فرار اختیار کر کے سندھ پہنچا یہاں سے وہ بلوچستان کے خطہ چاغی میں وارد ہوا۔ تاکہ قندھار جائے مگر اس کو ملک خطی امیر چاغی نے قندھار جانے سے روکا۔ کیونکہ اس کے پاس ہمایوں کے بھائیوں کامران اور عسکری کے فرمان موجود تھے کہ جب ہمایوں ان کے علاقے میں آئے۔ اُسے گرفتار کیا جائے لہٰذا ملک خطی سنجرانی نے بلوچی روایات کے مطابق مہمان کو بجائے قید کرنے کے ایران کی سرحد تک بحفاظت پہنچا دیا۔ اور بلوچی روایات کو زندہ رکھا۔ اس دور میں بلوچستان کی بلوچ برادری کی حکومت پر امیر براہم میروانی بلوچ مسند نشین تھے۔ یہ واقعہ ان کے دور (سنہ ۱۵۳۹ء تا سنہ ۱۵۴۶ء) حکمرانی میں وقوع پذیر ہوا

نام بادشاہ خاندان صفوی سلطنت ایران	نام امیر حکومت بلوچ برادری بلوچستان میروانی بلوچ	نام امیر خطہ چاغی قبیلہ سنجرانی
۳۔ شاہ اسماعیل ثانی سنہ ۱۵۷۶ء تا سنہ ۱۵۷۸ء ۲ سال	۹۔ امیر سنجر سنہ ۱۵۶۹ء تا سنہ ۱۵۸۱ ۱۲ سال	۲۔ ملک عالی خان نابینا سنہ ۱۵۷۵ء تا سنہ ۱۶۰۵ ۳۰ سال

	۱۰- امیر ملوک ۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء ۹ سال	۴- شاہ عباس اول ۱۵۷۹ء تا ۱۶۲۹ء ۵۱ سال
۶- ملک عالی خان نابینا ۱۵۷۵ء تا ۱۶۰۵ء ۳۰ سال	۱۱- امیر کنبر ثانی ۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۱ء ۱۱ سال	
۷- ملک سنجر سوم ۱۶۰۵ء تا ۱۶۳۸ء ۳۳ سال	۱۲- امیر احمد اول ۱۶۰۱ء تا ۱۶۱۰ء ۹ سال	
	۱۳- امیر سوری ۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۸ء ۸ سال	
	۱۴- امیر قیصر ۱۶۱۸ء تا ۱۶۲۹ء ۱۱ سال	
۷- ملک سنجر سوم ۱۶۰۵ء تا ۱۶۳۸ء ۳۳ سال	۱۵- امیر احمد ثانی ۱۶۲۹ء تا ۱۶۳۶ء ۷ سال	۵- شاہ صفی ۱۶۲۹ء تا ۱۶۴۲ء ۱۳ سال
۸- ملک جمید خان ۱۶۳۸ء تا ۱۶۶۷ء ۲۹ سال	۱۶- امیر التاز اول ۱۶۳۶ء تا ۱۶۴۶ء ۱۰ سال	۶- شاہ عباس ثانی ۱۶۴۲ء تا ۱۶۶۷ء ۲۵ سال

نام امیر خطہ جاغی قبیلہ سنجرانی	نام امیر حکومت بلوچ برادری بلوچستان میروانی بلوچ	نام بادشاہ خاندان صفوی سلطنت ایران
۸- ملک جیند خان ۱۶۳۸ء تا ۱۶۶۶ء ۲۹ سال	۱۷- امیر کیچی ۱۶۴۷ء تا ۱۶۵۶ء ۹ سال ۱۸- امیر التاز ثانی ۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء ۱۰ سال	۶- شاہ عباس ثانی ۱۶۴۲ء تا ۱۶۶۶ء ۲۵ سال

خطہ جاغی کے امیر ملک جیند خان سنجرانی تک چارٹ اسمائے ہم عصر آمرا مرتب کیا گیا۔ جو امیر التاز ثانی کمبرانی بلوچ حکمران بلوچ برادری بلوچستان کے ہم عصر تھے۔

خطہ لس بیلہ

خطہ لس بیلہ کے تاریخی پس منظر کی تفصیل اس طرح ہے جب ۴۸۵ سال قبل از مسیح سلطنت توران وجود رکھتا تھا۔ تو یہ سلطنت ان پانچ خطوں پر مشتمل تھی۔ سُغدستان (مرکزی ایشیا کے ممالک) کابلستان۔ زابلستان (موجودہ خطہ افغانستان) توران و مکران (موجودہ خطہ بلوچستان) سلطنت کا نام بھی توران تھا اور اس کے ایک خطے کا نام بھی توران تھا۔ خطہ توران موجودہ سطح

مرتفع قلات کے پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ موجودہ وقت میں یہ خطہ تین منطقوں میں منقسم ہے۔ سراوان، جھالاوان، لس بیلہ، سلطنت توران کے دور (۲۰۸ ق۔م سے ۸۵۲ ق۔م) حکمرانی میں ان تین منطقوں کے نام یہ تھے۔ بنجیر (سراوان) کوسیار (جھالاوان) سناربیل (لس بیلہ) ایران قدیم کے خاندان پیش دادیاں کے زوال کے بعد ۸۵۲ سال قبل از مسیح کیقباد مادکرد نے فارس اور مادستان میں اپنی مادکرد حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس دور میں توران کی سلطنت کا دارالخلافہ بلخ تھا۔ چنانچہ افراسیاب خاندان پیش دادیاں کے ساتھ اپنے رشتوں کے ناطے اپنے آپ کو سلطنت فارس اور مادستان کا جائز وارث اور حقدار سمجھتا تھا۔ اس نقطہ پر دونوں سلطنتوں میں نزاع پیدا ہوا۔ نوبت لڑائی تک پہنچ گئی۔ جنگ میں امیر کیقباد مادکرد کو ۸۵۲ سال قبل از مسیح تمام محاذوں پر فتح حاصل ہوئی۔ افراسیاب بادشاہ توران اس جنگ وجدل میں کام آیا۔ اس کی ساری سلطنت پر امیر کیقباد مادکرد قابض ہو گیا۔ اور مادکرد بادشاہ توران نے مفتوحہ سلطنت کے مختلف خطوں کو اپنے فاتح کرد قبائل میں تقسیم کیا۔ جنہوں نے اس جنگ میں بھرپور حصہ لے کر مادکرد بادشاہ کو فتح و کامرانی سے ہم کنار کیا تھا۔ چنانچہ خطہ توران کو براحوئی کردوں نے فتح کیا تھا۔ لہٰذا یہ خطہ انہیں ملا۔ چونکہ یہ خطہ سلطنت توران کا انتہائی جنوبی حصہ تھا۔ مغرب میں فارس و مادستان کی سلطنت تھی۔ اور مشرق میں ہندوستانی سلطنت سے متصل تھا۔ لہٰذا اس وجہ سے بہت سیاسی اہمیت کا

کا حامل علاقہ تھا - اور تورانی سلطنت نے اپنی تشکیل ۱۴۰۸ سال قبل از مسیح میں اس علاقے کے حفاظت کے لئے بائیس ترک قبائل کو یہاں بسایا تھا۔ جن کے اسما اس طرح ہیں۔

(۱) کرگادی ۲- گنِدارچی ۳- ہنگا ساری ۴- مبارک ۵- ریزداک
۶- سامی غان ۷- سورغان ۸- سورچن ۹- مَندغار ۱۰- دابیماک
۱۱- رتنگا ساری ۱۲- میمو خنِدک ۱۳- جوگ مان ۱۴- سوناک
۱۵- جسفاک ۱۶- بزنجب ۱۷- الیاتون ۱۸- کوکان ۱۹- زنگولگ
۲۰- سارغون ۲۱- کلماشش ۲۲- کیَوک (بہ حوالہ تاریخی کتاب کردگال نامک) یہ جو زبان بولتے تھے وہ تورانی خاندان کی زبان تھی اور اُسے وہ تورق کہتے تھے۔ لہٰذا جب ماد کرد بادشاہ کیقباد اور توران کے بادشاہ افراسیاب کے درمیان ۸۵۴ سال قبل از مسیح لڑائی ہوئی۔ تو جنگی پلان کے مطابق براخوئی کردوں کے ذمہ خطہ توران پر حملہ کرنا تھا اور اور گانی کردوں کے ذمہ مکران پر دھاوا بولنا تھا۔ چنانچہ تورانی سلطنت کی شکست کے بعد ان بائیس تورانی ترک قبائل نے براخوئی کردوں کی بالادستی کو تسلیم کرلیا۔ اور فاتح براخوئی کرد ان سے گھل مِل گئے۔ موجودہ کوردگالی زبان یا عرف عام میں براخوئی زبان اسی قدیم تورق زبان کی موجودہ شکل ہے جو انتہائی طور پر بلوچی زبان سے متاثر ہو چکی ہے یہ براخوئی کردوں کی اس نسلی آمیزش سے پہلے کی مادری زبان تھی۔ لہٰذا ۸۵۴ سال قبل از مسیح کے فتح کے بعد براخوئی کردوں

کے امیر، امیر کیکان نے خطہ توران (سطح مرتفع قلات) کو اسی
طرح براخوئی/کرد قبیلے کے آٹھ طائفوں میں تقسیم کیا۔ موجودہ
(مرادان توران بنجیر) کے منطقہ کو کیکانی براخوئی/کرد۔ گورانی براخوئی/کرد قبائل
کو دیا۔ (موجودہ جھالاوان، تورانی کوہیار) کے منطقہ کو قبیلہ
غزداری، قبیلہ گرشیکانی، قبیلہ مشکانی، قبیلہ سارونی پر بہ حصہ
برابر تقسیم کیا۔ موجودہ (لسبیلہ، تورانی، سنار بیل) کے منطقہ قبیلہ
آرمیلی براخوئی/کرد کو حصہ میں ملی۔ موجودہ (درہ بولان وادی شالکوٹ
تورانی درہ دَرَنکان و وادی شالکوٹ) قبیلہ بولانی براخوئی کرد کو
دی گئی۔ اس ۴۵۸ سال قبل از مسیح کے تقسیم کے بعد ان منطقوں
کے پرانے نام پھر بدل گئے۔ اپنے نئے مکینوں کے نام سے
موسوم ہوئے۔ تورانی منطقہ بنجیر، قبیلہ کیکانی براخوئی/کرد کے
نام سے موسوم ہو کر، کیکانان کہلانے لگا۔ تورانی منطقہ کوہیار
چار براخوئی/کرد قبیلوں کے ناموں سے موسوم ہوا۔ جہاں غزداری
قبیلہ نے سکونت اختیار کی۔ وہ علاقہ غزدار کے نام سے
موسوم ہوا۔ جو علاقہ قبیلہ سارونی براخوئی/کرد کو ملی۔ وہ سارونی
موسوم ہوا۔ گرشیکان قبیلہ کی جائے سکونت گرشیکان کے نام سے موسوم
ہوا۔ موجودہ دور میں یہ علاقہ گریشہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح قبیلہ مشکانی کی
جائے سکونت۔ مشکان کے نام سے موسوم ہوئی۔ آج کل یہ علاقہ مشکے
کہلاتا ہے۔

قدیم سنار بیل آرمیلی براخوئی/کرد قبیلہ کی سکونت کی وجہ سے
ارمابیل کے نام سے شہرت پا گیا۔ درہ دَرَنکان وادی شالکوٹ

بولانی براخوئی کرد قبیلے کی سکونت کی وجہ سے یہ درہ درہ بولان کے نام سے موسوم ہوا۔ اور وادی شالکوٹ وادی کردان کے نام سے شہرت پاگیا۔ ماد کرد سلطنت کے زوال کے بعد ھخا منشی خاندان کی سلطنت برسر اقتدار آگئی۔ یہ سلطنت ۵۵۰ ق م سے لے کر ۳۳۰ ق م تک رہی۔ اس کا خاتمہ ۳۳۰ سال قبل از مسیح یونان کے خطہ مقدونیہ کے بادشاہ سکندر کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ سکندر جوانی میں فوت ہوا۔ وہ لاولد تھا۔ لہٰذا اس کی وسیع سلطنت کو اس کے سپہ سالاروں نے آپس میں بانٹ لیا۔ اس کی مشرقی سلطنت فارس اور مادستان اس کے سپہ سالار سیلوکس کو ملی۔ سیلوکس نے ۳۰۵ سال قبل از مسیح بے سوچے سمجھے سلطنت ہندوستان پر حملہ کیا۔ ہندوستان کے بادشاہ چندر گپت موریا نے اسے شکست فاش دی۔ جس کے نتیجے میں سیلوکس نے بلوچستان کے خطوں توران، مکران کا بلستان اور زابلستان کے مشرقی حصے ہندوستان کے بادشاہ کو تاوان جنگ میں دیئے۔ لہٰذا قدیم دستور کے مطابق سندھ کے قبائل جو جدگال قبائل کہلاتے ہیں۔ خطہ مکران و خطہ توران پر مورو ملخ کی طرح امنڈ آئے منطقہ شمالی توران کیکانان کے سوائے تمام علاقے پہ قابض ہوگئے چنانچہ نصف صدی کے بعد ۲۴۸ سال قبل از مسیح آشکانی خاندان کا بادشاہ تیرداد اول نے یونانیوں کو فارس و مادستان سے نکال دیا اور چندر گپت موریا کے جانشینوں سے سارا قدیم بلوچستان کا خطہ توران و مکران کا بلستان اور زابلستان کا مشرقی علاقہ دوبارہ حاصل کئے۔ براخوئی کرد بلوچ اور اورگانی کرد بلوچوں کو علی الترتیب توران

اور مکران میں دوبارہ بسایا۔ اس دور میں کچھ سندھ کے جدگال قبائل خطہ ارمابیل میں رہ گئے اور بلوچوں کی بالادستی کو تسلیم کیا۔ اور یہیں پر مستقلاً بودوباش اختیار کیا۔ لہٰذا موجودہ دور کے تمام جدگال قبائل لس بیلہ جو جاموٹ اور لاسی کہلاتے ہیں۔ اسی قدیم خطہ ارمابیل کے جدگال قبائل کی اولاد ہیں۔ گزن کے دور (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) حکومت میں جو کہ ہلاکو خان (ال خان) خاندان کے ساتویں جانشین تھے۔ کے دور میں لس بیلہ کہ یہ جدگال قبائل۔ گجر۔ چھٹہ، رونجا، گنگا، مشہور قبائل میں شمار ہوتے تھے۔ اِن قبائل کے اتحاد کی وجہ سے انہیں لس بیلہ میں کافی سیاسی حیثیت حاصل تھی جب سندھ میں پہلے سومرا خاندان جدگال کے دور (۱۳۰۰ء تا ۱۳۴۳ء) اور بعد ہیں سمہ خاندان جدگال کے دور (۱۳۵۱ء تا ۱۵۱۹ء) میں ان خاندانوں نے یکے بعد دیگرے اپنی خاندانی حکمرانیاں قائم کیں۔ تو لس بیلہ کے جدگال قبائل میں سیاسی شعور پیدا ہوا۔ اور سندھ کے سومرا اور سمہ حکمرانوں کے تعاون سے لس بیلہ ہیں گجر جدگال قبیلہ کے امیر نے جس کا نام جام انڑ تھا ۱۲۹۵ء میں پہلی بار اپنی امارت کی تشکیل کی جو (ال خان) خاندان کے ساتویں بادشاہ گزن (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) اور امیر میرد اول کے ہم عصر تھے۔ جام انڑ گجر کے بعد اس کی پانچ پشتوں نے لس بیلہ پر حکمرانی کی۔ جن کے ناموں کی ترتیب سے چارٹ اس طرح ہے۔ اس چارٹ میں ہم گجر خاندان کے اُمرا کے ناموں کے ساتھ ان کے ہم عصر بادشاہ ہاں (ال خان) خاندان مملکت ایران اور کیکانی براخن (کرد بلوچ اُمرائے توران کے نام بھی لکھیں گے۔

تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان گجر خاندان لس بیلہ کے اُمرا کے دوسرے ہم عصر امرا اور حکمران کون تھے۔

نمبر شمار	نام اُمیر لس بیلہ قبیلہ گجر جدگال	نام کیکانی براخوئی کرد بلوچ اُمیر توران	نام بادشاہ ایل خان خاندان سلطنت ایران
١-	جام آنڑ گجر ۱۲۹۵ء تا ۱۳۱۶ء ۲۱ سال	اُمیر میرو - اول	۷ غزن ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء ۹ سال
	ایضاً	ایضاً	۸ الجیتو ۱۳۰۴ء تا ۱۳۱۶ء ۱۲ سال
۲-	جام بھونگر گجر ۱۳۱۶ء تا ۱۳۳۵ء ۱۹ سال	اُمیر حمزہ	۹ - ابوسعید ۱۳۱۶ء تا ۱۳۳۵ء ۱۹ سال
۳-	جام سنجر گجر ۱۳۳۵ء تا ۱۳۵۰ء ۱۵ سال	اُمیر براہم	۱۰ - نوشیروان ۱۳۳۵ء تا ۱۳۴۴ء ۹ سال

۴۔	جام جونا گجر ۱۳۵۰ء تا ۱۳۶۳ء ۱۳ سال	اُمیر بہرام	ایران میں خانہ جنگی کی کیفیت ۱۳۴۴ء تا ۱۳۶۳ء ۱۹ سال
۵۔	جام اڑیل گجر ۱۳۶۳ء تا ۱۴۰۴ء ۴۱ سال	اُمیر سعید	خاندان تیمور لنگ حکمران سلطنت ایران ۱۔ تیمور لنگ ۱۳۶۳ء تا ۱۴۰۴ء ۴۱ سال
۶۔	جام خیرا گجر ۱۴۰۴ء تا ۱۴۱۲ء ۸ سال	اُمیر میرو ثانی ۱۴۱۲ء تا ۱۴۴۲ء ۳۰ سال	۲۔ خلیل سلطان ۱۴۰۴ء تا ۱۴۰۹ء ۵ سال

جام خیرا گجر ۱۴۱۲ء میں لاولد فوت ہوا۔ اُس کے خاندان میں اس قابلیت کا کوئی فرد موجود نہیں تھا۔ جو لس بیلہ کی مسند امارت کا اہل ہو۔ لہٰذا امرائے لس بیلہ نے اتفاق رائے سے اس کے وزیر اُمیر بہلول چھٹا کو مسند امارت لس بیلہ پہ بٹھایا۔ جو نہایت دانا، مدبر اور سمجھدار شخص تھا۔ چنانچہ لس بیلہ کی امارت پہ جام بہلول نے کل تیس سال یعنی ۱۴۱۲ء سے لے کر ۱۴۴۲ء تک حکمرانی کی اس کے بعد اس کی دو پشتوں نے لس بیلہ پہ حکمرانی کی جام بہادر

چھٹا دجام جلبب چھٹا، امیر جلبب چھٹا کے دور (۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۵ء) میں اس کے بھائی کرن کا وراثت جائیداد کے بارے میں اس کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ کرن ناراض ہو کر امیر عمر میروانی بلوچ امیر بلوچ برادری حکومت بلوچستان کے پاس پناہ گزین ہوا۔ چنانچہ امیر موصوف نے اسے پناہ دی۔ اس بناء پر امیر جلبب چھٹا۔ امیر بلوچستان سے ناراض ہو گیا۔ اور اس کے مارنے کی سازش کی ۲۹ر جنوری ۱۲۸۵ء میں امیر عمر میروانی وادی سوراب میں اپنے قلعہ نغار میں قیام پذیر تھا۔ کہ امیر جلبب نے خفیہ طور پر قلعہ پر حملہ بول دیا اس لڑائی میں امیر عمر امیر بلوچستان کام آئے اور خطہ توران پر امیر جلبب چھٹا امیر لس بیلہ کا قبضہ ہو گیا۔ کوئی پندرہ دن بعد ۲۰ر فروری ۱۲۸۵ء کو امیر شیہک رند بلوچ امیر مکران نے اپنے آپ کو بلوچستان کی حکومت کا جائز وارث سمجھ کر جنگ کی تیاری کر کے وادی سوراب میں قلعہ نغار کا محاصرہ کیا ایک شدید جنگ کے بعد قبضہ کر کے امیر جلبب چھٹا کو قتل کر کے خود توران پر قابض ہو گیا۔

لس بیلہ میں خاندان جھٹا جدگال امیروں کا چارٹ حکمرانی

نمبر شمار	نام امیر لس بیلہ از قبیلہ جھٹا جدگال	نام کیکانی براحوئی کُرد بلوچ امیر توران	نام بادشاہ تیموری خاندان سلطنت ایران
۱۔	جام بہلول جھٹا ۱۲۱۲ء تا ۱۲۴۲ء ۳۰ سال	امیر میرو میروانی بلوچ ۱۲۱۲ء تا ۱۲۴۲ء ۳۰ سال	۳۔ شاہ رخ ۱۴۰۹ء تا ۱۴۴۷ء ۳۸ سال
۲۔	جام بہادر جھٹا ۱۲۴۲ء تا ۱۲۶۵ء ۲۳ سال	امیر کمبر ۱۲۴۰ء تا ۱۲۶۰ء ۲۰ سال	۴۔ الغ بیگ ۱۴۴۷ء تا ۱۴۴۹ء ۲ سال ۵۔ عبداللطیف ۱۴۴۹ء تا ۱۴۵۲ء ۳ سال ۶۔ ابوسعید ۱۴۵۲ء تا ۱۴۶۷ء ۱۵ سال

امیر حلب جھٹا کی امیر شیہک رند بلوچ کے ساتھ لڑائی میں کام آنے کے بعد لس بیلہ کی مسند امارت خالی رہ گئی چنانچہ اس

صورت حال سے رونجا قبیلہ کے امیر جوسف نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسند امارت لس بیلہ پر قبضہ کیا۔ کیونکہ اس دور میں رونجا قبیلہ بہت طاقتور تھا۔ لہذا ۲۷ر فروری ۱۲۸۵ء کو امیر جام جوسف نے مسند امارت لس بیلہ پر قبضہ کیا۔ اور لس بیلہ کے منطقہ کی حکمرانی گچھپا قبیلہ جدگال سے رونجا قبیلہ جدگال میں منتقل ہوگئی۔ جام جوسف رونجھا کے بعد۔ اس کے خاندان نے۔ نو پشتوں تک منطقہ لس بیلہ میں حکمرانی کی اگلے صفحے پہ۔ ان امراء اور ان کے ہم عصر بلوچ برادری حکومت بلوچستان اور سلطنت ایران کے تموری خاندان کے بادشاہوں کے نام بیان کیے جائیں گے

نمبر شمار	نام امیر لس بیلہ قبیلہ رونجھا جدگال	نام کیکانی براہوئی کرد بلوچ امیر توران	نام بادشاہ تیموری خاندان سلطنت ایران
۳-	جام جلب تمپشا ۱۴۶۵ء تا ۱۴۸۵ء ۲۰ سال	امیر عمر ۱۴۶۰ء تا ۱۴۸۵ء ۲۵ سال	۷- سلطان حسین ۱۴۶۷ء تا ۱۴۶۹ء ۲ سال
۱-	**رونجھا جدگال** جام یوسف رونجھا ۱۴۹۰ء تا ۱۵۱۲ء ۲۲ سال	توران میں رندوں کی حکمرانی زیر سرکردگی امیر شیہک رند و امیر چاکر رند ۱۴۸۵ء تا ۱۵۱۲ء ۲۷ سال	**ترکمن خاندان** ۱- اوزن حسن آق قونیلو ۱۴۶۹ء تا ۱۴۷۸ء ۹ سال ۲- یعقوب آق قونیلو ۱۴۷۸ء تا ۱۴۸۵ء ۷ سال ۳- رستم شاہ آق قونیلو ۱۴۸۵ء تا ۱۴۹۷ء ۱۲ سال
۲-	جام آدم خان رونجھا ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۹ء ۲۷ سال	توران کی حکمرانی پھر دوبارہ امیر بجار میروانی بلوچ	**صفوی خاندان** ۱- شاہ اسماعیل ۱۴۹۹ء تا ۱۵۲۴ء ۲۵ سال

		نے قبضہ کیا ۱۵۱۲ء تا ۱۵۳۰ء ۱۸ سال	
۳-	جام گنگوکر روجھا ۱۵۲۹ء تا ۱۵۳۶ء ۷ سال	امیر ذکر میروانی بلوچ ۱۵۳۰ء تا ۱۵۳۸ء ۸ سال	۲- طہماسپ اول ۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء ۵۲ سال
۴-	جام سوڈا روجھا ۱۵۳۶ء تا ۱۵۴۸ء ۱۲ سال	امیر براہم میروانی بلوچ ۱۵۳۸ء تا ۱۵۴۷ء ۹ سال	〃
۵-	جام ارسیو روجھا ۱۵۴۸ء تا ۱۵۵۸ء ۱۰ سال	امیر گہرام میروانی بلوچ ۱۵۴۷ء تا ۱۵۴۹ء ۲ سال	〃
۶-	جام خمیسا روجھا ۱۵۵۸ء تا ۱۵۷۰ء ۱۲ سال	امیر حسن میروانی بلوچ ۱۵۴۹ء تا ۱۵۶۹ء ۲۰ سال	〃
نمبر شمار	نام لسبیلہ قبیلہ روجھا جدگال	نام کیکان براخوئی / کرد بلوچ امیر بلوچستان	صفوی خاندان بادشاہ سلطنت ایران
۷	جام پہر روجھا ۱۵۷۰ء تا ۱۵۸۰ء ۱۰ سال	امیر سنجر میروانی بلوچ ۱۵۶۹ء تا ۱۵۸۱ء ۱۲ سال	۲- طہماسپ اول ۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء ۵۲ سال

۸- جام اُلتن رونجھا ۱۵۸۰ء تا ۱۵۹۲ء ۱۲ سال	امیر ملوک میروانی بلوچ ۱۵۸۱ء تا ۱۵۹۰ء ۹ سال	۳- شاہ اسماعیل ثانی ۱۵۷۶ء تا ۱۵۷۸ء ۲ سال
۹- جام حلب رونجھا ۱۵۹۲ء تا ۱۶۰۱ء ۹ سال	امیر کمبر ثانی میروانی بلوچ ۱۵۹۰ء تا ۱۶۰۱ء ۱۱ سال	۴- شاہ عباس اول ۱۵۷۸ء تا ۱۶۲۹ء ۵۱ سال
۱۰- جام سفر رونجھا ۸ سال	امیر احمد اول میروانی بلوچ ۱۶۰۱ء تا ۱۶۱۰ء ۹ سال	〃 〃

امیر شارو گنگا - یا گنگو کا چچا اور خسر سردار باہو جو اپنے قبیلے میں بڑا زیرک آدمی تھا - جام اُلتن رونجھا نے اسے اپنا مصاحب دربار مقرر کیا سردار باہو نے لمبی عمر پائی - وہ اُلتن کے بیٹے جام حلب رونجھا کا بھی مشیر رہا اور ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے جام سفر رونجھا کا بھی مشیر رہا - جام سفر کے دور امارت میں اس کے اور جام سفر رونجھا کے درمیان ملکی معاملات میں اختلافات پیدا ہو گیا - . . . . . اختلاف نے شدید صورت اختیار کی - جس کے نتیجے میں جام سفر رونجھا نے امیر باہو گنگا کو قتل کروایا - اس قتل نے گنگا جدگال قبیلہ کو مشتعل کیا شارو گنگا اپنے خسر اور چچا باہو کے انتقام خون کا پوری طرح تہیہ کیا - جام سفر رونجھا کے محل پر حملہ کیا - اسے قتل کر کے

ذو مسند امارت لس بیلہ پر بیٹھا اس کے بعد اُس کے چھ پشتوں نے لس بیلہ میں حکمرانی کی لہٰذا نیچے لس بیلہ کے قبیلہ گنگا یا گنگہ کے امراء اور اُن کے ہم عصر امرائے کیکانی براخوئی کرد بلوچ اُمیران توران اور سلطنت ایران کے ہم عصر صفوی بادشاہوں کا چارٹ پیش کیا جائے گا۔

نمبر شمار	نام امیر لس بیلہ قبیلہ گنگا جدگال	نام کیکانی براخوئی کرد بلوچ اُمیر بلوچستان	صفوی خاندان بادشاہ سلطنت ایران
۱	جام شارو گنگا سنہ ۱۶۰۹ء تا سنہ ۱۶۲۸ء ۱۹ سال	اُمیر سوری میرانی بلوچ سنہ ۱۶۱۰ء تا سنہ ۱۶۱۸ء ۸ سال اُمیر قیصر میرانی بلوچ سنہ ۱۶۱۸ء تا سنہ ۱۶۲۹ء ۱۱ سال	۴۔ شاہ عباس اول سنہ ۱۵۷۸ء تا سنہ ۱۶۲۹ء ۵۱ سال
۲۔	جام پُنّو گنگا سنہ ۱۶۲۸ء تا سنہ ۱۶۴۸ء ۲۰ سال	اُمیر احمد دوئم میرانی بلوچ سنہ ۱۶۲۹ء تا سنہ ۱۶۳۷ء ۸ سال	۵۔ شاہ صفی سنہ ۱۶۲۹ء تا سنہ ۱۶۴۲ء ۱۳ سال
	//	امیر اتانز اول میرانی بلوچ	۶۔ شاہ عباس ثانی سنہ ۱۶۴۲ء تا سنہ ۱۶۶۷ء ۲۵ سال

		۱۶۳۷ء تا ۱۶۴۷ء ۱۰ سال	
۳-	جام بکا جور گنگا ۱۶۴۸ء تا ۱۶۵۷ء ۹ سال	امیر کیچی میروانی بلوچ ۱۶۴۷ء تا ۱۶۵۶ء ۹ سال	″
۴-	جام آرادین گنگا ۱۶۵۷ء تا ۱۶۶۶ء ۱۱ سال	امیر اتاز ثانی میروانی بلوچ ۱۶۵۶ء تا ۱۶۶۶ء ۱۰ سال	″

اُمرا کا چارٹ مرتب کیا گیا ہے جو اُمیر الناز ثانی (کمبرانی) میردانی بلوچ۔ حکمران بلوچ برادری بلوچستان کے ہم عصر تھے۔

باب چہاردہم

ایک سہو کی تصحیح:

میں اب تک بلوچ و بلوچستان کی تاریخ کی چار جلدیں لکھ چکا ہوں۔ ان جلدوں میں پہلی جلد اور دوسری جلد چھپ چکی ہیں۔ جنہیں بلوچی اکیڈیمی کوئٹہ نے چھاپا ہے۔ تیسری جلد بھی چھپائی کے مراحل میں پہنچ چکی ہے۔ اور اس کی کتابت ہو رہی ہے۔ اس تیسری جلد کو بھی بلوچی اکیڈیمی چھاپ رہی ہے۔ چوتھی جلد کی کتابت بھی اختتام کو پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا اسی جلد میں۔ میں (ایک سہو کی تصحیح) کے عنوان سے ایک اور باب کا اضافہ کرنا چاہوں گا۔ تاکہ چاروں جلدوں میں تاریخی واقعات کی ترتیب اور تسلسل قائم رہے۔ اور ایک تاریخی واقعہ کے متعلق جو ایک غلط روایت لکھی گئی ہے۔ اس کی تاریخی مستند کتابوں کے حوالے سے تصحیح کی جا سکے۔

تاریخ بلوچ و بلوچستان جلد اوّل۔ باب دوئم میں۔ بلوچستان کی تسمیہ کے بارے میں۔ میں نے مرحوم میر گل خان نصیر، بلوچی زبان کے ملک الشعرا اور تاریخ بلوچستان کے مصنف کے حوالے سے یوں لکھا ہے۔ "کہ جب ۱۷۳۶ء میں نادر شاہ افشار ایران کے سلطنت پہ قابض ہو گیا۔ اور افغان مہمات کے دوران میں اُن کا ورود بلوچی علاقوں میں ہوا۔ مصاحبین سے دریافت پر معلوم ہوا کہ اس علاقے میں بلوچ رہتے ہیں۔ لہٰذا انہوں

نے اس علاقے کا نام بلوچستان رکھ دیا۔ افسوس ہے کہ میرا یہ حوالہ تاریخی دستاویزات کی رُو سے غلط ہے۔ لہٰذا اس لئے میں اس باب میں اس سہو کی تشریح کر کے اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میری تاریخ جلد اوّل کے دوسرے ایڈیشن کی چھپائی میں اس سہو کی تشریح کر کے۔ صحیح تاریخی صورت حال بیان کی جا سکتی ہے۔ نہ معلوم میری تاریخ کی پہلی جلد کے دوسرے ایڈیشن کے چھپنے کا کب موقع آئے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ چوتھے جلد میں اس سہو کی تشریح ہو۔ تاکہ صحیح تاریخی حوالے خطہ بلوچستان کے تسمیہ کے بارے میں قارئین گرامی کے سامنے آجائیں۔ یہ سہو مجھ سے اسلئے سرزد ہوئی۔ کہ بعض دوستوں کے اصرار پر کہ تاریخ بلوچستان کی جلد اوّل جلد از جلد چھاپی جائے۔ لہٰذا اس عجلت کی وجہ سے تاریخ بلوچستان جلد اوّل باب دوئم کی " بلوچستان کے نام کا تاریخی پس منظر" کی تصحیح نہ ہو سکی۔ اور اسی غلط روایت کے ساتھ۔ کتاب جلد اوّل چھپ گئی

لفظ بلوچستان کی تشریح :

لفظِ بلوچستان دو لفظوں کا مرکب ہے "یعنی بلوچ اور ستان" ستان فارسی لفظ ہے۔ جس کے معنی مسکن یا جائے رہائش کے ہیں۔ بلوچ اور ستان کے مرکب سے بلوچستان بنا جس کے معنی ہوئے بلوچوں کے رہنے کی جگہ۔ قدیم تاریخی دستاویزات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ قدیم ایران جو فارس اور مادستان کہلاتا تھا۔ اس پر ۲۱۰۰ سال قبل از مسیح۔ خاندان پیشن داریان۔ جو فارس و مادستان کے اصل باشندے تھے۔ اپنی حکومت کو تشکیل دے کر حکمرانی

رنے لگے۔ اس خاندان نے ۸۵۴ سال قبل از مسیح تک سلطنت فارس
و مادستان پر حکومت کی۔ ان کے زوال کے بعد فارس اور مادستان میں
کرد قوم کا ہر جگہ غلبہ تھا۔ ماد (آذربائیجان) سطح مرتفع زاگروس (موجودہ
کردستان) کوہ البرز کے چاروں اطراف۔ فارس، کرمان ان تمام علاقوں
میں کرد پھیل چکے تھے۔ ان کے امیر کیقباد مادکرد نے ہمدان کو اپنا مستقر
اور دارالخلافہ قرار دے کر سلطنت فارس اور مادستان پر ۸۵۴ سال
قبل از مسیح اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا۔ اس دور میں ایک مملکت سلطنت
فارس و مادستان اور سلطنت ہندوستان کے درمیان وجود رکھتی تھی
جسے توران کہتے تھے۔ اس مملکت کا دارالخلافہ بلخ تھا۔ اس کے آخری
بادشاہ کا نام افراسیاب تھا۔ تورانی سلطنت پیش دادی سلطنت کا
ہم عصر اور ہم پلہ تھی۔ اس سلطنت کو بھی قائم ہوئے کوئی آٹھ سو نو
سو سال ہوتے تھے اس کے حکمران گھرانے کی رشتہ داریاں پیشدادی
خاندان کے حکمرانوں سے شروع سے چلی آرہی تھیں۔ لہٰذا افراسیاب
بادشاہ سلطنت توران اپنے آپ کو پیش دادیاں خاندان کا جائز
جانشین تصور کرتا تھا۔ اس نے امیر کیقباد مادکرد کو دعوت مبارزت
دی۔ چنانچہ امیر کیقباد مادکرد اپنے تمام کرد قبائل کے ساتھ
سلطنت توران پر حملہ آور ہوا۔ ۸۵۴ سال قبل از مسیح دونوں سلطنتوں
میں جنگ ہوئی۔ بادشاہ توران افراسیاب جنگ ہار گیا۔ میدان جنگ
میں کام آیا۔ اس کی ساری سلطنت پر کیقباد مادکرد کا قبضہ ہو گیا
اور سلطنت توران ان پانچ خطوں پر مشتمل تھا۔ سغدستان (مرکزی ایشیا
کے ممالک) کابلستان، زابلستان (موجودہ افغانستان) توران (سطح مرتفع

قلات) و مکران (موجودہ بلوچستان) ۔ اس مفتوحہ سلطنت کے اکثر و بیشتر علاقے کیقباد ماد کرد نے اپنے کرد قبائل پہ تقسیم کر دیا ۔ جنہوں نے اس جنگ میں بھرپور حصہ لے کر تورانی سلطنت کی افواج کو شکست فاش دی تھی ۔ چنانچہ افراسیاب تورانی سلطنت کے بادشاہ کی جنگ میں کام آجانے کے بعد تورانی سلطنت آج تک صفحہ ہستی سے مٹ گئی سلطنت توران کا خطہ زابلستان زنگنہ کردوں نے فتح کیا تھا ۔ لہٰذا کیقباد ماد کرد بادشاہ نے یہ علاقہ زنگنہ کردوں کو دی ۔ اور انہیں یہاں بسایا ۔ اور زنگنہ کردوں نے یہاں اپنی امارت قائم کر دی ۔ براخوئی کردوں نے سلطنت توران کے منطقہ توران کو فتح کیا تھا ۔ لہٰذا یہ علاقہ انہیں ملا ۔ اور وہ یہاں مستقلاً بود و باش اختیار کر کے اپنی امارت قائم کر دی ۔ اور کانی کردوں نے تورانی سلطنت کی انتہائی جنوبی خطہ جو سمندر سے متصل تھا ۔ جسے مکران کہتے تھے فتح کیا ۔ یہ علاقہ ان کو سپرد ہوا ۔ چنانچہ انہوں نے یہاں سکونت اختیار کر کے اپنی امارت قائم کر لی ۔ لہٰذا یہ تینوں امارتیں ۵۸۴ سال قبل از مسیح قائم ہو گئیں ۔ امیر کیقباد ماد کرد بادشاہ فارس و مادستان کے فوج کے تین ڈویژن ۔ براخوئی کرد ڈویژن اور کانی کرد ڈویژن زنگنہ کرد ڈویژن افواج کی فوجی نشان مرغے کی کلغی تھا جسے قدیم فارسی اور کردی زبان میں (بلوچ) کہتے ہیں ۔ لہٰذا اسی فوجی نشان کی وجہ سے ان ڈویژنوں کے افراد براخوئی کرد بلوچ اور کانی کرد بلوچ زنگنہ کرد بلوچ کہلاتے تھے ۔ ان کو عام طور پر کرد بلوچ کہتے تھے لہٰذا ان خطوں میں براخوئی کرد اور کانی کرد اور زنگنہ کرد قبائل کے مستقلاً سکونت اختیار کرنے کے بعد ان خطوں میں

لفظ بلوچ دوران گفتگو مستعمل ہونے لگا۔ کرد بلوچ سے یہ مراد ہوتی تھی۔ کہ وہ کرد جن کا فوجی نشان بلوچ ہے۔ یعنی مرغے کا کلغی ہے۔ گویا زابلستان۔ توران۔ مکران، کرمان میں پہلے بار ۸۵۲ سال قبل از مسیح لفظ بلوچ سے مقامی لوگ آشنا ہو کر اپنی گفتگو میں اس لفظ کو استعمال کرنے لگے تھے

تاریخی کتابوں میں لفظ بلوچ کا پہلی بار تذکرہ

ابو جعفر بن جریر الطبری خاندان بنی عباس کے دور خلافت میں پہلا عرب مسلمان واقعہ نگار رہے جو اپنی تاریخ (تاریخ الرسل و ممالک) میں لفظ بلوچ کا تذکرہ کرتا ہے۔ یہ واقع نگار ۹۲۳ء میں فوت ہوا۔ اس کے بعد مختلف مستند تواریخ دان جنہوں نے اپنی تصانیف میں بلوچوں کے بارے میں تذکرے کیے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ابوشجاع رودا۔ وری المسعودی ۹۲۳ء اصطخری ۹۵۱ء ابن حوقل ۹۵۱ء المقدسی ۹۸۹ء فردوسی ۱۰۲۰ء ناصر خسرو ۱۰۴۷ء ادریسی ۱۰۵۳ء ابن جبیر ۱۱۸۲ء یاقوت ۱۲۲۵ء قزوینی ۱۲۷۵ء

ازمنہ وسطیٰ کے عرب مورخین نے جنوبی بلوچستان کو مکران کا نام دیا ہے اور مرکزی بلوچستان (سطح مرتفع قلات) کو توران کے نام سے موسوم کیا ہے۔ بلکہ عربوں سے پہلے بھی قدیم تاریخی کتابوں میں ان خطوں کا نام مکران اور توران رہا ہے شاہنامہ فردوسی میں فردوسی نے ھخا منشی دور، ساسانی دور کے حکمرانان ایران کی افواج میں بھرتی شدہ بلوچوں کی بہادری کے کارناموں کا تذکرہ

کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ سرتاپا مسلح ہوتے تھے۔ فردوسی اسی دور کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جب بھی تورانی اور ایرانی سلطنتوں کی لڑائیاں ہوتی تھیں ان کا میدانِ جنگ توران (بلوچستان) ہوا کرتا تھا۔ وہ یہاں اپنی فوجوں کو لا کر ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا کرتے تھے۔

ان مندرجہ بالا مورخین میں سے ابی القاسم۔ ابن حوقل نے بلوچوں کے قبائل ان کے مساکن اور دیگر سماجی حالات پر اپنی کتاب (صورت الارض) میں کافی روشنی ڈالی ہے۔ اس کتاب میں ابن حوقل نے اٹھارہ بلوچ قبائل کے ناموں کا تذکرہ کیا ہے۔ جو اس طرح ہیں ۱۔ زیم ہیلویت جسے زیم سنجان بھی کہتے ہیں۔ ۲۔ زیم احمد بن لیث ۳۔ زیم احمد بن علی حسن جسے کرما بھی کہتے ہیں ۴۔ زیم کرمانی ۵۔ زیم درمانی ۶۔ زیم بیراوی ۷۔ زیم محمد بن باشار ۸۔ زیم ادرگانی ۹۔ زیم بہاجی ۱۰۔ زیم اشکی ۱۱۔ زیم شیر کبارہ ۱۲۔ زیم زنگنہ ۱۳۔ زیم سغاری ۱۴۔ زیم شاماری ۱۵۔ زیم تلسان ۱۶۔ زیم مالی ۱۷۔ زیم سمکانی ۱۸۔ زیم کلی ان بلوچ قبائل کے تذکرہ میں ایک دلچسپ تاریخی پہلو یہ ہے۔ کہ ابن حوقل کے ان اٹھارہ بیان کردہ بلوچ قبائل میں سے گیارہ قبائل کے نام تاریخ مردوخ جو کرد ملت کی تاریخ ہے اس میں بھی ان کا تذکرہ ہے۔ جنہیں مصنف تاریخ مردوخ کرد قبائل قرار دیتا ہے۔ حالانکہ تاریخ مردوخ بہت بعد میں لکھی گئی ہے ابن حوقل کی کتاب (صورت الارض) میں دوسرا دلچسپ نقطہ یہ ہے کہ وہ ۱۸ بلوچ قبائل کی فہرست میں قبیلہ بیراوی کو بھی بلوچ قبیلہ

قرار دیتا ہے۔ جو انیسویں صدی کے انگریز مورخین کے اس نظریہ کو رد کرتا ہے کہ بیراوی بلوچ نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ کردگالی (براھوئی) زبان میں بات کرتے ہیں۔ یہ ان تاریخی مستند کتابوں کے حوالے تھے جن میں بلوچ ملت کے بارے میں تذکرے ہوتے رہے ہیں اب ہم تاریخی دستاویزات میں خطہ بلوچستان کے تسمیہ کے بارے میں کھوج لگائیں گے۔ کہ یہ خطہ کس دور میں بلوچستان کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ اس بارے میں تاریخی شواہد یہ کہتے ہیں۔ کہ جب ۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان، چنگیز خان، تاتاری کا پوتہ، سلطنت اسلامی کے خاندان بنی عباس کے آخری خلیفہ مستعصم باللہ کے دارالخلافہ بغداد پر حملہ کیا اور ہمیشہ کے لئے خلافت عباسی کا چراغ گل کیا۔ اور وہ خود اس وسیع سلطنت کا مالک بن گیا۔ تو خلافت عباسی کے سقوط کے بعد وہ اسلامی معاشرہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدینہ ۶۲۲ء سے لے کر بنی عباس کے خلیفہ مستعصم باللہ کے دور ۱۲۵۸ء تک وجود میں آچکا تھا۔ تاتاریوں کے ہاتھوں تہس نہس ہو گیا۔ جو خود بت پرست تھے۔ ہلاکو خان نے جب ایران میں (ال خان) خاندان کے نام سے ۱۲۵۸ء میں اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ تو اس کے سارے جانشین بت پرست تھے یا نیم چہ مسلمان تھے۔ بہر حال صحیح معنوں میں مسلمان نہ تھے۔ اس خاندان کے ساتویں حکمران غزن (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) بادشاہ ہونے سے پہلے باقاعدہ مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ پھر تخت پر بیٹھا۔ اپنے مسلمان ہونے کی تائید میں منگول خاقان چین کی بالادستی سے آزاد ہو کر بحیثیت آزاد مسلمان بادشاہ حکمرانی کرنے لگا چونکہ

تاتاری نسلاً خانہ بدوش تھے۔ وہ عباسی خلفا کی طرح متمدن مہذب اثاثہ نہ تھے۔ کچھ ایسے سیاسی حالات پیدا ہو گئے۔ کہ وہ ایک وسیع سلطنت کا مالک بن گئے۔ اور دولت سے مالا مال ہو گئے۔ لہٰذا ان کے شہزادے اپنے ہم خیال گروہوں کے ساتھ اسی وسیع اسلامی سلطنت کے مختلف حصوں میں گھومتے پھرتے تھے۔ کبھی آپس میں رقابت کی وجہ سے لڑتے تھے اسی منگول تاتاری دور میں تمام اسلامی سلطنت میں مسلمان امراء اپنے مقامی علاقوں میں حکمرانوں کی صورت میں ابھر کر وجود میں آئے۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ جس علاقے کے امیر نے تاتاری حکمران یا شہزادوں کی آؤ بھگت کی وہ ان سے خوش ہو کر اسی علاقے کی حکمرانی ان کے سپرد کرتے تھے یہ تمام تاتاری منگول پالیسی تھی۔ وہ حکومت اور سیاست کی دیگر باریکیوں میں نہیں جاتے تھے۔ کیونکہ وہ باقاعدہ مستقل ایک جگہ قیام کے عادی نہ تھے۔ وہ اپنی سادہ خانہ بدوشانہ زندگی کو زیادہ پسند کرتے تھے اسی وجہ سے سلطنت کے کونے کونے میں پھرا کرتے تھے۔ لہٰذا روایت یہ ہے کہ (ال خان) خاندان کے ساتویں بادشاہ گزن کے دور (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) حکومت میں خطہ بلوچستان جو منطقہ توران، مکران، خاران، چاغی پر مشتمل تھا۔ نیز ایرانی بلوچستان کے خطے بلوچستان کے نام سے موسوم ہو چکے تھے ہر جگہ جہاں بلوچ آبادی کی اکثریت تھی وہ اسے بلوچستان کہتے تھے ان تمام علاقوں میں کرد بلوچ آباد تھے۔ لہٰذا ۸۵۰ سال قبل از مسیح سے لے کر ۱۳۰۴ء تک یعنی تقریباً اس دو ہزار ایکسو پچاس سال کی طویل مدت میں کرد بلوچ کا لفظ کرد حذف ہوا۔ اور صرف بلوچ کا لفظ کردوں کی تسمیہ کا نشان رہ گیا۔ لہٰذا بلوچ قومیت کی وجہ سے توران

مکران، خاران - چاغی - ایرانی بلوچستان کے حصّے جو مکران خاران اور چاغی سے متصل تھے - اور قدیم زمانہ میں انہی خطوں سے منسلک تھے - اور انہی ناموں سے موسوم تھے - بلوچستان کا خطہ کہلانے لگے - بنی عباس کے دور خلافت میں خاران اور چاغی سیستان قدیم زابلستان کے حصّے تھے - لیکن جب اسلامی سلطنت کے تمام صوبوں میں شکست وریخت کا عمل جاری رہا - چنانچہ چاغی اور خاران کی اکثر آبادی بلوچ تھی - انہوں نے بلوچی قومی جذبہ کے تحت اپنے علاقوں کو بلوچستان کے دو قدیم خطوں توران اور مکران کے ساتھ شامل کر دیا - جو آج تک بلوچستان کے خطے شمار ہوتے ہیں -

چونکہ چنگیز خان اور ہلاکو خان کے دور حکمرانی میں سلطنت اسلامی میں انہوں نے اس قدر تباہی مچا دی - کہ اس وسیع سلطنت میں جتنے بھی اعلیٰ تعلیمی ادارے تھے - سب کے سب تباہ و برباد ہو کر رہ گئے تھے - اور کافی عرصہ تک ان تمام علاقوں میں کہیں بھی کوئی روشن دماغ - دانا - ذی ہوش عالم پیدا نہ ہوا - عالم بڑے تعلیمی ادارے پیدا کرتے ہیں - جب اعلیٰ تعلیمی ادارے نہ رہے - تو عالم کہاں سے وجود میں آتے - لہٰذا اس دور میں کوئی علمی شاہکار بھی وجود میں نہیں آیا - جس میں خطہ بلوچستان کا بلوچستان کے نام سے تذکرہ ہوتا - بہت بعد کے ادوار میں سب سے پہلے ظہیر الدین بابر نے اپنے دور حکمرانی (۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء) میں اپنی کتاب تزک بابری میں خطہ بلوچستان کا یوں تذکرہ کرتا ہے - یہ کسی تاریخی کتاب میں خطہ بلوچستان کا - بنام بلوچستان پہلا

تذکرہ ہے۔ اور ہماری یہ دلیل بھی صحیح ثابت ہوتی ہے۔ کہ بہت پہلے سے خطۂ بلوچستان۔ بلوچستان کے نام سے موسوم ہوا ہوگا۔ جبکہ مغل بادشاہ بابر اپنا تزک لکھتے وقت بلوچستان کے واقعہ کو لکھتے وقت۔ خطہ بلوچستان کا نام لکھ کر واقعہ کو بیان کرتا ہے تزک بابری میں۔ ظہیرالدین بابر۔ بلوچستان کے متعلق یوں لکھتا ہے۔

بلوچستان میں ہنگامہ: ان دنوں بلوچستان سے مہدی کوکلتاش کا مراسلہ موصول ہوا۔ اُسنے اطلاع دی تھی۔ کہ بلوچوں نے کچھ جگہوں پر لوٹمار مچارکھی ہے۔ اور ہنگامے برپا کر رہے ہیں۔ یہ اطلاع پاتے ہی میں نے بلوچوں کی تنبیہہ کے لئے چین تیمور سلطان کا انتخاب کیا۔ اور اس سمت کے امرار مثلاً عادل سلطان، محمود سلطان دولدی، خسرو کوکلتاش وغیرہ کو فرمان لکھوائے یہ سب لوگ چھ چھ مہینے کی ضروریات کا بندوبست کرکے چین تیمور سلطان کے ہر حکم کی اطاعت لازم جانیں؛ اُردو ترجمہ تزک بابرہ صفحہ ۲۶۸۔ ظہیرالدین بابر کے بعد جب اُس کی خاندانی حکومت ہندوستان کی سلطنت پر اُستوار بنیادوں پر قائم ہوگئی۔ تو اُن کے پوتے کے دورِ حکومت۔ یعنی جلال الدین اکبر کے دورِ حکومت (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) میں۔ ان کے ایک وزیر علامہ ابوالفضل نے اُن کے دورِ حکومت کے ہر قسم کے حالات و قوانین ضبط تحریر میں لائے۔ کتاب کا نام آئین اکبری رکھ دیا، اور کتاب تین جلدوں میں ہے۔ اسی کتاب کے جلد سوئم میں وہ ہندوستان کی سلطنت میں بولی جانے والے زبانوں کے بارے میں خطہ

بلوچستان کا تذکرہ بنام بلوچستان کرتا ہے۔ علامہ ابوالفضل یوں لکھتا ہے۔ ”“ تمام ہندوستان میں بے شمار زبانیں بولی جاتی ہیں اور وہ زبانیں جو ایک دوسرے سے ملی جلی ہیں۔ شمار سے باہر ہیں اور وہ جو مختلف ہیں۔ دہلی۔ بنگالہ۔ ملتان۔ مارواڑ گجرات تلنگانہ۔ مرہٹہ، کرناٹک۔ سند۔ افغان شمالی (جو سند اور کابل اور قندھار کے درمیان ہے) بلوچستان کشمیر میں رائج ہیں۔ ”“ آئین اکبری اردو ترجمہ جلد سوئم صفحہ نمبر ۹۸۔

بعد کے ادوار میں بعض مؤرخین نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ جب سلطنت ایران پر صفوی خاندان کے زوال کے بعد۔ نادرشاہ افشار۔ سلطنت ایران پر ۱۷۳۶ء میں قابض ہوگیا۔ اور ان کے حکومت کی ابتدائی دور میں اُنکی افغان مہمات کے دوران۔ اُس کا درود بلوچستان اور بلوچی علاقوں میں ہوا۔ اُس نے اپنے مصاحبین سے دریافت کیا کہ یہاں کون لوگ رہتے ہیں۔ اُنہیں بتایا گیا کہ اس علاقے میں بلوچ قبائل رہتے ہیں۔ لہٰذا اُس نے علاقے کا نام بلوچستان رکھا۔ بعد میں سارا علاقہ بلوچستان کے نام سے شہرت پاگیا۔ لہٰذا بلوچ مورخ میر گل خان نصیر جو بلوچی زبان کے ملک الشعرا بھی ہیں۔ اپنی تاریخ بلوچستان جلد اوّل میں۔ خطہ کا بلوچستان کے نام سے موسوم ہونے کا اسی تاریخی واقعہ کو وجہ بیان کی ہے۔ لیکن تزک بابری میں خطہ بلوچستان کا۔ بلوچستان کے نام سے تذکرہ۔ اس دلیل کو رد کرتا ہے۔ کیونکہ تزک بابری تقریباً دو سو سال نادرشاہ افشار کے دور حکومت و حکمرانی سے پہلے لکھا گیا ہے۔

گویا نادر شاہ افشار کے دور سے دو سو سال پہلے بلوچستان کا خطہ "بلوچستان" کے نام سے موسوم چلا آرہا تھا۔ اسی طرح "سرچ لائٹ آن بلوچیز اور بلوچستان" کے مصنف جسٹس میر خدا بخش مری۔ بار، ایٹ۔ لا نے بلوچستان کے تسمیہ کی ایک اور توجیہ بیان کیا ہے کہ جب پندرھویں صدی کی شروعات میں موجودہ بلوچستان کے علاقہ میں بلوچ قبائل کے خروج کا آغاز ہوا۔ تو اُس وقت سے علاقہ کا نام بلوچستان پڑ گیا ہو گا۔ بنابراں جسٹس صاحب کا یہ نظریہ بلوچستان کے تسمیہ کے بارے میں بھی صحیح نہیں۔ جسٹس صاحب کے نظریہ کو۔ تاریخی کتاب کو ردگال نامک رد کرتا ہے۔ جس کے مطابق بلوچ خطہ بلوچستان میں ۸۵۴ سال قبل از مسیح اپنے کرد بادشاہ کیقباد کے زیر سرکردگی میں وارد ہوئے۔ لہٰذا پندرھویں صدی کی بات تو۔ اب کی بات ہے۔ ہر حال کرد بلوچوں کی بلوچستان میں وارد ہونے کی تفصیلات میں نے اس باب کے شروعات میں نہایت وضاحت سے بیان کی ہیں۔ اور قدیم دستاویزات کے جائزہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ تاریخی کتابوں میں پہلے بلوچ ملت کا تذکرہ ہوا ہے۔ پھر اس کی جائے سکونت بلوچستان کے بارے میں ذکر ہوا ہے۔

ضمیمہ اول

یہ ضمیمہ اُن کرد قبائل کا ہے جو دورِ حاضر میں مشرق وسطیٰ کے مختلف مملکتوں میں سکونت پذیر ہیں۔ جن کا تذکرہ تاریخ مردوخ جلد اول میں مصنف جناب حضرت آیت اللہ آقای شیخ محمد مردوخ کردستانی نے ردیف وار کی ہے۔ چونکہ کتاب "تاریخ بلوچ و بلوچستان کی جھلکیاں" کی بنیادی ماخذ تاریخ مردوخ جلد اول ہے۔ اس لئے ان کرد قبائل کے اسما کو بطور ضمیمہ کتاب ہذا میں شامل کرنا ضروری ہے۔

تاریخ مردوخ جلد اول کی باب دوئم جو چار حصوں میں منقسم ہے حصہ چہارم جس کا عنوان ہے "دربیان کردستان و نفوس و طوایف کرد" مصنف "طوایف فرعی کرد" کے بارے میں یوں رقمطراز ہوتا ہے۔ "کرد ملت کی تقریباً اس وقت پانچ سو طایفے ہیں۔ جو کردستان کے علاوہ قرب وجوار کی ممالک میں منتشر ہو کر سکونت پذیر ہوئے ہیں۔ اگرچہ مسعودی، اصطخری ابن حوقل، مقدسی جیسے نامور مورخین نے کردوں کا تذکرہ کیا ہے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اتنی وضاحت اور تفصیل سے ان کا بیان نہیں کیا ہے۔ چنانچہ میں چاہتا کہ کرد ملت کے ان تمام قبائل کا حروف تہجی کے رو سے ذکر کروں جو نسلی لحاظ سے کرد ہیں اور انکی نسلی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔

(ا)

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱-	آتمانیکان	دربند تبلس بوتان - موش القرہ	پانچ ہزار گھرانے
۲-	آخر سوری	گرمیر کردستان	پچاس گھرانے
۳	آخ چشمی	معزرہ سیواس	تین سو گھرانے
۴-	آدرگانی	فارس - مکران	
۵-	آدمانلی	بایزید	ایک سو اسی گھرانے
۶-	آرتوسی	زالقوش - زاخو، موصل ترکیہ	چار ہزار گھرانہ
۷-	آزاد بختی	خرم آباد دولغان	
۸-	آزاد دختی	فارس	

۹	آشیشارت	خروت رحمہ زانا	پانچ سو گھرانہ
۱۰	آکو	اربیل	ایک ہزار گھرانہ
۱۱	آلاک	فارس	
۱۲	آلیکانلی	مختلف مقامات کردستان	ایک سو پچاس گھرانہ
۱۳	آمرژان	سیورک	پچاس گھرانہ
۱۴	آیرو	موصل	سو گھرانہ
۱۵	البطابر	موصل	اسی گھرانہ
۱۶	آجاخی	نکری جہا آباد کردستان	
۱۷	احمدزنیل	سنن داج کردستان	

۱۸	احمدوند	مقام ہمہ دند	
۱۹	اختیار دینی	بانہ بلوک	
۲۰	اُردلان	(سنن درج کردستان) طہران	
۲۱	آروک	آماسیہ۔طوقات	چارسو گھرانے
۲۲	اَزلی	مقام موش	
۲۳	اِسحاق	فارس	
۲۴	اسماعیل عزیزی	ایران وعراق	چھ سو گھرانے
۲۵	اشتم ہاری	فارس	
۲۶	اُشنویہ	لامیجانی	
۲۷	الخاص	حلب علاقہ شام	پانچ سو گھرانے

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۸	آلیا	خربوت	
۲۹	اِمامی	جوان رود	ستر گھرانہ
۳۰	اُمبارلو	عراق عجم	
۳۱	اوراجی	اورامان	دو ہزار گھرانہ
۳۲	آیلہ روتی	سیروان	
۳۳	اِیناخی	جبل زاگروس	
۳۴	ایوبیان	کرکوک	
۳۵	ایرت وند	دلغان	ایک ہزار گھرانہ

ب

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۶	باباجانی	بین النہرین	آٹھ سو گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۷	بابان	سلیمانیہ	
۳۸	باجلان	قصر شیرین	تیرہ سو گھرانہ
۳۹	بادہ لی	اشکرد	سترہ سو گھرانہ
۴۰	بادیان	جزائر	
۴۱	باران	سیورک	
۴۲	بارنان	زاب بزرگ	دو ہزار سات سو پچاس گھرانہ
۴۳	باریسان	جبال ذکر	
۴۴	بازوکی	تہران و قزوین	پانچ ہزار گھرانہ
۴۵	بازیکلی	طلازکرد	ستر گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن ۔ او	تعداد
۴۶	بازین جان	اصفہان	
۴۷	باسیر	شہرزور۔شام	
۴۸	باشمانلی	ملازکرد۔ آلشکرد	
۴۹	باشناوی	موصل	
۵۰	باشوکی	روان سر	
۵۱	باکیلی	فارس	
۵۲	بالابرانلی	غربی فرات	پانچ سو ساٹھ گھرانے
۵۳	بالاوند	ھلیلان	تین سو گھرانے
۵۴	بالاگتروہ	کرمان شاہ	
۵۵	بالک	اربیل	ایک ہزار دو سو گھرانے

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۵۶	بالِکان	بالکان	تین سو گھرانہ
۵۷	بالیان	خوئی	ستر گھرانہ
۵۸	بالی وند	فارس	
۵۹	بانہ	مکوک	تین ہزار پانچ سو گھرانہ
۶۰	بادہ نور	خراسان	
۶۱	بختی	کردستان	تین ہزار گھرانہ
۶۲	بختیاری	کرمان، کاشان، اصفہان، شوشتر	ساٹھ ہزار گھرانہ
۶۳	بدری	ایران - عراق	
۶۴	بدلیسیان	ایران	
۶۵	براحوئی	بلوچستان، افغانستان الوتہ - سندھ	تین سو ہزار گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۶۶	برادوست	مقام رواندوز	تین ہزار گھرانہ
۶۷	براز	کردستان	تین سو گھرانہ
۶۸	براز دمختی	فارس	
۶۹	برازیہ	سروج	نو ہزار گھرانہ
۷۰	برزنجی	کرکوک	ایک ہزار پانچ سو گھرانہ
۷۱	برکیلی	جنوبی قرشہر	ایک ہزار گھرانہ
۷۲	برواری	شمالی رودکارہ	ایک ہزار سات سو گھرانہ
۷۳	بریزانلی	وان	نو سو گھرانہ
۷۴	بشری	دیار بکر	
۷۵	بگمان	دیار بکر	پانچ سو گھرانہ

تعداد	مسکن	نام قبیلہ	نمبر شمار
	مہا آباد	بَنیاس	۷۶
ایک گو امی گھرانہ	مقام جول مرگ	بَلبیکار	۷۷
چھ ہزار گھرانہ	مقام موش	بلیکان	۷۸
دس ہزار نفوس	مقام مرعش	بُلبیکانی	۷۹
تین سو گھرانہ	منگوڑان کرکوک	بلبل وند	۸۰
	فارس	بِنداد مهدی	۸۱
	فارس	بنده داکی	۸۲
چار سو پچاس گھرانہ	زاب عراق عرب	بوره کہ	۸۳
ایک سو اسی گھرانہ	کردستان ۔ عراق	بوزیکان	۸۴
ایک سو پچاس گھرانہ	مقام اربیل	بولی	۸۵

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۸۶	بہادینان	کردستان	
۸۷	بہاروند	مقام کیالان	ایک ہزار گھرانہ
۸۸	بہتونی	کرمان شاہ	ایک ہزار گھرانہ
۸۹	بھیرمانہ	مقام خرلوت	پانچ سو گھرانہ
۹۰	بیباتی	کرکوک	چار سو گھرانہ
۹۱	بیتیا وند	مقام غربی منبلی	
۹۲	بیران وند	درہ چینی وھرو	دس ہزار گھرانہ
۹۳	بیتیاوند	کرمان شاہ	
۹۴	بیتروند	مقام دلغان	

پ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۹۵	پاپی	مقام - سبزوار	ایک ہزار گھرانہ
۹۶	پاتاقی	کرمان شاہ	
۹۷	پازوکی	مقام روان سر	
۹۸	پالانی	کرکوک خانقین	تین سو پچاس گھرانہ
۹۹	پاپیرہ وند	کرمانشاہ	آٹھ سو گھرانہ
۱۰۰	پچناوند	خراسان	
۱۰۱	پرہ پیشہ	مقام اسفند آباد	ایک ہزار گھرانہ
۱۰۲	پسانی	کردستان	
۱۰۳	پشدری	مقام مارت مرگہ	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱۰۴	پنجینان	مقام موش	نو سو گھرانہ
۱۰۵	پنیانیشلی	شرقی اردمیہ	ایک ہزار گھرانہ
۱۰۶	پنیجاری	مقام غزلی موش	چار سو پچاس گھرانہ
۱۰۷	پوران	دیار بکر	بائیس گھرانہ
۱۰۸	پیران	مہا آباد	چھ سو گھرانہ
۱۰۹	پیمیزان	مہا آباد	تیس گھرانہ
۱۱۰	پیبزیانلی	ارض روم	سات سو گھرانہ

ت

۱۱۱	تاپیان	مقام وان	تین سو گھرانہ
۱۱۲	تارابی	مقام پشتکوہ	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مقام سنہ	تعداد
۱۱۳	تاری مرادی	مقام سنہ	سو گھرانہ
۱۱۴	تاکولی	مقام وان	چار سو پچاس گھرانہ
۱۱۵	تالہ بانی	کرکوک	ایک ہزار پچاس گھرانہ
۱۱۶	تامدانی	فارس	
۱۱۷	تاے گوزی	مقام بلوک	پچاس گھرانہ
۱۱۸	تائیشہ	مقام روان سر	
۱۱۹	تبنتکی	مقام قمرانیہ	
۱۲۰	ترخانی	مقام روان دوز	
۱۲۱	ترھانی	لرستان	سات ہزار گھرانہ
۱۲۲	ترطیشہ	مقام کرکار	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱۲۳	تمرتوزہ	مقام سنن دُرش	تین سو گھرانہ
۱۲۴	محقونی	مقام قزوین	سو گھرانہ
۱۲۵	تیریکان	دیاربکر۔انقرہ	چھ سو پچاس گھرانہ
۱۲۵A	تیلشانی	کرکوک	پچاس گھرانہ
۱۲۶	تیلکوئی	مقام ھوباتو	سات سو گھرانہ
		(ج)	
۱۲۸	جاف	مقام سلیمانی	بارہ ہزار گھرانہ
۱۲۹	جاکیہ	فارس، کردستان	
۱۳۰	جباری	کرکوک	پانچ سو گھرانہ
۱۳۱	جبارکی	کردستان	
۱۳۲	جبرانلی	مقام ارزتلیس و موش	دو ہزار گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱۳۳	جزی ریان	مقام کوزکیل	تین ہزار گھرانہ
۱۳۴	جلال وند	کرمان شاہ	
۱۳۵	جلالی (ترک)	آذربائیجان	ایک سو گھرانہ
۱۳۶	جکی کانلی	وان مرعش	
۱۳۷	جلیلی	فارس	
۱۳۸	جلیل وند	مقام۔دینور	تین سو گھرانہ
۱۳۹	جمور	ہمدان	پانچ سو گھرانہ
۱۴۰	جوانی	ایران کردستان	
۱۴۱	جوردکی	مقام خرم آباد	چھ سو گھرانہ
۱۴۲	جوری کانلی	مقام قوچ حصار	بائیس گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱۴۳	جوزکان	موصل	
۱۴۴	جوزی کان	ہمدان	
۱۴۵	جولمرگ	کردستان	تین ہزار گھرانہ
۱۴۶	جہاں باگلی	مقام آفیون ترکی	پانچ ہزار گھرانہ
۱۴۷	جیگان	گرجستان	
		(چ)	
۱۴۸	چاپکسان	مقام سیومرک	
۱۴۹	چار دولی	مقام بلوک	بائیس گھرانہ
۱۵۰	چکوانی	کردستان	
۱۵۱	چمش گزک	خراسان	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱۵۲	چگنی	مقام سفید رود	تین ہزار گھرانے
۱۵۳	چی چیہ	مقام کرہ داغ	
۱۵۴	چلبی	عراق	
		(ح)	
۱۵۵	حاجی بانی	مقام قیصری	تین سو گھرانے
۱۵۶	حریری	مقام اربیل	
۱۵۷	حسن وند	مقام ملازگرد	چار ہزار بائیس گھرانے
۱۵۸	حسنان لو	ترکی، عراق، ایران	تین ہزار گھرانے
۱۵۹	حسنویہ	کردستان	
۱۶۰	حسینی	جزیرہ ابن عمر	پانچ سو گھرانے

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱۶۱	حصاران	ایران، ترکی، عراق بلوچستان	
۱۶۲	خفتیان	مقام روان دوز	
۱۶۳	حکاری	سلیمانیہ، عمادیہ	چار ہزار گھرانہ
۱۶۴	حمدی کان	مقام ملاز کرد	
۱۶۵	حمیدی	کردستان، عراق	
۱۶۶	حوتان	مقام بوتان	تین سو گھرانہ
۱۶۷	حوسہ	مقام زور	
۱۶۸	حیدران لی	اردمیہ و موش	دو ہزار گھرانہ
۱۶۹	حنان لی	مقام ملاز کرد	چار ہزار بائیس گھرانہ
۱۷۰	حیدری	مہا آباد	ایک ہزار پانچ سو گھرانہ

		خ	
۱۷۱	خاتون اوغلی	مقام بوز غاد	چار سو گھرانہ
۱۷۲	خازانی	دیار بکر	پچاس گھرانہ
۱۷۳	خالتی	کردستان	
۱۷۴	خالووندی	مقام فراھان	ایک سو گھرانہ
۱۷۵	خالکانی	مقام فوج حصار	چار سو گھرانہ
۱۷۶	خانی	مقام خوشاب	ایک سو اسی گھرانہ
۱۷۷	خانیان	مقام بایزید	
۱۷۸	خزات	کردستان	
۱۷۹	خسروی	فارس	
۱۸۰	خضران لو	آذربائیجان	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱۸۱	خَفتیان جسے خفتیان بھی کہتے ہیں جس کا ذکر ہو چکا ہے		
۱۸۲	خوشناؤ	مقام شقلاوا	دو ہزار گھرانے
۱۸۳	خیزان	بین الہزین عراق	
۱۸۴	خیلان لی	مقام اربیل	بائیس گھرانے
۱۸۵	خالی	اصل میں جلالی قبیلہ ہے جو سہواً خالی لکھا گیا ہے	
		(د)	
۱۸۶	داخوری	مقام تورعابدین	
۱۸۷	داسنی	عراق	
۱۸۸	دال وند	مقام پیشکوہ	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱۸۹	داؤدی	کرکوک	ایک ہزار گھرانہ
۱۹۰	دایابیلان	شام	
۱۹۱	دراجی	مقام گاؤ۔رود	چار سو گھرانہ
۱۹۲	دشتی	مقام پُشتکوہ	
۱۹۳	دلغان	مقام فاؤ	چھ سو گھرانہ
۱۹۴	دلوئی	کرکوک	چھ سو گھرانہ
۱۹۵	دلیکانلی	مقام مرعش	بیس گھرانہ
۱۹۶	دُنبلی	عراق	
۱۹۷	دینکی	ایران، عراق	ایک ہزار گھرانہ
۱۹۸	دوزائی	مقام کوئٹہ	

نمبرشمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۱۹۹	دودری	دان	چارسو گھرانہ
۲۰۰	دوروئی	مقام جوان رود	سوگھرانہ
۲۰۱	دوسکی	موصل	ایک ہزار بیس گھرانہ
۲۰۲	دوغائی	مقام مرعش	دوسو پچاس گھرانہ
۲۰۳	دوم	مقام ستہ	دوسو گھرانہ
۲۰۴	دہ لوئی	پہلے ذکر ہو چکا ہے	
۲۰۵	دھوک	دہا آباد	تین ہزار گھرانہ
۲۰۶	دیار بکری	دیار بکر	چھ ہزار گھرانہ
۲۰۷	دیر سعلی	دیار بکر	چار ہزار گھرانہ
۲۰۸	دیر کوند	مقام کیالان	دو ہزار گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۰۹	دیزہ	مقام اربیل	چھ ہزار گھرانہ
۲۱۰	دیلمی	مازندران	اسی ہزار گھرانہ
۲۱۱	دناری	مقام جولہ مرگ	پانچ سو گھرانہ
۲۱۲	دنیاروند	مقام پشتکوہ	
		(ر)	
۲۱۳	راسنی	مقام عقر	تین ہزار گھرانہ
۲۱۴	رامانی	فارس	
۲۱۵	رحمٰن بگی	مقام روانسر	
۲۱۶	رشکوتانی	دیار بکر	پانچ سو گھرانہ
۲۱۷	رشوان	ارزروم ترکی	ستر گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۱۸	رشوند	قزوین	پانچ سو گھرانہ
۲۱۹	رشتہ وند	آذربائیجان	
۲۲۰	رزنیکی	کردستان عراق	
		(ز)	
۲۲۱	زاراری	مقام اربیل	تین سو گھرانہ
۲۲۲	زازا	مقام سیورک	ایک ہزار گھرانہ
۲۲۳	زافران لی	خراسان مشہد	
۲۲۴	زایادی	فارس	
۲۲۵	زایخی	عراق	
۲۲۶	زردونی	کرمانشاہ	پانچ سو گھرانہ

تعداد	مسکن	نام قبیلہ	نمبر شمار
پانچ سو گھرانہ	ارومیہ	زرزا	۲۲۷
پانچ ہزار گھرانہ	مقام رستاق	زرزار	۲۲۸
	عراق	زرقی	۲۲۹
	عراق	زکرمی	۲۳۰
	کردستان	زند	۲۳۱
چار سو پچاس گھرانہ	کرکوک۔ خانقین افغانستان، بلوچستان	زنگنہ	۲۳۲
ایک ہزار دو سو گھرانہ	موصل	زیباری	۲۳۳
چھ ہزار گھرانہ	مقام خنس والقرہ	زیریکانی	۲۳۴
	مقام الشکرد	زیلانی	۲۳۵

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۳۶	زینل وند	مقام پشتکوہ	
		(س)	
۲۳۷	سابلی	آذربائیجان	
۲۳۸	ساتیاری	مقام روانسر	چھ سو گھرانہ
۲۳۹	ساراتی	آذربائیجان	
۲۴۰	سارمی	عراق	چار سو گھرانہ
۲۴۱	ساسونی	عراق	
۲۴۲	ساکور	عراق	تین سو گھرانے
۲۴۳	سالانی	فارس	
۲۴۴	سالمونی	فارس	

نمبرشمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۴۵	سبائی	فارس	
۲۴۶	سپرتی	مقام زاخو	ستر گھرانہ
۲۴۷	سپیکانی	وان	تین ہزار گھرانہ
۲۴۸	سفاری	فارس	
۲۴۹	سگور	کردستان	
۲۵۰	سگوند	مقام لپتگوہ	چار ہزار گھرانہ
۲۵۱	سلدوز	آذربائیجان	دو ہزار گھرانہ
۲۵۲	سلسلہ	مقام خادو الشر	
۲۵۳	سلیمانی	مقام میافارقین	
۲۵۴	سلیوان	مغربی موش	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۵۵	سنجاوی	کردستان، سیستان مکران	دو ہزار پانچصد گھرانہ
۲۵۶	سنجار	مقام سنجار	
۲۵۷	سندی وگلی	موصل	دو ہزار گھرانہ
۲۵۸	سورانی	کردستان	
۲۵۹	سورچی	اربیل	تین سو گھرانہ
۲۶۰	سور سوری	سنن داج	دو سو گھرانہ
۲۶۱	سور کیشلی	دیار بکر	پانچ سو گھرانہ
۲۶۲	سوری میری	مقام خانقین	دو ہزار دو سو پچاس گھرانہ
۲۶۳	سوری	کردستان، عراق	
۲۶۴	سوسنی	مہا آباد	ایک ہزار گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۶۵	سولی	آذربائیجان	
۲۶۶	سویدی	عراق	
۲۶۷	شہرانیان	عراق	
۲۶۸	سیری	فارس	
۲۶۹	سندی	کردستان	
۲۷۰	سیف کانی	مقام خالکانی	پانچ سو گھرانہ
۲۷۱	سینان	مقام مغربی حضرموت	
۲۷۲	سینا مین لی	مقام ملاطیہ	دو ہزار پانچ سو گھرانہ
۲۷۳	سیلوکان ۔	مقام دشت مرش	نو سو گھرانہ

ش

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۷۴	شادان جان	کردستان	
۲۷۵	شادلو	مقام بجنورد	اٹھارہ ہزار گھرانہ
۲۷۶	شادرلی	آذربائیجان	تین ہزار گھرانہ
۲۷۷	شاری	مقام زاب بزرگ	ایک ہزار گھرانہ
۲۷۸	شاہجان	ہمدان	پانچ ہزار گھرانہ
۲۷۹	شاہ قبادی	مقام جوان رود	پچاسی گھرانہ
۲۸۰	شاہکانی	فارس	
۲۸۱	شاہ سوری	مقام لیلاخ	ایک سو گھرانہ
۲۸۲	شاہونی	فارس	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۸۳	شاھیاری	فارس	
۲۸۴	شُہان	مقام پشتکوہ	
۲۸۵	شرفیانی	کرکوک	سات سو گھرانہ
۲۸۶	شکاک	سلیمانیہ۔ اُرومیہ	چھ ہزار گھرانہ
۲۸۷	شکرلی	مقام موش	
۲۸۸	شمیگی	مقام دینرہ	نو سو گھرانہ
۲۸۹	شُوان	کرکوک خانقین	دو ہزار گھرانہ
۲۹۰	شُوانکارہ	فارس	
۲۹۱	شوصان	مقام پُشتکوہ	
۲۹۲	شہراکی	فارس	

نمبرشمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۹۳	شہرادی	فارس	
۲۹۴	شیخ اسماعیل	کرکوک، زاب کوچک	ایک سوساٹھ گرانہ
۲۹۵	شیخ بزینی	کرکوک، زاب کوچک	چھ سو گھرانہ
۲۹۶	شیخ دودانلی	دیار بکر	دوسوگھرانہ
۲۹۷	شیربگی	کردستان	دوسوگھرانہ
۲۹۸	شیروان	مقام اربیل	ایک ہزار یا پانچ سو گھرانہ
۲۹۹	شیرواتی	عراق	
۳۰۰	شیوہ لی	مقام کفری	
		(ص)	
۳۰۱	صالحی	کرکوک	دوسوگھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۰۲	صباحی	پہلے ذکر ہو چکا ہے سبائی	
۳۰۳	صفی وند	مقام مالُ دشت	ایک سو گھرانہ
		(ط)	
۳۰۴	طابور اوغلی	مقام قرہ شہر	تین سو گھرانہ
۳۰۵	طالبانی	باب (ت) میں طالبانی ذکر ہو چکا ہے	
۳۰۶	طور عابدین	مقام عابدین	سات ہزار گھرانہ
		(ع)	
۳۰۷	عبدالرحمٰن	کردستان	
۳۰۸	عثمانوند	مقام ھَلیلان	پانچ سو گھرانہ
۳۰۹	عشایر سبعہ	موصل	نو سو گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۱۰	عمارلو	گیلان	دو ہزار گھرانے
۳۱۱	عمرانلی	مقام قرہ شہر	آٹھ سو گھرانے
۳۱۲	عمرلو	خراسان	
۳۱۳	عمرکل	کرکوک، خانقین	ایک سو پچاس گھرانے
۳۱۴	علوش	مقام حران	ایک سو پچاس گھرانے
۳۱۵	عوزیکی	عراق	
۳۱۶	عیساکی	مقام وان	
		(غ)	
۳۱۷	غدیدی - غدیری	مقام لیلاق	
		(ف)	
۳۱۸	فراق	فارس	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۱۹	تلک دینی	نہاوند	دوسو گھرانہ
۳۲۰	فیض اللہ بگی	مہا آباد	ایک ہزار پانچسو گھرانہ
۳۲۱	فیلہ کری	مقام کنگر	ایک سو گھرانہ
		(ق)	
۳۲۲	قادر مترلوسی	سنن داج	
۳۲۳	قادری	سلیمانیہ	
۳۲۴	قانان لو	کردستان	
۳۲۵	قالقانی	مقام شیخ حیدر	
۳۲۶	قبادی	مقام جوان رود	آٹھ سو گھرانہ
۳۲۷	قرہ الوس	خانقین	دو ہزار گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۲۸	قرہ چورلو	خراسان	
۳۲۹	قرہ حسن	مقام بستی	تین سو گھرانہ
۳۳۰	قرہ یارہ	لبتقاد	چار ہزار گھرانہ
۳۳۱	قشہ	مقام سیران	
۳۳۲	قلاب وند	مقام کوہ تاق	ایک ہزار گھرانہ
۳۳۳	قلائی	مقام کاکارضا	سو گھرانہ
۳۳۴	قلخانی	کرمان شاہ	
۳۳۵	قیتولی	پشتکوہ	
		(ک)	
۳۳۶	کاجتی	فارس	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۳۷	کارتاوی	آذربائیجان	
۳۳۸	کاک	مقام مازنجان	پانچ سو گھرانہ
۳۳۹	کاکو	سنن داج	
۳۴۰	کاکان لو	کرکوک	ایک ہزار پانچ سو گھرانہ
۳۴۱	کاکاوند	مقام دودھر سین	تین ہزار گھرانہ
۳۴۲	کمبرانی	براہوئی قبیلہ کا ایک شاخ	
۳۴۳	کداک	مقام کوہ دنیین	چھ صد گھرانہ
۳۴۴	کردنوری	آذربائیجان	ایک ہزار گھرانہ
۳۴۵	کردگالی	بلوچستان - پاکستان افغانستان	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۴۶	کرماج	کرکوک، سلیمانیہ، مہاآباد	
۳۴۷	کرمانی	فارس۔ کرمان مکران	
۳۴۸	کرما	مقام خادہ	تین سو گھرانہ
۳۴۹	کرندی	کرمانشاہ	چھ ہزار گھرانہ
۳۵۰	کرہ جب	کردستان، برجستان	
۳۵۱	کرہ شل	اُرزنجان۔عراق	چھ ہزار دو سو ساٹھ گھرانہ
۳۵۲	کنہ	خانقین	تین سو گھرانہ
۳۵۳	کورش زرین	سنن داج	
۳۵۴	کلاشی	کرمانشاہ	
۳۵۵	کلاڈگر	کردستان	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۵۶	کلاڈگوک	مقام روان سر	
۳۵۷	گلمھر	گیلان	دس ہزار گھرانہ
۳۵۸	کلیائی	کرمانشاہ	تین ہزار گھرانہ
۳۵۹	کلیسی	غزلی کردستان	
۳۶۰	کمال گر	سلیمانیہ	
۳۶۱	کولہ	کرمانشاہ	چارسو گھرانہ
۳۶۲	کوچری	سیواس، ترکی	دس ہزار گھرانہ
۳۶۳	کواردات	مقام جولہمرگ	تین ہزار گھرانہ
۳۶۴	کورا	اربیل	
۳۶۵	کوُرتی	کرکوک	

نمبرشمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۶۶	کورہ شلی	عراق	
۳۶۷	کوریان	عراق	ایک سو اسی گھرانہ
۳۶۸	کرزلی چات	عراق دیار بکر	
۳۶۹	کوساد	مصر	
۳۷۰	کوسہ	مقام سیاہ کو	چالیس گھرانہ
۳۷۱	کوکولی	عراق	تیس گھرانہ
۳۷۲	کوکلولی	کرمانشاہ۔ رستان	
۳۷۳	کولیین	مقام خربوت	
۳۷۴	کولی وند	مقام الیشتر	تین سو پچاس گھرانہ
۳۷۵	کوماسی	سغن داج	دوسو گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۷۶	کریان	مقام شرناق	دو ہزار ایک سو گھرانہ
۳۷۷	کویک	مقام سنہ دژ	ایک سو پچاس گھرانہ
۳۷۸	کاکا	مقام جولہ مرگ	
۳۷۹	کیچی یان	کردستان	ایک سو پچاس گھرانہ
۳۸۰	کیکان	مقام مرعش بلوچستان	
۳۸۱	کیوان لو	خراسان	
۳۸۲	کیوران	مقام گور	
		دگ ،	
۳۸۳	گاؤ خور	کرکوک	دو سو گھرانہ
۳۸۴	گاوری	اربیل - لرستان	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۸۵	گردی	اربیل	چھ سو گھرانے
۳۸۶	گرگہ	سنن داج	
۳۸۷	گشکی	زھاب	پچاس گھرانے
۳۸۸	گلالی	عراق	
۳۸۹	کلباغی	کردستان	دو ہزار گھرانے
۳۹۰	گل فرخی	مقام زاخو	
۳۹۱	گوران	کرمانشاہ	چھ ہزار گھرانے
۳۹۲	گورک	مہاآباد	دو ہزار گھرانے
۳۹۳	گوروس	مقام خزلوت	
۳۹۴	گرگر یشانلی	مقام مرعش	پانچ سو گھرانے

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۳۹۵	گیثر	مقام کفری	
۳۹۶	گیل	گیلان	
۳۹۷	گیوران	سیومرک	
۳۹۸	گردہ کش	ترکیہ	
		(ل)	
۳۹۹	لازبا	کردستان	
۴۰۰	لادین	شہرزدر	
۴۰۱	لالہ	لیلاخ	ساٹھ گھرانہ
۴۰۲	لُر	لرستان	
۴۰۳	لک	خانقین۔ لرستان اصفہان۔ ہمدان	سو ہزار گھرانہ

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۴۰۴	لک کردی	لرستان	
۴۰۵	لوسہ	مصر، شام	
۴۰۶	لولان لی	مقام موش	چار سو گھرانہ
۴۰۷	لولرزی	سنن دُرّ	
۴۰۸	لولو	عراق	
۴۰۹	لیلانی	کرکوک	پانچ سو گھرانہ
		م	
۴۱۰	ما بیر	کردستان	
۴۱۱	ماجوردان	مقام گنگاور	
۴۱۲	ماحالی	فارس	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۴۱۳	ماخانی	بورغاز	تین سو گھرانہ
۴۱۴	ماردنجان	کردستان	
۴۱۵	مازنجان	فارس	پانچ سو گھرانہ
۴۱۶	مافی	مہا آباد	
۴۱۷	ماگردان	قبیلہ ماجوران کا دوسرا نام	
۴۱۸	مامش	مہا آباد	ایک ہزار پانچسو گھرانہ
۴۱۹	ماماسنی	بلوچستان' افغانستان سیستان	
۴۲۰	ماماکانی	مقام طلاز کرد	
۴۲۱	مانیان	عراق	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۲م	مانوزآتلی	مقام ملازکرد	
۲۳م	ماحکی	کرمانشاہ	
۲۴م	مبارکی	فارس	
۲۵م	محمداسحاق	فارس	
۲۶م	محمدباشاری	فارس	
۲۷م	محمدی	مازنجانی	تین سو گھرانہ
۲۸م	محمودجبرائیلی	لیلاخ	ایک سو گھرانہ
۲۹م	محمودی	وان	
۳۰م	مدثر	فارس	
۳۱م	مرداس	عراق	

تعداد	مسکن	نام قبیلہ	نمبر شمار
ایکہزار دو سو گھرانہ	اردلان	سرلوائی	۴۳۲
	کردستان	مزدالکان	۴۳۳
ایک ہزار سات سو گھرانہ	موصل	مزوری یامسوری	۴۳۴
تیس گھرانہ	زلان	مصطفٰی اگی	۴۳۵
	فارس	مطلبی	۴۳۶
	مہا آباد	مکری	۴۳۷
	مہا آباد	مکری گورک	۴۳۸
	مہا آباد	مکری بولاق	۴۳۹
	عراق	مُلاشیگو	۴۴۰
	عراق	ملکانیان	۴۴۱

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۲۲۲	ملکشاہی	مقام پشتکوہ	
۲۲۳	منڈمی	کردستان	ایک ہزار دو سو گھرانہ
۲۲۴	منگور	مہاآباد	ایک ہزار پانچ سو گھر
۲۲۵	منوچہری	زاب	ایک سو پچاس گھرانہ
۲۲۶	موداتی	مازندران	
۲۲۷	مودکی	تبلیس	
۲۲۸	موستاکان	کردستان	
۲۲۹	موسیان	کردستان	
۲۵۰	موسی وند	مقام خادہ	دو ہزار پانچسو گھرانہ
۲۵۱	موشک	دیار بکر	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۴۵۲	خراسانی	خراسان	
۴۵۳	مہراکی	فارس	
۴۵۴	مہرانی	مصر	
۴۵۵	میر	مقام الشتر	پچاس گھرانہ
۴۵۶	میران	مقام سعود	آٹھ ہزار گھرانہ
۴۵۷	میرسنسان	عراق	
۴۵۸	میلان	آذربائیجان	
۴۵۹	میلی	مقام دیرسم	بیس ہزار گھرانہ
		(ن)	
۴۶۰	نادیا	مرعش	

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۴۶۱	ناصرلی	النقرہ	چھ سو گھرانہ
۴۶۲	نامی وند	نحاب	سو گھرانہ
۴۶۳	نسانکلی	بیلوار	ایکسو پچاس گھرانہ
۴۶۴	نذرلی	مرعش	
۴۶۵	نصیری	کرمانشاہ	ایک سو گھرانہ
۴۶۶	نری	نائیری قبیلہ کا ایک طائفہ ہے	
۴۶۷	نورالہی	مقام دلغان	ایک ہزار گھرانہ
۴۶۸	نوزرلی	قبیلہ جات کا ایک شاخ ہے	
۴۶۹	نیرکارپ	کرکوک	
۴۷۰	نیریزی	کرمانشاہ	

تعداد	مسکن	نام قبیلہ	نمبر شمار
	(و)		
	مقام وان	وان	۴۷۱
	دیوان درہ	ورمزیار	۴۷۲
تین سو گھرانے	زحاب	ولدبگی	۴۷۳
	مقام مرعش	ولیانی	۴۷۴
	(ھ)		
	آذربائیجان	ھازنی	۴۷۵
بیس ہزار گھرانے	مقام زوان۔ وورد	ہرکہ	۴۷۶
	مقام ھفتیان	ھفتیان	۴۷۷
	باب رحا میں ذکر ہوچکا ہے	ھکاری	۴۷۸

نمبر شمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۴۷۹	صلاح	دان	نو سو گھرانہ
۴۸۰	صیلان	مقام پشتکوہ	
۴۸۱	ہمارو	کردستان	
۴۸۲	ہماوندی	خانقین	
۴۸۳	حمہ وند	سلیمانیہ	
۴۸۴	ھورامی	قبیلہ اورامی ہے جو الف میں ذکر ہوا ہے	
		(ی)	
۴۸۵	یزیدی	وان رسنجار	
۴۸۶	یعقوبی	موصل	

نمبرشمار	نام قبیلہ	مسکن	تعداد
۴۸۷	یوسوند	مقام الشتر	با پنج سو گھرانہ
۴۸۸	یوسو یار احمدی	کرمانشاہ	

کتابیات جس سے تاریخ بلوچ و بلوچستان لکھتے وقت استفادہ کیا گیا ہے۔

۱- تاریخ مردوخ جلد اول تصنیف آقای شیخ محمد مردوخ کردستانی
۲- تاریخ کوردگال نامک تصنیف آخوند محمد صالح
۳- تاریخ سیستان تصنیف ملک الشعرا بہار
۴- تاریخ شاہنشاہی ہخامنشی ترجمہ فارسی ڈاکٹر محمد بقا۔
۵- تاریخ سیاسی پارت (اشکانیاں) ترجمہ فارسی علی اصغر حکمت
۶- تاریخ بلوچستان تصنیف لالہ ہیتھو رام
۷- تاریخ جلد اول و جلد دوئم تصنیف میر گل خان نصیر
۸- تاریخ کوچ و بلوچ تصنیف میر گل خان نصیر
۹- بلوچ قوم اور اس کی تاریخ تصنیف مولانا نور احمد فریدی
۱۰- تاریخ مختصر افغانستان تصنیف عبدالحی حبیبی
۱۱- تاریخ بلوچ- بلوچ قوم کا حسب نسب تصنیف ڈاکٹر میر عالم خان راقب
۱۲- تاریخ بلوچستان۔ ماقبل تاریخ تصنیف ملک محمد سعید بلوچ
۱۳- تاریخ چچ نامہ تصنیف علی کوفی
۱۴- تاریخ معصومی تصنیف میر محمد معصوم بکھری
۱۵- تاریخ طاہری تصنیف طاہر محمد نسیانی ٹھٹوی
۱۶- تاریخ تحفتہ الکرام تصنیف میر علی شیر قانع ٹھٹوی
۱۷- تاریخ سندھ۔ جلد اول۔ جلد دوئم تصنیف اعجاز الحق قدوسی
۱۸- تاریخ سندھ عہد کلہوڑہ جلد ششم حصہ اول و دوئم تصنیف

غلام رسول مہر۔
۱۹۔ تاریخ اسلام۔ جلد اول، دوئم، سوئم، چہارم تصنیف شاہ معین الدین احمد ندوی۔
۲۰۔ تاریخ ابن خلدون۔ اردو ترجمہ، جلد اول تا جلد ہفتم۔
۲۱۔ تاریخ ابن خلدون قبل از اسلام اردو ترجمہ جلد اول و دوئم
۲۲۔ مقدمہ تاریخ ابن خلدون اردو ترجمہ جلد اول و دوئم
۲۳۔ تاریخ فتوح البلدان، البلاذری اردو ترجمہ
۲۴۔ تاریخ رحمت اللعالمین، تصنیف، قاضی محمد سلیمان، سلمان منصور پوری، جلد اول، دوئم، سوئم۔
۲۵ تاریخ افکار سیاسات اسلامی۔ تصنیف عبدالوحید خان، بی اے۔ ایل۔ بی
۲۶۔ تاریخ اسلام، تاریخ طبری۔ اردو ترجمہ عبداللہ العمادی
۲۷ تاریخ فیروز شاہی۔ تصنیف سراج خفیف اردو ترجمہ
۲۸۔ تاریخ تزک تیموری، اردو ترجمہ سید ابوالہاشم ندوی بی اے
۲۹۔ تاریخ تزک بابری، اردو ترجمہ، رشید اختر ندوی
۳۰۔ تاریخ ہمایوں نامہ، اردو ترجمہ رشید اختر ندوی
۳۱۔ تاریخ تزک جہانگیری اردو ترجمہ مولوی احمد علی صاحب رام پوری
۳۲۔ تاریخ الوریحان البیرونی اردو ترجمہ سنگ میل پبلیکیشن لاہور
۳۳۔ تاریخ منتخب اللباب، اردو ترجمہ خافی خان۔ جلد اول۔ دوئم سوئم۔ چہارم۔

۳۴- تاریخ عبرت کدہ سندھ - اردو ترجمہ سید محمد ضامن کنتوری
۳۵- تاریخ حیات افغانی، تصنیف نواب محمد حیات خان گھنڈا پوری
۳۶- تاریخ سیر المتاخرین تصنیف سرآمد ـ مورخان
۳۷- تاریخ آئین اکبری اردو ترجمہ جلد اول ـ دوئم ـ سوئم
۳۸- تاریخ جہانگشای نادری فارسی تصنیف مرزا مہدی خان آسترآبادی
۳۹- تاریخ قوم بلوچ و خوانین بلوچ تصنیف اعلیٰ حضرت میر احمد یار خان، خان آف قلات
۴۰- ہسٹری آف سیستان - جی - پی - ٹیٹ
۴۱- ہسٹری آف دی کنٹری آف بلوچستان - اے ڈبلیو ہیوز
۴۲- ہسٹری آف پرشیا - سرپرسی سائیکس جلد اول و دوئم
۴۳- ہسٹری آف انڈیا، تصنیف ایلیٹ، جلد اول دوئم سوئم
۴۴ - ہسٹری آف ورلڈ - ایچ اے گلانس جوسف رئیز
۴۵ ہسٹری آف بلوچ ریس تصنیف محمد سردار خان بلوچ
۴۶- ہسٹری آف انڈیا - ونسینٹ سمتھ
۴۷- ہسٹری آف درانی - مازکی، مونٹ اسٹورٹ الفنسٹن جلد اول، دوئم -
۴۸- ہسٹری آف ایران - سرجان ملکم -
۴۹- ہسٹری آف اینشنٹ پرشیا - اسٹرابون
۵۰- ہسٹری آف اینشنٹ پرشیا - پیرنیا -

۵۱۔ ہسٹری آف افغانستان جے۔ پی۔ سیلی۔ سن
۵۲۔ ہسٹری آف اورنگ زیب۔ جے سرکار
۵۳۔ ہسٹری آف برٹش ایمپائر ان انڈیا۔ ای تارٹھن
۵۴۔ ہسٹری آف انڈیا، ڈبلیو ہنٹر۔
۵۵۔ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹیئر۔ سراوان۔ جھالاوان۔ کچھی، تالیف یوز گمبر
۵۶۔ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹیئر، مکران، خاران، تالیف یوز گمبر
۵۷۔ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹیئر۔ لس بیلہ تالیف یوز گمبر۔
۵۸۔ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹیئر لولان، چاغی۔ تالیف یوز گمبر
۵۹۔ بلوچستان گزیٹیئر۔ کوئٹہ۔ پشین تالیف یوز گمبر
۶۰۔ ٹریولز ان بلوچستان اینڈ سندھ تالیف ہینری پوٹنجر
۶۱۔ دی لینڈز آف دی ایسٹرن کیلیفیٹ فارسی ترجمہ محمود عرفان
۶۲۔ دی پیپلز آف پاکستان۔ تالیف گینکوسکی
۶۳۔ دی سرچ لائیٹ آن بلوچیز اینڈ بلوچستان تصنیف جسٹس خدا بخش مری۔ بار اپٹ لاء
۶۴۔ انسائیڈ بلوچستان تصنیف میر احمد یار خان۔ خان آف قلات
۶۵۔ دی بلوچیز ترو سینچریز۔ ہسٹری ورسس لیجینڈ جسٹس خدا بخش مری
۶۶۔ آؤٹ لائینز آف اسلامک کلچر، پروفیسر شاستری پروفیسر ایرانی زبان میسور یونیورسٹی

۶۷- فایو گریٹ مانرکیز آف اینشنٹ ایسٹرن ورلڈ جی رالنسن جلد اول - دویم، سویم، چہارم
۶۸- ایرئین اکونٹ آف نیارکس - تصنیف ایرین
۶۹- ایکراس دی - بورڈر، پٹھان اینڈ بلوچ - تصنیف ایڈورڈ، ای، آلور
۷۰- دی کنٹریز، ایڈجسنٹ ٹو انڈیا، ان دی نارتھ ایسٹ سندھ، افغانستان، پنجاب، بلوچستان، تصنیف ایڈورڈ تھارنٹن
۷۱- جرنی ٹو قلات، چارلس میسن،
۷۲- امپیریل گزٹ آف انڈیا، پراونشل سریز، بلوچستان لوزنمبر
۷۳- وانڈرنگز ان بلوچستان، تصنیف میجر جنرل میگریگر
۷۴- دی فرنٹیئرز آف بلوچستان تصنیف جی پی ٹیٹ
۷۵- اے میمائیر آن دی کنٹری اینڈ فیملی آف احمدزئی خانز آف قلات تصنیف - جی - پی ٹیٹ -
۷۶- آن الیکس پلورڈ بلوچستان تصنیف ارنیسٹ آئیسکو فلوسر-
۷۷- دی انڈین بوڈر لینڈ - تصنیف سرنل ہنگرفورڈ - ہولڈچ
۷۸- دی فارورڈ پالیسی اینڈ اٹس ریزلٹ تصنیف رچرڈ بروس
۷۹- قلات آفیرز تصنیف ا ذسرکاری ریکارڈ
۸۰- ہسٹری آف مسلم کلچر ان انڈیا - پاکستان
۸۱- دی پٹھان، تصنیف اولف کیرو
۸۲- فسٹ افغان وار

۸۳- پرنسپل نیشنز آف انڈیا
۸۴- کرانولوجی آف اینشنٹ نیشنز
۸۵- انڈیا ترو ایجیز
۸۶- دی گیٹ وے آف انڈیا، تصنیف سرٹی ایچ ہولڈچ
۸۷- ڈکلائین اینڈ فال آف رومن ایمپائیر تصنیف ای گبن
۸۸- دی ورلڈ آف ٹوڈے تصنیف اے آر ہوپ منگر جلد اول، دوئم
۸۹ مارکو پولو تصنیف سی بی جونی جلد اول دوئم
۹۰- لیٹر مغل ہسٹری آف دی پنجاب تصنیف ایچ گپتا
۹۱- برٹش ڈومی نینز ان انڈیا- تصنیف سرائے لایل
۹۲- لوہر انڈس بیس تصنیف ایم بی پتھاوالا
۹۳- پاپولر بلوچ پوئیٹری تصنیف ایم ایل ڈیمز
۹۴- رولرز آف انڈیا رنجیت سنگھ تصنیف سرایل گرفن
۹۵ جنرنیزان بلوچستان افغانستان اینڈ دی پنجاب تصنیف چارلس میسن
۹۶- سینٹرل ایشیا، تصنیف جے یوٹن
۹۷- رولرز آف انڈیا تصنیف ایچ ایم اسٹی فنرز
۹۸- نرٹیو آف دی وزٹ ٹو دی کورٹ آف سندھ تصنیف جی برنز
۹۹- دی اینشنٹ ورلڈ تصنیف پی وڈہم سمتھ
۱۰۰- رولز آف انڈیا جے۔ ایس۔ کاٹن

۱۰۱ دی براہوئی پرابلم تصنیف سر ڈینس برے
۱۰۲ فرنٹیئر اینڈ اوورسیز ایجس پبلیکیشنز قرام انڈیا
۱۰۳ ترد الیشیاٹک لڑکی تصنیف جی گیری
۱۰۴- مسلمان ریلیسنر فونڈ اِن سندھ۔ بلوچستان اینڈ افغانستان تصنیف کے ب صادق علی
۱۰۵- دی ہسٹری آف انترا پولوجی تصنیف بینڈی ڈشی
۱۰۶- یونٹی آف دی یومن ریس۔ تصنیف سمتھ
۱۰۷- اے سٹاریکل اینڈ ایتنالوجیکل اسکیچ آف بلوچ ریس تصنیف ایم ایل ڈیمز
۱۰۸- اسپرٹ آف اسلام تصنیف سید امیر علی
۱۰۹- انٹروڈکشن ٹو اے گرامر آف دی بلوچی لائین گورج، تصنیف اے موکلر،
۱۱۰ بلوچی گرامر۔ تصنیف۔ اچ نکل
۱۱۱- برٹش انڈیا تصنیف آر۔ ڈبلیو۔ فریزر
۱۱۲ ارض القرآن۔ تصنیف سید سلیمان ندوی
۱۱۳- قصص الانبیا
۱۱۴- دائرۃ المعارف انگریزی
۱۱۵- شاہ نامہ فردوسی

BALUCHISTAN
Registan
Helmund
Desert
Kalat
Muhammadani
Bampusht
Sarbas
Champ Sarbas
Geh
Kuh-i-Taftan
Kuhi Basma
Dizak
Kharan
Kech
Tump
Sami
Talar
Pasni
Chahbar
Rakhshan R.
Jam Kelar
Kamran
Sarhad
Makran
Kohistan
Bashakird
Kurachi

ہماری چند اہم مطبوعات

- بلوچستان کی کہانی شاعروں کی زبانی ــــ مرحوم میر گل خان نصیر ملک الشعراء
- بلوچستان ماقبل تاریخ ــــــــ ملک محمد سعید بلوچ
- بلوچی گرامر (اردو میں) ــــــــ آغا میر نصیر خان احمدزئی
- بلوچی گرامر (انگریزی میں) ــــــــ آغا میر نصیر خان احمدزئی
- بلوچی عشقیہ شاعری ــــــــ مرحوم میر گل خان نصیر ملک الشعراء
- بلوچی رزمیہ شاعری ــــــــ مرحوم میر گل خان نصیر ملک الشعراء
- سائکل ــــــــ غنی پرواز
- اولس واجہی ــــــــ غلام محمد شاہوانی
- تاریخ بلوچستان ــــــــ لالہ ہتورام
- پرنگ ــــــــ مرحوم میر گل خان نصیر ملک الشعراء
- گاریں گوہر ــــــــ مرحوم ڈاکٹر محمد حیات مری
- مکران ءِ شعر ــــــــ مولوی عبداللہ بیشنی ءِ پربستگیں
- زری لوڈ ــــــــ ملک دینار میرواڑی ءِ شیرانی دپتر
- سمو بیلی مست ــــــــ مٹھا خان مری
- گچین (کسمانک) ــــــــ اشیر عبدالقادر شاہوانی
- ریکانی تل ءَ ھلکے ــــــــ میرا احمد بادینی
- بلوچی اردو بول چال ــــــــ عزیز محمد بگٹی

بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ